PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224696

UNIVERSAL
LIBRARY

(جملہ حقوق بہمہ وجوہ محفوظ ہیں)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

بحسنِ توفیق فاعل کن فکان خالق انس و جان ایں شرح عبقری یعنی

فیوض عثمانی

بنام نامی

تاجدار دکن ہز اگزائلٹڈ ہائی نس آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ سلطان العلوم نواب میر سر عثمان علی خاں صاحب بہادر فتح جنگ جی سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ بی۔ فرماں روائے حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ

شرح

فصول اکبری

مصنفہ

مولانا مولوی عبد الرب صاحب میرٹھی

ملنے کا پتہ

مینجر کتب خانہ امدادیہ دیوبند

(یو۔پی انڈیا)

LIBRARY HYDERABAD

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نوّر قلوبنا بنور الایمان وصرف عقولنا الی تصحیح الاعتقاد والاذعان والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد مظہر العجائب والاتقان وعلی آلہ واصحابہ الذین مالوا عن العلل والاحزان بنور الہدایہ والایمان۔

اما بعد۔ دنیا میں اکثر زبانیں ایسی ہیں جن کے سیکھنے کے لئے ابتداءً قواعد کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی لیکن عربی زبان کچھ ایسے نہج پر واقع ہوئی ہے کہ اس میں زبر کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ پیش پڑھنے سے کلمات کے معنی بدل جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے عربی زبان کے سیکھنے کے لئے سب سے پہلے اس کے قواعد کا جاننا اور اس میں کافی معلومات پیدا کرنا ایسا ضروری امر ہے جس کے حاصل کئے بغیر عربی زبان کا شروع کرنا ناممکن ہے۔ عربی زبان کے قواعد یعنی صرف ونحو کی ابتدا اور اس کے تدوین کے حالات میں نے اپنی کتاب بدر منیر شرح نحو میر اور حبیبیہ شرح کافیہ میں کافی طور سے لکھ دیئے ہیں من اراد ان یطلع علیہا فلیرجع الیہما۔ علماء نے علم صرف میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے ایک کتاب فصول اکبری فارسی زبان میں ہے جو ایک جامع اور حاوی اصول کتاب ہے۔ یہ علامہ قاضی محمد اکبر صاحب مرحوم ومغفور کی تصانیف سے ہے۔ علامہ موصوف شہر الہ آباد صوبہ یو۔ پی کے رہنے والے تھے۔ علامہ مذکور کی علم صرف میں بزبان عربی ایک کتاب اصول اکبری ہے جس کا میں نے اس شرح میں بہت سی جگہ حوالہ دیا ہے۔ فصول اکبری جمیع مسائل صرفیہ پر

مشتمل ہونے کے باوجود دیکھا ایسی مختصر اور ما قلّ و دلّ واقع ہوئی ہے جس کے مطالب کا بغیر کسی شرح کے سمجھنا دشوار ہے۔ فارسی زبان میں اس کی متعدد شرح ہیں۔ میں نے چاہا کہ اُردو زبان میں بھی اس کی کوئی شرح ہو اس شرح کے لکھنے سے میرے دو مقصد ہیں۔ (۱) فصول اکبری جیسی جامع مختصر اور دقیق کتاب کو عام فہم بنانا تاکہ ہر قسم کے طلبا بآسانی مستفید ہو سکیں۔ (۲) اُردو زبان علمی سرمایہ دار زبان ہو جائے۔ سب سے برتر اور شکریہ کی مستحق ذات بابرکات تاجدار دکن ہز اگزالٹڈ ہائنس آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ **سلطان العلوم نواب میر سر عثمان علی خاں صاحب** بہادر فتح جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی فرماں روائے حیدرآباد دکن ہے۔ خدا اُن کی مملکت کو ہمیشہ محفوظ و مامون رکھے۔ آپ نے علم کی اشاعت اور خصوصاً اُردو زبان کو علمی سرمایہ دار بنانے کی زیادہ کوشش فرمائی۔ آپ کی علم نوازیاں اس قدر عام ہیں کہ اگر ان پر کوئی اجمالی تبصرہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں باغ علم کے بہت سے ایسے پودے ہیں جو اس چشمۂ صافی سے سیراب ہو رہے ہیں پس تعلیمی سلسلہ میں اعلیٰحضرت کی فیاضیاں ہر زمانہ میں ستائش و توصیف سے بالاتر رہی ہیں۔ اسلامی ہند کا ہر ذرّہ اس خورشید درخشاں کی طلائی کرنوں سے ہمیشہ فیض یاب ہوتا رہتا ہے۔ خدائے لایزال کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ ہمارے اس نیک سیرت اور علم پرور فرماں روا کو تا دیر سلامت رکھے۔ میں نے اسکا نام اعلیٰحضرت کے نام نامی پر **فیوض عثمانی شرح فصول اکبری** رکھا۔ اس ناچیز نے فصول اکبری کے نفس مطلب کی توضیح و تشریح میں اپنی سی بہت کچھ کوشش کی ہے خدائے برتر اس کو قبول فرمائے۔ آمین۔ تاہم میں بشر ہوں اور نسیان و غلطی میرا خمیر ہے اگر مجھ سے کوئی بات رہ گئی ہو تو اربابِ نظر سے امید ہے کہ ؎

بقدر وسع در اصلاح کوشند ؛ اگر اصلاح نتوانند پوشند

خاکسار خادم العلماء **عبد الرب** خلف حافظ عبد المجید صاحب مرحوم و مغفور ساکن محلہ مشائخاں شہر میرٹھ۔ یو۔ پی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمد للہِ ربِّ العالمین والعالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمدٍ وآلہ اجمعین

بداں علمک اللہ تعالیٰ کہ کلمات عرب سہ قسم ست۔ فعل واسم وحرف

فعل کلمہ ایست مبنی برائے افہام معنی بایکی از ازمنہ ثلثہ ماضی وحال

(بالکسر اسم مصدر بمعنی نام کردن ومصدر دبالفتح بمعنی نام کردن)

تقدیس بنا بر کثرت تصریفاست ونظر مرتبی بر تصریف ۱۲

ومستقبل چوں فتح اللہ کشاد خدا و یفتح می کشاید یا خواہد کشاد واسم

اختیار ایں دو مثال برائے تفاؤل است یعنی گویا دریں

از علم بر طالب علم کشادہ شد یا بیشود تا ازاں

کلمہ ایست موضوع برائے۔

قولہ بسم اللہ ب اس میں استعانت کی ہے اور یہ فعل مقدر کے متعلق ہے اور وہ یا تو ابتدأ ہے یا اشرع اس لئے کہ اس کا متعلق وہ فعل ہوتا ہے کہ جس کا متکلم تسمیہ کے بعد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے پس اگر وہ قرات قرآن سے پیشتر بسم اللہ کہے تو فعل محذوف اقرأ ہوگا وعلیٰ ہذا القیاس پس تقدیر عبارت اس طرح ہوگی کہ باستعانۃ اسم اللہ الرحمن الرحیم اشرع (اللہ ہی کے نام کی مدد سے جو بڑا رحمن ورحیم ہے شروع کرتا ہوں) اور فعل کو آخر میں مقدر اس وجہ سے مانا گیا تاکہ مشرکین کے طریقہ پر رد ہو جائے اس لئے کہ وہ ہر کام کو باسم الات و باسم العزیٰ سے شروع کیا کرتے تھے (لات اور عزیٰ بتوں کے نام ہیں) پس موحدین کو لازم ہے کہ وہ اس مقام میں بلکہ ہر کام کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام حصر و اختصاص کے ساتھ لیں اور یہ حصر و اختصاص اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب معمول کو اسکے عامل پر مقدم کیا جائے لہذا اشرع کو آخر میں مقدر مانا اور لفظ اسم بصریین کے نزدیک اصل میں سِمْوٌ تھا بمعنی رفعت واؤ کو خلاف قیاس نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور پھر سین کو ساکن کر کے اس کے عوض میں ہمزۂ وصل مکسور لے آئے اسمٌ ہوا اور یہ ہمزۂ مضمومہ کے ساتھ بھی آیا ہے اور کوفیوں کے نزدیک یہ اصل میں وسمٌ تھا بمعنے علامت واؤ مکسور ہمزہ سے بدل گئی جیسے اشاحٌ میں کہ اصل میں وشاحٌ تھا بمعنی زیور یکے در گلو آویزند یعنی ہار بہر تقدیر بسم اللہ میں اسم کا ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے کتابت اور تلفظ میں گر جاتا ہے اسی وجہ سے

اس کے عوض میں باکو طویل لکھتے ہیں لیکن باسم ربک اور اس جیسی ترکیب میں ہمزہ کو نہیں گراتے اس لئے کہ یہ کثیر الاستعمال نہیں ہیں۔ اور لفظ اللہ بر مذہب صحیح اس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے اور یہ اپنی اصل پر ہے اور کسی سے مشتق نہیں ہے چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باری تعالےٰ کے اس نام میں تغیرات اشتقاقیہ کو کوئی دخل نہیں ہے اس وجہ سے کہ جس طرح ذات باری تعالےٰ عزاسمہ میں کوئی تغیر نہیں ہے اسی طرح اس کے اسم ذات میں بھی کوئی تغیر نہیں ہونا چاہیئے۔ یا یہ اصل میں الٰہ تھا بروزن فعال یکسر فا بمعنی مالوھا یعنی پرستیدہ جیسے امام بمعنی ماموم اور آلہۃ اور الاہۃ اور الٰہۃ اور الوہۃ اور الوہیۃ سے مشتق ہے بمعنی پرستش کرنا اسی سے الٰہ ہے بمعنی پرستش کی۔ اور سیبویہ کے اس میں تین قول ہیں۔ اول یہ کہ وہ اصل میں الٰہ تھا ہمزہ کو بقاعدہ یسئل حذف کر دیا اور پھر پہلے لام کو ساکن کر کے دوسرے لام میں ادغام کر دیا اللہ ہوا۔ دوم یہ کہ وہ اصل میں الٰہ بروزن فعال تھا ہمزہ کو خلاف قیاس تخفیفاً حذف کر دیا اور پھر اس کے عوض میں الف لام لے آئے دو لام جمع ہوئے پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا اللہ ہوا۔ سوم یہ کہ وہ اصل میں لاہ تھا اور اس وقت وہ اس کو ولہ بفتح لام سے مشتق مانتے ہیں۔ بمعنی چھپنا اور پردہ میں چلا جانا پھر اس پر الف لام زائد لازم غیر عوضی داخل کر دیا بعد میں ادغام کر دیا۔ فجری مجری الاسم العلم۔ اور بعض محققین کا مسلک ہے کہ اللہ میں الف لام عوض کا ہے اور اپنے مدخول سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور یہ اصل میں الٰہ تھا بمعنی معبود پس اس کا اطلاق ذات باری تعالےٰ پر غالب ہو گیا۔ اور ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف لام لے آئے اور اللہ میں تعریف بسبب غلبۂ علمیت کے ہے اور لام عوضی ہے نہ کہ تعریفی اور وہ ذات باری تعالےٰ کا نام ہے اور باقی اسماء صفاتی ہیں

قولہ۔ الرحمٰن الرحیم یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور رحمتٌ سے مشتق ہیں جیسے ندم سے ندمانٌ اور ندیمٌ اور رحمت کے لغوی معنی رقت قلب کے ہیں مگر یہاں رحمت سے مراد احسان ہے جو رقت قلب کا اثر و نتیجہ ہے۔ رحمٰن و رحیم سے ابلغ ہے اس لئے کہ بنا کی زیادت معنی کی زیادت پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا کہا جاتا ہے کہ یا رحمٰن الدنیا والآخرۃ و یا رحیم الدنیا۔ اس لئے کہ اخروی نعمتیں سب کی سب عظیم ہیں اور دنیوی نعمتیں جلیلہ بھی ہیں اور حقیرہ بھی۔ پس معنی یوں ہوں گے کہ (اے بڑی نعمتوں کے دنیا اور آخرت میں عطا کرنے والے اور اے چھوٹی نعمتوں کے دنیا میں عطا کرنے والے) اور رحمٰن باری تعالیٰ عزاسمہ کے ساتھ خاص ہے بخلاف رحیم کے کہ اس کا اطلاق غیر خدا پر بھی جائز ہے اور رحمٰن کی تقدیم رحیم پر عموم و خصوص کے لحاظ سے ہے۔

قولہ۔ الحمد لغت میں بمعنی تعریف کرنا لیکن اصطلاح میں اس ثنا کو کہتے ہیں جو زبان سے جمیل اختیاری حقیقی یا حکمی پر تعظیم کے ارادہ سے ہو خواہ وہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو اور شکر وہ امر ہے جو تعظیم منعم پر دلالت کرے نعمت کے مقابلہ میں ہو خواہ وہ زبان سے ہو یا دل سے یا جوارح سے۔ حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر کی

نقیض کفران۔ پس حمد باعتبار مورد و محل شکر سے خاص ہے اس لئے کہ حمد کا مورد و محل صرف زبان ہے اور شکر کا مورد و محل زبان اور دل اور جوارح ہیں۔ اور باعتبار متعلق وہ شکر سے عام ہے اس لئے کہ حمد نعمت اور غیر نعمت دونوں کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔ بخلاف شکر کے کہ وہ صرف نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور ان دونوں کے مفہوم کے درمیان عموم و خصوص من وجہ ہے اس لئے کہ اس ثنا پر جو زبان سے ہو اور نعمت کے مقابلہ میں ہو تو دونوں صادق آتے ہیں اور اس ثنا پر جو زبان سے ہو لیکن نعمت کے مقابلہ میں نہ ہو حمد صادق آتی ہے اور اس ثنا پر جو غیر لسان سے ہو اور نعمت کے مقابلہ میں ہو شکر صادق آتا ہے۔ کذا فی التجرید۔ اور مدح اس ثنا کو کہتے ہیں جو جمیل اختیاری پر ہو یا غیر اختیاری پر بخلاف حمد کے کہ اس میں محمود علیہ کا اختیاری ہونا ضروری ہے اگرچہ وہ حکماً ہی کیوں نہ ہو جیسے صفات باری تعالیٰ۔ پس حمدتُ زیداً علی علمہ و کرمہ کہہ سکتے ہیں لیکن حمدتُ زیداً علی حسنہ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ مدحتُ زیداً علی حسنہ کہیں گے۔ اسی طرح مدحتُ اللولوَ علی صفائہا کہہ سکتے ہیں۔ نہ کہ حمد تہا اور الحمد میں الف لام استغراق کا ہے یعنی خالق اور مخلوق کی تمام محامد حقیقت میں اللہ کے لئے ہیں یا جنس کا ہے یعنی ماہیت حمد اللہ کے لئے ہے۔

قولہ۔ رب یا تو مصدر ہے بمعنی پرورش کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً حد کمال کو پہنچانا اور اس وقت اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر بطور مبالغہ ہوگا جیسے زیدٌ عدلٌ یا بمعنی اسم فاعل ہے یا وہ ربٌّ صیغۂ اسم فاعل کا مخفف ہے یا صفت مشبہ کا صیغہ ہے جیسے صعبٌ بمعنی مالک اور صفت مشبہ اگرچہ فعل متعدی سے نہیں آتا لیکن قاعدہ ہے کہ جب متعدی سے صفت مشبہ کو بناتے ہیں تو اس وقت اس کو باب لازم میں لیجا کر بناتے ہیں۔

قولہ۔ العالمین اول بفتح لام جمع عالم بفتح لام کی ہے اصل میں بمعنی ما یعلم بہ الشئ ہے یعنی وہ چیز جس سے دوسری چیز معلوم ہو اس لئے کہ فاعل بفتح عین بمعنی ما یفعل بہ ہوتا ہے۔ جیسے خاتم بمعنی ما یختم بہ اور قالب بمعنی ما یقلب بہ لیکن بعد میں اس کا استعمال (اس چیز میں کہ جس سے صانع معلوم ہو) غالب ہوگیا اور وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ ہے پس عالم عرف میں جمیع ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک عالم بمعنی علامت ہے اور یہ اصل میں علم تھا الف کو اتباع کے لئے زائد کرتے ہیں چونکہ عالم مذکور وجود واجب تعالیٰ پر علامت ہے لہٰذا اس کا یہ نام رکھا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عالم بمعنی جمیع ماسوائے اللہ ہے تو اس کی جمع لانے سے کیا فائدہ۔

جواب یہ ہے کہ عالم اگرچہ بانفرادہ معنی مقصود کا فائدہ دیتا ہے لیکن جمع کا لانا تعدد انواع کے لحاظ سے ہے۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب لفظ عالم (جمیع ماسوائے اللہ) کا نام ہے جو عقلاً اور غیر عقلاً سب کو شامل ہے تو اس کی جمع واؤ یا یا اور نون کے ساتھ جو ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے کیوں لائے۔ جواب یہ ہے کہ اس کی یہ جمع اشرف اجزاء اور تغلیب ذوی العقول کے اعتبار سے ہے جیسے انسان اور ملائکہ اور جن اور اگر کوئی کہے

سلسلہ میں نے زید کے علم و کرم کی حمد کی ہے تو میں نے زید کے حسن کی مدح کی ہے اور میں نے موتی کی صفائی کی مدح کی ہے۔

کہ رب العالمین میں اضافت لفظی ہے اس لئے کہ رب صیغۂ صفت ہے جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے اور اضافت لفظی تعریف کا فائدہ نہیں دیتی لہذا چاہیئے کہ یہ اللہ کی صفت جو معرفہ ہے نہ واقع ہو۔ جواب یہ ہے کہ اضافت لفظی میں یہ شرط ہے کہ صفت میں زمانہ حال یا استقبال پایا جائے اور اس جگہ رب میں زمانہ استمرار ہے اور شرط کے فوت ہو جانے سے مشروط فوت ہو جاتا ہے لہذا یہ اضافت معنوی میں جو تعریف کا فائدہ دیتی ہے داخل رہے گا۔ علاوہ ازیں اضافت لفظی کی مطلقاً ہیئت ترکیبی اگرچہ تعریف کا فائدہ نہیں دیتی لیکن اس جگہ پر یہ ترکیب خاص باعتبار معنی تعریف کا فائدہ دیتی ہے۔ اس وجہ سے کہ رب العالمین کا مصداق خدائے تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور چونکہ احتمال ہے کہ رب العالمین اللہ سے بدل ہو یا حال یا منادیٰ یا منصوب علی المدح لہذا اعتراض مذکور جو اس کو صرف صفت قرار دینے کی صورت میں تھا لازم نہیں آتا۔

قولہ۔ العالمین ثانی بکسر لام جمع عالم بکسر لام کی ہے بمعنی (جاننے والا) اور اس سے مراد یا تو بالعموم ذوی العقل ہیں یا افراد انسان میں سے بالخصوص علماء اور عقلاء بہر تقدیر اہل علم کے اظہار عظمت و شرافت کے لئے تخصیص بعد تعمیم ہے خواہ وہ اہل علم بالفعل ہوں یا بالقوہ۔ جیسے قول باری تعالیٰ واخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح اور تنزل الملائکۃ والروح میں۔

قولہ۔ والصلوٰۃ یہ اصل میں صَلَوَۃٌ بفتحات ثلثہ تھا واؤ کو الف سے بدل لیا یہ تصلیۃٌ کا اسم ہے اسی وجہ سے یہ صلی کا مفعول مطلق واقع ہوتا ہے اور یہ بعض کے نزدیک مشترک لفظی ہے یعنی جبکہ اس کی نسبت خدائے تعالیٰ کی طرف ہو خواہ کلام الٰہی میں ہو یا کلام بندہ میں تو اس سے مراد رحمت ہے۔ اور اگر اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو اس سے مراد استغفار ہے اور اگر مؤمنین کی طرف ہو تو مراد دعا ہے۔ اور اگر اس کی نسبت طیور وہوام کی طرف ہو تو مراد تسبیح ہے۔ اور بعض محققین کے نزدیک یہ مشترک معنوی ہے یعنی اس کی وضع عطف اور افادۂ خیر کے لئے ہے جو معانی مذکورہ میں مشترک ہے اور اس کی کتابت میں قیاس یہ تھا کہ وہ الف کے ساتھ لکھا جاتا جیسے عصا میں لیکن چونکہ تفخیم کے وقت اس کا الف واؤ کی طرف مائل ہو جاتا ہے لہذا اس کے الف کو واؤ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اسی طرح لفظ حیوٰۃ اور زکوٰۃ اور مشکوٰۃ اور ربوٰ میں۔ لیکن تثنیہ اور اضافت بسوئی ضمیر کے وقت الف کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے صلاتان وصلاتی۔

قولہ۔ علیٰ رسولہٖ رسول لغت میں بمعنی مُرسَل ہے (بھیجا ہوا) لیکن اصطلاح میں "ھُوَ انسانٌ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلَی الخلق لتبلیغ الاحکام (یعنی رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے بھیجا ہو) اور رسول بایں معنی نبی کے مرادف ہے لیکن بعض کے نزدیک رسول وہ ہے کہ جس کے ساتھ کتاب بھی ہو بخلاف

لہ قولہ الرسول اسم بمعنی المرسل وقیل صفۃ مشبھۃ بمعنی ذات رسالۃ وقیل صفۃ بمعنی ذات رسول وقیل مصدر بمعنی الرسالۃ وقیل اسم جنس بمعنی الرسل والنبی مشتق من النبوۃ بمعنی الرفعۃ او من النبا بمعنی الخبر ۱۲

نبی کے کہ وہ اعم ہے کہ اس کے ساتھ کتاب ہو یا نہ ہو اور اس وقت نبی عام ہوگا اور رسول خاص۔

قولہ۔ محمد یہ رسولہ سے عطف بیان ہے اور یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے جو تمام انبیاء سے افضل اور اکمل اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کے اور ناموں پر اس نام کو اس لئے اختیار کیا کہ یہ نام اس صفات پر دلالت کرتا ہے جو مجمع محامد ہے اس وجہ سے کہ حمد باب تفعیل سے بمعنی مبالغہ و کثرت کا فائدہ دیتا ہے۔

قولہ۔ وآلہ لفظ آل اسم جمع ہے سیبویہ کے نزدیک یہ اصل میں آأل بہمزتین تھا اور پھر یہ اصل میں اہل تھا اسلئے کہ اس کی تصغیر اُہیل آتی ہے ہا کو ہمزہ سے بدلا اور پھر دوسرا ہمزہ توالی ہمزتین کی وجہ سے الف سے بدل گیا اور کسائی کے نزدیک یہ اصل میں اَوَل بفتحتین تھا اس لئے کہ اس کی تصغیر اویل آتی ہے۔ کسائی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فصیح اعرابی سے سنا کہ وہ آلٌ و اُوَیلٌ اور اہلٌ و اُہیلٌ کہتے تھے اور یہ قول قیاساً بہتر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں خلاف قیاس کوئی امر لازم نہیں آتا اور ممکن ہے کہ اُہیلٌ تصغیر اہل کی ہو جیسا کہ اعرابی مذکور کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ بعض محققین کا یہی مسلک ہے جیسا کہ فاضل چلپی نے حواشی مطول کے منہیات میں کہا ہے کہ قد شاع اویلٌ فی تصغیر آل وہذا دلیلٌ علی ان الفہ منقلبۃ عن واوٍ واما اُہیلٌ فتصغیر اہل ولا داعی الی جعلہ تصغیر آل لیکون الفہ بدل ہمزہ مبدلۃ بل لا دلیل علیہا انتہی بلفظہ اور فاضل اسفرائنی نے اطول میں کہا ہے کہ فاہیلٌ لیس تصغیرًا الا للاہل لا للآل انتہی پس ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُہیلٌ تصغیر اہل کی ہے نہ کہ آل کی اور اُوَیلٌ تصغیر آل کی ہے اور اس مسلک کی تائید اس فرق سے بھی ہوتی ہے جو آل اور اہل میں کئی طرح سے کیا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ آل صرف ذوی العقول کی طرف مضاف ہوتا ہے پس وہ اللہ اور حق اور زمان اور مکان اور معانی اور حرفت کی طرف مضاف نہیں ہوتا لہذا آل اللہ اور آل الحق اور آل المصر اور آل الزمان اور آل العلم اور آل الاسلام اور آل التجارت مستعمل نہیں ہیں بخلاف اہل کے کہ وہ اعم ہے۔ ہکذا فی حاشیۃ الفاضل الچلپی وغیرہا۔ لیکن صاحب قاموس آل اللہ و رسولہ اولیاؤہ لائے ہیں۔ دوم یہ کہ اس کی اضافت ذوی العقول میں سے صرف مذکر کی طرف ہوتی ہے لہذا آل فاطمہ نہیں کہا جاتا بخلاف اہل کے کہ وہ عام ہے۔ ہکذا فی منہیۃ حاشیۃ الفاضل الچلپی۔ سوم یہ کہ اس کی اضافت مذکرین سے اشراف اور ارباب عظمت کے ساتھ خاص ہے۔ پس آل حائک اور آل حجام نہیں کہا جاتا بخلاف اہل کے کہ وہ عام ہے۔ چہارم یہ کہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف غیر مستحسن اور نادر ہے لہذا کلام اللہ میں نہیں آیا اور احادیث میں بطور ندرت آیا ہے۔ بلکہ کسائی اور نحاس اور ابو بکر زبیدی کے نزدیک ممنوع ہے لیکن تحقیق بات یہ ہے کہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف کلام عرب میں ثابت ہے اس لئے کہ افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ من آلک یا رسول اللہ قال اللہ

کے رسول آپ کے آل کون لوگ ہیں) آپؐ نے جواب دیا کہ آلی کل مؤمن تقی الی یوم القیامۃ۔ رواہ التہامی فی فوائدہ کذا فی الشمنی۔ اور باعتبار معنی اس میں پانچ مذہب ہیں اوّل بمعنی اتباع یہ جابرؓ بن عبداللہ اور سفیان ثوری کا مذہب ہے اور بعض اصحاب شافعیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام نوویؒ کے نزدیک یہی راجح ہے۔ دوم بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ سوم صرف بنی ہاشم یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اور بعض مالکیہ کا بھی یہی مختار مذہب ہے۔ چہارم ازواج اور بنات اور آنحضرتؐ کے داماد اور اُن کی اولاد۔ اور بعض کے نزدیک خدم بھی اس میں شامل ہیں۔ پنجم اہل بیت پس معنی اول آل حسبی کا مصداق ہیں اور باقی آل نسبی کا۔

قولہ۔ اجمعین یہ آل کی تاکید ہے چونکہ معنی اول کے لحاظ سے اصحاب آل میں داخل ہیں جو کہ یہاں مراد ہیں لہذا اصحاب کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ اور لفظ آل چونکہ بحسب معنی جمع ہے لہذا اس کی تاکید بصیغہ جمع لائی ہے

قولہ۔ بدال مصنفین کی عادت ہے کہ جب اُن کو کسی امر کے بیان میں اہتمام مقصود ہوتا ہے تو اُسکے شروع میں لفظ بدا لاتے ہیں تاکہ مخاطب اچھی طرح متوجہ ہو اور مطالب کی باریکیوں میں سے کسی باریکی کو نہ چھوڑ دے۔ مصنفؒ نے کتاب کی ابتدا فارسی عبارت سے اس وجہ سے کی تاکہ اُس کی کتاب کا فارسی زبان میں ہونا معلوم ہو جائے اور دعا عربی زبان میں مشہور قول کے لحاظ سے کی کہ دعا عربی زبان میں زیادہ اثر رکھتی ہے۔ **قولہ**۔ عَلَّمَکَ اللہ تعالیٰ (خدائے برتر تجھ کو عالم کردے) عَلَّمَ باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ ہے مگر اس جگہ معنی میں مستقبل کے ہے اس لئے کہ ماضی محل دعا میں مستقبل کے معنی میں ہوتی ہے اور معنی کو باوجودیکہ وہ بمعنی مستقبل ہے مستقبل پر بوجہ تفاؤل اختیار کیا یعنی تاکہ ماضی باعتبار صورت دلالت کرے کہ گویا یہ دعا مقبول ہو گئی ہے اور ماضی کی طرح متحقق الوقوع ہے اور نیز ماضی مضارع سے اخصر ہے۔ ماضی چند مواضع میں بمعنی مضارع آتی ہے جیسا کہ اس شعر میں جمع کیا گیا ہے۔ قطعہ۔ آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا؛ عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتداء؛ بعد موصول و ندا و لفظ حیث و کلما؛ و در جزا و شرط و عطف ہر دو باشد در دعا۔

صرف لغت میں کسی چیز کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہو علم باحث عن احوال المفردات من حیث الہیئۃ (فاضل عصام نے شرح شافیہ میں اس طرح تعریف کی ہے یعنی صرف وہ علم ہے جو مفردات کے احوال سے از روئے ہیئت بحث کرتا ہے اور بعض محققین نے اس طرح تعریف کی ہے کہ آن علمیست کہ دانستہ شود از اں احوال کلمات از روئے وزن و تصرف کہ دراں اعراب و بنا را دخل نباشد **قولہ** کہ دراں اعراب و بنا را الخ اس قید سے اس تصرف سے احتراز ہے جو علم نحو سے معلوم ہوتا ہے جیسے یا رجلان اور لا رجلین اور جیسے ترخیم منادیٰ۔ فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ

انسان صحت اور درستی کے ساتھ کلمات کا تلفظ کر سکے۔ موضوع علم صرف کا کلمہ باعتبار اُس ہیئت وصورت کے ہے جو بلحاظ حرکات وسکنات وتقدیم وتاخیر حروف کے حاصل ہو۔ **قولہ** کلمات عرب الخ کلمات جمع کلمہ کی ہے اور وہ ایک لفظ ہے جو معنی مفرد پر دلالت کرے اور عرب کی تخصیص مقصود کے اعتبار سے ہے ورنہ کوئی زبان ان تینوں قسموں سے خالی نہیں۔ **قولہ** فَعْل بکسر فا باعتبار لغت اسم مصدر ہے بمعنی کردار اور فعل بفتح فا مصدر ہے بمعنی کردن (کرنا) اور بعض اس مکسور کو مصدر بھی کہتے ہیں اور فعل اصطلاحی کو فعل اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ فعل لغوی یعنی معنی مصدری کو متضمن ہوتا ہے۔ فنکون من قبیل اطلاق الکل باسم الجزء۔ اور چونکہ علم صرف میں تغیرات سے بحث ہوتی ہے اور فعل میں تغیرات زیادہ ہیں لہذا فعل کو اُس کی دونو قسموں پر مقدم کیا۔ **قولہ** اسم اکثر کے نزدیک یہ سُمُوٌ سے مشتق ہے بمعنی رفعت واؤ کو حذف کر کے شروع میں اس کے عوض میں ہمزۂ وصل لے آئے اور سین کو تخفیفاً ساکن کر دیا اور بعض کے نزدیک وِسْمٌ سے مشتق ہے بمعنی علامت واؤ مکسور کو ہمزہ سے بدل لیا جیسے اشاحٌ کا اصل میں وِشاحٌ تھا چونکہ اسم میں تغیر کم ہے لہذا اُس کو فعل سے مؤخر کر کیا۔ **قولہ** وحرف اور اُس کا دوسرا نام اِداۃٌ بھی ہے لغت میں بمعنی کنارہ ہے۔ کہا جاتا ہے حَرْفُ الوادی (دریا کا کنارہ) چونکہ یہ کلام میں مسند الیہ اور مسند الیہ سے علیحدہ اور کنارہ پر واقع ہوتا ہے لہذا اُس کو حرف کہتے ہیں کلمات کی ان تینوں قسموں میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ کلمات معانی پر دلالت کرتے ہیں اور معنی تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ ذات ہوگا یا صفت یا ربط پہلے پر دلالت کرنے والا اسم ہے اور دوسرے پر دلالت کرنے والا فعل اور تیسرے پر دلالت کرنے والا حرف۔ **قولہ** فعل کلمہ بیت مبنی الخ مبنی اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی موضوع یعنی فعل وہ کلمہ ہے جو اس معنی مستقل کے سمجھانے اور بتلانے کے لئے بنایا گیا ہو جو تین زمانوں ماضی وحال ومستقبل میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ مقترن ہو جیسے۔ **قولہ** فتح اللہ فعل ماضی کی مثال ہے بمعنی کشاد خدا۔ (خدا نے کھولا) **قولہ** ویفتح فعل مضارع کی مثال ہے حال کی صورت میں بمعنی می کشاید ہوگا (کھولتا ہے) اور استقبال کی صورت میں بمعنی خواہد کشاد ہوگا (کھولے گا) **قولہ** مبنی برائے افہام معنی الخ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اقتران زمانہ فعل کے مفہوم میں باعتبار وضع داخل ہے اس لئے کہ معنی مقرون بزمانہ کے سمجھانے اور بتلانے کے لئے کسی لفظ کی وضع بغیر اس کے کہ اقتران زمانہ اس کے مفہوم اور معنی میں معتبر نہ ہو مقصور نہیں ہو سکتی بخلاف اسم کے کہ اس کا وجود اگرچہ کسی ایک زمانہ کے ساتھ ضرور مقترن ہوگا لیکن زمانہ اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہے پس وہ افعال کہ جن میں وضع کے وقت زمانہ موجود تھا لیکن استعمال میں زمانہ اُن سے دور ہو گیا تعریف میں داخل رہیں گے لَیْسَ ونِعْمَ وبِئْسَ وغیرہ۔ کیونکہ اقتران زمانہ وضعاً ان کے مفہوم میں معتبر ہے اور وہ اسماء کہ جن میں استعمالاً زمانہ معتبر ہے نہ وضعاً جیسے اسم فاعل واسم مفعول

واسم تفضیل واسمار افعال فعل کی تعریف سے خارج رہیں گے۔ **قولہ** معنی الخ معنی سے مراد معنی مصدری ہیں جو اپنے غیر کے ساتھ قائم ہوتے ہیں خواہ وہ اس سے صادر ہوں جیسے ضَرَبٌ یا نہوں جیسے طولٌ۔ جاننا چاہئے کہ جمہور فعل کی تعریف میں معنی کی صفت مستقل لائے ہیں لیکن مصنف نے فعل کی تعریف میں اُس کو ذکر نہیں کیا تاکہ یہ اعتراض وارد نہو کہ فعل نسبت غیر مستقلہ اور حدث مستقل سے مرکب ہے اور جو چیز غیر مستقل اور مستقل سے مرکب ہوتی ہے وہ غیر مستقل ہوتی ہے لہذا فعل غیر مستقل ہے گو اس کا جواب اس طرح سے دیا گیا ہے کہ معنی مستقل سے مراد معنی تضمنی ہیں یعنی معنی مصدری اور وہ مستقل ہیں۔ لیکن باوجود اس جواب کے مصنف رح نے پھر بھی اس کو ذکر نہیں کیا تاکہ سرے سے اعتراض ہی وارد نہ ہو۔ **قولہ** بایکی از ازمنہ ثلثہ الخ اس قید سے اسم خارج ہو گیا اور ظرف زماں اور لفظ زماں اور لفظ صبوح بمعنی صبح پینے کی شراب اور غبوق بمعنی شام کے پینے کی شراب۔ خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ ازمنۂ مذکورہ میں سے کسی ایک خاص زمانہ پر دلالت نہیں کرتے بلکہ مطلق زمانہ اور مطلق صبح اور شام پر دلالت کرتے ہیں ماضی میں ہوں یا حال میں یا استقبال میں اور اسی طرح لفظ ماضی اور مستقبل جو زمانہ گذشتہ اور آئندہ پر دلالت کرتے ہیں خارج رہیں گے اس لئے کہ اقتران زمانہ سے مُراد یہ ہے کہ فعل کی دلالت زمانہ پر ہیأت لفظ کے اعتبار سے ہو۔ نہ مادہ خاص کے اعتبار سے اور لفظ ماضی اور مستقبل کی دلالت زمانہ پر مادہ خاص کے اعتبار سے ہے نہ ہیأت لفظ کے اعتبار سے۔ **قولہ** واسم کلمہ ایست موضوع اسم وہ کلمہ ہے جو اس معنی مستقل کے واسطے وضع کیا گیا ہو جو تین زمانوں ماضی و حال و مستقبل میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی مقترن نہ ہوں۔ **قولہ** معنی مستقل اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ معنی اس کلمہ سے کسی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر بخوبی سمجھ میں آسکیں۔ اس قید سے حرف خارج ہو گیا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ اسمار لازم الاضافۃ جیسے فوق و تحت اسم کی تعریف سے خارج رہیں گے اس لئے کہ اُن کے معنی مضاف الیہ کے بغیر تمام نہیں ہوتے پس یہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کے محتاج ہیں مثلاً فوق اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مضاف الیہ مثلاً زید کا محتاج ہے۔ ای فوق زید تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے اصل معنی مطلق فوقیت اور تحتیت ہیں اور ان معنی کا سمجھنا کسی خاص مضاف الیہ کے اوپر موقوف نہیں ہے۔

معنی مستقل نہ بایکی از ازمنۂ مذکورہ و حرف کلمہ ایست موضوع برائے معنی

باس وغدو غیرہ وارد نشود زیرا کہ زمانہ دریں جا ہمان معنی لفظ ست نہ معنی کہ مقارن زمانہ باشد ۱۲

غیر مستقل نحو ذہبت من البصرۃ الی الکوفۃ۔ اما فعل سہ قسم ست ماضی

ومضارع وامر ماضی فعلیست موضوع برائے دلالت برحدوث
کارے در زمانہ گذشتہ ومضارع فعلیست موضوع برائے دلالت
برحدوث امر در زمانِ حال یا استقبال۔ وامر فعلیست موضوع بجہت فرمودن
مخاطب را بامرے چوں اقرأ یعنی بخواں۔ ماضی ومضارع دو قسم است
معروف اے فعلیکہ منسوب شود بفاعل جلی یا خفی نحو خلق اللہ ویخلق
ومجہول کہ چناں نبود نحو خُلِقَ العالم ویُخلَقُ وہر یک ماضی ومضارع

نہ باکی ازاں مدۃ مذکورہ الخ اس قید سے فعل خارج ہوگیا۔ **قولہ** حرف کلمہ لیست موضوع الخ حرف وہ کلمہ ہے جو معنی
غیر مستقل کیلئے وضع کیا گیا ہو اور معنی غیر مستقل کے یہ معنی ہیں کہ اس کے معنی کا سمجھنا دوسرے کلمہ کے ملانے کی
طرف محتاج ہو جیسے ذہبتُ مِنَ البَصْرَۃِ اِلَی الکوفۃِ میں لفظ مِنْ اور الیٰ (میں بصرہ سے کوفہ تک گیا) **قولہ** غیر مستقل اس
قید سے فعل اور اسم خارج ہوگئے تقسیم کلمہ سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنفؒ فعل کی تقسیم باعتبار صیغہ کرتے ہیں
قولہ اما فعل سہ قسم است الخ اس لئے کہ اس کا آخر عامل لفظی کے بغیر یا تو مفتوح ہوگا یا مرفوع یا موقوف پس پہلا ماضی
ہے اور دوسرا مضارع اور تیسرا امر حاضر معروف رہے۔ امر غیر حاضر معروف اور نہی سو وہ مصنفؒ کے نزدیک مضارع
میں داخل ہیں۔ **قولہ** ماضی فعلیست الخ ماضی اسم فاعل کا صیغہ ہے لغت میں بمعنی (گزرنے والا) لیکن اصطلاح
میں وہ فعل ہے جو زمانہ گذشتہ میں کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو **قولہ** فعلیست لئے
اس سے اسماء افعال اور اسمیں جیسے کلمات خارج ہوگئے۔ **قولہ** موضوع الخ اس سے ضاربٌ اَمسِ اور لم یضربْ
وغیرہ خارج ہوگئے اس لئے کہ یہ اس وقت اگرچہ امر عارض کی وجہ سے زمانہ ماضی پر دلالت کرتے ہیں لیکن اُن کی یہ
دلالت وضعی نہیں ہے اور لفظ کانَ اور اس کی مثل جو استعمال میں زمانہ ماضی پر دلالت نہیں کرتے اس میں داخل

رہیں گے اس لئے کہ باعتبار وضع زمانہ ماضی پر دلالت کرتے ہیں گو استعمال میں ان سے زمانہ ماضی جاتا رہا۔

قولہ ۔ مضارع فعلیست الخ مضارع وہ فعل ہے جو زمانہ حال یا استقبال میں کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو اور لفظ امر سے یہاں مراد معنی لغوی ہیں یعنی (کام) اور مضارع لغت میں بمعنی مشابہ ہے اور مضارعت سے (جو ضرعٌ سے ماخوذ ہے) مشتق ہے بمعنی (ایک پستان سے دودھ پینا) چونکہ مضارع عدد حرکات وسکنات اور عدد حروف اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہ ہے لہٰذا مشابہت مذکورہ کی وجہ سے اُس کو مضارع کہتے ہیں گویا کہ دونوں رضاعی بھائی ہیں جنہوں نے ایک پستان سے دودھ پیا ہے۔ **قولہ** ۔ موضوع برائے دلالت الخ اس قید سے اَنْ ضَرَبَ اور ضَلِدٌ الآن اور غدًا وغیرہ جن کی دلالت زمانہ حال یا استقبال پر کسی امر عارض کی وجہ سے ہے خارج ہو گئے اس لئے کہ یہ اس وقت اگرچہ زمانہ حال یا استقبال پر دلالت کرتے ہیں لیکن اُن کی یہ دلالت وضعی نہیں ہے اور لم یَضْرِبْ وغیرہ اس میں داخل رہیں گے اس وجہ سے کہ یہ اگرچہ لم کے آنے کی وجہ سے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتے ہیں مگر ان کی یہ دلالت وضعی نہیں ہے بلکہ امر عارض کی وجہ سے ہے اسی طرح وہ افعال جن سے زمانہ حال یا استقبال استعمال میں جاتا رہا داخل رہیں گے جیسے یکادُ وغیرہ **قولہ** ۔ در زمان حال یا استقبال الخ مصنفؒ کے اس قول سے اور نیز یفتح کے معنی می کشاید یا خواہد کشاد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک مضارع حال اور استقبال میں مشترک ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے **قولہ** ۔ و امر فعلیست الخ امر لغت میں بمعنی (حکم کرنا) لیکن اصطلاح میں وہ فعل ہے جس کو مصنفؒ نے ذکر فرمایا مصنفؒ کے قول امر فعلیست میں امر سے مراد معنی اصطلاحی ہیں اور قول بامرے میں امر سے مراد معنی لغوی ہیں یعنی کام پس اس فرق سے دور کا شبہ جاتا رہا **قولہ** ۔ فعلیست الخ اس سے اسماء افعال جیسے نزال اور علیک وغیرہ خارج ہو گئے۔ **قولہ** ۔ فرمودن۔ اس سے مراد مطلق گفتن ہے یعنی مخاطب سے یہ کہنا کہ تو اس فعل کے معنی مصدری کو پیدا کر خواہ یہ کہنا بطریق استعلاء ہو جیسے کوئی بڑا آدمی اپنے چھوٹے سے کہے کہ اِقْرَءْ یا بطریق خضوع وخشوع ہو جیسے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی یا بطریق التماس ہو جیسے تم اپنے ہم مرتبہ آدمی سے کہو کہ اعطنی قرطاسہ وہ کہنا جو صرف برسبیل استعلاء ہو) اسی طرح معنی مصدری کے پیدا کرنے کا حکم بھی عام ہے کہ وہ مطلوب برسبیل وجوب ہو جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یا برسبیل استحباب جیسے اَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ یا برسبیل اباحت جیسے اصطادوا یا اس کی طلب بالکل مقصود نہ ہو بلکہ مقصود تہدید ہو جیسے اعملوا ما شئتم (تم جو چاہو کرو)۔

قولہ ۔ فرمودن اس سے نہی خارج ہو گئی۔ **قولہ** ۔ مخاطب را الخ اس سے امر غائب خارج ہو گیا چونکہ مخاطب سے مراد مخاطب فاعل ہے اس لئے کہ مصنفؒ امر حاضر معروف کے علاوہ امر غائب مطلق اور امر حاضر مجہول کو (مضارع مجزوم بلام امر کہتے ہیں) لہٰذا اس قید سے امر حاضر مجہول بھی خارج ہو گیا۔ **قولہ** ۔ اِقْرَءْ الخ مصنفؒ نے تعریف

فعل کی تینوں قسموں کی کی لیکن مثال صرف امر کی لائے اس خیال سے کہ ماضی اور مضارع کی مثال فعل کی تعریف میں مذکور ہو چکی ہے اور وہ فَتَحَ یَفْتَحُ ہیں۔ **قولہ**۔ ماضی و مضارع دو قسم ست الخ مصنف نے صرف ماضی اور مضارع کی تقسیم معروف اور مجہول کی طرف کی اس لئے کہ امر مصنفؒ کے نزدیک امر حاضر معروف میں منحصر ہے۔ رہے امر حاضر مجہول اور امر غائب معروف و مجہول اور نہی معروف و مجہول یہ ان کے نزدیک مضارع میں داخل ہیں۔ **قولہ**۔ معروف۔ یہ پہلی قسم ہے اور اس کو معلوم بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس کا فاعل ظاہر ہونیکی وجہ سے معلوم و معروف ہوتا ہے۔ **قولہ**۔ بفاعل جلی یا خفی الخ فاعل دو قسم ہے اول جلی اگر وہ لفظوں میں مذکور ہو برابر ہے کہ وہ اسم ظاہر ہو جیسے **قولہ** خَلَقَ اللّٰہُ میں اللہ (اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا) یا اسم مضمر جیسے مَا خَلَقْتُ میں تُ (میں نے نہیں پیدا کیا) دوم خفی اگر وہ مستتر اور پوشیدہ ہو جیسے **قولہ** تَخْلُقُ میں ہُوَ (وہ خدا پیدا کرتا ہے) اگر کوئی اعتراض کرے کہ فعل معروف کی اس تعریف میں دور لازم آتا ہے اس لئے کہ فعل معروف کا سمجھنا شناخت فاعل پر موقوف ہے اور فاعل کا سمجھنا ادراک فعل پر اس وجہ سے کہ فاعل کی تعریف ما اسند الیہ الفعل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فاعل کی تعریف میں فعل بمعنی نحوی ہے یعنی بمعنی حدث اور مصدر اور معروف کی تعریف میں فعل بمعنی اصطلاحی ہے پس دور لازم نہیں آئے گا۔ **قولہ**۔ و مجہول کہ چناں نبود الخ یہ دوسری قسم ہے اور فعل مجہول وہ ہے جو ایسا نہ ہو یعنی فاعل جلی یا خفی کی طرف منسوب نہ ہو بلکہ مفعول جلی یا خفی کی طرف منسوب ہو جیسے **قولہ** خُلِقَ الْعَالَمُ میں العالم (عالم پیدا کیا گیا) مفعول جلی کی طرف منسوب ہونیکی مثال ہے اور جیسے **قولہ** تُخْلَقُ میں ہو یہ مفعول خفی کی طرف منسوب ہونے کی مثال ہے **قولہ**۔ و ہر یک ماضی و مضارع و ہر یک معروف و مجہول می آید بر اوزان مختلفہ باعتبار اختلاف فاعل و مفعول از مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مؤنث و غائب و مخاطب و متکلم و باختلاف مجرد و مزید ثلاثی و رباعی نہ باعتبار اختلاف حرکات عین کلمہ زیرا کہ ایں اختلاف در مجہول صورت نہ بندد بجہت اتحاد مجہول ماضی در مجرد و ہمچنیں مضارع مگر باعتبار غیر ثلاثی مجرد کہ دریں اختلاف در مجہول نیز صورت می بندد۔ صرفیاں فا و عین و لام را برائے وزن کلمات قرار دادند یعنی صرفیوں نے حرف زائد اور اصلی کے پہچاننے کے لئے ان تینوں حرفوں کو میزان اور معیار مقرر کیا ہے اور نہی کے میزان اور معیار مقرر کرنے کی دو وجہ ہیں اول یہ کہ لفظ فعل تمام اسماء و افعال کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ بایں طور کہ فا شفتی ہے اور عین حلقی اور لام وسطی اور کوئی اسم اور فعل ان تینوں حالتوں میں سے کسی ایک حال سے خالی نہیں ہے دوم یہ کہ لفظ فعل تمام افعال سے اعم ہے بایں طور کہ اس کے معنی لغت میں بمعنی کرنا ہیں اور کوئی فعل اس معنی سے خالی نہیں ہے اور لفظ جعل اگرچہ عام ہے لیکن بعض وقت وہ بمعنی شرع اور تصییر وغیرہ آتا ہے لہذا اس کا عموم اس اعتبار سے متحقق نہیں ہے لہذا انہی تینوں حرفوں کو اختیار کیا۔

وہر یک معروف ومجہول می آید بر اوزانِ مختلفہ صرفیاں فاوعین ولام را
برائے وزن کلمات قرار دادہ اند تا زائد را از اصلی ممتاز سازند وہیئات کلمہ را
تصویر نمایند اصلی حرفیست کہ در جمیع متصرفات کلمہ یافتہ شود ودر موازنہ
برابر فا یا عین یا لام افتد وزائد ضد آں وہر یک معروف ومجہول بر دو گونہ است اثبات
(این لفظ در بعضے نسخ نیست ۱۲) (از ضمی ومزنارع ۱۲)
ونفی بداں نور اللہ قلبک وثلونا قیاس آں بود کہ ہر یک ماضی ومضارع بر
(ہر دو مصدر یہ معنی مفعول است کالخلق بمعنی المخلوق بقرینہ حمل آنہا بر معروف ومجہول ۱۲) (معروف ومجہول بنسبت ومنفی مجہود نہیں)
ہیژدہ صیغہ می آید موافق عدد اقسام فاعل لیکن ماضی بر سیزدہ آید سہ مشترک وباقی
(یا فتی وہی اخوات سبب) (خلاف) (یا فتی وہی اخوات سبب) (خلاف) (یا فتی وہی اخوات سبب)
خاص ومضارع بر یازدہ چہار مشترک وباقی خاص چنانچہ خوہی دانست کہ
اکنوں شروع میکنم در بیانِ اوزانِ صیغ اثبات فعل ماضی معروف
(بمعنی مثبت)

تا زائد را از اصلی ممتاز سازند۔ تاکہ حرف اصلی اور زائد میں امتیاز ہو جائے بایں طور کہ جو لفظ ان تینوں حرفوں میں سے
کسی ایک حرف کے مقابل میں آئے وہ اصلی ہے اور جو حرف بعینہ وزن اور موزوں میں آئے وہ زائد ہوگا جیسے قتیل
بر وزن فعیل ہے۔ اس میں وزن اور موزوں میں یا بعینہ ہے لہذا وہ زائد ہے مگر چند مقام ایسے ہیں کہ جہاں وزن
اور موزوں میں بعینہ وہ لفظ نہیں آتا اور پھر وہ زائد ہوتا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا وہیئات کلمہ را تصویر نمایند اور
کلمہ کی ہیئت کذائیہ ذہن میں متصور ہو سکے تاکہ یہ حکم کریں کہ اجتنب مثلاً بصورت انتعل ہے۔ قولہ اصلی حرفیست
کہ در جمیع متصرفات کلمہ یافتہ شود الخ یعنی اصلی وہ حرف ہے جو کلمہ کے تمام متصرفات میں پایا جائے گا
جب تک کہ اس میں قلب اور حذف کی علت متحقق نہ ہو اور اگر وہ متحقق ہو گئی تو وہ جمیع متصرفات میں نہیں پایا جائے گا

جیسے قَالَ کہ اصل میں قَوَلَ واو کے ساتھ تھا پس اس واو پر تعریف مذکور صادق آتی ہے اس لئے کہ جب تک اس میں قلب کی علت متحقق نہ ہو وہ تمام متصرفات میں پایا جائے گا لہذا وہ اصلی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ تعریف مذکور تقبیل کی دونوں بار پر صادق آتی ہے اس لئے کہ باب کا صیغہ کوئی خالی نہیں ہے کہ جس میں دونوں بار موجود نہ ہوں لہذا چاہیئے کہ یہ دونوں بار اصلی ہوں حالانکہ ایک زائد ہے اور ایک اصلی۔ جواب یہ ہے کہ جمیع متفرقات سے مراد صرف ایک ہی باب کے تمام صیغے نہیں ہیں بلکہ مجرد اور مزید دونوں باب کے صیغے مراد ہیں اور حرف زائد مذکورہ باب مجرد میں نہیں پایا جاتا۔ یہاں تک تو حرف اصلی کی تعریف جمعاً ومنعاً ختم ہوگئی لیکن چونکہ مصنفؒ پہلے اس امر کی تصریح کر چکے ہیں کہ صرفیوں نے فا اور عین اور لام کو کلمات کے وزن کے لئے مقرر کیا ہے اور چونکہ وزن کرنے کا طریقہ معلوم نہ تھا لہذا مصنفؒ اس کا اجمالاً بیان کرتے ہیں کہ وہ موازنہ الخ یعنی حرف اصلی کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ وزن کرنے کے وقت وہ ہمیشہ فا یا عین یا لام کے مقابلہ میں پڑے لیکن ثلاثی میں مقابل ایک لام ہوگا اور رباعی میں مقابل دو لام اور خماسی میں مقابل تین لام۔ **قولہ**۔ وزائد ضدآں الخ یعنی حرف زائد حرف اصلی کی ضد ہے بایں معنی کہ وہ تمام متصرفات میں نہیں پایا جاتا اور فا اور عین اور لام کے مقابلہ میں نہیں پڑتا بلکہ وزن اور موزوں دونوں میں وہ بعینہ زائد ہوتا ہے لیکن افتعال کی تا مبدل غیر مدغم جیسے اِصْطَلَحَ اور وہ حرف جو زائد بالتبع ہو جیسے صَرَّفَ وجَلْبَبَ کی راء اور باء زائدہ پس اُن کے میزان میں طاء اور راء اور باء بعینہ نہیں ہوگی لہذا ان کا وزن اِفْتَعَلَ اور فَعْلَلَ اور فَعْلَلَ ہوگا نہ کہ اِفْطَعَلَ اور فَعْرَلَ اور فَعْلَبَ۔ تا افتعال کے ساتھ مبدل غیر مدغم کی قید اس وجہ سے ہے کہ اگر وہ تا مبدل ہو کر عین کلمہ میں مدغم ہوگئی جیسے اِقْتَدَرَ میں قَدَرَ۔ تو اس وقت اس کا وزن فَعَّلَ ہوگا نہ کہ اِفْتَعَلَ اور فَدَعَلَ۔ **قولہ**۔ اثبات و نفی یہ دونوں مصدر بمعنی مفعول ہیں جیسے خلق بمعنی مخلوق اس لئے کہ یہ معروف و مجہول پر محمول ہوتے ہیں

قولہ۔ ہداں نور اللہ قلبک وقلوبنا الخ (اے متعلم تو جان اللہ تعالیٰ تیرے دل کو اور ہمارے دلوں کو روشن کرے کہ قیاس اس امر کو مقتضی تھا کہ الخ) خلاصہ یہ ہے کہ فاعل تین قسم پر ہے۔ غائب اور مخاطب اور متکلم اور پھر انہیں سے ہر ایک دو دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث پس تین کو دو میں ضرب دینے سے چھ قسمیں حاصل ہوگئیں۔ مذکر غائب مؤنث غائب۔ مذکر مخاطب مؤنث مخاطب۔ مذکر متکلم۔ مؤنث متکلم۔ اور پھر ان میں سے ہر ایک تین تین قسم پر ہے واحد۔ تثنیہ اور مجموع۔ پس چھ کو تین میں ضرب دینے سے اٹھارہ قسمیں ہوگئیں اور چونکہ اصل یہ ہے کہ جب معنی مختلف ہوں تو لفظ بھی مختلف ہوتا ہے۔ لہذا قیاس مقتضی آں بود کہ ہر یک ماضی و مضارع پر پیچدہ صیغہ ہا آمد موافق عدد اقسام فاعل لیکن چونکہ فاعل کے الفاظ اٹھارہ سے کم آتے ہیں۔ لہذا ماضی در استعمال پر سیزدہ آید۔ سہ مشترک و باقی خاص۔ جاننا چاہیئے کہ ماضی کے الفاظ تیرہ ہیں جن میں دس خاص ہیں یعنی ان میں سے ہر ایک

بخصوصہ معنی واحد بخصوصہ پر دلالت کرتا ہے اور تین الفاظ فعلتا فعلتُ اور فعلنا آٹھ قسم کے فاعل میں مشترک ہیں۔ فعلتا تثنیہ مذکر مخاطب اور تثنیہ مؤنث مخاطب میں اور فعلتُ واحد مذکر متکلم اور واحد مؤنث متکلم میں اور فعلنا تثنیہ مذکر متکلم جمع مذکر متکلم تثنیہ مؤنث متکلم اور جمع مؤنث متکلم میں **قولہ** چنانچہ خواہی دانست در ضمن تصریفات آنہا حاصل یہ ہے کہ مضارع کے گیارہ الفاظ ہیں جن میں سے سات الفاظ سات قسم کے فاعل کیلئے ہیں۔ رہے باقی چار وہ گیارہ قسم کے فاعل میں مشترک ہیں۔ تفعل واحد مونث غائب اور واحد مذکر مخاطب میں تفعلان تثنیہ مؤنث غائب تثنیہ مذکر مخاطب اور تثنیہ مؤنث مخاطبہ میں۔ افعل واحد مذکر متکلم اور واحد مونث متکلم میں۔ نفعل تثنیہ مذکر و مؤنث متکلم میں اور جمع مذکر و مؤنث متکلم میں۔ **قولہ**۔ در بیانِ اوزان صیغ الخ اوزان جمع وزن کی ہے اور وہ وزن سے یہاں مراد وہ ہے جو موزوں حرفی کے مقابل ہوتا ہے نہ وہ جو مقدار حقیقی کی ایک نوع ہے۔ صیغ (بالکسر والفتح) جمع صیغہ کی ہے مصدر صوغ ہے بمعنی (ساختن) اور صیغۃ اصل میں صوغۃ تھا واؤ اپنے ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یا ہوگیا اور صیغۃ اصطلاح میں اس ہیئت کو کہتے ہیں جو مادہ کلمہ کو عارض ہوتی ہے۔ صیغہ کی یہ تعریف مشہور تعریف سے اولیٰ ہے۔ کما لا یخفی علی المتامل۔ اب مصنف ماضی اور مضارع کے صیغوں کے اوزان بیان فرماتے ہیں۔ **قولہ**۔ اثبات فعل ماضی معروف الخ اس جگہ اثبات بمعنی مثبت ہے اور اضافت اخلاق شیاپ کے قبیلہ سے ہے۔ ای فعل ماضی مثبت۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ نحات کلمات کی گردان میں حدوث کلام کی ترتیب کے موافق متکلم کو مخاطب پر اور مخاطب کو غائب پر مقدم کرتے ہیں بخلاف اہل صرف کے کہ وہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کا لحاظ کرتے ہیں اور غائب کو مخاطب پر اور مخاطب کو متکلم پر مقدم کرتے ہیں اس لئے کہ غائب اعرفیت میں مخاطب سے ادنیٰ ہے اور مخاطب متکلم سے ادنیٰ۔

فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوا فَعَلَتْ فَعَلَتَا فَعَلْنَ فَعَلْتَ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ فَعَلْتُنَّ

فَعَلْتُ فَعَلْنَا بحرکات ثلثہ در عین چوں کلمہ مایا لادر آری نفی ماضی معروف

نون دریں جا ماخوذ است از نحن و الف برائے فرق از صیغہ جمع مؤنث زائد کردند۔

گردد نحو ما فَعَلَ ولا فَعَلَ آہ۔ بدانکہ بنائی ماضی مجہول از معروف است

اول آنرا ضم دہد و ماقبل آخرش کسرہ اگر نبود نحو فَعَلَ و فَعَلَ آہ۔

لہ نون در اول مختص است و صلت نون جمع مؤنث غائبہ و مخاطبہ کہ در آخر ہر دو صیغہ جمع مؤنث زائد کردند تا فرق شود میان جمع مذکر و جمع مؤنث در ہر دو صیغہ و در ہر دو صیغہ واحد مؤنث و تثنیہ مؤنث

در لغت جدا کردن و در اصطلاح پارہ از مسائل کہ مغائر باشد احکام آنہا بہ نسبت ماقبل ۱۲ یحیٰی۔

فصل بدانکہ علامتِ مضارع چہار حرف اتین سیت کہ در اوّلش

صیغہ جمع مؤنث غائب آمدند و آن ازائی یا ماضی است زنان ۱۲

جائیر الف در یک صیغہ ہمچو نون و یا در چہار و تا در پنج اثبات فعل مضارع

معروف یَفْعَلُ یَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُ تَفْعَلَانِ یَفْعَلْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ

میکند و خواہد کرد آن یک مرد در زمانہ حال یا استقبال صیغہ واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل مضارع معروف ۱۲

تَفْعَلْنَ اَفْعَلُ نَفْعَلُ بحرکات ثلثہ و عین چوں علامت مضارع را ضم

ضمہ ی یعنی ی مضموم ہمچو نون یَفْعَلُ ضمہ ت یعنی ت مضموم ہمچو تون تَفْعَلُ ضمہ ا یعنی ا مضموم ہمچو الف اَفْعَلُ ضمہ ن یعنی ن مضموم ہمچو نون نَفْعَلُ

دہی و با ماقبل آخر فتحہ مضارع مجہول شود نحو یُفْعَلُ اھ۔

قولہ۔ فعل فعلا فعلوا الخ ان کی تفصیل اس طرح ہے (۱) فَعَلَ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ یہ سب علامتوں سے خالی ہے اور تمام صیغوں میں اصل ہے اس کا فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے جیسے فَعَلَ زَیْدٌ اور کبھی اسم ضمیر جیسے زَیْدٌ فَعَلَ اس میں ضمیر ہو مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے۔ (۲) فَعَلَا تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس میں آ علامت تثنیہ مذکر کی اور ضمیر فاعل ہے (۳) فَعَلُوْا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اس میں وَ علامت جمع مذکر کی اور ضمیر فاعل ہے ا اس کے آخر میں جو الف لکھا جاتا ہے وہ بعض صورتوں میں واو جمع اور واو عاطفہ کے درمیان فرق کرنے کی علامت ہے جیسے حضروا اور نصروا لیکن تمام مواد میں اس کا لزوم طرداً للباب ہے (۴) فَعَلَتْ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اس میں تَ ساکن علامت تانیث فاعل ہے نہ کہ ضمیر فاعل ورنہ ضَرَبَتْ ہِنْدٌ جیسی ترکیب میں دو فاعلوں کا اجتماع لازم آئے گا اس کا فاعل کبھی اسم مظہر ہوتا ہے جیسے ضَرَبَتْ ہِنْدٌ اور کبھی اسم مضمر جیسے ہِنْدٌ ضَرَبَتْ میں ہے (۵) فَعَلَتَا تثنیہ مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس میں آ علامت تثنیہ مؤنث کی اور ضمیر فاعل ہے اور تَ علامت تانیث ہے جیسا کہ وہ واحد میں تھی لیکن اس میں تَ کی حرکت اجتماع ساکنین کے دور کرنے کے لئے ہے اور اصلی نہیں ہے پس توالی اربعہ حرکات کا جو شبہ پیدا ہوتا تھا وہ دور ہو گیا (۶) فَعَلْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس میں نون مفتوح علامت جمع مؤنث غائب کی ہے اور ضمیر فاعل ہے (۷) فَعَلْتَ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے اس میں تَ مفتوح علامت واحد مذکر مخاطب کی ہے اور ضمیر فاعل ہے (۸) فَعَلْتُمَا تثنیہ مذکر مخاطب اور تثنیہ مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے اس میں تُمَا کبھی علامت اور ضمیر فاعل تثنیہ مذکر مخاطب کی

ہوتی ہے اور کبھی علامت اور ضمیر فاعل تثنیہ مؤنث مخاطب کی۔ (۹) فَعَلْتُمْ جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے اس میں تُم علامت جمع مذکر مخاطب کی ہے اور ضمیر فاعل ہے (۱۰) فَعَلْتِ واحد مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے اس میں تِ مکسور علامت واحد مؤنث مخاطب کی ہے اور ضمیر فاعل ہے (۱۱) فَعَلْتُنَّ جمع مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے اس میں تُنَّ علامت جمع مؤنث مخاطب کی ہے اور ضمیر فاعل ہے (۱۲) فَعَلْتُ واحد مذکر و مؤنث متکلم کا صیغہ ہے اسمیں تُ مضموم ضمیر فاعل اور علامت واحد مذکر و مؤنث متکلم کی ہے (۱۳) فَعَلْنَا تثنیہ مذکر و مؤنث و جمع مذکر و مؤنث متکلم کا صیغہ ہے اس میں نا ضمیر فاعل ہے اور متکلم مع الغیر کی علامت ہے۔ **قولہ** بحرکات ثلثہ یعنی فتحہ و کسرہ و ضمہ عین کے ساتھ تاکہ وہ تمام اقسام ماضی مفتوح العین مکسور العین اور مضموم العین پر منطبق ہو جائے جیسے کَصَرَ و عَلِمَ و کَرُمَ۔ لیکن خود لفظ فعل مضموم العین و مکسور العین ہو کر مستعمل نہیں ہے بلکہ اس کا موزوں جیسے کَرُمَ و سَمِعَ مستعمل ہے۔ رہا مفتوح العین ہو کر سو وہ خود بھی مستعمل ہے جیسے فَعَلَ زَیْدٌ۔ **قولہ** چوں کلمہ مایا لا در آری الخ یعنی جب کہ تم کلمہ مایا لا کو اثبات فعل ماضی معروف کے اول میں لاؤ تو وہ نفی فعل ماضی معروف ہو جائے گا جیسے مَا فعل اور لَا فعل آخر گردان تک۔ جاننا چاہیئے کہ کلمہ مَا ماضی پر بکثرت آتا ہے لیکن کلمہ لَا کا ماضی پر آنا قلیل ہے اور وہ بھی تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے ساتھ مشروط ہے۔ اول یہ کہ کلمہ لَا فعل ماضی کے ساتھ یا تو لفظاً مکرر مذکور ہو جیسے قولہ تعالیٰ فَلَا صَدَّقَ وَصَلّٰی یا معنی جیسے قولہ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اس لئے کہ اس کے معنی فلا فک رقبۃ ولا اطعم مسکیناً ہیں۔ لان ذلک تفسیر للعقبۃ قالہ الزمخشری قال الزجاج فکانہ قیل فلا اقتحم ولا امن کذا فی المغنی۔ دوم یہ کہ وہ محل دعا میں ہو جیسے لَا بَارَکَ اللّٰہُ۔ سوم یہ کہ وہ جواب قسم میں ہو جیسے۔ شعر

حلفت لہم جہدا لیمین فی الدنیا عذابہم بتا اللہ لا عذ بنہم بعدہا اسقر۔ اس میں عذبنہم جو جواب قسم ہے اس پر لا نافیہ داخل ہے۔ **قولہ** بنائے ماضی مجہول الخ یعنی فعل معروف اصل ہے اور مجہول اس سے بنایا جاتا ہے بایں طور کہ اس کے اول حرف کو ضمہ دو اور اس کے ماقبل آخر کو کسرہ جب کہ وہ مکسور نہ ہو جیسے فُعِلَ (بفتح العین و ضمہا) ہیں فُعِلَ اور اگر اس کا ماقبل آخر مکسور ہو تو اس وقت صرف اول حرف کو ضمہ دینا چاہیئے جیسے سُمِعَ میں سُمِعَ۔ قاعدہ مذکورہ صرف ثلاثی مجرد کے تمام ابواب کے لئے ہے اور غیر ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اول کے تمام حروف متحرکہ کو ضمہ دو اور ماقبل آخر کو کسرہ۔ جیسے اُکْرِمَ وَاُفْتُعِلَ وَدُحْرِجَ وَتُدُحْرِجَ۔ **قولہ** بدانکہ علامت مضارع چہار حرف بود کہ مجموع وے اتین ست کہ در اول شش جا گیرد نہ در آخر۔ اس لئے کہ آخر مضارع محل تغیر ہے اور علامت کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام حالتوں میں باقی رہے اور نیز یہ کہ اگر ان حروف کو آخر میں لاتے تو یا کی صورت میں معتل اور مضاف بیائے متکلم سے التباس ہوتا اور تا اور الف اور نون کی صورت میں ماضی سے اور پھر اول کو اس لئے اختیار کیا (نہ کہ وسط کو) تاکہ اول امر سے اس کا مضارع ہونا معلوم ہو جائے

ف ۱ اور اس کو نون تاکید بھی جیسے ضرب زید

قولہ۔ الف در یک صیغہ الخ یعنی جیسے کہ نون متکلم کا ایک صیغہ میں آتا ہے اسی طرح الف بھی ایک صیغہ میں آتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ الف واحد متکلم کے لئے ہے۔ جیسے اَفْعَلُ اور نون متکلم مع الغیر کے لئے جیسے نَفْعَلُ اور یا چار کلموں میں آتی ہے تین مذکر غائب میں۔ جیسے یَفْعَلُ یَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ اور ایک جمع مؤنث غائب میں۔ جیسے یَفْعَلْنَ اور تا پانچ کلموں کے لئے آتی ہے۔ اول واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کے لئے اور وہ ان میں مشترک ہے جیسے تَفْعَلُ۔ چونکہ ان دونوں کے لئے ایک صیغہ ہے لہذا ان کو ایک شمار کیا۔ دوم تثنیہ مؤنث غائب اور تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر کے لئے اور وہ ان میں مشترک ہے جیسے تَفْعَلَانِ۔ چونکہ ان کے لئے بھی ایک ہی صیغہ آتا ہے لہذا ان کو بھی ایک شمار کیا۔ سوم جمع مذکر حاضر کے لئے۔ جیسے تَفْعَلُوْنَ۔ چہارم واحد مؤنث حاضر کے لئے جیسے تَفْعَلِیْنَ پنجم جمع مؤنث حاضر کے لئے جیسے تَفْعَلْنَ۔ مصنفؒ نے علامت مضارع بتلاتے وقت نہ تو ترتیب صرفی کا لحاظ کیا اور نہ ترتیب نحوی کا۔ اس لئے کہ انہوں نے پہلے الف و نون کا ذکر کیا اور پھر یا کا اور پھر تا کا اور یہ اس وجہ سے کیا تا کہ اعداد صیغہ کے اعتبار سے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی حاصل ہو۔ یعنی جبکہ الف اور نون میں سے ہر ایک۔ ایک ایک صیغہ پر داخل ہوتے ہیں اور یا چار پر اور تا پانچ پر لہذا الف اور نون کو یا پر مقدم کیا اور یا کو تا پر۔ لیکن الف کی نون پر تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ الف واحد متکلم کے صیغہ پر داخل ہوتا ہے اور نون تثنیہ اور جمع کے صیغہ پر اور واحد تثنیہ اور جمع پر مقدم ہوتا ہے۔ فعل مضارع کی گردان کی تفصیل اس طرح ہے یَفْعَلُ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اس کا فاعل کبھی اسم مظہر ہوتا ہے جیسے یَفْعَلُ زَیْدٌ اور کبھی اسم مضمر جیسے زَیْدٌ یَفْعَلُ۔

یَفْعَلَانِ تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ ہے اس میں آ علامت تثنیہ مذکر ہے اور ضمیر فاعل اور نون اعرابی ہے یعنی صیغہ واحد کے رفع کے عوض میں ہے یَفْعَلُوْنَ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اس میں وَ علامت جمع مذکر ہے اور ضمیر فاعل اور نون اعرابی ہے اور لام کا ضمہ واؤ کی مناسبت کی وجہ سے ہے نہ کہ ضمہ اعراب ہے تَفْعَلُ یہ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر میں مشترک ہے غائب کی صورت میں اس کا فاعل کبھی اسم مظہر ہوتا ہے جیسے تَفْعَلُ ہِنْدٌ اور کبھی اسم مضمر جیسے ہِنْدٌ تَفْعَلُ لیکن حاضر کی صورت میں اس کا فاعل ہمیشہ ضمیر انت ہوتی ہے۔

تَفْعَلَانِ یہ تثنیہ مؤنث غائب اور تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر میں مشترک ہے اس میں آ علامت تثنیہ مؤنث غائب اور تثنیہ مذکر و مؤنث حاضر کی ہے اور ضمیر فاعل ہے اور نون اعرابی ہے یَفْعَلْنَ جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس میں نون اعرابی نہیں ہے بلکہ وہ جمع مؤنث کی ضمیر ہے۔ اور فاعل فعل یَفْعَلُوْنَ جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اس میں وَ علامت جمع مذکر ہے اور ضمیر فاعل اور نون اعرابی ہے اور لام کا ضمہ واؤ کی مناسبت کی وجہ سے ہے۔

تَفْعَلِیْنَ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے اس میں یا علامت واحد مؤنث حاضر کی ہے اور ضمیر فاعل اور نون اعرابی ہے تَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر کا صیغہ ہے اس میں نون اعرابی نہیں ہے بلکہ وہ جمع مؤنث کی ضمیر ہے اور فاعل فعل

افعل واحد مذکر و مؤنث متکلم کے لئے ہے اس کا فاعل ہمیشہ انا ضمیر مستتر رہتی ہے لہذا افعل زید کہنا ناجائز ہے۔ نفعل تثنیہ مذکر و مؤنث متکلم اور جمع مذکر و مؤنث متکلم کے لئے ہے۔ اس کا فاعل ہمیشہ نحن ضمیر مستتر ہوتی ہے لہذا نفعل زیدون کہنا ناجائز ہے **قولہ** بحرکات ثلثہ الخ یعنی تاکہ تمام قسموں کو شامل ہو جائے جیسے ینصر و یضرب و یسمع۔ **قولہ** و بما قبل آخر فتحہ الخ یہ اس وقت ہے جبکہ اس کے ماقبل آخر کو فتحہ نہ ہو۔

قولہ مضارع مجہول شود الخ مضارع مجہول کا یہ قاعدہ تمام ابواب میں جاری ہے خواہ وہ ثلاثی ہوں یا رباعی یا مجرد یا مزید جیسے یُضْرَبُ و یُکْرَمُ و یُدَحْرَجُ و یُتَدَحْرَجُ۔

کلمہ ما و لا تغیری در لفظ مضارع ندہند نحو لا یَفْعُلُ و ما یَفْعُلُ آہ۔ و لن مضارع را بمعنی مستقبل گرداند و مسمی بنفی تاکید بلن و در آخر چہار صیغہ نصب کند و جائیکہ نون اعرابی یا بدہ بیفگند نحو لن یَفْعَلَ لن یفعلا لن یفعلوا لن تفعل لن تفعلا لن یفعلن لن تفعلوا لن تفعلی لن تفعلن لن افعل لن نفعل۔ و لم بمعنی ماضی منفی گرداند و مسمی بنفی جحد و در آخر چہار صیغہ جزم کند اگر حرف علت نبود اگر بود بیفگند چنانچہ لم یَدْعُ و نون اعرابی را بیندازد نحو لم یفعل آہ۔ چوں نون ثقیلہ در آخر مضارع بلام تاکید در اول آں در آید نون اعرابی را حذف کند و واؤ جمع را کہ ماقبل آں مضموم است و یائے مؤنث حاضر را کہ ماقبل آں مکسور است بیفگند و بعد نون فاعل الف فاصل در آید۔

قولہ ما و لا الخ چونکہ فعل مضارع معرب ہے لہذا یہاں سے مصنف بعض عوامل کا بیان فرماتے ہیں درعوامل دو قسم پر ہیں۔ اول وہ جو صرف معنی میں عمل کرتے ہیں اور وہ کلمہ ما اور لا ہیں جیسے قولہ لا یفعل و ما یفعل نہیں کرتا

یا نہیں کرے گا وہ ایک مرد) لیکن ان دونوں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ لفظ ما بہ نسبت لا کے مضارع پر کم آتا ہے اور نیز لفظ ما کا مضارع پر داخل ہونا کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ دوم یہ کہ وہ لفظ اور معنے دونوں میں عمل کرتے ہیں اور وہ دو قسم پر ہے۔ ناصب اور جازم عامل ناصب جیسے **قولہ**۔ ولن الخ یہ مضارع میں چار عمل کرتا ہے اول **قولہ** یعنی مستقبل گرداند الخ یعنی مضارع سے معنی حال کو دور کر کے مستقبل منفی مؤکد کے معنی میں کر دیتا ہے دوم **قولہ**۔ و مسمی بنفی تاکید بلن کند (فائدہ) لن کے معنی میں تین قول ہیں اول جو مشہور ہیں یہ ہیں کہ وہ تاکید نفی مستقبل کے لئے آتا ہے دلیل یہ ہے کہ اہل عرب نفی محض میں لا افعل کہتے ہیں اور تاکید کے وقت لن افعل کہتے ہیں اور لن افعل الآن نہیں کہتے۔ دوم یہ کہ وہ تابید نفی کے لئے آتا ہے اور بعض کے نزدیک دنیا کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ باری تعالے لن ترانی فرماتے ہیں اور بعض کے نزدیک عام ہے اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا کو جمعوا الخ۔ لیکن ان کے اس قول پر قول باری تعالی لن یخرج الی ابد حتی یاذن لی اخر میں تناقض لازم آتا ہے اس لئے کہ لن تابید کو چاہتا ہے اور حتی انتہی کو جو تابید کے منافی ہے۔ سوم یہ کہ اس کا اقتضاء نفی مستقبل ہے نہ تاکید اور نہ تابید مصنفؒ کے نزدیک مختار پہلا قول ہے اور اس پر ان کا قول مسمی بنفی تاکید بلن دلالت کرتا ہے اور لن کبھی دعا کے لئے بھی آتا ہے جیسے قول باری تعالے فلن اکلم الیوم ظہیر المجرمین۔ ای اجعلنی لا اکون ظہیرا لہم۔ سوم **قولہ** و در آخر چہار صیغہ نصب کند الخ اور وہ یفعل، تفعل، افعل اور نفعل ہیں اور ان چاروں کو منصوب نفلی کہتے ہیں چہارم **قولہ**۔ و جائیکہ نون اعرابی یابد یفعلن و در وہ پانچ صیغے ہیں یفعلان و یفعلون و تفعلان و تفعلون و تفعلین۔ اور ان کو ذات النون کہتے ہیں لیکن یفعلن اور تفعلن کا نون باقی رہے گا۔ اس لئے کہ وہ نون ضمیر ہے نہ کہ نون اعرابی اور عامل جازم جیسے **قولہ**۔ و لم آخر یہ بھی مضارع میں چار عمل کرتا ہے۔ اول **قولہ**۔ یعنی ماضی منفی گرداند الخ یعنی وہ مضارع کو بمعنی ماضی منفی کر دیتا ہے جیسے لم یضرب بمعنی ما ضرب (اس نے نہیں مارا) دوم **قولہ**۔ مسمی بنفی جحد گرداند الخ سوم **قولہ**۔ و در آخر چہار صیغہ جزم کند الخ اور وہ چار صیغوں کے آخر کو کہ جن میں لن نصب دیتا ہے جزم دیتا ہے اس وقت جبکہ اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے لم یضرب و لم تضرب و لم اضرب و لم نضرب اور اگر اس کے آخر میں حرف علت ہو تو اس کو گرا دیتا ہے جیسے لم یدع میں یا اصل میں یدعو بضم واو تھا واو پر ضمہ ثقیل تھا گرا دیا یدعُو بسکون واو ہوا جب اس پر لم داخل ہوا اس نے واو کو گرا دیا اس لئے کہ یہ حروف حرکت کے مشابہ ہیں اس وجہ سے کہ یہ حرکات سے مرکب ہیں اور چونکہ لم کا عمل حرکت کو گرا دینا ہے اسی طرح لم یرم و لم یخش میں کہ اصل میں لم یرمِی و لم یخشَی تھے۔ چہارم **قولہ**۔ و نون اعرابی را بیندازد الخ چونکہ نون اعرابی۔ فع کے قائم مقام ہے لہذا لم حرکت کی طرح نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لم یضربا و لم یضربوا لیکن نون ضمیر باقی رہے گی جیسے لم یفعلن و لم تفعلن۔ **قولہ**۔ چوں نون ثقیلہ در آخر مضارع یا الام تاکید

مفتوح در اول آں مضارع در آید تہ عمل کند اول **قولہ** نون اعرابی را حذف کند اس لئے کہ نون اعرابی اس حرکت اعرابی کے قائم مقام ہے جو آخر کلمہ میں ہوتی ہے اور جبکہ مضارع کا آخر نون ثقیلہ کے ساتھ شدت اتصال کی وجہ سے وسط کے حکم میں ہوگیا اور محل اعراب کا آخر کلمہ ہوتا ہے لہذا اس وقت نون کے بقاء کی کوئی صورت نہیں رہی اور نیز تاکہ تین نون زائد کا اجتماع نہ لازم آئے۔ اسی واسطے یَضْرِبَانِ جیسے صیغوں میں الف فاصل بڑھایا جاتا ہے نون کے ساتھ زائد کی قید اس واسطے ہے تاکہ لَنَکُوْنَنَّ اور لَیُسْجَنَنَّ پر اعتراض نہ وارد ہو اس لئے کہ اُن کے تینوں نون زائد نہیں ہیں۔ اسی طرح لَمْ یَنْصَرِفْ پر بھی اعتراض وارد نہیں ہوگا کو اس کے تینوں نون زائد ہیں اس واسطے کہ اس کا تیسرا نون باب انفعال کا نون ہے اور وہ چونکہ باب کی تمام گردانوں میں باقی رہتا ہے پس گویا وہ بمنزلہ نون اصلی کے ہے۔ (تنبیہ) جاننا چاہیئے کہ نون اعرابی کے حذف میں صرف نون ثقیلہ کو دخل ہے اور لام کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے اسی واسطے وَقَالَ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْبَشَرِ وغیرہ میں حذف ہوجاتا ہے اور لام کا اس جگہ ذکر اس وجہ سے ہے کہ نون ثقیلہ مضارع میں اکثر لام تاکید کے ساتھ آتا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ نون ثقیلہ زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ وہ افعال مطلوبہ پر داخل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حال اور ماضی افعال مطلوبہ میں سے نہیں ہیں لہذا وہ ان دونوں کے آخر میں لاحق نہیں ہوگا۔ پس اس وقت اگر وہ مضارع کے آخر میں لاحق ہو تو وہ اسکو معنی میں مستقبل کے کر دیگا۔ اور قاعدہ ہے کہ لام تاکید مضارع کو معنی میں حال کے کر دیتا ہے۔ پس اسوقت لام تاکید اور نون ثقیلہ کے درمیان تعارض لازم آتا ہے یا یں معنی کہ لام حال کو چاہتا ہے اور نون ثقیلہ استقبال کو تو اس کا جواب یہ ہے کہ لام دو معنی کے لئے آتا ہے۔ اوّل تاکید کے لئے۔ دوم حال کے لئے۔ اور اس جگہ وہ محض تاکید کے لئے ہے جیسے قول باری تعالیٰ میں وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی عمل دوم۔ **قولہ** واؤ جمع را الخ یعنی وہ واؤ جمع مذکر غائب اور واؤ جمع مذکر حاضر کو جن کا ماقبل مضموم ہوتا ہے گرا دیتا ہے جیسے لَیَدْعُنَّ وَلَیَرْمُنَّ وَلَتَدْعُنَّ وَلَتَرْمُنَّ کہ اصل میں لَیَدْعُوْنَّ وَلَیَرْمُوْنَّ اور لَتَدْعُوْنَّ اور لَتَرْمُوْنَّ تھے **قولہ** ماقبل آں مضموم الخ یہ اس واؤ سے احتراز ہے جس کا ماقبل مفتوح ہو اس لئے کہ اس وقت وہ واؤ خود مضموم ہوتا ہے جیسے لَیَرْمُوْنَّ کہ اصل میں لَیَرْمُوْنَّ بفتح را تھا لیکن وہ واؤ کہ جس کا ماقبل مکسور ہو ایک احتمال ہے جس کی مثال پائی نہیں جاتی۔ عمل سوم **قولہ** و یائے مؤنث حاضر را الخ اور اسی طرح وہ یا مؤنث حاضر کو کہ جس کا ماقبل مکسور ہوتا ہے گرا دیتا ہے جیسے لَتَدْعِیْنَّ وَلَتَرْمِیْنَّ کہ اصل میں لَتَدْعِیْنَ وَلَتَرْمِیْنَ تھے **قولہ** ماقبل آں مکسور است الخ یہ اس یا سے احتراز ہے کہ جس کا ماقبل مفتوح ہو اس لئے کہ اس وقت وہ خود مکسور ہوتی ہے جیسے لَتُخْفِیْنَّ لیکن وہ یا جس کا ماقبل مضموم ہو نہیں پائی جاتی۔ امثال مذکورہ میں واؤ اور یا کے حذف کا سبب دو چیزیں

ہیں ایک تو ان کے حذف پر قرینہ کا پایا جانا اور وہ قرینہ ان کے ماقبل کا ضمہ اور کسرہ ہے۔ دوسرے اجتماع ساکنین کا ہونا (تنبیہ) جاننا چاہیئے کہ اجتماع ساکنین دو قسم پر ہے ایک جائز اور دوسرا ممتنع جو جائز ہے اور اس کو علی حدّہٖ کہتے ہیں اور وہ وہ ہے کہ جس کا پہلا ساکن حرف لین ہو خواہ وہ مدہ ہو یا غیر مدہ اور دوسرا ساکن مدغم ہو۔ بعض کے نزدیک دونوں کا ایک کلمہ میں ہونا شرط ہے جیسے دَابَّۃٌ اور خُوَیْصَّۃٌ۔ اور بعض کے نزدیک عام ہے کہ وہ ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلموں میں اور جو ممتنع ہے اُس کو علی غیر حدّہ کہتے ہیں اور وہ وہ ہے جو علی حدّہ کے غیر ہو جیسے آلآن اور آلْحَسَنُ عِنْدَکَ۔ پس جو اجتماع ساکنین علی حدہٖ میں وحدۃ کلمہ کی شرط لگاتے ہیں ان کے نزدیک تو لیدْعُنَّ اور لتَرْوَنَّ میں اجتماع ساکنین علی غیر حدّہٖ کا ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ نون ثقیلہ حقیقۃً دوسرا کلمہ ہے لیکن جو عموم کے قائل ہیں ان کے نزدیک ان میں اجتماع ساکنین علی حدّہ ہے لہذا اس وقت واؤ اور یا کے حذف کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی علاوہ ازیں یہ کہ امثلہ مذکورہ میں واؤ اور یا علامت ہیں اور علامت کا ثابت رکھنا حتی الامکان اولیٰ اور انسب ہے۔ رہا محض قرینہ کی وجہ سے ان کا حذف سو وہ کافی نہیں ہے ورنہ لَیَضْرِبَانِّ میں الف کا حذف لازم آئے گا اور اس میں مثنی کا مفرد کے ساتھ التباس کا جواب کوئی معتد بہ جواب نہیں ہے پس بہتر جواب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجتماع ساکنین علی حدّہ اگرچہ جائز ہے لیکن یہ امر مسلم ہے کہ حذف موجب تخفیف ہوتا ہے اور جب کہ قوم کا مقصود یہ ہے کہ تخفیف حاصل ہو اور نیز حذف سے مطلقاً علامت کا حذف لازم نہیں آتا لہذا انہوں نے اس صورت میں کہ جس میں احد الساکنین واؤ اور یا ہیں حذف کو اختیار کیا لیکن الف کی صورت میں انہوں نے حذف کو اختیار نہیں کیا۔ اس لئے کہ الف میں باعتبار واؤ اور یا کے خفت ہے واللہ اعلم بالصواب۔ **قولہ**۔ وبعد نون فاعل الخ یعنی جبکہ جمع مؤنث میں تین نونوں کا اجتماع جو مستکرہ ہے لازم آتا ہے لہذا انہوں نے اس میں نون فاعل کے بعد اور نون ثقیلہ سے پیشتر الف فاصل زیادہ کر دیا تاکہ تین نونوں کا اجتماع نہ لازم آئے جیسے لیضربنان اور لتضربنان۔

غائب باشد یا مخاطب ۱۲

وماقبل نون ثقیلہ در تثنیہ وجمع مؤنث ساکن بود ودر جمع مذکر مضموم وورواحد

تا دلیل باشد بر یائے محذوف ۱۲ بسبب بودن الف ۱۲ تا دلیل باشد بر واؤ محذوف ۱۲

مؤنث حاضر مکسور ودر چہار باقی مفتوح ونون ثقیلہ مکسور باشد اگر پس الف افتد وگرنہ

برائے طلب خفت یا ازانکہ مبنی است وفتحہ قریب بمعنی تی باشد ۱۲ منہ

ازانکہ خفت مطلوب است ۱۲ منہ

مفتوح چنانچہ لام تاکید مضارع مؤکد بلام تاکید ونون ثقیلہ معروف یا مجہول

ای مفتوح باشد ۱۲ لے مفتوح باشد ۱۲

لَيُفْعَلَنَّ لَيُفْعَلَانِّ لَيُفْعَلُنَّ لَتُفْعَلَنَّ لَتُفْعَلَانِّ لَيُفْعَلْنَانِّ لَتُفْعَلْنَانِّ لَتُفْعَلُنَّ لَأُفْعَلَنَّ

صیغہ تثنیہ مونث غائب و مذکر حاضر و مونث حاضر ۱۲

لَنُفْعَلَنَّ ۔ ونون خفیفہ حکم نون ثقیلہ دارد جز آنکہ خودش ساکن است و جائیکہ پیش

از ثقیلہ الف آید در نیاید مضارع مؤکد بلام تاکید و نون خفیفہ معروف یا مجہول

ہر آئینہ ہر آئمینہ خواہد کرد یا کردہ خواہد شد آں یک مرد در زمانہ استقبال صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع مؤکد بلام تاکید و نون خفیفہ معروف یا مجہول ۱۲

گردند لَيُفْعَلَنْ لَتُفْعَلَنْ لَتُفْعَلُنْ لَأُفْعَلَنْ لَنُفْعَلَنْ چوں لای نہی در آید یعنی منع

باسقاط صیغہ تثنیہ ۔۔۔ باسقاط صیغہ تثنیہ و جمع مونث حاضر از جہت الف ۱۲

قولہ ۔ و ماقبل نون ثقیلہ ۔ اور نون ثقیلہ سے پیشتر تمام تثنیوں میں اور جمع مؤنث غائب اور حاضر میں ساکن ہوتا ہے یعنی الف جو لازم السکون ہے ہوتا ہے ۔ **قولہ** ۔ و در جمع مذکر مضموم الخ اور جمع مذکر غائب میں اور حاضر میں نون ثقیلہ کا ماقبل مضموم ہوتا ہے اس لئے کہ جمع مذکر کا آخر ہمیشہ ساکن ہوتا ہے خواہ مدہ ہو یا غیر مدہ پس اگر مدہ ہے تو وہ ساقط ہو جاتا ہے اور پھر اس کے ماقبل کے ساتھ جو مضموم ہے نون ثقیلہ ملجاتا ہے جیسے لَيَدْعُوَنَّ وَلَتَدْعُوَنَّ اور اگر غیر مدہ ہے تو اس پر حرکت ضمہ آجاتی ہے اور نون ثقیلہ اس کے ساتھ متصل ہو جاتا ہے جیسے لَتَخْشَوُنَّ اور واحد مؤنث حاضر میں نون ثقیلہ کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اس لئے کہ واحد مونث کا آخر ہمیشہ یا ساکن ہوتی ہے خواہ مدہ ہو یا غیر مدہ اگر مدہ ہے تو وہ ساقط ہو جاتی ہے اور نون ثقیلہ اس کے ماقبل کے ساتھ جو مکسور ہے متصل ہو جاتا ہے جیسے لَتَضْرِبَنَّ اور اگر غیر مدہ ہے تو اس پر کسرہ کی حرکت آجاتی ہے اور نون اس کے ساتھ ملجاتا ہے جیسے لَتَخْشَيِنَّ ۔ **قولہ** ۔ و در چہار باقی مفتوح الخ یعنی اور ان چار باقی صیغوں میں کہ جن کو مفرد لفظی کہتے ہیں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اس لئے کہ یہ کثیر الاستعمال ہیں اور فتحہ اخف الحرکات ہے اور نیز ضمہ اور کسرہ کی صورت میں جمع مذکر یا واحد مؤنث حاضر سے التباس لازم آتا ہے ۔ **قولہ** ۔ و چوں نون ثقیلہ مکسور باشد الخ اور نون ثقیلہ جبکہ الف کے بعد واقع ہو تو مکسور ہوتا ہے اور وہ تثنیہ اور جمع مؤنث غائب اور حاضر کے صیغے ہیں اس لئے کہ وہ نون تثنیہ کے ساتھ زیادہ ہونے اور الف کے بعد واقع ہونے میں مشابہ ہے پس جیسا کہ نون تثنیہ مکسور ہوتا ہے اسی طرح مناسب ہے کہ یہ بھی مکسور ہو ۔ **قولہ** ۔ و گرنہ مفتوح الخ اے و گرنہ افتد بعد الف مفتوح باشد چنانچہ لام تاکید مفتوح باشد اس لئے کہ صیغہائے مذکور کثیر الاستعمال ہیں اور کثرت استعمال خفت کو مقتضی ہے

لہذا فتح اختیار کیا گیا اس لئے کہ وہ اخف الحرکات ہے اور نیز نون ثقیلہ لام تاکید کی طرح معنی تاکید پر دلالت کرتا ہے لہذا جیسا کہ لام تاکید مفتوح ہوتا ہے اسی طرح مناسب ہے کہ وہ بھی مفتوح ہو۔ **قولہ** چنانچہ لام تاکید الخ یہ ظاہر اً نون ثقیلہ کی لام تاکید کے ساتھ فتح میں تشبیہ ہے لیکن حقیقت میں لام تاکید اور لام امر کے درمیان فرق کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ لام امر مکسور ہوتا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ **قولہ** مضارع موکد بلام تاکید و نون ثقیلہ معروف بحرکات ثلثہ در عین یا مجہول بفتح عین خاصۃ یُفْعَلُنَّ الخ البتہ ضرور کرے گا وہ ایک مرد یا البتہ ضرور کیا جائے گا وہ ایک مرد۔ **قولہ** ونون خفیفہ الخ نون خفیفہ اس نون تاکید ساکن کو کہتے ہیں جو فعل مضارع اور امر کے آخر میں آتا ہے اور نون خفیفہ معنی تاکید کے فائدہ دینے اور زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کر دینے اور نون اعرابی اور واؤ جمع مذکر اور یائے واحد مؤنث حاضر کے ساقط کر دینے میں نون ثقیلہ کا حکم رکھتا ہے اور جس جگہ نون ثقیلہ سے پیشتر الف آتا ہے وہاں نون خفیفہ نہیں آتا تاکہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم نہ آئے خلاصہ یہ ہے کہ نون خفیفہ نون ثقیلہ کے ساتھ تمام احکام مذکورہ میں مساوی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ نون ثقیلہ میں ایک ساکن ہوتا ہے اور دوسرا متحرک اور نیز وہ تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے اور نون خفیفہ ساکن ہوتا ہے اور صیغہائے ذات الالف کو لاحق نہیں ہوتا۔ **قولہ** خودش ساکن ست الخ خودش کا شین زائد ہے کہا جاتا ہے کہ خطش خوب می نویسد یعنی خط خوب می نویسد۔

وعمل لم کند نحو لَا یَفْعَلُ آہ در نہی ہم نون ثقیلہ و خفیفہ بطوریکہ انستی در آر لام مکسور کہ آں را لام امر خوانند در مضارع عمل لم کند و معنی امر گرداند و در نیاید بر صیغہ معروف بر لئی

احتراز ست از لام کے کہ آں نیز مکسور باشد ۱۲ ان در طلب فعل ۱۲

خطاب مضارع معروف بلام امر لِیَفْعَلْ لِیَفْعَلَا لِیَفْعَلُوْا لِتَفْعَلْ لِتَفْعَلَا لِیَفْعَلْنَ

بلکہ صیغہائے غائب و متکلم معروف و مجہول و مخاطب مجہول در آید زود بیرمیاں ۱۲ اے باید کہ کند یا بگو کہ کند ۱۲

لِاَفْعَلْ لِنَفْعَلْ مضارع مجہول بلام امر لِیُفْعَلْ لِیُفْعَلَا لِیُفْعَلُوْا لِتُفْعَلْ لِتُفْعَلَا لِیُفْعَلْنَ لِاُفْعَلْ لِنُفْعَلْ و ینجا ہم رواست کہ نون ثقیلہ و خفیفہ در آری فصل۔ بدانکہ امر را پنج صیغہ است و بنائے آں از مضارع مخاطب معروف می گیرند علامت آنرا

بشرائط مذکورہ ۱۲

بیفگنی پس اگر ما بعدش ساکن بود بجایش ہمزہ وصل مضموم ورا اگر عین کلمہ مضموم بود

قولہ چوں لائے نہی درآید الخ اور جب لائے نہی فعل مضارع پر آتا ہے تو وہ اس کو منع کے معنی میں کر دیتا ہے اور لفظ میں وہ لم کی طرح کا عمل کرتا ہے یعنی وہ لم کی طرح آخر کلمہ سے حرکت کو اور نون اعرابی کو اور حرف علت کو جبکہ فعل معتل اللام ہو گرا دیتا ہے جیسے لا یفعل نہ کرے وہ ایک مرد لا یفعلا لا یفعلوا الخ۔ **قولہ** درنہی ہم نون ثقیلہ وخفیفہ الخ یعنی شرائط مذکورہ کے ساتھ اور وہ جمع مؤنث میں الف کو زیادہ کرنا ہے اور واؤ کا جمع مذکر سے اور یا کا واحد مؤنث سے حذف کرنا یا اُن کو حرکت دینا اور نون خفیفہ کا تثنیہ اور جمع مؤنث میں نہ آنا۔ **قولہ** لام امر خوانند الخ یہ زیادتی اس وجہ سے ہے تاکہ وہ لام کی دیر صادق نہ آئے اس لئے یہ بھی مکسور ہوتا ہے۔ **قولہ** دو زیادہ بر صیغہ معروف الخ یعنی لام امر مضارع مخاطب معروف کے صیغوں پر نہ تو لفظاً اور نہ تقدیراً آتا ہے یہ مذہب بصریوں کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لام امر اگر مضارع معروف پر داخل ہوگا تو وہ مخاطب کے صیغوں پر نہیں آئے گا۔ رہا قول باری تعالیٰ فلتفرحوا پر جو لام ہے وہ شاذ پر محمول ہے اور اگر وہ مضارع مجہول پر داخل ہوگا تو تمام صیغوں پر آئے گا۔ **قولہ** مضارع معروف بلام امر لیفعل لیفعلا الخ مصنفؒ کے امر حاضر معروف کو امر حاضر مجہول اور امر غائب اور امر متکلم سے جدا ذکر کرنے اور غیر امر حاضر معروف کا مضارع مجزوم بلام امر سے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ امر حاضر معروف مبنی ہوتا ہے اور اس کے ماسوا مضارع کی طرح معرب ہوتے ہیں اور چونکہ مضارع اور غیر امر حاضر معروف میں فرق لام جازم سے ہوتا ہے لہذا ان کا نام مجزوم بلام امر رکھدیا گیا (فائدہ) لام امر وسط کلام میں جب آتا ہے تو ساکن ہو جاتا ہے جیسے قول تعالیٰ عز اسمہ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ اور قیام قرینہ کے وقت اس کا حذف بھی جائز ہے جیسے قول تعالیٰ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ اے یقیموھا۔ **قولہ** بدانکہ امر را الخ یعنی وہ امر جو مصنفؒ کے نزدیک امر حاضر معروف میں منحصر ہے اس کے پانچ صیغے ہیں۔ واحد مذکر حاضر۔ تثنیہ حاضر۔ جمع مذکر حاضر۔ واحد مؤنث حاضر جمع مؤنث حاضر۔ **قولہ** وبنائے آں از مضارع مخاطب الخ مصنف نے مشتق کی بحث میں اس امر کی تحقیق کی ہے کہ مضارع اور امر اور تمام مشتقات مصدر سے بنائے جاتے ہیں اور مصنف کا قول مذکور وبنائے آں الخ اس تحقیق کے منافی ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ تحقیقاً بنائے امر مصدر سے ہے لیکن چونکہ مضارع سے اس کا بنانا زیادہ آسان ہے لہذا یہاں اس کو اختیار کیا۔ **قولہ** علامت آں را بیفگنی الخ یعنی امر حاضر معروف کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اولاً علامت مضارع کو جو تا سے گرا دو اس کے بعد اگر علامت مضارع کا ما بعد ساکن ہے۔ تو علامت مضارع کی جگہ ہمزۂ وصل مضموم لاؤ اگر اس کا عین کلمہ مضموم ہے تاکہ ابتدا بالسکون نہ لازم آئے۔

جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرُ۔ **قولہ** ۔ وگرنہ مکسور الخ اور اگر اس کا عین کلمہ مضموم نہ ہو بلکہ مفتوح یا مکسور ہو تو دونوں صورتوں میں ہمزۂ وصل مکسور لاؤ جیسے تَفَتُّح سے اِفْتَحْ اور تَضَرُّب سے اِضْرِبْ ۔ اور نیز ہمزۂ وصل مکسور کا لانا اس وقت ہے جبکہ ہمزۂ قطعی اس جگہ سے محذوف نہ ہوا ہو ورنہ محذوف کو واپس لایا جائے گا جیسے باب افعال میں تُکْرِمُ سے اَکْرِمْ ۔ اور اگر علامت مضارع کا ما بعد متحرک ہو تو اس وقت ہمزۂ وصل لانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے تَعَدُّ سے عِدْ اور تَدَحْرَجُ سے دَحْرِجْ ۔ **قولہ** ۔ و در آخر آں حکم لم الخ یہ تمام صورۃ مذکورہ کو شامل ہے یعنی ان تمام اقسام مذکورہ کے آخر سے حرکت اور نون اعرابی کو اور حرف علت کو جبکہ وہ ناقص ہو گرا دو تاکہ وہ امر ہو جائے جیسے اِضْرِبْ امر با الخ اور نَقِی سے قِ ۔ **قولہ** ۔ دو بر دو نون الخ اور دونوں نون ثقیلہ اور خفیفہ کو جس طرح کہ مضارع میں تم کو معلوم ہو چکا ہے اس جگہ بھی لاؤ جیسے اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَانِّ الخ ۔ **قولہ** ۔ بدانکہ ماضی و امر الخ یعنی ماضی اور امر حاضر معروف اور تمام حروف بناء میں اصل ہیں بایں معنی کہ ان کی بناء کسی دوسرے مبنی کی مشابہت کی وجہ سے نہیں ہے (جیسے نزال کہ اُس کی بناء امر کی مشابہت کی وجہ سے ہے اس وجہ سے کہ وہ معنی میں اُنْزِلْ کے ہے) بلکہ وہ بذات خود مبنی ہیں ۔

وگرنہ مکسور و در آخر آں حکم لم جاری کن تا امر شود اُفْعُلْ اِفْعَلْ اِفْعُلَا اِفْعَلَا اِفْعُلُوا اِفْعَلْنَ ۔ بحرکات

از حذف حرکت و حرف علت و نون اعرابی ۱۲

ثلثہ در عین و ہر دو نون بنہ چنانکہ پنداشتی در آری فصل ۔ بدانکہ ماضی و امر و حرف

اے بنائے ایشاں گاہے جدا نہ شود ۱۲ منہ

مبنی اصل و لازم اند و مضارع معرب است مگر وقت لحوق نون فاعل و نون

تاکید و اسم بر دو گونہ است ۔ مبنی آنکہ آخر وی بدر آمدن عامل تغیر نیابد نحو مَنْ ضَرَبَ هٰؤُلَاءِ

این تعریف بطور جار اللہ زمخشری ست ۱۲ منہ ۔ آنچہ آخر کلمہ را بگرداند از حالتی بحالتے ۱۲ منہ

و معرب یعنی قبول کنندۂ اعراب نحو ضَرَبَ زَیْدٌ وَرَاَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ دو نوع است

مبتدا ۱۲ حاصل معنی ست ۱۲ خبر ۱۲

متمکن کہ جائے دہد کسرہ و تنوین را اَمْکَن و منصرف نیز خوانندش و متمکن کہ جائے ندہد

کسرہ و تنوین را مگر بدا عیہ نحو صَدَقَ اَحْمَدُ و نیز بر سہ گونہ است مصدر اسمیکہ ماخذ فعل

اے نون ساکن کہ در آخری خوانند و نمی نویسند ۱۲ این تعریف بطور مسلک بصریین ست و نزد کوفیین نفس ماخذ مصدر ست ۱۲ منہ

بود و در آخر معنی فارسی آں دَں آید۔ یاتن۔ و مشتق اے لفظے مصوغ۔
ساختہ شد ۱۲

قولہ۔ ولازم اند الخ در بنا یعنی اُن کو بنا تمام استعمال میں لازم ہے اور وہ کبھی اُن سے جدا نہیں ہوتی جیسے یا زیدُ میں زید کا مبنی ہونا صرف اسی مادہ کے ساتھ خاص ہے پس اگر اس سے حرف ندا کو دور کر دیا جائے تو وہ معرب ہو جائے گا۔ **قولہ۔** مضارع معرب است مگر الخ یعنی مضارع معرب ہے مگر وہ صیغے جن کے ساتھ نون فاعل لاحق ہوتا ہے مبنی ہیں اور وہ صرف دو صیغے ہیں جمع مونث غائب اور جمع مؤنث حاضر۔ اور نیز جبکہ مضارع کے صیغوں کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ لاحق ہو تو اس وقت مضارع کے چودہ کے چودہ صیغے اور جبکہ اس کے ساتھ نون تاکید خفیفہ لاحق ہو تو اس وقت اس کے آٹھوں کے آٹھوں صیغے مبنی ہوں گے اس لئے کہ مضارع کا آخر نونات مذکورہ کے ساتھ شدت اتصال کی وجہ سے وسط کے حکم میں ہے اور محل اعراب آخر کلمہ ہوتا ہے در وسط کلمہ مبنی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جیسے نون فاعل اور نون تاکید کے لاحق ہونے سے آخر مضارع وسط کلمہ کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ الف ضمیر اور واؤ اور یا کے لاحق ہونے سے وسط کلمہ کے حکم میں ہو جاتا ہے پس اس کی کیا وجہ ہے کہ یفعلان اور یفعلون اور تفعلین معرب ہیں اور یَفْعَلْنَ اور لیفعلانِّ وغیرہ مبنی۔ جواب یہ ہے کہ ان مثالوں میں حروف مذکورہ اگرچہ ضمائر ہیں لیکن چونکہ یہ حروف اعراب کے ساتھ مشابہ ہیں لہذا ان کے لاحق ہونے کی وجہ سے مضارع کے آخر کا وسط میں ہونا محل ضعف میں ہے۔

قولہ اسم بر دو گونہ است مبنی و معرب۔ **قولہ۔** مبنی آنکہ الخ یعنی مبنی وہ ہے جس کا آخر عامل کے آنے سے لفظاً یا تقدیراً متغیر نہ ہو۔ برابر ہے کہ سرے سے اس پر عوامل ہی نہ آتے ہوں جیسے یا زیدُ اور لا رجلَ میں زید اور رجل یا آتے تو ہوں لیکن اس کا آخر متغیر نہ ہوتا ہو جیسے مَنْ ضَرَبَ هٰؤُلَاءِ میں مَنْ اور هٰؤُلَاءِ پہلا مبنی بر سکون ہے اور دوسرا مبنی بر کسرہ۔ حالانکہ مَنْ مفعول ضَرَبَ ہے اور هٰؤُلَاءِ اس کا فاعل (انہوں نے کس کو مارا) اور جائز ہے کہ کلمہ مَنْ مبتدا ہو اور هٰؤُلَاءِ مفعول ضرب اور ضرب میں ضمیر ہو مستتر اس کا فاعل ہو جو من کی طرف لوٹتی ہے۔ (کس نے ان کو مارا) بہر حال دونوں تقدیروں پر یہ دونوں مبنی ہیں۔ **قولہ۔** معرب یعنی قبول کنندہ اعراب الخ جمہور نے معرب کی یہ تعریف کی ہے کہ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عوامل کے آنے سے لفظاً یا تقدیراً مختلف ہوتا رہے۔ اور شیخ ابن حاجب نے یہ کہی ہے کہ معرب وہ کلمہ ہے جو اپنے عوامل کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔ مصنف جمہور کے مطابق تعریف فرماتے ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ معرب کے لئے صلاحیت اعراب کے ساتھ اپنے عامل کے ہمراہ مرکب ہو کر پایا جانا ضروری نہیں ہے جیسا کہ شیخ

ابن حاجب کا مذہب ہے بلکہ اس کے لئے محض صلاحیت اعراب کافی ہے یعنی وہ کلمہ اس حیثیت سے ہو کہ اگر اس پر عوامل آئیں تو ہر حرکت اعرابی کے ساتھ متحرک ہو جائے پس اس سے یا زید اور رأیت زیداً خارج ہو جائیں گے اس لئے کہ ان پر عوامل ہی نہیں آتے اسی طرح ہؤلاء خارج ہو جائے گا اس لئے کہ اس پر عوامل تو آتے ہیں لیکن وہ متغیر نہیں ہوتا اور زید اور عمر جیسے کلمات داخل رہیں گے اس لئے کہ ان کا آخر عوامل کے آنے سے متغیر اور مختلف ہو جاتا ہے جیسے ضربت زیداً و رأیت زیداً و مررت بزید اور اعراب اصطلاح میں اس حرکت یا حرف کو کہتے ہیں جو آخر کلمہ میں عامل کے سبب سے پیدا ہوتا ہو۔ قولہ معرب اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی اعراب دادہ شدہ نہ کہ قبول کنندۂ اعراب۔ لہذا مصنف کی تفسیر مذکور کیسے درست ہوگی جواب یہ ہے کہ قبول کنندۂ اعراب اس کے لغوی معنی نہیں ہیں بلکہ وہ اس کے حاصل معنی ہیں اس وجہ سے کہ وہ کلمہ جو اعراب دیا گیا ہے الا محالہ اعراب کو قبول کرتا ہے۔ قولہ دو نوع ست الخ یہ معرب مبتدا مذکور کی خبر ہے۔ یعنی معرب دو نوع ست۔ معرب دو قسم پر ہے اول متمکن جو کسرہ اور تنوین کو جگہ دے اور تنوین سے یہاں مراد تنوین تمکن اور مقابلہ ہے اس لئے کہ تنوین تنکیر مبنیات کو بھی لاحق ہوتی ہے جیسے صہ و مہ کہ وہ اسم فعل ہیں اور تنوین عوض معرب کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسے حینئذٍ اور تنوین ترنم اسم اور فعل اور حرف تینوں کے ساتھ لاحق ہوتی ہے۔ قولہ۔ امکن و متصرف الخ یعنی اس کو امکن اور متصرف بھی کہتے ہیں اور أمکن باب کرم سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے مصدر مکانۃ ہے بمعنی جائے گیر شدن۔ قولہ۔ جائے دہد۔ یہ معنی لغوی اور معنی اصطلاحی کے درمیان مناسبت کی طرف اشارہ ہے دوم منقی جو کسرہ اور تنوین کو جگہ نہ دے مگر بر آیۂ مگر جبکہ کسرہ اور تنوین کا کوئی داعی اور مقتضی ہو تو اس وقت اس پر کسرہ اور تنوین آجاتے ہیں جیسے ضرورت شعری یا اسم منصرف متمکن کی مناسبت جیسا کہ نحو کی کتابوں میں مفصلاً مذکور ہے۔ قولہ منقی بعض کے نزدیک اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی دیچا ہوا یہ بھی کسرہ اور تنوین سے بچا ہوا ہوتا ہے مصدر اتقاء ہے بمعنی پرہیز کرنا) قولہ۔ کسرہ و تنوین را الا حرف عطف لانے سے مذہب زجاج کی طرف اشارہ کرنا ہے اس لئے کہ وہ غیر منصرف پر بالذات دونوں کے آنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک کسرہ کی ممنوعیت تنوین کے طبعاً ہی اور تنوین سے بھی یہاں مراد تنوین تمکن اور مقابلہ ہیں جو منصرف ہونے کی علامت ہیں۔ قولہ نحو صدق احمد برفع احمد بلا تنوین۔ قولہ۔ دیگر بر سہ گونہ است الخ یہ مطلق معرب کی تقسیم ثانوی ہے اور یہی تقسیم مقصود بالبحث ہے رہی تقسیم سابق سو وہ محض توطیۃ اور تمہید تھی اس لئے کہ اس فصل میں مقصود مصدر اور مشتق اور جامد کا بیان کرنا ہے نہ کہ منصرف اور غیر منصرف کا بیان کرنا۔ معرب کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل۔ قولہ مصدر اسمیکہ الخ۔ یعنی مصدر وہ اسم ہے جو حقیقۃً یا تقدیراً فعل کا ماخذ اور مشتق منہ ہو۔ حقیقۃً اس جگہ کہ جہاں فعل

موجود ہو جیسے ضَرْبٌ سے یَضْرِبُ تقدیراً اس جگہ کہ جہاں اس سے فعل بالکل نہ آتا ہو جیسے اَلْکل بروزن احمد بمعنی (جاد) یا خوف سے لرزنا) اس سے فعل بالکل نہیں آتا اور فعل سے یہاں مراد وہ ہے جو اسم اور حرف کا مقابل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ تعریف مذکور لَیْسَ اور خَرِیْفٌ کلمات پر صادق آتی ہے اس لئے کہ ان کے ماضی کے صیغے لَبِسَ اور اَخْرَفَ مشتق ہیں حالانکہ یہ جامد ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اشتقاق سے اس جگہ مراد اشتقاق حقیقی ہے نہ کہ جعلی اور لَبِسَ اور اَخْرَفَ اشتقاق جعلی کے ساتھ مشتق ہیں یہاں تک تو مصدر کی تعریف جمعاً و منعاً ختم ہوگئی۔ اب مصنفؒ مصدر کی بعض علامت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ در آخر معنی فارسی آں الف جیسے الضربُ (زدن) اور القتلُ (کشتن) اور زبان اردو میں اس کے معنی کے آخر میں نا ہوتا ہے جیسے الضربُ (مارنا)۔

از مصدر باحداث ہئیاتے و معنی یا بقائی مادہ معنی آں صوغ الاوانی و الحلی من الفضۃ

احتراز است از جنید مشتق از جذب باشد تفاق کبیر ۱۲

و جامد کہ نہ مصدر و نہ مشتق از دست برسہ وجہ ست ثلاثی کہ در وسہ حرف اصلی بود۔

اگرچہ زائد تر بود ۱۲

و رباعی کہ در و چہار حرف اصلی است۔ و خماسی کہ در و پنج حرف اصلی باشد۔ و سداسی کہ

و یا او زائد باشد یا نہ ۱۲ عام ست از انکہ یا او ہم زائد باشد یا نہ ۱۲

دو قسم لست۔ مجرد کہ در و حرف زائدہ نبود چوں فرس و جعفر و فرزدق۔ و مزید کہ در و زائد

اے انتہا از زوائد ۱۲ جنس اسپ نر باشد یا مادہ کذا فی القاموس ۱۲۔

ہم بود چوں حمار و قنفخر و خرعبیل۔ زیادتی اسم بیش از چہار حرف نبود و لا یتجاوز سبعۃ

پس بدانکہ مصدر فعل ثلاثی مجرد بریں اوزان می آید فَعْلٌ فَعَلٌ فَعْلٌ فَعَلَۃٌ فُعْلَۃٌ فَعْلٌ فَعْلٌ فَعْلَۃٌ

بفتح و کسر سر قشہ دزدیدن از نصر ۱۲ نحو ضرب و نصر و خشیۃ ان برگی از نصر ۱۲ نحو ضرب و دخول در آمدن از نصر ۱۲

فَعِلَۃٌ فِعْلٌ فُعَالٌ فِعَالٌ فَعَالَۃٌ فَعَالَۃٌ فَعِیلٌ فَعِیلَۃٌ فَعُولٌ فَعُولَۃٌ مَفْعَلٌ مَفْعَلٌ مَفْعَلَۃٌ مَفْعَلَۃٌ

بالکسر نحو حراف سبک بشتی آمدن از نصر ۱۲ بالضم نحو سوال خواستن از نصر ۱۲ نحو قطیعۃ بریدن از ضرب ۱۲

فَعْلٰی فِعْلٰی فُعْلٰی فَعْلَانٌ فِعْلَانٌ فَعَلَانٌ فَعَالَانٌ فَعَالِیَۃٌ فَعْلُولَۃٌ

قولہ۔ مشتق اے لفظے مصوغ الخ۔ مصوغ اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر صوغ ہے بمعنی (بنانا) یعنی مشتق وہ لفظ ہے جو مصدر کے اس طریقہ سے بنایا جائے کہ اس میں مادہ اور معنی مصدری باقی رہیں صرف اس میں ایک نئی صورت اور ایک نئے معنی اور پیدا ہو جائیں جیسے ضارب کہ ضرب (بسکون عین) سے اس طریقہ پر بنایا گیا ہے کہ اس کا ض اور ر اور ب مع معنی مصدری (مارنا) کے اس میں باقی ہیں صرف زیادتی الف اور کسر رآ سے ایک اور نئی صورت پیدا ہو گئی ہے اور قیام معنی مصدری بفاعل سے ایک اور نئے معنی پیدا ہو گئے ہیں مسئلہ مذکور کی زیادہ وضاحت کے لئے مصنف محسوسات میں سے ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ کصوغ الاوانی والحلی من الفضۃ اوانی جمع آنیۃ کی ہے اور آنیۃ جمع انار (بالکسر والمد) کی بمعنی برتن اور حُلی (بضم حا اور تشدید یا) بروزن دلی یہ حلی بروزن قلس (بفتح حا) کی جمع ہے یہ اصل میں حُلُوٌ بروزن فعول تھا واؤ کو یا کر کے یا کو یا میں ادغام کر دیا اور لام کے ضمہ کو مناسبت یا کی وجہ سے کسرہ سے بدل لیا اور کبھی حا کے ضمہ کو بھی لام کی رعایت کی وجہ سے کسرہ سے بدل لیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مصدر سے مشتق کا بنانا ایسا ہے جیسا کہ برتنوں اور زیوروں کا چاندی سے بنانا۔ اس لئے کہ مادۂ اصلیہ (اور وہ وہ مقدار ہے جو ان کے بنانے کے لئے چاندی سے لی گئی ہے) اور اس کے معنی اصلی (اور وہ قیمت ہے) ان میں باقی ہیں صرف ایک نئی صورت اور ایک اور نئے معنی یعنی (قیمت زائد) ان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ مصنف کا مشتق کی تفسیر کلمہ لفظ سے کرنا (نہ کلمہ سے کہ حالانکہ گفتگو اقسام اسم میں ہے) اس امر پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے کہ یہ تعریف مطلق مشتق کی ہے خواہ وہ اسم ہو یا فعل پس تعریف مذکور اسماء اور افعال کو شامل ہو گئی۔ قولہ مصوغ۔ یہ مہملات اور جملہ حروف اور بعض اسماء جیسے ضمائر اور موصولات وغیرہ سے احتراز ہے۔ قولہ از مصدر یہ تثنیہ جمع اور تصغیر وغیرہ سے احتراز ہے اس لئے کہ ان کو واحد سے مشتق نہیں کہتے ہیں۔ مصنف کی تعریف مشتق کی بنا پر جبکہ مادہ اور معنی مشتق منہ کا مشتق میں ہونا ضروری ہے مضارع کا ماضی سے مشتق ہونا متصور نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ماضی کے اصلی معنی جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرنا ہے مضارع میں نہیں پائے جاتے اسی طرح امر کو مضارع سے مشتق نہیں مانا جا سکتا اس واسطے کہ مضارع کے تمام معنی اس میں نہیں ہیں لہذا مصنف کے مسلک کی بنا پر یہ دونوں مصدر سے مشتق مانے جائیں گے۔ (فائدہ) جاننا چاہیئے کہ جمہور کے نزدیک اشتقاق ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے تھوڑے تغیر کے ساتھ نکلنا ہے بشرطیکہ لفظ اور معنی میں مناسبت باقی رہے اور وہ تین قسم پر ہے۔ اول اشتقاق صغیر وہ ہے کہ جس میں مشتق منہ اور مشتق کے درمیان جملہ حروف اصلیہ کا اشتراک انحفاظ ترکیب کے ساتھ پایا جائے جیسے ضرب سے ضارب۔ دوم اشتقاق کبیر وہ ہے کہ جس میں مشتق منہ اور مشتق کے درمیان جملہ حروف اصلیہ کا اشتراک بدون انحفاظ ترتیب ہو جیسے جذب سے

جنبذ۔ سوم۔ اشتقاق اکبر وہ ہے کہ جس میں مشتق منہ اور مشتق کے درمیان اکثر حروف میں اشتراک کے ساتھ ساتھ بعض کا بعض کے ساتھ ساتھ مخرج میں اتحاد ہو جیسے نہق سے نعق۔ پس اشتقاق کی تفصیل مذکور کی بنا پر مضارع ماضی سے اور امر مضارع سے مشتق باشتقاق صغیر ہیں لیکن اس تعریف سے عدول اور مضارع اور امر کا مصدر سے اشتقاق بعض محققین کی رائے ہے اور مصنفؒ نے بھی انہی کے مسلک کو اختیار فرمایا ہے اور کبھی مشتق کا اطلاق اس لفظ پر بھی آتا ہے جو دوسرے سے بنایا گیا ہو خواہ وہ دونوں مصدر ہوں یا ایک مصدر اور دوسرا اسم جامد جیسے اِکرامٌ کہ وہ کرمٌ اور ذِئبۃٌ کہ وہ ذئبٌ سے مشتق ہے۔ اور ہرِیسۃٌ کہ وہ ہرسٌ سے مشتق ہے باوجودیکہ مثال اول میں دونوں مصدر ہیں اور مثال ثانی میں ذِئبۃٌ مصدر ہے کہ یعنی (بھیڑیے کے مانند ہونا) اور ذئبٌ اسم جامد (بھیڑیا) اور مثال ثالث میں ہریسۃٌ اسم جامد ہے (ایک قسم کے کھانے کا نام ہے جو گوشت اور گیہوں اور باجرہ وغیرہ سے بنایا جاتا ہے) اور ہرسٌ مصدر یعنی (سخت کوفتن) سوم **قولہ**۔ وجامد کہ نہ مصدر اور جامد وہ اسم ہے جو نہ مصدر ہو اور نہ مصدر سے مشتق ہو بلکہ ابتدا خود بنایا گیا ہو قولہ برسہ وجاست یعنی اسم جامد تین قسم پر ہے مصنف نے ان اقسام کا مقسم اسم جامد کو قرار دیا نہ کہ مطلق اسم معرب کو اس لئے کہ مصدر رخماسی نہیں ہوتا ہے اور اسم معرب کی اقسام ثلاثہ کی طرف تقسیم اس امر کو مقتضی ہے کہ مصدر رخماسی ہو۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اسم احادی اور ثنائی بھی ہوتا ہے جیسے کاف خطاب اور ما اور مَن پس اُن کو ذکر کیوں نہیں کیا۔ جواب یہ ہے کہ یہ اسماء مبنی ہیں اور اس جگہ تقسیم معرب کی ہے۔ **قولہ**۔ ثلاثی الخ بفتح ثانیہ ثلاثہ (بفتح ثا) کی طرف منسوب ہے اور ثلاثی کا ضمہ نسبت کی وجہ سے ہے اسی طرح رباعی اور خماسی (ہر یک بضم اول) رابعۃ اور خمسۃ کی طرف منسوب ہیں قولہ فرس یہ ثلاثی مجرد کی مثال ہے۔ قولہ جعفر بمعنی (نہر صغیر و کبیر از لغات اضداد است و نز د بعضے بمعنی نہر پُر د بمعنی ناقہ غزیرہ و نام شخصے یعنی جعفر بن کلاب از بنی عامر و نام یکے از ائمہ اثنا عشر مشہور بصادق علیہ السلام۔ و نام پسر یحییٰ برمکی۔ و نام کیمیا گرے کہ زر جعفری منسوب باوست و آنچہ بمعنی خریزہ و حمار شہرت دارد در کتب معتبرۂ لغت ازاں اثرے پدید نیست) یہ رباعی مجرد کی مثال ہے۔ قولہ فرزدق (بفتحتین و سکون ثالث و فتح رابع) بمعنی (پارۂ خمیر مدوّر کہ ازاں نان پزند و لقب ہمام بن غالب و او را از بن جہت بدیں نام ملقب کردند کہ گویند کہ تاہ قدو فربہ بود و مشابہ بپارۂ خمیر نان یا بنا بر آنکہ روئے مدوّر و درشت و قبیح داشت) یہ خماسی مجرد کی مثال ہے۔ **قولہ**۔ ومزید کہ در و زائد الخ یعنی مزید وہ ہے کہ جس میں حروف اصلیہ کے باوجود حروف زائد بھی ہوں۔ قولہ حمارٌ (گدھا) یہ ثلاثی مزید فیہ کی مثال ہے اس میں الف زائد ہے۔ قولہ قنفخر (بکسر اول و فتح ثالث و سکون رابع (بمعنی شخص کلاں جثہ) یہ رباعی مزید فیہ کی مثال ہے اس میں نون زائد ہے۔ قولہ خرتیل بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و کسرۂ رابع و سکون خامس) بمعنی باطل یہ خماسی مزید فیہ کی مثال ہے اس میں یا

زائد ہے۔ قولہ۔ زیادتی اسم الخ یعنی اسم میں زیادتی ایک سے چار تک جائز ہے اور چونکہ اس کلام سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ ہر قسم کے اسم میں چار حرف تک زیادتی ہو سکتی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ رباعی آٹھ تک پہنچ جائے اور خماسی نو تک۔ لہذا شبہ مذکور کو دور کرنے کے لئے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ولا یتجاوز سبعا یعنی کوئی اسم سات حرف سے تجاوز نہیں کرتا ہے پس کلام مذکور اس معنی کے قوت میں ہوگا کہ رباعی میں چار حرف اور خماسی میں تین حرف زائد نہیں ہوتے ہیں پس ثلاثی میں ایک حرف سے چار حرف تک زائد ہو سکتے ہیں جیسے حمار اس میں ایک حرف (الف) زائد ہے اور جیسے مقول اس میں دو حرف (میم اور واؤ) زائد ہیں اور جیسے مقوال اس میں تین حرف (میم اور واؤ اور الف) زائد ہیں اور جیسے استخراج اس میں چار حرف (ہمزہ اور سین اور تا اور الف) زائد ہیں۔ اور رباعی میں ایک سے لے کر تین تک زیادتی ہو سکتی ہے جیسے قنفخر اس میں ایک حرف (نون) زائد ہے اور جیسے مدحرج اس میں دو حرف (میم اور تا) زائد ہیں۔ اور جیسے عبوثران اس میں تین حرف (واؤ اور الف اور نون) زائد ہیں اور خماسی میں ایک سے دو تک۔ جیسے عضرفوط اس میں ایک حرف (واؤ) زائد ہے اور جیسے اصطفلینۃ اس میں دو حرف (یا اور نون) زائد ہیں یعنی (گاجر) یہ اصطفلینۃ (بکسر ہمزہ ولام و فتح طا مہملہ) کا اسم جنس ہے بمعنی (ایک گاجر) تنبیہ۔ جاننا چاہیئے کہ سات حروف سے مراد ما سوائے تا تانیث اور الف تانیث اور یا نسبت اور یا تصغیر اور علامت تثنیہ و جمع وغیرہ ہیں۔ لہذا مستنصرات اور مستنصرتان جیسے کلمات سے یہ آٹھ یا نو حرف تک پہنچ گئے ہیں کوئی اعتراض وارد نہیں ہوگا کلام سابق سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ معرب تین قسم پر ہے مصدر اور مشتق اور جامد۔ پس اب مصنف ہر ایک کی تین بحثوں میں تفصیل بیان کرتے ہیں۔ پہلی بحث۔ مصادر کے بیان میں ہے کہ بدانکہ مصدر فعل ثلاثی مجرد الخ یعنی فعل ثلاثی مجرد کے مصادر اکثر اوزان پر آتے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ فعلٌ (بفتح فا وسکون عین) جیسے قتلٌ بمعنی (کشتن) باب نصر فعلٌ (بکسر فا وسکون عین) جیسے شقٌ بمعنی (از ہم بیرون آمدن) باب ضرب فعلٌ (بضم فا وسکون عین) جیسے شغل بمعنی (باز داشتن) باب فتح فعلۃ (بفتح فا وسکون عین) جیسے رحمۃ بمعنی (مہربانی کردن) باب سمع فعلۃ (بکسر فا وسکون عین) جیسے نشدۃ بمعنی (کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کرنا) باب نصر فعلۃ (بضم فا وسکون عین) جیسے کدرۃ (بمعنی اندھیرا ہونا اور خاک آلودہ ہونا) باب سمع فعلٌ (بفتحتین) جیسے طلب بمعنی (تلاش کرنا) باب نصر فعلٌ (بفتح فا وکسر عین) جیسے خنق بمعنی (گلا گھوٹنا) باب ضرب فعلۃ (بفتحتین) جیسے غلبۃ بمعنی (چیرہ شدن یعنی جیتنا) باب ضرب فعلۃ (بفتح فا وکسر عین) جیسے سرقۃ (چوری کرنا) باب ضرب فعلٌ (بکسر فا وفتح عین) جیسے صغرٌ (چھوٹا ہونا) باب کرم فعلٌ (بضم فا وفتح عین) جیسے ہدیٌ کہ اصل میں ہدیٌ تھا یا الف ہو کر گر گئی بمعنی (راستہ دکھلانا) باب ضرب۔ یہ وزن غیر ناقص میں نہیں آتا ہے۔ فعالٌ

(بفتح فا) جیسے ذہابٌ بمعنی (جانا) باب فتح۔ فعال[۱۵] (بکسر فا) جیسے صِرافٌ بمعنی (خواہش کردن مادہ سگ نر را) باب ضرب۔ فُعال[۱۵] (بضم فا) جیسے سوال بمعنی (پوچھنا اور چاہنا) باب فتح۔ بعضوں نے کہا کہ ضمہ کیساتھ بمعنی (پوچھنا) اور فتح کے ساتھ بمعنی (چاہنا) فعالۃ[۱۵] (بفتح فا) جیسے ذہلۃٌ بمعنی (پرہیزگار ہونا) باب سمع فِعالۃ[۱۵] (بکسر فا) جیسے دِرایۃٌ بمعنی (دریافت کرنا) باب ضرب۔ فُعالۃ[۱۵] (بضم فا) جیسے بغایۃٌ بمعنی (تلاش کرنا) باب ضرب فَعیلٌ[۱۷] (بفتح فا وکسر عین) جیسے مَیضٌ بمعنی (بجلی کا چمکنا) باب ضرب۔ فعیلۃ[۱۷] (بزیادت تا) جیسے قطیعۃٌ بمعنی (بریدن خویشی یعنی قطع رحمی کرنا) باب فتح۔ فَعولٌ[۱۷] (بضمتین) جیسے دخول بمعنے (درآمدن) باب نصر فعولۃ[۱۷] (بزیادت تا) جیسے صہوبۃٌ بمعنی (سُرخ وسفید شدن) باب سمع مَفعَلٌ[۱۷] (بفتح میم وعین وسکون فا) جیسے مدخلٌ (درآمدن) باب نصر۔ مفعلٌ[۱۷] (بفتح میم وسکون فا وکسر عین) جیسے میسر (جوابازی کرنا) باب ضرب مفعلۃ[۱۷] (بفتح عین) جیسے مَسعاۃٌ کہ اصل میں مسعیۃٌ تھا یا الف ہوگئی بمعنی (کوشش کردن) باب فتح۔ مفعلۃ[۱۷] (بکسر عین) جیسے محمدۃٌ (تعریف کرنا) باب علم۔ فَعلی[۱۷] (بفتح فا والف مقصورہ) جیسے دعوی بمعنی (بلانا) باب نصر۔ فِعلی[۱۷] (بکسر فا والف مقصورہ) جیسے ذکری بمعنی (یاد کردن) باب نصر۔ فُعلی[۱۷] (بضم فا والف مقصورہ) جیسے بشریٰ بمعنی (خوشخبری دینا) باب نصر۔ فعلانٌ[۱۷] (بفتح فا) جیسے لیانٌ کہ اصل میں لویانٌ تھا واو کو یا کرکے یا کو یا میں ادغام کردیا بمعنی (قرض کے ادا کرنے میں دیر کرنا) باب ضرب۔ فعلانٌ[۱۷] (بکسر فا) جیسے حرمانٌ (بے بہرہ شدن) باب ضرب۔ فعلانٌ[۱۷] (بضم فا) جیسے غفران (بخشنا) باب ضرب۔ فَعلانٌ[۱۷] (بفتحتین) جیسے نزوانٌ (چارپایہ نر کا مادہ پر کودنا) باب نصر۔ فعالیۃ[۱۷] بفتح فا وکسر لام وفتح یا تحتیہ) جیسے کراہیۃٌ (ناپسند کرنا) باب سمع۔ فعولۃ[۱۷] (بفتح فا وضم لام اول جیسے قیلولۃ (دوپہر کو سونا) باب ضرب۔ یہ وزن شافیہ میں مذکور نہیں ہے اور نیز یہ اوزان سطور میں سے نہیں ہے لہذا صواب یہ تھا کہ اس کو اوزان شاذہ میں بیان کیا جاتا۔ قولہ۔ ومی آید برفعول الخ اس کا عطف اکثر بریں اوزان می آید پر ہے یعنی فعل ثلاثی مجرد کے مصادر اکثر اوزان مذکورہ پر آتے ہیں اور برسبیل شذوذ ان اوزان پر آتے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ مفعولٌ[۱۷] جیسے مکذوبٌ (جھوٹ بولنا) باب ضرب۔ مفعولۃٌ[۱۷] جیسے مکذوبۃٌ (جھوٹ بولنا) باب ضرب۔ فاعلۃٌ[۱۷] جیسے کاذبۃٌ (جھوٹ بولنا) باب ضرب۔ فَعول (بفتح فا وضم عین) اس وزن پر چھ لغات آئے ہیں وضوءٌ (وضو کرنا) وقودٌ (آگ جلانا) طہورٌ (طہارت کردن) قبولٌ (قبول کرنا) ولوعٌ (حرص کرنا) وقوبٌ (استقاء کرنا) وزوعٌ (برانگیختہ کرنا) اور بعض اہل لغت کے نزدیک اس وزن پر ایک ہی لفظ آیا ہے اور بعض کے نزدیک صرف دو۔ مفعلۃٌ (بضم عین) جیسے مملکۃٌ (مالک ہونا) باب ضرب فعولۃٌ (بفتح فا وضم عین مشددہ) جیسے جبروتٌ (تکبر کرنا) باب نصر۔ فعلوۃٌ (بفتحتین وضم لام وتشدید واو مفتوح) جیسے جبروۃٌ (تکبر کرنا) باب نصر۔ مصنف نے اپنی کتاب اصول میں اس کتاب کے خلاف ان دونوں لفظوں کو مبالغہ مصدر سے شمار

کیا ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ ان دونوں کو مبالغہ مصدر میں لانا چاہیئے تھا جیسا کہ ان کے معنی سے ظاہر ہے فعلۃ (بفتح فا وسکون عین مع المد) جیسے رغبار (رغبت کرنا) باب سمع۔ فعولۃ۔ بفتح فا وعین وسکون یا، جیسے کینونۃ کہ اصل میں کیوُنُوْنَۃ تھا۔ بفتح واو اول، واؤ یا ہو گئی وہ یا جمع ہو گئیں ایک کو وجوباً حذف کر دیا۔

ومی آید بر مفعول و مفعولہ و فاعلۃ و فعول و مفعلۃ و فعولۃ و فعلولۃ و فعلاء و فیعلولۃ و جز آں

وللمبالغۃ تفعال و فعیلی و فعلوت و فعلوتی و تفعال وغیرہ و بنائے مفعل مطرد ست

کفعلۃ للمرۃ و فعلۃ للحالۃ اسم مشتق شش نوع ست اسم فاعل وزنہ من

الثلاثی المجرد فاعل فاعلان فاعلون فاعلۃ فاعلتان فاعلات۔ وللمبالغۃ فعل

فعیل فعول فعال فعال مفعل مفعال مفعیل فعلۃ فعل ونحو ذلک ویزاد التاء للتانیث کنحو علامۃ وفروقۃ ومجزامۃ واسم مفعول وزنہ منہ مفعول مفعولان مفعولون مفعولۃ

مفعولتان مفعولات وفعول وفعیل وفعلۃ وقل فعل وفعل وفاعل واسم تفضیل میزانہا

افعل فعلی والجمع افاعل وفعل واسم آلہ میزانہا مفعل مفعلۃ مفعال وقل فعال

قولہ۔ وجز آں الخ یعنی ان کے علاوہ اور بھی مصادر ثلاثی مجرد کے اوزان شاذہ پر آئے ہیں جیسے مکرم ومعون بر وزن مفعل (بضم عین) لیکن معون میں واو کا ضمہ ماقبل کو دیدیا گیا و مقدار بر وزن مفعال (بکسر میم) یعنی (قوی ہونا) ان کے علاوہ اور بھی اوزان ہیں۔ چنانچہ مصنف نے اپنی کتاب اصول میں ساٹھ وزن بیان کئے ہیں

قولہ۔ وللمبالغۃ الخ یعنی وہ مصادر جو معنی مصدری کے مبالغہ و تکثیر کے لئے آتے ہیں اُن کے اوزان یہ ہیں تفعال (بفتح تا وسکون فا) جیسے تجوال (بہت گھومنا) باب نصر فائدہ اس وزن میں صرفیوں کا اختلاف ہے سیبویہ اور بصری اس طرف گئے ہیں کہ یہ مصدر ثلاثی مجرد کا وزن ہے اور معنی مبالغہ اور تکثیر کے لئے آتا ہے

اور یہ وزن گو قیاسی نہیں ہے لیکن کثیر الاستعمال ہے اور فراء اور کوفیوں کے نزدیک یہ باب تفعیل کے مصدر کا وزن ہے (فائدۂ دیگر) سیبویہ فرماتے ہیں جبکہ ثلاثی کا مصدر تفعال کی طرف نقل کیا جائے جیسے تجوال تکعاب وغیرہ تو اس وقت یہ معنی مصدری کے مبالغہ اور تکثیر کے لئے ہوتا ہے اور ان کا وزن تفعال بفتح تا ہوتا ہے اس لئے کہ تمام وہ مصادر جو اس اوزان پر آئے ہیں سب کے سب مفتوح التا رہیں سوائے تلقاء اور تبیان کے کہ یہ مکسور التا رہیں اور معنی مبالغہ کے لئے نہیں ہیں۔ رِعْبِلَّی (بکسر فا و تشدید عین مکسور و الف مقصورہ) جیسے وِلِّیلیٰ (بہت یا سنہ وکھلانا باب نصر۔ فَعُلُوتٌ (بفتحتین و بضم لام و سکون واؤ) جیسے رَغْبُوتٌ بہت خواہش کرنا) باب سمع۔ وفَعْلَوِیٰ (بفتحتین و بضم لام و الف مقصورہ) جیسے رغبوی (بہت خواہش کرنا) باب سمع۔ تِفْعَالٌ (بکسر تا و فا و تشدید عین) جیسے تِقْطَاعٌ (بہت کاٹنا) باب فتح۔ قولہ وغیرہا جیسے کَذَّابٌ (بالکسر و تشدید دال) بہت جھوٹ بولنا۔ وکبریا۔ (بہت تکبر کرنا) ان کے علاوہ اور بھی مبالغہ کے اوزان ہیں جنکو مصنف نے اپنی کتاب اصول میں بیان کئے ہیں ؎

بنظم با تو بگویم بنار مصدر ہا	کہ چند ہست ذہاب صہوبۃ و لیَان	صراف و مدخل و مزکری عنق صعنو شری
بغایۃ و سرقۃ فسق و کذوبۃ و حوان	سوال و نشدۃ و دعوی و رایۃ و سعاۃ	دخول و فحمۃ و شکور و غفران
ہدی قطیعۃ و قتل و ذہابۃ و غلبۃ	طلب و بیض چو میسر کراہیۃ فرقان	قبول با جزوۃ چو کاذبۃ شاذ است
چنیں بود مکذوبۃ بیاد گیرد بخواں	ولی چو مقدرۃ مکذوب شد کمینونۃ	خیال و ابر لئے مبالغہ پس آں

قولہ۔ وبنائے مفعل مطرد ست الخ چونکہ ثلاثی مجرد کے مصادر کا سماعی ہونا متعارف ہے حالانکہ ان میں سے بعض قیاسی ہیں لہذا مصنف اپنے قول وبنائے مفعل الخ سے تنبیہ کرتے ہیں کہ مصدر کی بنا صورت مفعل (بکسر عین و فتح آں) قیاسی ہے لیکن مفعل بکسر عین اس مثال وادی سے آتا ہے جس کے مضارع میں واؤ محذوف ہو گئی ہو خواہ وہ مکسور العین ہو یا مفتوح العین جیسے یعد اور یضع سے موعد اور موضع (لیکن اس مثال وادی محذوف الفا سے جو ناقص ہو مَفْعَلٌ بفتح عین پر آتا ہے جیسے یقی سے موقی) اور اس مثال یائی سے کہ جس کا مضارع مکسور العین ہو جیسے یسر سے میسر اور اکثر صرفیوں کے نزدیک وہ اس مثال وادی سے بھی آتا ہے جو لازمی ہو اور اس کی ماضی مکسور العین ہو جیسے وجل سے موجل اور مفعل بفتح عین صورت مذکورہ کے علاوہ سب سے آتا ہے جیسے مَضْرَبٌ و مَنْصَرٌ و مَدْعًی و مَوْدَّیٰ و موقی اور بعض کے نزدیک موجل (بفتح عین) اور ان دونوں کو مصدر میمی کہتے ہیں۔ قولہ کَفَعْلَۃٍ لِلْمَرَّۃِ الخ یعنی بنائے مفعل مصدر کے لئے مطرد اور قیاسی ہونا ایسا ہے جیسے فعلۃ (بفتح فا) کا بیان عدد کے لئے اور فعلۃ (بکسر فا) کا صدور فعل کے وقت فاعل کی حالت اور ہیئۃ بیان کرنے کے لئے مطرد اور قیاسی ہوتا ہے پہلے کی مثال جیسے ضَرْبَۃٌ ضربۃ (مارا میں نے ایک بار مارنا یعنی میں نے

ایک بار مارا) و جلستُ جلسۃً (بیٹھا میں ایک بار بیٹھنا یعنی میں ایک بار بیٹھا ہوں سرے کی مثال جیسے جلستُ جلسۃ القاری (بیٹھا میں قاری کا سا بیٹھنا) فائدہ جاننا چاہیئے کہ مصنفؒ نے اس مقام میں شیخ رضی کے مسلک کو اختیار کیا ہے اس لئے کہ انہوں نے ان دونوں وزنوں کو اس امر کے ساتھ خاص نہیں کیا کہ کہ یہ دونوں وزن اس وقت ہیں جبکہ اُن کے مصدر میں تا نہ ہو بلکہ عام رکھا ہے برابر ہے کہ ان کے مصادر میں تا ہو یا نہ ہو لیکن شیخ ابن حاجب کے مذہب کی بنا پر یہ دونوں وزن اس مصدر میں جاری ہوں گے جو بغیر تا ہو لیکن اگر وہ تا کے ساتھ ہو تو اس وقت مرۃ اور حالت کے لئے صیغہ بغیر کسی تغیر کے وہی مصدر ہوگا۔ پس شیخ ابن حاجب کے مذہب پر کہا جائے گا کہ دریۃ درایۃ (الف کے ساتھ اور وعدۃ عدۃ دوا کو واپس لائے بغیر) اور شیخ رضی کے مسلک پر کہا جائے گا کہ دریۃ درِیَۃ (حذف الف کے ساتھ تاکہ فعلۃ کا وزن پیدا ہو جائے) اور وعدۃ وعدۃ (اعادۂ واؤ کے ساتھ تاکہ فعلۃ کا وزن پیدا ہو جائے) دوسری بحث مشتق کے بیان میں کہ اسم مشتق شش نوع ست الخ چونکہ لفظ مشتق فعل اور اسم دونوں کو شامل ہے اس لئے کہ مشتق مطلقاً دو قسم پر ہے تین فعل سے اور چھ اسم سے اور چونکہ اس مقام میں مقصود اسم کے احوال کو بیان کرنا ہے لہذا مشتق کو اسم سے مقید کیا۔ **قولہ**۔ اسم فاعل الخ وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو جس کے ساتھ یہ مصدر بطریق حدوث اور تجدد قائم ہو۔ **قولہ**۔ ووزنہ من الثلاثی المجرد الخ اور اسم فاعل کا وزن جبکہ وہ مبالغہ کے لئے نہ ہو ہمیشہ بطریق قیاس فاعل کے وزن پر آتا ہے پس فاعلٌ فاعلان فاعلون (تینوں مذکر کے لئے آتے ہیں لیکن کبھی فاعل اور فاعلان مؤنث کے لئے بھی آتے ہیں جیسے حائضٌ حائضان اور حائضون حائضان۔ یہ سیبویہ کا مذہب ہے لیکن کوفیوں کے نزدیک تا ان میں مقدر ہے لیکن یہ ضعیف ہے اس لئے کہ صیغہ حاملۃ تا کے ساتھ پایا جاتا ہے اور فاعلۃ فاعلتان فاعلات یہ تینوں مؤنث کے لئے ہیں۔ **قولہ**۔ وللمبالغۃ الخ اور اسم فاعل کے اوزان ثلاثی مجرد سے مبالغہ کے لئے یہ ہیں۔ فَعِلٌ (بفتح فا و کسر عین) جیسے حذرٌ (بہت پرہیز کرنے والا) فعیلٌ (بفتح فا و کسر عین) جیسے علیمٌ (بہت جاننے والا) فعولٌ (بفتح فا و کسر عین) جیسے غفورٌ (بہت بخشش کرنیوالا) فعالٌ (بفتح فا و تشدید عین) جیسے علامٌ (بہت جاننے والا) فُعالٌ (بضم فا و تشدید عین) جیسے قُطّاعٌ (بہت کاٹنے والا) مِفعَلٌ (بکسر میم و سکون فا و فتح عین) جیسے مِفضَلٌ (بہت فضیلت والا) مِفعالٌ (بکسر میم) جیسے مِفضالٌ (بہت فضیلت والا) مِفعیلٌ (بکسر میم و عین) جیسے منطیق (بہت بولنے والا) فعیلٌ (بکسر فا و تشدید عین مکسور) جیسے شریرٌ (بہت شرارت کرنیوالا) فعلۃٌ (بضم فا و فتح عین) جیسے ضحکۃ (بہت ہنسنے والا) فعلٌ (بضم فا و تشدید عین مفتوح) جیسے قلبٌ (تقلیبات امور کا بہت جاننے والا)۔ **قولہ**۔ ونحو ذلک الخ جیسے فاروقٌ (بہت فرق کرنیوالا)

وکذبذبٌ بروزن فُعَلُلٌ (بضم فا وعینین) بہت جھوٹ بولنے والا۔ مبالغہ کے اوزان بہت ہیں جن میں سے
ترپن مصنف نے اصول میں بیان کئے ہیں۔ **قولہ**۔ ویزاد التاء الخ اور کبھی تاء مبالغہ کی تاکید کے لئے زیادہ کردی
جاتی ہے۔ وفیہ اشارۃٌ الی ان التاء لیست لنفسہا للمبالغۃ کما زعموا **قولہ** نحو علامۃ (بہت بہت جاننے والا)
و فروقۃ (بہت بہت فرق کرنے والا) و فجرۃ (بہت بہت کاٹنے والا) ان امثلہ میں پہلا بہت صیغہ کا
مدلول ہے اور دوسرا بہت تاکید کا مدلول ہے۔ **قولہ**۔ واسم مفعول الخ وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات
کے لئے مشتق ہو جس پر مصدر کا وقوع ہو۔ **قولہ**۔ ووزنہ منہ اور اسم مفعول کا وزن ثلاثی مجرد سے ہمیشہ بطریق قیاس
مفعول کے وزن پر آتا ہے پس مفعول مفعولان مفعولون مذکر کے لئے آتے ہیں اور مفعولۃ مفعولتان مفعولات
مؤنث کے لئے۔ اور کبھی بطریق سماع فعولٌ پر آتا ہے (بفتح فا وضم عین) جیسے قتولٌ یعنی مقتول (قتل کیا ہوا
اور فعیل پر جیسے جریحٌ بمعنی مجروح (زخمی کیا ہوا) اور فعلۃ پر (بضم فا وسکون عین) جیسے ضحکۃٌ (وہ کہ جس پر
ہنسا جائے) **قولہ**۔ وقتل الخ اور بطریق شذوذ فعل پر آتا ہے (بفتحتین) جیسے قبضٌ بمعنی مقبوض (قبض کیا ہوا
اور فعل پر (بکسر فا وسکون عین) جیسے ذبحٌ یعنی مذبوح (ذبح کیا ہوا) اور فاعل پر جیسے کاتمٌ کہا جاتا ہے سرٌ
کاتمٌ بمعنی مکتوم (چھپا ہوا بھید) فائدہ، علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب مزہر میں بیان کیا ہے کہ کلام عرب میں فاعل
بمعنی مفعول صرف پانچ کلمہ آئے ہیں۔ اوّل کاتم بمعنی مکتوم دوم سافٌ سافٍ کہا جاتا ہے ترابٌ (ہوا کی اڑائی
ہوئی مٹی) سوم وافقٌ کہا جاتا ہے ماءٌ وافقٌ (بکھرا ہوا پانی) چہارم راضیۃٌ کہا جاتا ہے عیشۃٌ راضیۃٌ (پسندیدہ
عیش) پنجم ناغمٌ کہا جاتا ہے لیلٌ ناغمٌ (شب خفتہ شدہ یعنی وہ رات کہ جس میں سوتے ہیں)۔ **قولہ**۔ اسم تفضیل
وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو جو باعتبار کسی دوسری چیز کے معنی مصدری کے ساتھ
زیادہ تر متصف ہو۔ **قولہ**۔ میزانہ افعل یعنی وزنہ مصنفؒ اس جگہ اور اسم آلہ میں منہ کا لفظ نہیں لائے جیسا
کہ اسم فاعل اسم مفعول اسم ظرف اور صفت مشبہ میں لائے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں غیر ثلاثی مجرد سے
نہیں آتے لہذا لفظ منہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل یا اسم آلہ بنانا مقصود
ہو تو اس وقت ہو اشدّ اکرامًا اور رمایہ الاخراج جیسی تراکیب سے تعبیر کرتے ہیں۔ **قولہ** افعل (زیادہ کرنیوالا
وہ ایک مرد) واحد مذکر کے لئے ہے فعلی (بضم فا) واحد مؤنث کے لئے افاعل (بکسر عین) یہ افعل کی جمع مکسر
ہے۔ فعل (بضم فا وفتح عین باتنوین) یہ فعلیٰ کی جمع مکسر ہے لیکن افعل کی جمع سالم افعلون اور فعلیٰ کی جمع
سالم فعلیات آتی ہے (فائدہ) فعل بدون تنوین جو اکثر طلبا میں مشہور ہے غلط ہے اور اس غلطی کا منشا لفظ
اُخر ہے جو آخر منٌ سے معدول ہے اور یہ لفظ اگرچہ معدول غیر منون ہے لیکن اس میں عدل کے اعتبار
کرنے سے دوسرے الفاظ میں عدل کا اعتبار کرنا لازم نہیں آتا۔ **قولہ**۔ اسم آلہ الخ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز

کو تبلائے جو کام کرنے کا ذریعہ ہو۔ **قولہ** میزانہا مفعل الخ مفعل مفعلۃ مفعال (بکسر میم وفتح عین ہیتینوں واحد کے صیغے ہیں جیسے مخیط (سینے کا آلہ یعنی سوئی) ومکنسۃ (کوڑا صاف کرنے کا آلہ یعنی جھاڑو)۔ مفتاح (کھولنے کا آلہ یعنی تالی) جاننا چاہیئے کہ اسم آلہ پر تذکیر وتانیث کا اطلاق نہیں آتا اگرچہ بعض شارحین نے مفعل کو مذکر کے لئے اور مفعلۃ اور مفعال کو مؤنث کے لئے قرار دیا ہے لیکن صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اسم آلہ میں تذکیر وتانیث کوئی معنی نہیں رکھتے اس لئے کہ تذکیر وتانیث فاعل پر موقوف ہیں اور اسم آلہ فاعل کو نہیں چاہتا اسی طرح اسم ظرف پر بھی تذکیر وتانیث کا اطلاق نہیں آتا۔

والجمع مفاعل ومفاعیل وفعائل وشذ مدق ومنخل واسم ظرف وزنہ منہ مفعل مفعل والجمع مفاعل صفت مشبہہ وزانہا منہ فعلان فعلان فعلان فعلان وغیر ذلک اسم ثلاثی مجرد زادہ وزن ست کلس فرس کتف عضد جبر عنب ابل قفل صرد عنق رواست در کتف کتف ودر فخذ فخذ ودر عضد عضد ودر ابل ابل ودر قفل قفل ودر عنق عنق ورباعی مجرد را پنج جعفر زبرج برثن درہم قمطر وقیل جذب وخماسی مجرد را چہار سفرجل قذعمل جحمرش قرطعب۔

قولہ وقیل فعال الخ اور فعال (بکسر فا) آلہ کے لئے کم آتا ہے جیسے خیاط (سینے کا آلہ) ومراد ذا آلہ بافتن زد) **قولہ** مفاعل (فعل) اور مفعلۃ کی جمع ہے جیسے خائط ومکانس قولہ مفاعیل یہ مفعال کی جمع ہے جیسے مفاتیح قولہ فعائل یہ فعال کی (جو آلہ کے لئے کم آتا ہے) جمع ہے جیسے سرائر۔ چونکہ مصنف پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ اسم آلہ مفعل (بضم میم وفتحین) کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مدق ومنخل لہذا تمہارا اسم آلہ کا اوزان مذکورہ پر منحصر کرنا باطل ہو گیا۔ پس مصنف اپنے قول وشذ مدق منخل سے جواب دیتے ہیں کہ مدق (بضم میم دال مہملہ وتشدید قاف

بمعنی کوٹنے کا آلہ اور منخل (بضم میم وخا معجمہ وسکون نون) بمعنی چھاننے کا آلہ یعنی چھلنی شاذ اور خلاف قیاس ہیں۔ اسی طرح مُدُہُنٌ بروزن بلبل (روغن دانی) اور مُسْعُطٌ بروزن بلبل (وہ برتن جس کے ذریعہ سے سعوط ناک میں ڈالی جائے اور سعوط دوا کا نام ہے) اور مُکحلۃ (بضم میم وحا مہملہ) سُرمہ دانی نادر محرضۃ (اشنان کے صاف کرنے کا آلہ اشنان ایک قسم کی گھاس ہے) سب کے سب شاذ ہیں۔ لیکن سیبویہ فرماتے ہیں کہ یہ سب کے سب اسم جامد ہیں اور ظروف کے نام ہیں نہ کہ اسم آلہ اس لئے کہ فعل سے جو اسم مشتق ہوتا ہے وہ مفعل بضم میم وعین پر نہیں آتا لہذا اُن کے شاذ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مصنف نے بھی اپنی کتاب اصول میں اسی مسلک کو اختیار فرمایا ہے۔ رہا یہ امر کہ اُن کو شاذ کیوں کہا ہے اس کی وجہ شرح اصول میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ بعض وہ اسماء جن کے شروع میں میم آتی ہے باعتبار معنی اسم آلہ کے قریب ہیں اور باعتبار لفظ اس کے مخالف لہذا ان کا اسم آلہ سے ہونے کا توہم ہوا اور ان پر شذوذ کا حکم لگا دیا گیا۔

قولہ۔ اسم ظرف الخ وہ اسم مشتق ہے جو اُس زمان یا مکان پر دلالت کرے کہ جس میں فعل واقع ہو۔

قولہ۔ وزنہ مفعل الخ اور اس کا وزن ثلاثی مجرد سے یفعل مفتوح العین اور یفعل مضموم العین سے جبکہ یہ صحیح ہوں یا اجوف یا مضاعف اور ناقص سے مطلقاً برابر ہے کہ وہ واوی ہو یا یائی اور برابر ہے کہ اس کا مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین اور برابر ہے کہ اس کے عین اور فا کلمہ میں حرف علت ہو یا نہ ہو مفعل (بفتح عین) پر آتا ہے جیسے مَسْمَعٌ ومَنْصَرٌ ومَخَافَۃٌ ومَقَالٌ ومَسٌّ مصدر میمی ہے باب سمع ومَحَدٌّ ومَرْمًی ومَخْشًی ومَدْعًی ومَحْوًی وموحًی (اس کا مصدر روحی ہے باب سمع) ومَثْوًی (مصدر ثواء ہے باب ضرب) مقوًی (مصدر قوت ہے باب سمع) اور یفعل بکسر العین سے جبکہ یہ صحیح ہو یا مضاعف یا اجوف اور مثال خواہ وہ واوی ہو یا یائی اور خواہ اس کا مضارع مکسور العین ہو یا نہ ہو مفعل بکسر عین پر آتا ہے جیسے مَضْرِبٌ ومَمَرٌّ (بکسر فا مصدر فرار ہے باب ضرب) ومَبِیعٌ یہ اصل میں مَبْیِعٌ (بسکون یا وکسر یا تھا) ومَوْعِدٌ ومَیْسِرٌ ومَوْجِلٌ (مصدر وجل ہے باب سمع) ظرف یفعل مفعل ست الا ناقص اے کمال ۔ غیر یفعل مفعل آید دائما الا مثال۔ (فائدہ) بعض صرفیوں نے جو کہا ہے کہ مفعل بفتح عین مضاعف سے بھی مطلقاً آتا ہے اور انہوں نے لفظ مفرّ سے جو قرآن مجید میں ہے کہ فاین المفر سے استدلال کیا ہے سو یہ غلط ہے اس لئے کہ اسم ظرف مضاعف مکسور العین سے بکسر عین آیا ہے چنانچہ مَحِلَّ یَحِلُّ سے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ۔ پس اگر مضاعف مطلقاً بروزن مفعل بفتح عین پر آتا تو لفظ مَحِلٌّ تحل سے جو مضاعف اور مکسور العین ہے صحیح نہ ہوتا اور حالانکہ وہ قرآن مجید میں ہے۔ اور لفظ مفر کا اس طرح جواب دیا ہے کہ وہ مصدر میمی ہے نہ کہ اسم ظرف اور مصدر میمی اُس مصدر کو کہتے ہیں جو مفعل کے وزن پر ہو۔ قولہ۔ والجمع مفاعل الخ یعنی مفعل بفتح عین اور بکسر عین دونوں کی جمع

مفاعل کے وزن پر آتی ہے اور یہ جمع اسم ظرف اور اسم آلہ کے پہلے دو صیغوں میں مشترک ہے **قولہ صفت مشبہہ** وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس ذات کو بتلائے جس میں معنی مصدری بطور ثبوت یعنی پائداری کے پائے جائیں جیسے حَسَنٌ وہ ذات جس میں حُسن بطور پائداری کے قائم رہے۔ **قولہ** اوزانہا منہ یعنی اس کے اوزان مشہورہ ثلاثی مجرد سے بطریق سماع یہ ہیں فَعِلٌ (بفتح فا وکسر عین) جیسے صَعِبٌ (سخت باب کرم) فَعِلٌ (بکسر فا وسکون عین) جیسے صِفْرٌ (خالی) باب سمع۔ فُعْلٌ (بضم فا وسکون عین) جیسے صُلْبٌ (سخت باب کرم۔ فَعْلٌ (بفتحتین) جیسے حَسَنٌ (نیک) باب کرم۔ فَعَلٌ (بفتح فا وکسر عین) جیسے خَشِنٌ (درشت) باب کرم فَعُلٌ (بفتح فا وضم عین) جیسے نَدُسٌ (زیرک) باب سمع۔ فَعَلٌ (بکسر فا وفتح عین) جیسے زَیِمٌ (پراگندہ) باب ضرب فِعْلٌ (بکسرتین) جیسے بِلْزٌ (فربہ) فُعَلٌ (بضم فا وفتح عین) جیسے حُطَمٌ (شیطان کہ ستور را بعنف راند و برآنہا رحم نہ کند) باب ضرب۔ فُعْلٌ (بضمتین) جیسے جُنُبٌ (ناپاک) باب کرم۔ اَفْعَلٌ (بفتح ہمزہ وعین) جیسے اَحْمَرُ سُرخ فاعِلٌ (بکسر عین) جیسے کابِرٌ (بزرگ) باب کرم۔ یہ وزن صفت مشبہہ میں بہت کم آیا ہے یہاں تک کہ بعضوں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ اور ابوحیان فرماتے ہیں کہ جو شخص صفت مشبہہ کا فاعل کے وزن پر آنے کا انکار کرے اُس شخص کی اس بات پر توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ فَیْعَلٌ (بفتح فا وسکون یا وکسر عین) جیسے جَیِّدٌ (اچھا) باب نصر یہ اصل میں جَیْوِدٌ تھا واؤ کو یا کر کے یا کو یا میں ادغام کر دیا۔ یہ وزن اجوف ہی مطرد ہے۔ فَعَّالٌ (بفتح فا) جیسے جَبَانٌ (بزدل) باب کرم۔ فَعَّالٌ (بکسر فا) جیسے ہِجَانٌ (سفید اونٹ) اس میں مذکر و مؤنث اور مفرد و جمع برابر ہیں۔ فُعَّالٌ (بضم فا) جیسے شُجَاعٌ (بہادر) باب کرم۔ فَعَّالٌ (بفتح فا وتشدید عین) جیسے بَرَّاقٌ (روشن) باب سمع فُعَّالٌ (بضم فا وتشدید عین) جیسے کُبَّارٌ (بڑا) باب کرم۔ والحق اَنَّ فَعَّالًا وفُعَّالًا بالفتح والضم مع التشدید من صیغۃ المبالغۃ فی الصفت فذکرہما ہہنا لیس علی ما ینبغی۔ فَعِلٌ (بفتح فا وکسر عین) جیسے کَرِیمٌ۔ فَعُولٌ (بفتح فا وضم عین) جیسے رَؤُفٌ (مہربان) باب کرم و فتح و علم۔ فَعْلَی (بفتح فا وسکون عین وبالف مقصورہ) جیسے عَطْشَی (پیاسی عورت) باب سمع۔ فَعْلَی (بضم فا وسکون عین وبالف مقصورہ) جیسے حُبْلَی (حمل والی عورت) باب سمع۔ فَعْلَی (بفتح فا وعین وبالف مقصورہ) جیسے حَیْدَی (خرجہندہ از سایۂ خود بسبب نشاط) باب ضرب صحاح اور قاموس میں ہے کہ مذکر کی صفت اس وزن پر سوائے اس لفظ کے اور کوئی نہیں آیا حالانکہ اور الفاظ بھی مذکر کی صفت میں اس وزن پر آئے ہیں جیسے حَمْزَی (تیز رفتار گدھا) و قَطْفَی (مرد کثیر النکاح) و دوقرنی (شیطان گاہ گوسفند) فَعْلَانُ (بفتح فا وسکون عین) جیسے عَطْشَانُ (پیاسا مرد) باب سمع۔ فُعْلَانُ (بضم فا وسکون عین) جیسے عُرْیَانُ (برہنہ) باب علم۔ فَعْلَانُ (بفتحتین) جیسے حَیْوَانُ (جانور) باب علم۔ قاموس میں ہے کہ اُس کی اصل حَیَیَانٌ تھی دوسری یا کو واؤ سے بدل لیا فَعْلَاءُ (بفتح فا وسکون عین وبالف ممدودہ) جیسے صَفْرَاءُ (زرد عورت) فُعْلَاءُ (بضم فا وفتح عین وبالف ممدودہ)

جیسے عُشَرار (وہ اونٹنی جس کے حمل کو دس مہینے گذر گئے ہوں۔ **قولہ**۔ وغیر ذلک الخ جیسے مَیْعَر بروزن فَیْعَل بفتح واؤ سکون عین (مرد محتال) وسَحْنان بروزن فعلان بفتح فا و عین ولام (روزگرم) صفت مشبہہ کے اوزان بہت ہیں جن کا ضبط کرنا بہت دشوار ہے۔ مصنفؒ نے اپنی کتاب اصول میں دو سو تینتالیس ۲۴۳ وزن بیان کئے ہیں **قولہ**۔ اسم ثلاثی مجرد را دہ وزن ست الخ قیاس اس امر کو مقتضی تھا کہ اس کے بارہ ۱۲ وزن ہوتے۔ اسلئے کہ فا کلمہ مفتوح ہوگا یا مکسور یا مضموم اور عین کلمہ ان تینوں احتمالوں کے علاوہ سکون کا بھی احتمال رکھتا ہے پس تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ ۱۲ وزن ہو جاتے ہیں لیکن ان میں سے دو وزن فعل بکسر فا و ضم عین اور فُعِل بضم فا و کسر عین ثقیل ہونے کی وجہ سے مستعمل نہیں ہوتے اور ان دونوں میں پہلا دوسرے سے زیادہ ثقیل ہے اس وجہ سے کہ پہلے میں ثقیل سے اثقل کی طرف خروج لازم آتا ہے اور ثانی میں اثقل سے ثقیل کی طرف اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ حِبْک (بکسر حا مہملہ و ضم با موحدہ اور لفظ دُئِل (بضم دال مہملہ کسر ہمزہ) آئے ہیں لہذا تمہارا یہ کہنا کہ یہ دونوں وزن ثقیل ہونے کی وجہ سے نہیں آتے غلط ہے۔ جواب یہ ہے کہ لفظ حبک میں تداخل ہے اس لئے کہ اس میں دو لغت آئے ہیں ایک تو حِبک بکسرتین بروزن ابلٌ دوسرا حبک بضمتین بروزن عُنُق پس جبکہ متکلم نے فا کلمہ کو لغت اُولیٰ کی بنا پر کسرہ اور عین کلمہ کو لغت ثانیہ کی بنا پر ضمہ دے کر تلفظ کیا تو حبک حاصل ہو گیا۔ پس یہ پہلے دونوں لغتوں کی فرع ہے نہ کہ اوزان اصلیہ سے۔ رہا لفظ دئل سو یہ فعلیت سے اسمیت کی طرف منقول ہے اور یہ اصل میں ماضی مجہول کا صیغہ دُئِلَ یُدْئَلُ دَأْلًا سے ہے پس اوزان اصلیہ دس ۱۰ کے علاوہ اور نہیں ہیں۔ چار ان میں سے مفتوح الفا ہیں۔ اوّل ساکن العین جیسے فَلْسٌ (پیسہ) دوم مفتوح العین جیسے فَرَسٌ (گھوڑا) سوم مکسور العین جیسے کَتِفٌ (کاندھا) چہارم مضموم العین جیسے عَضُدٌ (بازو) اور تین ان میں سے مکسور الفا ہیں۔ اوّل ساکن العین جیسے حِبْرٌ (دوات کی روشنائی اور عالم) دوم مفتوح العین جیسے عِنَبٌ (انگور) سوم مکسور العین جیسے اِبِلٌ (اونٹ) ضمہ کا احتمال ساقط ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور تین ان میں سے مضموم الفا ہیں۔ اوّل ساکن العین جیسے قُفْلٌ (تالا) دوم مفتوح العین جیسے صُرَدٌ (ایک پرندہ ہے جس کو لٹورا کہتے ہیں) سوم مضموم العین جیسے عُنُقٌ (گردن) کسرہ کا احتمال ساقط ہے جیسے کہ معلوم ہو چکا ہے۔ **قولہ**۔ رواست در کتف الخ یعنی تخفیف یا حصول سجع یا صحت وزن شعر کی وجہ سے بعض وزنوں کو بعض کی طرف (خواہ وہ اسم ہوں یا صفت) منتقل کرنا جائز ہے۔ پس کَتِف میں یعنی جس اسم میں جو مفتوح الفا اور مکسور العین ہو اور عین کلمہ حرف حلقی نہ ہو دو لغت اور جائز ہیں۔ اوّل سکون عین جیسے کَتْفٌ بروزن فَلْسٌ اور دراک منتفخا (بکسر فا) میں منتفخا بسکون فا اس لئے کہ تفخ بمنزلہ کتف ہے یہ حکم فعل میں بھی جاری ہے جبکہ اس میں عین کلمہ حرف حلقی نہ ہو جیسے سَمِعَ (بکسر میم) میں سَمْعَ (بسکون میم) اور لم یلدْ

(بکسر لام) میں کَمْ یَلِدْ (بسکون لام) اور یَنْطَلِقُ (بکسر لام) میں یَنْطَلِقُ (بسکون لام) اس لئے کہ سمع و یَلِدُ و طلق بمنزلہ کتف ہیں اور فَلْیَضْرِبْ (بسکون لام) لم یلد میں دال کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے فتح دیتے ہیں۔ دوم فا کلمہ کی حرکت کو دور کرکے عین کلمہ کی حرکت فا کلمہ کو دینا جیسے کَتِفٌ (بکسر کاف وسکون تا) بروزن جبرٌ۔ قولہ۔ و در فخذ یعنی اور ہر اس اسم میں جو فخذ یعنی کتف کے وزن پر ہو اور اس کا عین کلمہ حرف حلقی ہو تو اس میں تین لغت جائز ہیں اوّل بفتح فا و بحذف حرکت عین جیسے فخذ بروزن فلسٌ۔ دوم بکسر فا بنقل حرکت عین بہ فا بعد ازالہ حرکت فا جیسے فخذ بروزن جبرٌ۔ سوم بکسر فا و عین بابدال فتحہ فا بکسرہ بر تبعیت کسر عین جیسے فخذ بروزن ابلٌ اسی طرح ہر اس فعل میں جس کا عین کلمہ مکسور اور حرف حلقی ہو ہر سہ لغات مذکورہ جائز ہیں جیسے شَہِدَ باب سمع۔ پس اس میں شَہِدَ بسکون عین اور شَہِدَ بکسر فا و سکون عین اور شَہِدَ بکسر فا و عین جائز ہیں۔ قولہ۔ و در عَضُدَ عَضُدٌ و در اِبِلَ اِبِلٌ الخ اور ہر اس اسم میں جو عضد (بضم عین) اور ابل (بکسر عین) کے وزن پر ہو۔ ان میں سکون عین کے ساتھ عَضُدٌ اور اِبِلٌ بھی جائز ہے۔ اسی طرح ماضی مجرد میں بھی جبکہ اس کا عین کلمہ مضموم یا مکسور ہو عین کلمہ کا سکون جائز ہے جیسے کَرُمَ و عَلِمَ بسکون عین و ضُرِبَ (ماضی مجہول بسکون عین)۔ قولہ۔ در قفل الخ اور قفل میں فا کلمہ کی رعایت کی وجہ سے عین کلمہ میں بھی ضمہ جائز ہے۔ قولہ۔ و در عنق الخ اور عنق میں تخفیفاً عین کلمہ کا سکون بھی جائز ہے۔ قولہ۔ و رباعی مجرد را پنج وزن ست یہ پانچ وزن باعتبار استقرار سیبویہ کے نزدیک ہیں اور اخفش کے نزدیک چھ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اگرچہ باعتبار قیاس پینتالیس وزن ہوتے ہیں اس لئے کہ فا کلمہ کی تین حرکتیں ہیں اور عین کلمہ کی چار۔ پس تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ وزن ہوتے ہیں اور پھر لام کلمہ کی چار حرکتیں ہیں۔ پس بارہ کو چار میں ضرب دینے سے اڑتالیس وزن ہو گئے ان میں چونکہ تین وزن فا کلمہ کا فتحہ اور ضمہ اور کسرہ مع سکون عین و لام اولیٰ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو گئے لہذا پینتالیس وزن ہو گئے۔ ہکذا فی الرضی۔ اوّل جعفر بروزن فَعْلَلٌ (بفتح فا و لام اول و سکون عین) دوم زبرج بروزن فِعْلِلٌ (بکسر فا و لام اول و سکون عین) یعنی آرایش از نگاہ و جواہر و جزآں و یعنی زر و ابریشم تنگ بافتہ سرخی۔ سوم برثن بروزن فُعْلُلٌ (بضم فا و لام اول و سکون عین) یعنی چنگال شیر و کف مع انگشتاں۔ چہارم درہم بروزن فِعْلِلٌ (بکسر فا و فتح لام و سکون عین) یہ درم کا معرب ہے یہ چاندی کا ایک وزن ہوتا ہے جس کا وزن ۴۸ ماشہ ہے۔ یہ لفظ اگرچہ اصلی عربی کلمہ نہیں ہے لیکن چونکہ عربی وزن پر ہے لہذا اس کے استعمال کے لانے میں کوئی حرج نہیں ہے پنجم قمطر بروزن فَعْلَلٌ (بکسر فا و فتح عین و سکون لام) یعنی قوی فربہ اوونٹ اور پست قد آدمی اور وہ چیز کہ جس میں کتاب رکھتے ہیں مثلاً صندوق وغیرہ۔ قولہ۔ و قیل جذب الخ یعنی بعضوں نے ان پانچ وزنوں کے علاوہ رباعی مجرد کا چھٹا وزن اور بڑھایا ہے اور یہ اخفش کا مذہب ہے اور وہ وزن جُحْدَبٌ ہے جیم و حا مہملہ و دال مہملہ و بائی موحدہ۔ بروزن فُعْلَلٌ (بضم فا و سکون عین و فتح لام) یعنی مینح سبز دراز پا جس کو اردو میں

تذاور انکھوڑ کہتے ہیں۔ لیکن جمہور اس کو بضم حال پڑھتے ہیں اور باب برشن سے شمار کرتے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ رباعی مجرد کا چھٹا وزن ہے اس لئے کہ اہل عرب کہتے ہیں کہ مائدۃ عندہ بضم عین مہملہ وسکون نون وفتح دال مہملہ (مجھ کو اس سے چارہ نہیں ہے) اسی طرح تَعَدُّوْ اور دُحْلُلٌ اور سُوْوَوٌ اور عُوْعَاءٌ کلام عرب میں آئے ہیں اور ان سب کلمات میں حرف ثانی الحاق کے لئے ہے اس وجہ سے کہ ان میں باوجود قاعدۂ ادغام پائے جانے کے پھر ادغام نہیں ہوا اور الحاق میں ملحق بہ کا وجود شرط ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کلمات جذب کے ساتھ ملحق ہیں لہٰذا فُعْلَلٌ کا ثبوت لازمی ہے۔ ہکذا فی الرضی۔ **قولہ** ۔ خماسی مجرد را چہار اند اور خماسی مجرد کے باعتبار استقرا چار وزن ہیں آئے ہیں قیاساً ایک سو اکہتر وزن ہوتے ہیں اس لئے کہ لام ثانی کے چار احتمالات کو رباعی مجرد کے اکتالیس اوزان مذکورہ میں ضرب دینے سے ایک سو بانوے احتمالات ہو جاتے ہیں لیکن ان میں سے اجتماع ساکنین کی وجہ سے اکیس احتمالات ساقط ہیں نو تو اس صورت سے ہوں گے کہ لام اول اور ثانی کا سکون فا اور عین کلمہ کی تینوں حرکتوں کے ساتھ اور وہ یہ ہیں۔ فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل۔ اور نو اس طرح سے ہوں گے کہ عین اور لام اول کا سکون فا اور لام ثانی کی تینوں حرکتوں کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہیں فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل فعللل اور تین ان میں سے اس طرح ہوں گے کہ عین اور دونوں لاموں کا سکون فا کی تینوں حرکتوں کے ساتھ فعللل فعللل فعللل۔ پس باعتبار قیاس یہ ایک سو اکہتر صورتیں رہ گئیں۔ ہکذا فی الرضی اول۔ دسفرجل بفتح سین مہملہ وفا جیم سکون را مہملہ بمعنی (میوۂ بہی) دوم قرعمل بضم قاف وفتح دال معجمہ وسکون عین مہملہ وکسر میم بمعنی (شتر فربہ) اور یہ بمعنی شئی بھی آتا ہے جیسے ما اعطانی قرعملاً ای شیئاً سوم جحرش۔ بفتح جیم وسکون حا مہملہ وفتح میم وکسرہ را مہملہ بمعنی پیرزن وزن زشت وخرگوش شیردار۔ چہارم قرطعب بکسر قاف وسکون را وفتح طا وسکون عین مہملہ بمعنی چیزے اندک۔ **قولہ** ۔ مزید ثلاثی از یعنی ثلاثی مزید اور رباعی مزید کے اوزان کو محققین نے کثرت کی وجہ سے ضبط نہیں کئے ہیں نہ یہ کہ محصور نہیند سے مراد غیر متناہی حقیقی ہے اس لئے کہ عرب کے تمام کلمات اگرچہ لاکھوں ہوں مگر اس قدر نہیں ہیں کہ شمار میں نہ آسکتے ہوں۔ چہ جائیکہ بالخصوص ثلاثی مزید اور رباعی مزید کے اوزان بلکہ محصور نہیند سے مذہب سیبویہ سے احتراز ہے کہ انہوں نے ثلاثی مزید فیہ کے اوزان تین سو آٹھ بتلائے ہیں۔ رہے رباعی مزید فیہ کے اوزان سو دو ثلاثی مزید فیہ سے کم ہیں۔ **قولہ** ۔ وخماسی مزید پنج وزن ست اول عضرفوط بفتح عین معجمہ وراء مہملہ وسکون ضاد معجمہ وضم فا بلوط زائدہ وطا مہملہ بمعنی (چھپکلی ز) دوم خزعبیل بضم خا وفتح زا معجمتین وسکون عین مہملہ وکسر بائے موحدہ ویائے زائدہ بمعنی (باطل چیز) سوم قرطبوس بکسر قاف وسکون را وفتح طا مہملتین وضم با موحدہ ولواؤ زائدہ وسین مہملہ بمعنی (مصیبت وناقہ بزرگ) چہارم قبعثری بفتح قاف وبائے موحدہ وسکون عین مہملہ وفتح ثائی مثلثہ

ورائے مہملہ بالف مقصورہ زائدہ یعنی (شتر بزرگ و بچۂ شتر لاغر) پنجم خندریس بفتح خا معجمہ و سکون نون و فتح دال و کسرہ راء مہملتین و یائے زائدہ و سین مہملہ یعنی (پرانی شراب)۔

مزید ثلاثی و رباعی محصور نہ شد و خماسی پنج ست غضروط خربعیل قرطبوس قبعثرے خندریس۔ فصل۔ بدانکہ مصدر و فعل و سائر مشتقات بر دو گونہ است ثلاثی و رباعی و ہر یک دو نوع ست مجرد و مزید لیکن مصدر و مشتق و در اطلاق مجرد و مزید تابع فعل ماضی خوند ثلاثی مجرد لفظی کہ در و یا در ماضی او سہ حرف اصلی باشد و بس ثلاثی مزید آنکہ در ماضی او سہ حرف اصلی بود یا زائد یا ماضی کہ در و سہ حرف اصلی ست بازیادتی۔ و رباعی مجرد آنست کہ در و یا در ماضی او چہار حرف اصلی بود فقط۔ و رباعی مزید آنکہ در ماضی او چہار حرف اصلی باشد و زائد یا ماضی کہ در و چہار اصلی و زیادہ بود و زیادتی فعل بیش از سہ حرف نباشد و لابتجاوز ستۃ۔ بدانکہ ثلاثی مجرد را شش باب ست۔

چوں استنصر ۱۲ — نستنصر و استنصار و مستنصر ۱۲ — چوں بعثر ۱۲ — چوں بعثرۃ و مبعثر و بعثرۃ ۱۲ — چوں احرنجم ۱۲ — و ثلاثی مکرر زائد شود مجو اکرم و دو مثل حمرا و سہ مجو استنصر و در رباعی یکبار نیز چوں تدحرج و دو مثل احرنجم ۱۲۔ الخ

قولہ۔ بدانکہ مصدر و فعل و سائر مشتقات الخ یعنی مصدر اور فعل مع اپنی تمام قسموں کے اور تمام وہ اسماء جو فعل سے مشتق ہوتے ہیں دو قسم پر ہیں ثلاثی اور رباعی نہ کہ خماسی اس لئے کہ فعل تصرف اور لحوق ضمائر کے لحاظ سے اسم سے ثقیل ہے اور جبکہ فعل خماسی الاصل نہیں ہے لہذا مصدر اور مشتقات جو اس کے تابع ہیں نیز خماسی الاصل نہ ہوئے قولہ۔ و ہر یک ازیں ہر دو نیز دو نوع ست الخ پس یہ چار قسمیں ہو گئیں۔ اوّل ثلاثی مجرد جیسے ضرب۔ دوم ثلاثی مزید جیسے اکرم۔ سوم رباعی مجرد جیسے دحرج۔ چہارم رباعی مزید جیسے تدحرج۔ قولہ۔ لیکن مصدر و مشتق الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ بہت سے ایسے مصادر اور مشتقات ہیں کہ جن میں حروف زائد ہوتے ہیں

جیسے ذہابٌ وضاربٌ ومضروبٌ ویضربُ۔ حالانکہ یہ مجرد سے شمار کئے جاتے ہیں مصنف اس کا جواب دیتے ہیں کہ مصدر اور مشتق مجرد اور مزید کے اطلاق میں اپنے فعل ماضی کے تابع ہیں یعنی کسی مصدر یا مشتق پر مجرد یا مزید کے بولنے کا دارومدار اُس کی ماضی پر ہے۔ پس جس کی ماضی مجرد ہے اس کے مصادر اور مشتقات سب کے سب مجرد کہلائے جائیں گے ورنہ مزید اور ماضی سے بھی مراد مطلق ماضی نہیں ہے بلکہ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے پس ذہابٌ وضاربٌ وغیرہ مجرد ہوں گے اس لئے کہ اُن کی ماضی یعنی ذَہَبَ اور ضَرَبَ حرف زائد سے خالی ہیں۔ **قولہ**۔ ثلاثی مجرد مصدر بود یا فعل یا مشتق لفظی ست الخ مصنف کے قول درد سے مراد ماضی ہے جیسے ضرب اور قول ورد ماضی او ہے مراد ماسوا ماضی کے تمام مشتقات مصدر۔ مضارع۔ اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ ہیں۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ ثلاثی مجرد وہ لفظ ہے (عام ازیں کہ وہ مصدر ہو یا فعل یا مشتق) کہ اس لفظ یعنی ماضی میں یا اس لفظ یعنی مصدر یا مشتقات کی ماضی میں تین حرف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو۔ **قولہ**۔ وبس یعنی حرف زائد نباشد۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ کبھی مصدر اور صفت مشبہ میں صرف تین حرف اصلی ہوتے ہیں جیسے ضربٌ اور حسنٌ پس اس جیسے مصدر اور مشتق پر تو ورد یا ورد ماضی او سہ حرف اصلی بود دونوں صادق آتے ہیں حالانکہ لفظ یا جو انفصال کو چاہتا ہے اس کا مقتضی ہے کہ وہ دونوں ایک پر صادق نہ آئیں جواب یہ ہے کہ کلمۂ یا مانعۃ الخلو کے لئے ہے یعنی وہ لفظ ان دونوں سے خالی نہ ہو۔ عام ازیں کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک اس پر صادق آئے یا اس پر دونوں صادق آئیں اور ماضی سے مراد واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے ورنہ دوسرے صیغے حروف زوائد سے خالی نہیں ہیں۔ پس ضربتہ اور ضاربٌ اقسام مجرد سے ہونگے اس لئے کہ اُن کی ماضی ضرب حرف زائد سے خالی ہے مصنف نے تعریف مذکور میں لفظ ورد اس لئے بڑھایا تاکہ ماضی بھی اس میں داخل ہو جائے ورنہ اگر تعریف اس طرح سے ہوتی کہ ثلاثی مجرد لفظی کہ در ماضی او سہ حرف اصلی باشد تو یہ تعریف ماضی پر صادق نہ آتی۔ **قولہ**۔ وثلاثی مزید آنکہ تعریف ثلاثی مزید و رباعی مجرد و مزید کی شرح کو ثلاثی مجرد کی شرح پر قیاس کرو تغیر عبارت محض تفنن کے لئے ہے۔ **قولہ**۔ وزیادتی فعل الخ یعنی وہ حروف جو فعل میں زائد ہوتے ہیں تین حرف سے زائد نہیں ہوتے۔ **قولہ**۔ ولا یتجاوز سنتا اور کوئی فعل چھ حرف تجاوز نہیں کرے گا۔ پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ثلاثی مجرد میں ایک سے تین تک زیادتی جائز ہے جیسے اَقْبَلَ وتَقَبَّلَ واسْتَقْبَلَ۔ اور رباعی میں دو تک زیادتی ہو سکتی ہے جیسے تَدَحْرَجَ واحْرَنْجَمَ اور وہ زیادتی جو مقام زیادتی اسم میں غیر معتبر مانی گئی ہے یہاں بھی غیر معتبر ہے۔ پس یَسْتَنْصِرَانِ ویَسْتَخْرِجُوْن جیسے کلمات سے جو چھ حرف سے زائد پر مشتمل ہیں اعتراض نہیں وارد ہوگا۔ **قولہ**۔ بدانکہ ثلاثی مجرد را الخ یہ چھ باب باعتبار استقرار ہیں ورنہ باعتبار قیاس نو باب ہوتے ہیں اس لئے کہ عین ماضی یا تو مفتوح ہوگی یا مکسور یا مضموم اسی طرح عین مضارع مفتوح

ہوگا یا مکسور یا مضموم۔ لہٰذا تین کو تین میں ضرب دینے سے نو احتمال ہوگئے تفصیل یہ ہے فَعَلَ یَفْعَلُ وفَعَلَ یَفْعِلُ وفَعَلَ یَفْعُلُ وفَعِلَ یَفْعَلُ وفَعِلَ یَفْعِلُ وفَعِلَ یَفْعُلُ وفَعُلَ یَفْعَلُ وفَعُلَ یَفْعِلُ وفَعُلَ یَفْعُلُ لیکن ان میں سے فَعُلَ یَفْعُلُ بضم عین ماضی وکسر عین مضارع متروک الاستعمال ہے اور فَعِلَ یَفْعَلُ بضم عین ماضی وفتح عین مضارع اور فَعِلَ یَفْعِلُ بکسر ماضی وضم مضارع اگرچہ مستعمل ہیں لیکن ابتداً موضوع نہیں ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اور کلام موضوعات ابتدائیہ میں سے بس چھ باقی رہ گئے۔

(ان دو وزنوں پر مشتمل ہے ۱۲ شرح الاصول)

مصدر معروف ۱۲

باب اوّل فَعَلَ یَفْعِلُ بفتح عین ماضی وکسر مضارع ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا ضَارِبٌ

(فی الحال والاستقبال ۱۲ منہ) (ضرب کا معنی ۱۲ منہ) (ضرب کا معنی ۱۲ منہ) (ضرب کا معنی ۱۲ منہ) (ضرب کا معنی ۱۲ منہ)

مَضْرُوْبٌ الامر اِضْرِبْ والنہی لَا تَضْرِبْ والظرف مَضْرَبٌ جمعہ مَضَارِبُ

(بکسر العین ۱۲)

والآلۃ مِضْرَبٌ مِضْرَبَۃٌ مِضْرَابٌ جمعہا مَضَارِبُ ومَضَارِیْبُ اسم التفضیل اَضْرَبُ ضَرْبٰی

جمعہا اَضَارِبُ وضُرَبٌ **باب دوم فَعَلَ یَفْعُلُ** بفتح عین ماضی وضم مضارع نَصَرَ یَنْصُرُ

(مقدم کردہ بر کرم زیرا کہ فتحہا اضعف ست ۱۲)

نَصْرًا ناصِرٌ نُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا مَنْصُوْرٌ اُنْصُرْ مَنْصَرٌ **باب سوم فَعِلَ یَفْعَلُ** بکسر عین ماضی وفتح

(مقدم کردہ بر کرم زیرا کہ فتحہا اضعف ست ۱۲)

غار سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا اِسْمَعْ مَسْمَعٌ آہ **باب چہارم فَعَلَ یَفْعَلُ** بفتح العین فیہما فَتَحَ یَفْتَحُ

(وینجا بجہاط شدت اختصار کردہ امور ظرف واکثر اوضع مجہول ہمتر کہ کوتاہ بر حق قیاس باشد ۱۲)

فَتْحًا فَتْحٌ مَفْتَحٌ آہ **باب پنجم فعل یفعل** بضم العین فیہما کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا کَرِیْمٌ اَکْرَمُ مُکْرَمٌ

(بالتحریک جوانمردی ومردی وعزیزی کثیر ۱۲ منہ)

قولہ۔ باب اول فعل یفعل الخ جیسے الضرب بمعنی مارنا اور یہ اس معنی میں کثرت سے آتا ہے لیکن کبھی بمعنی چلنا بھی آتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ اذا ضربتم فی الارض اور کبھی بمعنی ظاہر کرنا بھی آتا ہے جیسے قولہ ضرب اللہ مثلاً اس کی گردان اس طرح ہے ضَرَبَ مارا یَضْرِبُ مارتا ہے یا مارے گا ضَرْبًا مارنا یہ مصدر معروف ہے ہُوَ ضَارِبٌ مارنے والا اسم فاعل ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مصدر کو بصورت مفعول مطلق اور اسم فاعل کو بلفظ ہُوَ ضَارِبٌ اور مفعول کو بلفظ فذک مَضْرُوْبٌ اور امر وغیرہ میں لفظ منہ کو ذکر کرتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ربط معنوی قایم رہے گویا کہ کہنے والا خبر دے رہا ہے کہ اس مرد نے مارا

اور مارتا ہے پس وہ ضاربٌ ہے۔ اسی طرح آخر گردان تک ربط دے لو۔ اور فہو میں فا تعقیب کے لئے ہے یا جزا کے لئے بتقدیر اذا کان کذا لک فہو ضاربٌ بعض نسخوں میں اسی طرح سے ہے اور بعض میں جو فہو وغیرہ نہیں ہیں سو ان میں اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔ متاخرین اس قسم کی گردان کو صرف صغیر کہتے ہیں (وآں عبارت است از ذکر ماخذ واحد واحد از مشتقات قیاسیہ) مُضْرَبٌ مارا گیا یُضْرَبُ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا مضربًا مارا جانا۔ یہ مصدر مجہول ہے۔ مصدر مجہول و معروف لفظاً ایک ہیں اور اُس کی وضع معنی معروف کے لئے ہے اور معنی مجہول اس کے معنی عارضی ہیں جو اس کے مفعول کی طرف منسوب کرنے سے پیدا ہو گئے ہیں فہو مضروب مار اگیا الامر منہ یعنی صیغۂ امر اس باب سے اِضْرِبْ ہے بمعنی مار تو والنہی اور نہی اس سے لا تضرب ہے بمعنی مت مار تو لفظ منہ چونکہ امر میں آچکا ہے لہذا اس پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اس جگہ اور ظرف میں اور آلہ اور اسم تفضیل میں نہیں لائے والظرف اور ظرف زمان اور مکان اس سے مضروبٌ ہے بکسر را بمعنی مارنیکا زمانہ یا مارنے کی جگہ۔ مَضْرَبٌ جمع اس کی مَضَارِبُ ہے بدون تنوین یہ غیر منصرف ہے والآلۃ اور اسم آلہ اس سے مضربٌ مِضْرَبَۃٌ مِضْرَابٌ ہر ایک کسرۂ میم و فتحہ را کے ساتھ بمعنی آلہ مارنے کا جمعہا یعنی اسم آلہ کے ان تینوں صیغوں کی جمع مضارب و مضاریب ہے لیکن مضاربُ جمع مضربٌ اور مضربۃٌ کی ہے اور مضاریبُ جمع مضرابٌ کی ہے اسم التفضیل اور اسم تفضیل اس باب سے اَضْرَبُ واحد مذکر کے لئے ہے اور ضَرْبَیٰ واحد مؤنث کے لئے جمعہا ان دونوں کی جمع اَضَارِبُ اور ضُرْبٌ ہے با تنوین لیکن اَضَارِبُ جمع اَضْرَبُ کی ہے اور ضُرْبٌ جمع ضَرْبَیٰ کی ہے ان کی جمع اَضْرَبُون اور ضُرْبِیَاتٌ بھی آتی ہے **قولہ** نصر ینصر نصرًا بالفتح بمعنی مدد کرنا یہ مصدر معروف ہے نُصِرَ یُنْصَرُ نصرًا بمعنی مدد کیا جانا یہ مصدر مجہول ہے۔ منصورا بضم ہمزہ منصر بفتح صاد ظرف کا صیغہ ہے والآلۃ منصر افعل التفضیل اَنْصَرُ۔ مصنف کا اس باب کی گردان کو صیغہ ظرف تک بیان کرنا اور باقی کو باب گذشتہ کے قیاس پر چھوڑنا اس وجہ سے ہے کہ اسم ظرف تک اس باب کے بعض صیغے باب اول کے صیغوں سے حرکات میں مخالف ہیں۔ بخلاف باقی صیغوں کے کہ باب اول کے صیغوں کے ساتھ موافق ہیں لہذا آخر گردان تک کا حوالہ دیدیا اور لفظ الامر اور الظرف وغیرہ کو اختصاراً اور فہم متعلم پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ **قولہ**۔ باب سوم فعل یفعَل بکسر عین ماضی و فتح غابر الخ غابر سے مراد مضارع ہے اس لئے کہ غابر اصل میں بمعنی (باقی) ہے اور چونکہ مجموعہ از منہ ثلثہ سے زمانہ ماضی کو علیحدہ کرنے سے حال و استقبال باقی رہجاتے ہیں لہذا وہ چیز جو حال اور استقبال پر مشتمل ہو اُس کو غابر کہتے ہیں۔ **قولہ** سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا بفتح و کسر سین مہملہ۔ دونوں کے معنی (سُنا) اور بعضوں کے نزدیک بالفتح مصدر ہے اور بالکسر اسم مصدر اور سماعًا و سماعۃً (بفتح سین ہر دو) بھی مصدر ہیں۔ **قولہ** سمع یسمع پہلا امر ہے اور دوسرا اسم ظرف ان دونوں کا ذکر مصنفؒ نے اس وجہ سے کیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مفتوح العین

کے امر کا ہمزہ بھی مکسور ہوتا ہے اور مضارع مفتوح العین کے ظرف کا عین کلمہ بھی مضارع مضموم العین کی ظرف کی طرح مفتوح ہوتا ہے تاکہ عین مضارع کی حرکت کا ماسبق کے خلاف ہونا یہ وہم نہ ڈالے کہ شاید اس کے کلمہ عین ظرف کی حرکت اس کے مخالف ہو۔ (تنبیہ) ان تینوں بابوں کو اصول کہتے ہیں اور باقی کو فروع جیسا کہ عنقریب خاصیت ابواب میں معلوم ہو جائے گا۔ قولہ۔ فتح یفتح فتحاً الخ بفتح فا بمعنی کھولنا اور حکم کرنا قولہ الفتح مفتح الخ بکسر ہمزہ در امر و بفتح عین کلمہ در ظرف باقی صیغوں کے حذف کی علت وہی ہے جو گذر چکی۔ رہا امر اور ظرف کا کذا کر سو وہ باب سابق کی مطابقت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ دونوں فتح عین مضارع میں مشترک ہیں۔ قولہ۔ باب پنجم فعل یفعل بضم العین فیہما اے فی الماضی والمضارع۔ قولہ۔ کرم یکرم کرماً بفتح کاف و را بمعنی سخی ہونا) اس کے مصدر کرمۃ و کراما بھی آتے ہیں قولہ۔ کریم بروزن امیر یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس باب سے اسم فاعل کی جگہ صفت مشبہ کا صیغہ فعیل کے وزن پر آتا ہے اور یہ باب ہمیشہ لازمی آتا ہے بخلاف دوسرے بابوں کے کہ وہ لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں۔ قولہ۔ اکرم مکرم الخ پہلا امر ہے اور دوسرا اسم ظرف بفتح العین اس وجہ سے کہ اسم ظرف اس باب سے بھی بفتح العین آتا ہے۔

بدانکہ رواست تسکین عین فعل و فعل و در شہد شہد شہد باب ششم فعل یفعل بکسر العین فیہما

حسب یحسب حسبانا احسب و محسب اما فضل یفضل از تداخل ست و کادیکا و از سمع و لہذا

کدن یکدن آید ضمہ شاذ بود۔ بدانکہ اسم ظرف از ناقص دریں ابواب بفتح عین آید و از امثال

بکسر عین و از غیر آن چنانچہ دانستی۔ و رباعی مجرد را یک باب ست و مصدرش فعللۃ بفتح عین

بفتح فا و مضمہ عین و الامر بفتح عین و الظرف بضم عین جمع مبعثرات و بجی مصدرہ فعلالا و فعللے

و فعللاء و مصدر رباعی و ثلاثی مزید بر مفعول دے نیز می آید و رباعی مزید را سہ باب ست کے بدو ہمزہ وصل

دو و با ہمزہ وصل۔ باب اول تفعلل تسربل یتسربل تسربلا متسربل تسربل یتسربل تسربلا متسربل

قولہ۔ بدانکہ رواست بسکون عین فعل الخ یعنی بنی تمیم کے نزدیک اس ماضی معروف کے عین کلمہ کو جس کا عین کلمہ مکسور ہو اور اس کے عین کلمہ میں حرف حلقی نہ ہو ساکن کرنا اور اسی طرح ماضی مضموم العین کے عین کلمہ کو برابر ہے کہ اس کے عین کلمہ میں حرف حلقی ہو یا نہ ہو ساکن کرنا جائز ہے جیسے سمع میں سمع بسکون میم اور کرُم اور بعُد میں کرم بسکون را اور بعد بسکون عین۔ قولہ۔ وہ در شہد لیکن فعل ماضی مکسور العین کے عین کلمہ میں جبکہ اس کا عین کلمہ حرف حلقی ہو تین وجہ جائز ہیں جیسے شہِدَ و نعِمَ و بئِسَ۔ اوّل اسکان عین جیسے شہِدَ و نعِمَ و بئِسَ دوم کسر فا بتبعیت کسر عین جیسے شہِدَ و نعِمَ و بئِسَ سوم کسر فا با سکون عین جیسے شہِدَ و نعِمَ و بئِسَ اور نعم اور بئس میں یہی استعمال غالب ہے۔ قولہ۔ حسب یحسب حسبانا بکسر حا اور اس کا مصدر محسبۃ بفتح ایم و کسر السین فتحہا بھی آیا ہے۔ دونوں کے معنی پنداشتن اور حسِبَ بفتح الحا اور حُسبان بضم الحا و کسر ہا اور حساب و حسبۃ و حسابۃ ہر سہ بکسر الحا یہ سب کے سب بمعنی شمردن (گننا) ہیں اور نصر سے آئے ہیں۔ قولہ۔ احسِبُ و یحسِبُ پہلا امر ہے اور دوسرا ظرف بکسر عین لیکن جبکہ اس کا مضارع بفتح عین مستعمل ہو جیسے قولہ تعالیٰ اَیَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ تو اس وقت ضروری ہے کہ اس کا امر اور ظرف مفتوح العین ہو قولہ۔ اما فضل یفضل الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کے ابواب کا چھ میں حصر کرنا باطل ہے اس لئے کہ فعِل یفعَل بکسر عین ماضی و ضم عین مضارع جیسے فضِل یفضُلُ اور فعُل یفعُل بضم عین ماضی و فتح عین مضارع جیسے کاد یکادُ کہ اصل میں کَوُدَ بضم واو اور یکوُدُ بفتح واو تھا۔ ابواب مذکورہ کے علاوہ ہیں۔ مصنف جواب دیتے ہیں کہ یہ دونوں چھ ابواب مذکورہ سے کوئی علیحدہ باب نہیں ہیں بلکہ پہلا قبیل تداخل سے ہے اور تداخل کے معنی اس جگہ یہ ہیں کہ ماضی کسی ایک باب کی لینا اور مضارع کسی اور باب کا یعنی فضل کو بعض اہل عرب سمع سے پڑھتے ہیں اور بعض نصر سے۔ پس متبعین لغت نے اسکی ماضی کو سمع سے لے کر اور مضارع کو نصر سے لے کر پڑھنا شروع کر دیا اور سامع نے ناواقفیت کی وجہ سے اس کو ایک علیحدہ باب خیال کر لیا لہذا یہ کوئی علیحدہ باب نہیں ہے بلکہ پہلے بابوں کی فرع ہے قولہ و کاد یکاد از سمع۔ اور دوسرا یعنی کاد یکاد باب سمع سے ہے نہ کہ ماضی مضموم العین سے اسی وجہ سے کہ وہ باب سمع سے اکثر کِدن (کہ اصل میں کَودن تھا بصیغہ جمع مؤنث غائب ماضی) بکسر کاف آتا ہے اس لئے کہ اجوف واوی مکسور العین کی ماضی میں قیاس یہ ہے کہ کسرۂ عین کو فا کو دیتے ہیں تاکہ باب کے عین کلمہ کی حرکت پر دلالت کرے جیسے خِفْنَ اور کِدْنَ کا ضمہ کاف جو حذف واو پر دلالت کرنے کے لئے ہے وہ شاذ ہے یعنی قیاس اور استعمال کے خلاف ہے قیاساً تو اس واسطے کہ باب کی رعایت واو کی رعایت سے اصل اور اہم ہے اور استعمالاً اس لئے کہ رضی نے کہا ہے کہ وہ قلیل ہے۔ اور نیز اگر یہ ماضی مضموم العین ہی ہوتا تو اس کا ضمہ واجب ہونا چاہئے تھا اور کسرہ ناجائز اس لئے کہ یہ واوی ہے اور قوم نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ وہ اجوف میں عین ماضی کے حذف کے بعد فا کو

وہ حرکت دیتے ہیں جو باب یا محذوف پر دلالت کرے جیسے خِفْتُ وقُلْتُ میں۔ حالانکہ کدن بکسر کاف اکثر آتا ہے
قولہ۔ بدانکہ چونکہ ثلاثی مجرد کے تمام ابواب کے مجہول ماضی سے فُعِلَ کے وزن پر آتے ہیں اور مضارع سے یُفْعَلُ کے وزن پر اور اسم مفعول مفعولٌ کے وزن پر اور اسم فاعل فاعِلٌ کے وزن پر اور اسم آلہ مِفْعَلٌ کے وزن پر اور اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر۔ لیکن چونکہ اسم ظرف تمام ابواب مجرد کا ایک ہی وزن پر نہیں آتا بلکہ اختلاف ابواب سے وہ مختلف ہو جاتا ہے۔ لہذا مصنف نے اُس کو لائے اور کہا کہ اسم ظرف از ناقص الخ یعنی اسم ظرف ناقص سے برابر ہے کہ وہ واوی ہو یا یائی اور برابر ہے کہ اس کا مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین اور برابر ہے کہ اس کے عین اور فا کلمہ میں حرف علت ہو یا نہ ہو مَفْعَل بفتح عین پر آتا ہے جیسے مَدْعًی و مَرْعًی و مَنْشًی و مَوْتًی و مَوْحًی
قولہ۔ واز مثال الخ اور مثال سے مطلقاً خواہ وہ واوی ہو یا یائی مفعل بکسر عین آتا ہے جیسے مَوْعِد و مَیْسِر و مَوْجِل۔
قولہ۔ واز غیر آں الخ اور اُن کے غیر سے اسم ظرف جبکہ وہ صحیح ہو یا اجوف یا مہموز یا مضاعف اس طریقے پر آتا ہے جیسا کہ ابواب سابقہ میں تم اُن کے اعراب سے جان چکے ہو یعنی اگر مضارع مضموم العین یا مفتوح العین ہوگا تو اسم ظرف بفتح عین آئے گا۔ اور اگر مکسور ہوگا تو بکسر عین جیسے مَنْصَرٌ و مَسْمَعٌ و مَقَالٌ و مَخَافٌ و مَأْمَرٌ، و مَحَلٌّ و مَمَسٌّ۔ (مصدر مَسٌّ ہے باب سمع) و مَضْرِبٌ و جمیع سکون با و کسر یا و مَزَرٌّ (مصدر زار ہے بمعنی بانگ کردن شیر باب ضرب) و مفرّ اس کی مفصل بحث اسم ظرف کے بیان میں گذر چکی ہے۔ **قولہ**۔ و مصدرش الخ یعنی رباعی مجرد کا مصدر قیاساً مطرداً بر وزن مُفَعْلَلَۃٌ بفتح فا و سکون عین و فتح لام آتا ہے جیسے بَعْثَرَۃٌ بمعنی برانگیختہ کرنا۔ بعثر ماضی معروف بعثرۃ مضارع معروف بکسر ثا بعثرۃٌ مصدر معروف مُبَعْثِرٌ بکسر ثا اسم فاعل الاعر بکسر ثا الظرف مُبَعْثَرٌ بر صیغہ اسم مفعول اس لئے کہ ثلاثی مزید کا اسم ظرف اور اسم مفعول کا وزن ایک ہی ہوتا ہے جمعہ مبعثرات ای جمع المبعثر الظرف مبعثرات اس لئے کہ ثلاثی مزید اور رباعی کے اسم ظرف کی جمع تکسیر نہیں آتی اور نیز اُن کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی بخلاف اسم مفعول کے کہ اس کی آتی ہے۔ **قولہ**۔ و بجمی مصدرہ الخ یعنی کبھی رباعی مجرد کا مصدر فِعْلَالٌ بکسر فا کے وزن پر آتا ہے جیسے دِحْراج بمعنی (گرد انیدن) اور کبھی فَعْلَالٌ بفتح فا کے وزن پر اور یہ وزن مضاعف میں اکثر آتا ہے جیسے زَلْزَالٌ اس لفظ میں کسرہ اور ضمہ بھی آیا ہے قال الفراء لیس فی الکلام فعلال مفتوح الفا من غیر ذوات التضعیف الا حرف واحد وہی خزعال و زاد ثعلب فیہا قہقار بالالف وقیل ہو قہقر و زاد ابو ملک قسطال وہو الغبار اللہ کبھی اس کا مصدر فعلی بفتح فا و اللام و سکون العین مع الالف المقصورہ کے وزن پر آتا ہے جیسے قہقرا (اُلٹے پیر لوٹنا) اور کبھی فعلاء بضم الفا و اللام و سکون العین مع الالف الممدودہ کے وزن پر جیسے قرفصاء بمعنی (نشستن بر ہر دو سُرین نیہیکہ ہر دو ران را بشکم چسپاند و ہر دو دست را گرد ہر دو ساق حلقہ زند) اور اس لفظ میں قرفصی بالف مقصورہ بحرکات ثلثہ در قاف و فا بھی آیا ہے اور کبھی اس کا مصدر فعلال بضم فا کے وزن پر آتا ہے

جیسے برہان۔ مصنف نے اس وزن کو نادالوجود ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔ **قولہ**۔ ومصدر رباعی وثلاثی مزید یعنی رباعی مجرد ومزید وثلاثی مزید کا مصدر دان اوزان مصادر کے علاوہ جو ان کے لئے مقرر ہیں اور ان کو مصدر غیر میمی کہتے ہیں (ان کے مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے اور اس کو مصدر میمی کہتے ہیں پس غیر ثلاثی مجرد کا مفعول اور ظرف اور مصدر میمی ایک وزن پر ہوں گے۔ پس مبعثر بفتح تا بمعنی برانگیختہ شدہ وبرانگیختن وجائے آں وزمان آں کے مستعمل ہوتا ہے۔ **قولہ**۔ ورباعی مزید را سہ باب ست الخ مناسب یہ تھا کہ ثلاثی مزید کو رباعی مزید پر مقدم کرتے لیکن چونکہ ثلاثی مزید کے بعض ابواب ملحق برباعی مزید ہیں اور وجود ملحق بہ تحققاً وعقلاً ملحق پر مقدم ہوتا ہے لہذا رباعی مزید کا ثلاثی مزید ملحق پر مقدم کرنا لازمی ہوا۔ رہے ثلاثی مزید کے ابواب غیر ملحق سو ان کو طرداً للباب مؤخر کر دیا تاکہ ایک نوع کے افراد کے ذکر میں انتشار نہ لازم آئے اور نیز رباعی مزید قلیل ہیں اور ثلاثی مزید کثیر اور قلیل کثیر پر مقدم ہوتا ہے۔ **قولہ** باب اول کہ ہمزہ وصل ندارد وفعللہ است الخ بفتح تا وفا وسکون عین وضم لام اول تصریف تسریل ماضی معروف بسکون را وفتح یا تسریل مضارع معروف بسکون را وفتح یا تسریلاً مصدر معروف بضم یا موحدہ یعنی پیراہن وزرہ پوشیدن تسریل اسم فاعل بکسر یا موحدہ تسریل ماضی مجہول بضمتین وسکون را وکسر یا تسریل مضارع مجہول بضم اول وبفتح یا تسریلاً مصدر مجہول ہے۔ متسربل اسم مفعول بفتح باللام۔ تسربل بفتح یا۔

قولہ۔ بدانکہ اسم ظرف غیر از ثلاثی مجرد الخ اسم ظرف کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید ورباعی مجرد ومزید سے اس کے مفعول کے وزن پر آتا ہے یعنی غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول اور اسم ظرف کا صیغہ ایک ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہے ظرف کی جمع الف اور تا کے ساتھ آتی ہے اور اسم مفعول کی جمع واؤ اور نون یا یا اور نون کے ساتھ بلکہ مصدر میمی بھی مفعول کے صیغہ پر آتا ہے جیسا کہ گذر چکا۔ **قولہ**۔ وروا ست در آخر مصدر ثلاثی الخ یعنی ثلاثی مزید اور رباعی مجرد ومزید کے مصدر کے آخر میں جبکہ وہ تا سے خالی ہوں تا مرت کا لگانا جائز ہے (اسی طرح تا حالت کا بھی مصنف نے اس کا ذکر مقابستہ نہیں کیا) تسربل کسربلۃ (اس نے پیراہن پہنا ایک بار پیراہن پہننا) لیکن اگر مصدر ذات تا ہو برابر ہے کہ تا زائدہ ہو جیسے مقابلہ میں یا عوض کی ہو جیسے اقامۃ ہیں۔ تو اس وقت مرت کا صیغہ بغیر کسی تغیر وتبدل کے وہی ہوگا جیسے قابلت مقابلۃ واقمت وقامۃ (میں نے مقابلہ کیا ایک بار مقابلہ کرنا اور میں نے اقامت کی ایک بار اقامت کرنی) پس جبکہ مصدر میں تا نہ ہو تو اس وقت مصدر اور مرت میں فرق زیادت تا سے ہوگا لیکن مرۃ اور نوع میں فرق قرائن سے ہوگا اور جس مصدر میں تا ہے تو اس وقت مصدر مطلق اور مصدر مرت اور نوع میں فرق قرائن سے ہوگا۔ **قولہ**۔ باب دوم افتعال الخ بکسر عین وزیادت نون وہمزہ والف۔ جاننا چاہیئے کہ ہر وہ مصدر جس میں ہمزۂ وصل ہے اس میں اس کے لام سے پیشتر الف ضرور ہوگا اور پھر اس الف کے ماقبل صرف فتح ہوگا لیکن اس فتح کے ماقبل کبھی حرکت ہوگی اور کبھی سکون اور اگر حرکت ہوگی تو صرف کسرہ

ہوگا اور اگر سکون ہو تو اُس کا ماقبل مکسور ہوگا اور ہمزۂ وصل مکسور ہوگا اور اس کا مابعد ساکن جیسے انفعال وافتعال وافعال واستفعال وافعیلال وافعیعال وافعوال وافعنلال۔ قولہ احرنجم بفتح عین ولام وسکون نون اس میں دو حرف ہمزہ اور نون زائد ہیں یحرنجم بفتح علامت مضارع وکسر ماقبل آخر۔ احرنجاماً مصدر معلوم ہے بمعنی (جمع ہونا اور کسی کام کا ارادہ کرنے کے بعد اس سے باز رہنا) الامر احرنجم بکسر ہمزہ وجیم۔ یا باب لازمی آتا ہے۔

اَلْاَمْرُ تَسْرِیْل۔ بدانکہ اسم ظرف از غیر ثلاثی مجردی آید بر مفعول وے در واست و آخر مصدر ثلاثی و رباعی کہ مجرد از تاست زیادتی تائے مرت چوں تسریلۃ باب دوم۔ اِفْعِنْلَال (بمعنی یک مرتبہ ۱۲)

اِحْرَنْجَمَ یَحْرَنْجِمُ اِحْرِنْجَامًا الامر اِحْرَنْجِمْ۔ باب سوم اِفْعِلَّال اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا (کھڑے ہونا رونگٹے کھڑے ہونا ۱۲)

مُقْشَعِرٌّ اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ مُقْشَعِرٌّ اِقْشَعِرَّ اِقْشِعْرِرْ وجاء مصدرہ فعلیلۃ ثلاثی مزید بر دو گونہ است ملحق ومطلق۔ ومطلق دو قسم ست یکی آنکہ در وی یا در ماضی او ہمزۂ وصل بود (از کہ حالیست از قید الحاق یعنی

دوم آنکہ نبود قسم اول ہفت باب ست باب اول افتعال اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا مُجْتَنِبٌ

اُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ مُجْتَنَبٌ اِجْتَنِبْ۔ باب دوم استفعال اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا مُسْتَنْصِرٌ (علامت سین وتاست ۱۲)

مُسْتَنْصَرٌ یُسْتَنْصَرُ مُسْتَنْصَرٌ اِسْتَنْصِرْ باب سوم انفعال اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا مُنْفَطِرٌ اُنْفُطِرَ۔ (اس وزن خود بر مستعلست فی الاصل افتعال شد نسکا ریقال افعلہ فانفعل فقولک کسرتہ فانکسر)

قولہ۔ باب سوم افعلال بکسر ہمزہ زائدہ وعین وادغام لام اول در لام ثانی والف زائدہ لیکن اس کے موزوں میں یہ ادغام نہیں ہوتا ہے جیسے اقشعرار۔ قولہ اقشعرّ با دغام لام ثانی در ثالث یہ ماضی معروف کا صیغہ ہے اصل میں اقشعرر تھا بفتح شین معجمہ وسکون عین وفتح رائے اول پس رائے اول کا فتحہ عین کو دیدیا اور راکو را میں ادغام کر دیا یقشعرّ بفتح یا وکسر عین اس کی اصل یقشعرر تھی اقشعرار بمعنی دموئے برتن خاستن یعنی بدن کے رونگٹے

کھڑے ہونا) مقشعرّ بکسر عین اسم فاعل ہے اقشعرّ ماضی مجہول یُقشعرّ مضارع مجہول مقشعرّ بفتح عین اسم مفعول ہے یہ باب بھی لازمی آتا ہے لیکن چونکہ باب لازم کا مجہول اور اسم مفعول کبھی بواسطہ حرف جر آتے ہیں لہذا مصنف اس کے مجہول اور اسم مفعول کے صیغے مبتدیوں کو اس کے وزن بتلانے کی غرض سے لے آئے ہیں اقشعرّ بکسر عین و فتح رائے مشددہ اقشعرّ بکسر عین ورائے مشددہ اقشعرر بفک ادغام و کسر رائے اوّل یہ تینوں امر کے صیغے ہیں ان کا قاعدہ انشاء اللہ بحث ادغام میں آئے گا۔ **قولہ** وجاء مصدرہ الخ یعنی اس باب کا مصدر اکثر وزن مذکورہ پر آتا ہے لیکن کبھی اس کا مصدر فعلیلۃٌ بضم فا و فتح عین و سکون لام اول و کسر لام ثانی و سکون یا تحتانیہ و فتح لام ثالثہ کے وزن پر آتا ہے جیسے قشعریرۃٌ یعنی (موئے برتن خاستن) وطمانینۃٌ **قولہ** ملحق بصیغۂ مفعول۔ اس کا بیان عنقریب آئے گا۔ **قولہ** مطلق بمعنی (چھوڑا ہوا) یعنی وہ مزید فیہ کہ جس میں زیادتی الحاق کے لئے نہ ہو۔ **قولہ** بیکے آنکہ در ویا در ماضی او الخ مصنف کا قول در و ہمزۂ وصل بود ماضی او در مصدر پر صادق آتا ہے اور قول در ماضی او ہمزۂ وصل بود ماضی کے علاوہ باقی صیغوں پر صادق آتا ہے۔ اگر مصنف صرف در ماضی او لاتے اور لفظ در و نہ لاتے تو ماضی خارج ہو جاتی اور تعریف جامع نہ رہتی تعریف میں لفظاً یا مانعۃ الخلو کے لئے ہے پس اجتنابٌ جیسے مصدر پر در و اور در ماضی او دونوں صادق آتے ہیں۔ **قولہ** قسم اوّل کہ ہمزۂ وصل دارد ہفت باب ست الخ ثلاثی مزید مطلق با ہمزۂ وصل کے یہ سات باب قول مشہور کی بنا پر ہیں ورنہ غیر مشہور کو بھی شمار کیا جائے تو اس سے زیادہ ہو جاتے ہیں جیسے اِدّاعل تشدید فا جیسے اِدّاکر و افعل تشدید فا و عین جیسے اِدّکر لیکن حق یہ ہے کہ یہ دونوں کوئی علیحدہ باب نہیں ہیں بلکہ باب تفاعل اور تفعل کی فرع ہیں جیسا کہ شافیہ میں ابن حاجب نے ذکر کیا ہے اور بعضوں کے نزدیک افعال بکسر ہمزہ و بفتح عین و ہمزہ و تشدید لام جیسے اِزْیَانّ اور افوعل بتشدید لام جیسے اِکْوَدّ علیحدہ ہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں اقشعر کے ساتھ ملحق ہیں نہ کہ مطلق اور بعضوں نے یہ زیادہ کئے ہیں۔ افعیل بفتح عین و تشدید یا جیسے ابیخ و افتعلی جیسے استلقی و افعول جیسے اذلولی و افتعال بزیادۃ التاء الہمزۃ المفتوحتین جیسے استلأم۔ و افوعل جیسے اعشوج و التفیس فی المطولات **قولہ** باب اول افتعال بہمزہ و تا مکسورۃ و الف۔ یہ تینوں حرف زائد ہیں جیسے اجتنابٌ مادہ جنب ہے بمعنی دور ہونا اور یکسو ہونا) اجتنب بفتح تا و عین ماضی معروف ہے یجتنب بفتح یا و کسر نون مضارع معروف ہے اجتنابًا مصدر معروف ہے۔ مجتنب بکسر ما قبل آخر اسم فاعل ہے۔ اُجتُنِب بضم ہمزہ و تا و کسر نون ماضی مجہول ہے **قولہ** باب دوم استفعال بکسر ہمزہ و تا و سکون سین و بالف یہ چاروں حروف زائد ہیں جیسے استنصارٌ مادہ نصر ہے بمعنی (مدد چاہنا) استنصر بکسر ہمزہ و فتح تا ماضی معروف ہے یستنصرُ بفتح علامت مضارع و کسر صاد مضارع معروف ہے استنصارًا مصدر معروف ہے مستنصر بکسر صاد اسم فاعل ہے استُنصر بضم ہمزہ و تا و کسر صاد ماضی مجہول ہے یستنصر

مضارع مجہول۔ مستنصر بفتح صاد اسم مفعول ہے استنصر بکسر ہمزہ وصاد امر ہے قولہ باب سوم انفعال بکسر ہمزہ وفا وسکون نون وبالف اور یہ چاروں حروف سوائے فا کے سب کے سب زائد ہیں جیسے انفطارٌ مادہ فطر ہے بمعنے (شگافتہ شدن) انفطر ماضی معروف ہے ینفطر انفطارًا یہ مصدر معروف ہے منفطر بکسر طا اسم فاعل ہے انفطر بضم ہمزہ وفا وسکون نون وکسر طا ماضی مجہول ہے ینفطر مضارع مجہول ہے منفطر بفتح طا اسم مفعول ہے انفطر بکسر ہمزہ وطا امر ہے۔ یہ باب لازمی ہے۔ ۔ ۔

یُنْظَرُ اِنْظُرْ **باب چہارم** افعوال اِعْلَوْطَ یَعْلَوِطُ اِعْلِوَاطًا عَلْوَطًا اَعْلُوْطًا یَعْلُوْطُ مَعْلُوْطًا اِعْلَوِطْ

علامت ع در اول و واو زیادہ است ۱۲

باب پنجم افعیعال اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَانًا مُخْشَوْشِنٌ اُخْشُوْشِنْ یُخْشَوْشَنُ مُخْشَوْشَنٌ

علامت تکریر بین کلمہ و واو کہ واقع در میان عین کلمہ ۱۲

اِخْشَوْشِنْ باب **ششم** اِفْعِلَال اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا مُحْمَرٌّ اُحْمُرَّ یُحْمَرُّ مُحْمَرًّ اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ

باب ہفتم افعیعال اِدْہَامٌ یَدْہَامُّ اِدْہِیْمَامًا مُدْہَامٌّ اُدْہُمَّ یُدْہَامُّ مُدْہَامًّ اِدْہَامَّ اِدْہَامِّ

علامت ادغام لام کلمہ و زیادتی الف در میان عین و لام کلمہ ۱۲

اِدْہَامُّ۔ اما آنکہ در ماضی او ہمزۂ وصل نبود پنج باب است **باب اوّل** افعال اَکْرَمَ یُکْرِمُ

اِکْرَامًا مُکْرِمٌ اُکْرِمْ یُکْرَمُ مُکْرَمٌ اَکْرِمْ بنائے یُکْرِمُ یا اَکْرِمُ یاید ہمزہ را افگندند تا لازم نیاید اجتماع

دو ہمزہ در اُکْرِمُ۔ **باب دوم** تفعیل کَرَّمَ یُکَرِّمُ تَکْرِیْمًا مُکَرِّمٌ کَرِّمْ یُکَرَّمُ مُکَرَّمٌ کَرِّمَ۔

علامت مد عین کلمہ است ۱۲

و بجائے مصدرہٗ علی تَفْعِلَۃٍ و فِعَالٍ و فَعَالٍ و فَعْلَالٍ و تَفْعَالٍ۔

اِدْہِیْمَامًا مصدر معروف ہے مُدْہَامٌّ اسم فاعل ہے اُدْہُمَّ بضم ہمزہ دہا و سکون واؤ و تشدید میم ماضی مجہول ہے اس میں الف ضمۂ ہا کی وجہ سے واؤ سے بدل گیا یُدْہَامُّ مضارع مجہول ہے مُدْہَامٌّ اسم مفعول ہے اس باب میں بھی اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے باعتبار لفظ ایک ہیں لیکن باعتبار تقدیر دونوں میں فرق ہے اِدْہَامٌّ بفتح میم امر ہے اِدْہَامٌّ بکسر میم امر ہے۔ اِدْہَامُّ بفک ادغام امر ہے۔ **قولہ**۔ اما آنکہ در ماضی او الخ مصنف کو سابق کے لحاظ سے بظاہر یوں کہنا چاہیئے تھا کہ اما آنکہ در و یا در ماضی او ہمزۂ وصل نبود لیکن چونکہ ماضی میں ہمزۂ وصل کا نہ ہونا دو سرے صیغوں میں نہ ہونے کو مستلزم ہے۔ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا کیا۔ **قولہ**۔ باب اول افعال بکسر ہمزہ قطعی والف بعد العین جیسے اکرام بمعنی (گرامی کردن) جاننا چاہیئے کہ ثلاثی مزید کی دو قسموں میں جو ہمزہ باعتبار ہونے یا نہ ہونے کے معتبر ہے وہ ہمزہ وصل ہے جو وسط کلام میں ساقط ہو جاتا ہے جیسے قولہ تعالےٰ فَاضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ۔ لیکن اس باب کا ہمزہ قطعی ہے یعنی اپنے ماقبل سے منقطع ہے جو وسط کلام میں باقی رہتا ہے۔ قولہ اکرم بفتح ہمزہ ماضی معروف

ہے یکرم بضم علامت مضارع یہ مضارع معروف ہے۔ اگر اکرامًا مصدر معروف ہے اس باب کا مصدر کبھی
فعالۃ اور فعال بفتح فا پر بھی آتا ہے جیسے اکرم کرامۃً بحذف ہمزہ اول وابدال تا ازاں اور جیسے انعم من اللارض
نباتًا۔ مکرِمٌ بکسر را اسم فاعل ہے۔ اُکرِم بضم ہمزہ وکسر را ماضی مجہول ہے۔ یکرم بفتح را مضارع مجہول ہے
مکرَمٌ بفتح را اسم مفعول ہے۔ اکرم بفتح ہمزہ قطعی امر ہے۔ قولہ۔ بنائے یکرِمُ یا کرِمُ الخ یعنی یکرم کی بنا اصل میں یُکْرِمُ
ہونی چاہیئے تھی اس لئے کہ ماضی پر علامت مضارع کو زائد کر کے مضارع بناتے ہیں لیکن چونکہ مضارع واحد متکلم
اُکرِم میں دو ہمزوں کا اجتماع لازم آتا ہے جیسے اُاکرِمُ بلکہ ہمزہ استفہام کے داخل کرنیکی تقدیر پر تین ہمزوں کا
اجتماع لازم آتا ہے جیسے اأاکرِمُ اور یہ موجب ثقل ہے لہذا متکلم کے صیغہ سے ہمزہ کو حذف کر دیا۔ رہے باقی
صیغے سوان میں طرد الباب حذف کر دیا پس اصل حذف ہمزہ میں واحد متکلم کا صیغہ ہے باقی اس کی فرع ہیں۔
قولہ۔ باب دوم تفعیل بفتح تا زائدہ وسکون فا وکسر عین ویائے ساکنہ زائدہ جیسے تکریم بمعنی (گرامی کردن) تصریف
کرم بتشدید عین ماضی معروف ہے۔ یکرم تکریمًا اس باب میں مصدر کے سوا سب میں عین مکرر ہے اور اُن میں سے
ایک زائد ہے۔ خلیل اور سیبویہ کے نزدیک پہلا زائد ہے اس لئے کہ کرّم ماضی معروف میں پہلا حرف یکطر کے یا
کے مقابلہ میں ہے اور دوسروں کے نزدیک دوسرا زائد ہے اس وجہ سے کہ وہ جَوْرَ کے واؤ کے مقابلہ میں ہے
مکرِّم بکسر را اسم فاعل ہے کرِّم بکسر را ماضی مجہول۔ یکرّم مکرّم ہزہ۔ بفتح را ئے مشددہ کرّم بکسر را ئے مشددہ
امر ہے۔ قولہ۔ وتجی مصدرہ الخ یعنی اس باب کا مصدر تفعلۃ بفتح تا وکسر عین کے وزن پر کثرت آتا ہے جیسے تصرفۃ
وتجربہ لیکن وہ ناقص میں قیاسًا کلیۃً آتا ہے جیسے تقویۃ وتسویۃ اور مہموز اللام میں اکثر آتا ہے جیسے تخطیۃ اور
شافیہ میں ہے کہ تعزیۃ وغیرہ میں تا عوض میں یائے محذوف کے ہے کہ وہ اصل میں تعزیٌ (دو یا کے ساتھ)
بروزن تفعیل تھا۔ اور کبھی اس کا مصدر فعال بکسر فا وتخفیف عین کے وزن پر آتا ہے جیسے کذّب کذابًا اور
کبھی فعال بفتح فا وتخفیف عین کے وزن پر جیسے سلمت سلامًا وکلمت کلامًا لیکن بعضوں نے اس کا انکار
کیا ہے اور کہا ہے کہ کلام اور سلام تکلیم اور تسلیم کے نام ہیں اور کبھی فعال بکسر فا وتشدید عین کے وزن پر آتا ہے
جیسے قولہ تعالیٰ وکذبوا بآیاتنا کذّابًا۔ اور کبھی تفعال بفتح تا وسکون فا پر جیسے تذکار وتکرار۔ لیکن تفعال بکسر تا
نادر ہے اس وزن پر سوائے تبیان اور تلقاک کے اور نہیں آئے۔ قولہ۔ باب سوم تفعل بفتحتین وتشدید عین بمضموم
جیسے تقبل یعنی (قبول کرنا) اس میں تا اور عین ثانی زائد ہے تصریفہ تقبل بفتح تا وفا وعین مشددہ ماضی معروف
ہے یتقبل بفتح یا وتا وقاف وتشدید با مضارع معروف ہے تقبلًا مصدر معروف ہے متقبِّل بکسر ئے مشددہ
اسم فاعل ہے تقبل بضم فا وقاف وبکسر ئے مشددہ ماضی مجہول ہے یتقبل مضارع مجہول ہے۔ متقبل بفتح
با اسم مفعول ہے۔ تقبل بفتح با امر ہے۔ قولہ۔ وجاء الخ یعنی اس کا مصدر بر سبیل قلت تملاق بروزن تفعال بکسر تا

باب سوم۔ تَفَعَّلَ تَفَعُّلٌ یَتَفَعَّلُ تَفَعُّلًا مُتَفَعِّلٌ تُفُعِّلَ یُتَفَعَّلُ مُتَفَعَّلٌ تقبل وجاء تملاق اے قلیلا
دریں تاد عین ثانیہ ادغام لازم است ۱۲

باب چہارم تَفَاعَلَ تَفَاعُلٌ یَتَفَاعَلُ تَفَاعُلًا مُتَفَاعِلٌ تُفُوعِلَ یُتَفَاعَلُ مُتَفَاعَلٌ تقابل
رو باری شدن ۱۲ منہ

وتقطعت وتشابہت بزیادتی تائے اول وتفاوت بفتح وکسر واو شاذ است چوں
در ہر دو در ثانی ابدال تائے دوم بشین وادغام نیز واز آنست تشاہ ۱۲

ودر آید تائے مضارع بر تائے تفعل وتفاعل رواست حذف یکے ومعروف باب
قال اللہ تعالیٰ تنزل الملائکۃ والروح قال اللہ تعالیٰ وکانا تحاذون ۱۲

پنجم مفاعلۃ قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃً مقاتِل قُوتِلَ یُقَاتَلُ مُقَاتَلٌ قاتل وجار فِعَالٌ وفیعال

بدانکہ سوائے اہل حجاز علامت مضارع غیر یار اکسرہ خوانند اگر عین ماضیش مکسور بود
بنی تمیم وشرح ۱۲

یا اولش ہمزۂ وصل یا تائے زائدۂ مطردہ دور مضارع ابی دوجل ونحو یار انیز۔ اما ملحق دو
کافتعل وتستفعل ۲ شرح اصول کتاب تفعل وتفاعل ۱۲ شرح اصول

قسم است ملحق برباعی مجرد وملحق بمزید۔ قسم اول ہفت باب است۔

وفا وتشدید عین آیا ہے بمعنی (چاپلوسی کرنا) **قولہ**۔ باب چہارم تفاعل بفتح تائے زائدہ وضم عین جیسے تقابل (آمنے سامنے ہونا) تصریفہ تقابل یتقابل بفتح باء ہر دو تقابلا مصدر معروف ہے متقابل بکسر با اسم فاعل ہے تقوبل بضم تا وقاف وکسر با۔ اس میں الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے واؤ سے بدل گیا یتقابل متقابل بفتح باء ہر دو تقابل بفتح با امر ہے **قولہ** وتقطعت اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ باب تفاعل کی ماضی کے شروع میں کبھی ایک تا اور زائد ہو جاتی ہے اور لفظ مذکور اصل میں تشابہت تھا پس دوسری تا کو چونکہ وہ شین کے ساتھ صفت میں متحد تھی شین سے بدل کر شین کو شین میں ادغام کر دیا **قولہ**۔ بزیادتی تائے اول الخ در ہر دو۔ **قولہ**۔ وتفاوت بفتح وکسر واو الخ یعنی باب تفاعل کے مصدر تفاوتٌ میں واؤ کا فتحہ اور کسرہ شاذ ہے لیکن ضمہ واؤ قیاسی اور لغت فصیح ہے۔

قولہ۔ چوں در آید تائے مضارع الخ جبکہ تائے مضارع تائے تفعل اور تفاعل پر (بلکہ تائے تفعل اور اس کے ملحقات پر آوے تو اس وقت مضارع معروف سے کسی ایک تا کا تقل اجتماع مثلین کے سبب سے حذف کرنا

صاد اور شاہت بتشدید شین اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ شروع کبھی کبھی ایک تا اور زائد ہو جاتی ہے

جائز ہے سیبویہ اور بصریین دوسری کو حذف کرتے ہیں اس لئے کہ پہلی علامت مضارع ہے اور علامت حذف نہیں ہوا کرتی لیکن اہل کوفہ پہلی کو حذف کرتے ہیں اس وجہ سے کہ دوسری معنی اور تکلف اور مطلوعت وغیرہ کیلئے مفید ہے اور اس کا حذف معنی مذکور کے لئے مخل ہوگا۔ اور نیز وہ باب کی علامت ہے اور رعایت باب دوسری علامت سے اہم ہوتی ہے۔ جیسے قولہ تعالیٰ وانذرتکم نارًا تلظّی وانت لہ تصدّی۔ پس اگر یہ ماضی کے صیغے ہوتے تو وہ تلظت وتصدیت ہوتے۔ **قولہ**۔ ودر معروف الخ یعنی یہ جواز حذف تا صرف حروف ہی میں ہوگا۔ نہ کہ مجہول میں بھی اس لیے کہ اگر مجہول میں اول کو حذف کرتے ہیں تو معروف محذوف التا کا التباس مجہول سے لازم آتا ہے اور اگر دوسری کو حذف کرتے ہیں تو تفعل کے مجہول کا التباس تفعیل کے مجہول کے ساتھ لازم آتا ہے اور تفاعل کے مجہول کا التباس مفاعلۃ کے مجہول کے ساتھ لازم آتا ہے۔ **قولہ**۔ باب ہجم مفاعلۃ بضم میم وفتح عین وزیادت الف وتا جیسے مقاتلۃ (ایک دوسرے کو قتل کرنا) تصریفہ قاتل بفتح تا ماضی معروف ہے یقاتل مقاتلۃ مقاتل بکسر تا اسم فاعل ہے۔ قوتل بضم قاف وکسر تا ماضی مجہول ہے اس کا الف ضمۂ قاف کی وجہ سے واؤ سے بدل گیا یقاتل مقاتل بفتح تا در ہر دو قاتل بکسر تا امر ہے۔ **قولہ**۔ وجاء فعال الخ یعنی اور اس کا مصدر کثرت سے فعال بکسر فا وتخفیف عین کے وزن پر بھی آیا ہے جیسے قتال۔ لیکن فعال اس فعل سے جس کے فا کلمہ میں یا ہو بہت کم آیا ہے جیسے یوام بکسر یا بمعنی (معاملہ بایام کردن) اور نیز اس باب کا مصدر فیعال بکسر فا وسکون یا کے وزن پر آیا ہے جیسے صیراب وقیتال۔ اور یہ وزن لغت یمن کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا مصدر فعال بکسر فا وتشدید عین پر شاذ ہے ماری یماری مراءً۔

قولہ۔ بدانکہ سوائے اہل حجاز الخ یعنی اہل حجاز کے سوا بنی تمیم اور قیس اور ربیعہ وغیرہ علامت مضارع کو یا کے سوا ہمزہ اور نون اور تا کو مکسور پڑھتے ہیں (مگر بعض بنی کلب یا کو بھی مکسور پڑھتے ہیں) جبکہ دو شرطوں میں سے ایک شرط پائی جائے اول **قولہ** اگر عین ہیئت مکسور بود در ماضی الخ یعنی اگر اس کے ماضی کا عین کلمہ مکسور ہو اور عین مضارع مفتوح جیسے اِعلَمُ وتَعلَمُ ویَعلَمُ اور یہ کسرہ اس لئے ہے تاکہ وہ عین ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے اور نیز اگر یہ کسرہ فا پر ہوتا تو پے در پے چار حرکات کا ہونا لازم آتا ہے اور یہ موجب ثقل ہے اور اگر عین پر ہوتا تو مکسور الاصل کے ساتھ التباس لازم آتا اور لام پر اس لئے نہیں آتا کہ وہ اعراب اور تغیر وتبدل کا محل ہونیکی وجہ سے علامت کی صلاحیت نہیں رکھتا اور یا تحتانیہ اس وجہ سے مکسور نہیں ہوتی کہ اس وقت کثرت کسرات لازم آتی ہے اس لئے کہ یا خود دو کسروں سے پیدا ہوتی ہے دوم۔ **قولہ**۔ یا اوش یا اس ماضی کے اول میں دو حرفوں میں سے ایک حرف ہو یا تو ہمزۂ وصل ہو جیسے انصرف سے تنصرف وانصرف وتنصرف یا تائے زائدہ مطردہ ہو یعنی وہ تا کہ جس کی زیادتی تمام متصرفات میں مطرد ہو اور یہ تین بابوں میں ہے باب تفعل وتفاعل وتفعلل جیسے تنصرف وانصرف وتنصرف وتقابل وانقابل وتنقابل وتدحرج وانحرج وتدحرج۔ **قولہ**۔ دور مضارع ابی

اور لفظ ابی کے مضارع میں وجل ونحوہ اور وجل اور اُس کی مثل کے مضارع میں یا کو بھی مکسور پڑھتے ہیں اور نحو سے مراد بحسب رائے مصنف باب علم سے وہ مثال واوی ہے جو لازمی ہو جیسے یَتِیَ ویَتِیَ وأَنِیَ ویَئِیَ ووَجِلَ یَوْجَلُ ویَجِلُ ویَجَلُ۔ لیکن محققین کی تصریح کی بنا پر یہ حکم مثال یائی مہموز العین کو بھی جو اسی باب سے لازمی ہو شامل ہے جیسے یَئِسَ ویَئِسُ وأَیِسَ ویَئِسَ۔ قولہ۔ اما ملحق دو قسم ست ملحق بصیغۂ اسم مفعول اس کا مصدر الحاق ہے بمعنی (ملنا و ملانا) لیکن اصطلاحِ اہلِ فن میں الحاق کے معنی فعل میں یہ ہیں کہ ثلاثی مجرد میں ایک حرف یا اس سے زائد اس غرض سے زیادہ کرنا تاکہ وہ لفظ تمام تصرفات میں رباعی مجرد یا مزید کے وزن صوری پر ہو جائے۔ اور اسم میں الحاق کے یہ معنی ہیں کہ ثلاثی یا رباعی میں کوئی حرف اس غرض سے زیادہ کرنا تاکہ وہ لفظ تمام تصرفات میں رباعی یا خماسی کے وزن صوری پر ہو جائے جیسے کوکبٌ کہ وہ ملحق بجعفر ہے اور عَقنقلٌ کہ ملحق بسفرجلٌ ہے اور ملحق کبھی تو نفس کلمہ کے حرف کو مکرر لانے سے ہوتا ہے جیسے جلبَبٌ اور شملَلٌ یہ اصل میں جلبٌ اور شملٌ تھے ان کے لام کلمہ کو مکرر لایا گیا تاکہ وہ دحرج کے وزن پر ہو جائیں پس ان میں دوسری با اور دوسرا لام دحرج کے مقابلہ میں ہے ۔ ۔ ۔

زیادتی الحاق کے لئے نہیں ہوگی گو ان زیادتیوں کی وجہ سے کلمہ وزن صوری کے ساتھ رباعی ہوجاتا ہے اسلئے کہ یہ زیادتیاں قیاساً معنی کا فائدہ دیتی ہیں اور نیز یہ زیادتیاں اول کلمہ میں ہوتی ہیں اور زیادت الحاق اول کلمہ میں نہیں ہوتی پس منتفر اور افضل ملحق بجعفر نہیں ہوں گے۔ چہارم یہ کہ حرف الحاق کا اور نام ممتنع ہے۔

جلباب بالکسر چادر جلببۃ مصدر رسنۃ ۱۲ صراح

باب اوّل فعللۃ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ جَلْبَبَۃً مُجَلْبِبٌ جُلْبِبَ یُجَلْبَبُ مُجَلْبَبٌ جَلْبِبْ باب دوم

چادر پوشیدن ۱۲

فیعلۃ خَیْعَلَ یُخَیْعِلُ خَیْعَلَۃً مُخَیْعِلٌ خُوْعِلَ یُخَیْعَلُ مُخَیْعَلٌ خَیْعِلْ باب سوم۔ فوعلۃ جَوْرَبَ

بزیادۃ یا میان فا وعین ۱۲ خیعل پیراہن بے آستین خیعلۃ پوشانیدن آن ۱۲ بزیادۃ واو میان فا وعین ۱۲

یُجَوْرِبُ جَوْرَبَۃً مُجَوْرِبٌ الخ باب چہارم فعللۃ قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ قَلْنَسَۃً مُقَلْنِسٌ قَلْنِسْ

بزیادۃ نون میان عین ولام ۱۲ بزیادت یا میان عین ولام ۱۲

باب پنجم فَیْعَلَۃ شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ شَرْیَفَۃً مُشَرْیِفٌ شَرْیِفْ باب ششم فعولۃ جَہْوَرَ یُجَہْوِرُ

جَہْوَرَۃً مُجَہْوِرٌ باب ہفتم فِعْلَاۃ قَلَسَ یَقْلِسُ قَلْسَاۃً مُقَالِسٌ قُلِسَ یُقَلَسُ مُقَلَسٌ قَلَسْ۔ اما ملحق برباعی

یقال قلنسہ فتقلنس ای البسۃ القلنسوۃ فلبسہا ۱۲ منہ

مزید دو نوع ست ملحق بہ تسربل و باحرنجم۔ نوع اوّل ہفت باب ست۔ باب اوّل تَفَعْلَلَ

پیراہن بے آستین پوشیدن لازم ۱۲

تَجَلْبَبَ یَتَجَلْبَبُ تَجَلْبُبًا مُتَجَلْبِبٌ تُجُلْبِبَ یُتَجَلْبَبُ الخ باب دوم تَفَیْعَلَ تَخَیْعَلَ یَتَخَیْعَلُ تَخَیْعُلًا مُتَخَیْعِلٌ

پنجم یہ کہ حرف جو ملحق بہ میں زائد ہے ضروری ہے کہ وہ حرف بعینہٖ ملحق بہ میں بھی اسی جگہ زائد ہو کہ جس جگہ وہ ملحق بہ میں زائد ہے پس اگر حرف زائد مثلاً ملحق بہ میں فا سے پیشتر ہے یا عین کے بعد تو ملحق میں بھی اسی طرح وہ بعینہٖ لایا جائے گا۔ پس جبکہ قعس میں لام احرنجم کے ساتھ الحاق کے لئے مکرر لایا جائے گا تو ضروری ہے کہ اس میں ہمزہ فا سے پیشتر اور نون عین کے بعد زائد کئے جائیں اس لئے کہ وہ دونوں احرنجم میں زائد ہیں جیسے اقعنسس ورنہ الحاق متحقق نہیں پس اجلوذ اور اغشوشب ملحق باحرنجم نہیں ہوں گے اس لئے کہ وہ دونوں میں زیادت واو احرنجم کے نون کے مقابلہ میں ہے پس حرف زائد بعینہٖ نہیں ہے اور سودد ملحق برجندب (بضم الجیم وفتح الدال بروزن فنعل نہیں ہوگا اس واسطے کہ جندب میں جو زیادت نون ہے وہ سودد میں نہیں ہے بلکہ سودد اور جندب (بتکرار اللام وزیادۃ النون) ہر دونوں حدرجد (بضم الجیم وفتح الدال رباعی مجرد کے ساتھ ملحق ہیں اور کبھی محض وہ حرف جو ملحق بہ میں زائد

ہوتا ہے ملحق پر بھی زائد کر دیتے ہیں اور اس کو دو زیادۃ الملحق کہتے ہیں جیسے تشیطن کہ ملحق بتدحرج ہے اس لئے کہ شیطن خود ملحق بدحرج ہے اور الحاق کا فائدہ لفظی ہے مثلاً درستی سجع و قافیہ و رشعر۔ اسی واسطے اس کے وزن کی محافظت ضروری ہے۔ **قولہ**۔ باب اول فعللۃ بتکرار لام جیسے جلببۃٌ بمعنی (چادر اُڑھانا) تصریف جلبب ماضی معروف ہے یہ ملحق بزیادت با ہے اور زیادت با میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک پہلی زائد ہے اور بعض کے نزدیک دوسری یجلبب جلببۃ مجلبب بکسر با اول اسم فاعل ہے جلببہ یجلببہ مجلببٌ بفتح با اول اسم مفعول ہے جلبب امر ہے۔ **قولہ**۔ باب دوم فیعلۃ ملحق بزیادۃ الیا بین الفا و العین جیسے خیعلۃٌ بمعنی (بے آستین کا کپڑا پہنانا) تصریف خیعل یخیعل خیعلۃ مخیعل بکسر عین اسم فاعل ہے خوعل ماضی مجہول ہے یا اپنے ماقبل ضمہ ہونیکی وجہ سے واؤ سے بدل گئی۔ یخیعل مخیعل بفتح عین اسم مفعول ہے خیعل امر ہے۔ **قولہ**۔ باب سوم فوعلۃ ملحق بزیادۃ الواؤ بین الفا و العین جیسے جوربۃ بمعنی (پائتابہ پہنانا) تصریف جوربب یجوربب جوربۃ مصدر معروف ہے مجوربٌ الخ یہ اسم فاعل ہے۔ **قولہ**۔ باب چہارم فعنللۃ ملحق بزیادۃ النون بین العین واللام تصریف قلنس یقلنس قلنسۃ مصدر معروف ہے بمعنی (ٹوپی پہنانا) مقلنس اسم فاعل ہے قلنس امر ہے۔ **قولہ**۔ باب پنجم فیعلۃٌ ملحق بزیادۃ الیا بین العین واللام تصریف شریف یشریف شریفۃ مصدر معروف ہے بمعنی (کھیتی کے بڑھے ہوئے پتوں کو کاٹنا) مشریف اسم فاعل ہے شریف امر ہے۔ **قولہ**۔ باب ششم فعولۃ ملحق بزیادۃ الواؤ بین العین واللام تصریف جہور یجہور جہورۃٌ مصدر معروف ہے بمعنی (آواز بلند کرنا) مجہورٌ اسم فاعل ہے۔ **قولہ**۔ باب ہفتم فعلاۃ ملحق بزیادۃ الواؤ فی الآخرۃ۔ یہ اصل میں فعلوۃٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا الف سے بدل گئی تصریف قلسی ماضی معروف ہے۔ یہ اصل میں قلسوَ تھا واؤ چوتھی جگہ فتحہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یا ہوگیا اور پھر یا متحرک اور اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی یقلسی بسکون یا یہ اصل میں یُقلسِوُ تھا واؤ یا ہوئی یقلسیُ ہوا ضمہ یا پر ثقیل تھا گرا دیا یُقلسِی ہوا قلساۃٌ مصدر معروف ہے بمعنی (ٹوپی اُڑھانا) یہ اصل میں قلسوۃٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا الف سے بدل گئی قلساۃ ہوا مقلس اسم فاعل ہے اصل میں مُقلسِوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر وہ بقانون قاضٍ مقلس ہوگیا۔ قلسِی ماضی مجہول ہے یہ اصل میں قُلسِوَ تھا واؤ یا ہوگئی یقلسی مضارع مجہول ہے یہ اصل میں یُقلسَوُ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر الف سے بدل گئی مقلسٌ اسم مفعول ہے یہ اصل میں مقلسَوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا الف سے بدل گئی اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ قلسِ امر ہے یہ اصل میں قلسِوُ تھا واؤ سکون وقفی کی وجہ سے گر گیا۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ قلسی کے الحاق کا حکم اگر تعلیل سے پہلے ہے تو اس کا صحیح رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ ملحقات میں تعلیل ممتنع ہے اور اگر تعلیل کے بعد ہے تو ملحق اور ملحق بہ کا وزن برابر نہیں رہتا تو اس کا جواب شق اول کے لحاظ سے یہ ہے کہ ملحق کا صحیح رکھنا اس وقت ضروری ہے جبکہ ملحق بہ میں بہ تعلیل ممتنع ہو اور یہ حکم مانحن فیہ میں نہیں پایا جاتا

اور اسلئے کہ اگر رباعی کے لام کلمہ میں حرف علت ہوتا تو وہ معلل ہو جاتا جیسے قوقی قوقاۃ اور شق ثانی کے لحاظ سے یہ ہے کہ جب کسی کلمہ کے ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدلنا اس کے وزن صرفی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا پس نہیں کہا جاتا کہ میزانٌ بروزن مبعالٌ ہے اور مِوزانٌ بروزن مفعالٌ ہے اور رقال بروزن قالٌ ہے اور قَوَلٌ بر وزن فعلٌ ہے تو پھر جائیگا وزن صوری میں جو الحاق میں معتبر ہے وہ کیسے تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ **قولہ**۔ باب اول تفعلل بزیادت تا قبل فا و تکرار لام باب تسربل میں اور اس کے ساتھ جس قدر ابواب ملحق ہیں ان سب میں تا معنی مطاوعت کے لئے ہے نہ کہ الحاق کے لئے اور اہل صرف کی اصطلاح میں مطاوعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک فعل کو ایک فعل کے بعد اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے ذکر کرنا کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے جیسے دَحْرَجْتُہٗ فَتَدَحْرَجَ میں نے اس کو پھیرا پس وہ پھر گیا) تصریف تجلبب یتجلبب تجلببًا الخ یہ مصدر معروف ہے بمعنی (چادر پہننا) **قولہ**۔ باب دوم تفعیل بزیادت تا قبل فا و یا بعد فا۔ تصریف تخنیعل تخنیعل تخنیعلاً الخ یہ مصدر معروف ہے بمعنی (بے آستین کپڑے پہننا) **قولہ**۔ باب سوم تفوعل بزیادۃ تا قبل فا و واؤ بعد فا۔ تصریف تجوربت یتجوربت تجوربًا الخ مصدر معروف ہے بمعنی (پاتابہ پہننا) **قولہ**۔ باب چہارم تفعنل بزیادت تا قبل فا و نون بعد عین تصریف تقلنس یتقلنس تقلنسًا الخ مصدر معروف ہے بمعنی (ٹوپی پہننا) **قولہ** باب پنجم تفعیل بزیادت تا قبل فا و یا بعد عین تصریف تشریف یتشریف تشریفًا الخ مصدر معروف ہے بمعنی (کھجینی کے بڑھے ہوئے پتوں کا کٹنا) **قولہ**۔ باب ششم تفعول بزیادت تا قبل فا و واؤ بعد عین۔ تصریف تسرول یتسرول تسرولًا الخ مصدر معروف ہے بمعنی (ازار پہننا) **قولہ**۔ باب ہشتم تفعل بزیادت تا قبل فا و واؤ بعد لام یہ اصل میں تَقَفْلُوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر ضمہ لام کو کسرہ سے بدل کر بقاعدۂ قاضٍ یا کو حذف کر دیا۔ تصریف تقلسی یہ اصل میں تَقَلْسَوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا الف سے بدل گئی یتقلسی مضارع معروف ہے۔ اصل میں یَتَقَلْسَوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا الف سے بدل گئی تقلس مصدر معروف ہے بمعنی (ٹوپی پہننا) متقلس اسم فاعل ہے یہ اصل میں مُتَقَلْسِوٌ تھا واؤ یا ہوئی اور پھر یا التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی تقلسی ماضی مجہول یتقلسی مضارع مجہول متقلسٌ اسم مفعول تقلس امر ہے۔ **قولہ**۔ اما باب تفعل و تفعلت الخ مصنف نے پہلے بیان کیا ہے کہ ملحق بہ تسربل کے سات باب ہیں چونکہ یہ حصر باب تمفعل اور تفعلت سے باطل ہوتا تھا لہذا اس کا جواب دیتے ہیں کہ باب تفعل بزیادت تا و میم جیسے تمندل (اس نے رومال سے ہاتھ پونچھا) اور تمسکن (وہ درویش ہوا یا خوار و حقیر ہوا) کا باب تسربل کے ساتھ ملحق ہونا شاذ یعنی خلاف قیاس ہے اور باب تفعلت بزیادت تا قبل فا و بعد لام جیسے تَعَفْرَتْ (وہ خبیث ہوا) کا اس کے ساتھ ملحق ہونا غریب یعنی نادر ہے لہذا یہ دونوں پایہ اعتبار سے ساقط ہیں پہلے کا شاذ ہونا اس وجہ سے ہے کہ الحاق فاکلمہ سے بیشتر نہیں ہوتا اور یہاں میم فاکلمہ سے بیشتر الحاق کے لئے ہے۔ لیکن مصنف نے اصول میں اس کو آٹھواں باب قرار دیا ہے اور اس کے شاذ ہونے کا ذکر نہیں اور دوسرے کا نادر ہونا اس لئے ہے

باب سوم تفوعل تجورب یتجورب تجورباً متجورب آہ باب چہارم تفعنل تقلنس یتقلنس

تقلنس بنون و تقلیس بیا دقام نون در لام کلاہ پوشیدن کذا فی الصراح ۱۲ - ایرج سہ ۱ صہ نسخہ ۱۲ ایرج ۳ سہ ۱ صہ ۱۲ ایرج ۳ سہ ۱ صہ ۱۲

تقلنساً آہ باب پنجم تفعیل تشریف یتشریف تشریفاً متشریف آہ باب ششم تفعول تسرول

یتسرول تسرولاً الخ باب ہفتم تفعل تقلسی یتقلسی تقلساً متقلس تقلسی یتقلسی متقلسی تقلس الخ

چوں تعفرت ای عفریت شدہ یعنی خبیث منکر یا عفریت یعنی مآخذ و بالغ در کاری بحوالۂ کذا فی شرح الاصول ۱۲

اما باب تمفعل و تفعلت شاذ و ندر و غریب۔ اما ملحق باحرجم دو باب ست باب اول افعنلال

ای تادر الاستعمال و ہذا لم یدر ج تحت الشعداد ۱۲

اقعنسس یقعنسس اقعنساساً الخ باب دوم افعنلال اسلنقی یسلنقی اسلنقاءً مسلنق

پس تر رفتن ۱۲ صراح

اسلنقی یسلنقی مسلنقی اسلنق و ندر اکوہد۔ فصل۔ در بیان خاصیات ابواب۔ بدانکہ

برپشت خوابیدن از کراع ۱۲

اے جد و تعب ۱۲

سہ باب اول اُمّ الابواب ست و در کثرت خصائص متساویۃ الاقدام لیکن مغالبۃ غلبہ نصرت

وہی ذکر فعلٍ بعد المفاعلۃ لاظہا غلبۃ احد الطرفین المتغالبین نحو خاصمنی فخصمتہ

کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اس باب میں دو تا ہیں شروع کی معنی مطاوعت کے لئے ہے جیسا کہ اور بابوں میں ہے اور آخر کی الحاق کے لئے ہکذا فی کتب الصرف۔ قولہ۔ باب اول افعنلال بزیادت ہمزہ وصل قبل فا دونوں بعد عین و تکرار لام۔ تصریفہ اقعنسس ماضی معروف ہے اس میں دونوں سینوں میں سے ایک سین الحاق کے لئے ہے اس لئے کہ حروف زائدہ ہمزہ اور نون ملحق بہ یعنی احرجم میں بھی موجود ہیں اور زیادت الحاق کی شرط یہ ہے کہ وہ فا اور عین اور لام کے مقابلہ میں ہو لیکن شیخ رضی نے فرمایا ہے کہ اقعنسس اور اسلنقی میں جتنے زوائد ہیں سب کے سب الحاق کے لئے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام زیادات الحاق فا اور عین اور لام کے مقابلہ میں ہی ہوں اس وجہ سے کہ ملحق بہ کی تمام زیادات کا بعینہ ملحق میں لانا ضروری ہے اور اقعنسس اور اسلنقی میں ہمزہ اور نون اسی قبیل سے ہیں یقعنسس اقعنساساً مصدر معروف بمعنی واپس ہونا اور سخت ہونا

کذا فی تاج المصادر) **قولہ** ۔ باب دوم افتعلا، بزیادت ہمزہ وصل قبل فا ونون بعد عین ویا آخر۔ اس میں یا الحاق کے لئے ہے اور یہ اصل میں افتعلائی تھا یا طرف میں الف کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہوگئی۔ تصریف اسلنقی ماضی معروف ہے اصل میں اسلنقی تھا یا الف ہوگیا یسلنقی بسکون یا مضارع معروف ہے اسلنقاد مصدر معروف بمعنی (چت سونا) مُسلنِق اسم فاعل یہ اصل میں مُسلنقِیٌ تھا یا ساکن ہونے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اسلنقِ ماضی مجہول یسلنقی مضارع مجہول یا الف ہوگا مسلنقیٌ اسم مفعول یہ اصل میں مُسلنقَیٌ تھا یا الف ہوا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اسلنقِ امر ہے۔ **قولہ** ۔ وندر اکوہد یعنی اکوہد کا ملحق یا شعر ہونا نادر ہے اس میں واؤ الحاق کی ہے۔ مصدر اکوہاؤ ہے بروزن اُفْعُوْلٌ بمعنی (چوڑہ کا ماں کے سامنے اس غرض سے پھر پھرانا تاکہ وہ اُس کو کھانے کو دیوے) لیکن بعضوں نے اُس کو مُلحق مزید مطلق سے شمار کیا ہے اور نادر وہ ہے جو کمی کے ساتھ پایا جاوے جو وہ قیاس اور استعمال کے خلاف ہو یا موافق اور شاذ وہ ہے کہ زیادہ استعمال خلاف قیاس ہو عام ازیں کہ وہ کثرت کے ساتھ پایا جائے یا قلت کے ساتھ پس ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ ہے۔ **قولہ** ۔ فصل در بیان خاصیات ابواب الخ خاصیات جمع خاصیت کی ہے اور خاصیت بتشدید صاد مہملہ ویائے مصدری مصدر مبنی للفاعل ہے جیسے ضاربیت وفاعلیت یعنی خاص ہونا اور اسکا خاتمہ پر اطلاق بطریق مبالغہ زیدٌ عدلٌ کے قبیل سے ہے لیکن خاصہ اور خاصیت کے معنی اصطلاح اہل صرف میں معانی ابواب کے ہیں اور معانی ابواب سے مراد نفس معانی ابواب نہیں ہیں بلکہ وہ معانی ہیں جو معانی ابواب کو لازم ہیں۔ مثلاً اخراجٌ جو باب افعال سے ہے اس کے معنی فلاں کا فلاں کو نکالنا ہیں اور تعدیہ جو اس پر صادق آتا ہے اُس کو لازم ہے پس اخراج کے معنی اور ہیں اور تعدیہ کے معنی اور۔ باوجود اس کے اخراج اور اس جیسے کلمات بغیر تعدیہ کے نہیں پائے جاتے اور بعضوں نے خاصہ اور خاصیت میں فرق کیا ہے۔ **قولہ** ۔ بدانکہ سہ باب اول یہ مفرد کا صیغہ ہے نہ کہ اولی بالضم کی جمع اس لئے کہ فارسی میں موصوف اور صفت کے درمیان مفرد اور جمع میں مطابقت ضروری نہیں ہے اور لفظ اُولیٰ بصیغہ جمع فارسی زبان میں مانوس الاستعمال نہیں ہے۔ **قولہ** ۔ ام الابواب الخ اُمّ بمعنی اصل ہے یعنی پہلے تینوں باب یعنی نصر ضرب سمع ابواب کی اصل ہیں اس لئے کہ اختلاف معنی کے وقت اختلاف حرکات کا ہونا اصل ہے اور یہ بات ان تینوں بابوں میں پائی جاتی ہے اس واسطے کہ جیسا ان تینوں بابوں کے ماضی اور مضارع کے معنوں میں اختلاف ہے اسی طرح انکے عین ماضی کی حرکت عین مضارع کی حرکت کے خلاف ہے بخلاف باقی تین بابوں کے کہ ان میں یہ بات نہیں پائی جاتی لہٰذا پہلے تینوں باب اصل ہوئے اور باقی ان کی فرع اور بعضوں نے ان کے اُمّ الابواب ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اُن کا ثلاثی مزید کے اعتبار سے اصل ہونا تو اس وجہ سے ہے کہ مزید مجرد پر حرف زائد کے

زیادہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح وہ رباعی کے اعتبار سے بھی اصل ہیں اس لئے کہ تحقیقی امر یہ ہے کہ رباعی ثلاثی سے زیادت حرف کے ساتھ متولد ہوتا ہے لیکن اُن کا ثلاثی مجرد کے دوسرے تین بابوں کے اعتبار سے اصل ہونا اس طور پر ہے کہ فتح یفتح کی ماضی نصر یا ضرب سے متولد ہے اور اس کا مضارع سمع سے۔ اور حسب یحسب کی ماضی سمع سے متولد ہے اور اس کا مضارع یضرب سے اور کرم یکرم کا مضارع ینصر سے ہے لیکن اُس کی ماضی کسی سے متولد نہیں ہے لہذا اس کا فرع ہونا یا تو اپنے اخوات کے تبعاً بنظر للاکثر حکم الکل کے اعتبار سے ہے یا اس اعتبار سے کہ اس کے عین کلمہ کی حرکت عین ینصر سے متولد ہے۔ **قولہ**۔ ودر کثرت خصائص الخ یہ جملہ دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ تینوں بابوں میں سے ہر ایک زیادتی معنی میں برابر ہیں یعنی جیسے باب اول کے معنی کثیر آتے ہیں اسی طرح باب دوم وسوم کے دوم یہ کہ تینوں باب اکثر معانی میں برابر ہیں یعنی غالب یہ ہے کہ ہر دو معنی کہ جس میں باب اول آتا ہے باب دوم اور سوم بھی اس میں آتے ہیں۔ **قولہ**۔ لیکن مغالبہ خاصۂ نصرست یعنی باوجود اس بات کے کہ یہ تینوں باب کثرت خصائص میں برابر ہیں لیکن مغالبہ صرف باب نصر کا خاصہ ہے مغالبہ کے لغوی معنی "غلبہ کردن بر کسے" ہیں لیکن اصطلاح اہل صرف میں یہ ہیں کہ ہی "المغالبۃ" ذکر فعل بعد لفظ من باب المفاعلۃ۔ یعنی وہ دو فریق جو معنی مصدری میں ایک دوسرے پر غلبہ کرنے والے ہیں ان میں سے کسی ایک کے غلبہ کے ظاہر کرنے کے لئے باب مفاعلۃ کے کسی لفظ کے بعد ایک لفظ کو ذکر کرنا مغالبہ ہے تفصیل یہ ہے کہ باب مفاعلت کی خاصیت مشارکت ہے یعنی ہر شخص دوسرے کے ساتھ وہ کرے جو دوسرا اس کے ساتھ کرتا ہے۔ پس اس تقدیر پر یا تو ایک غالب ہوگا اور دوسرا مغلوب یا دونوں برابر رہیں گے لیکن اس صورت میں کہ جب ان میں سے ایک غالب ہو اور متکلم اس کے غلبہ کا اظہار کرنا چاہے تو اس وقت اس غلبہ کے ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس فعل کو باب مفاعلت کے بعد نصر ینصر کے وزن پر لایا جائے گا خواہ وہ فعل اصل وضع میں نصر سے مستعمل نہ ہوتا ہو پس "مغالبہ خاصۂ نصرست" کے یہی معنی ہیں اور اس خاصہ کی نصر کے ساتھ خالص ہونیکی وجہ یہ ہے کہ وہ معانی جو عظمت اور بزرگی اور غلبہ پر دلالت کرتے ہیں اکثر اسی باب سے آتے ہیں جیسے کبر وکثر وقہر بمعنی (اس نے کبر اور کثرت اور قہر میں غلبہ کیا) لہذا اس باب کے غیر کو بھی اسی کی طرف نقل کرتے ہیں تاکہ وہ اس معنی پر دلالت کریں جیسے ضَرَبَنِی زَیْدٌ فَاضْرِبْہُ بضم را مہملہ (زید میں اور مجھ میں مار پیٹ ہوئی ہے پس میں مار پیٹ میں اُس پر غالب آتا ہوں) اور جیسے خاصمنی فخصمتہ (اس نے میرے ساتھ جھگڑا کیا اور میں نے اس کے ساتھ پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آیا یا خاصمنی فاخصمہ (وہ میرے ساتھ جھگڑا کرتا ہے اور میں اُس کے پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آتا ہوں) پس ضرب اور خصم کا مضارع اگرچہ بکسور العین آتا ہے لیکن مغالبہ کے لئے ان کو نصر سے بنایا گیا۔ چونکہ بعض معتلات میں صیغۂ مغالبہ کی بنا باب ضرب سے آتی ہے لہذا مصنف استثناء فرماتے ہیں کہ

وَیُخَالِفُهُمَا فِی فَاخَصُّهُ، مگر مثال واجوف یائی وناقص یائی کہ می آیند از ضرب وعلل و

بکسر عین وایں باب ہرگاہ از برائے الوان وعیوب وحلے باشد لازم ست ۱۲ مازندرانی

احزان وفرح از فعل بیشتر آیند والوان وعیوب وحلی می آیند از دو چندے بضم عین نیز

آمدہ اما خاصیت فتح آنست کہ عین یا لام او از حروف حلقیہ بود یا مکرر کن یکی من التداخل

والبی یابی شاذ وخاصیت کرم آنست از صفت خلقیہ بود حقیقۃ یا حکما یا صفتی شبیہ بآں

۱۲ صفت جبلی وطبعی ۱۲

وباب حسب الفاظ معدودہ لحم ولبق ورمق وثق وفق ورث ورع ورم دری ولی

۱۲ شفا اعتماد کردن استوار داشتن ۱۲ آما سید ۱۲ ان ص

وغز وحر وله وهل وعم ورط یئس یبس خاصیت افعال تعدیہ وتصییر ست نحو خرج

زید وما خرجته وقد یلزم نحو احمد وتعریض اے بردن فاعل چیزے را بمعرض مدلول ماخذ نحو

از التزام یعنی گاہے باب متعدی را لازم گردانند برعکس تعدیہ پس جامع صفات متضاد ماست ۱۲ ان

ابعته ووجدان اے یافتن چیزے را موصوف بماخذ نحو ابخلته وسلب ای زائل کردن

مگر مثال واجوف یائی الخ یعنی جبکہ فعل مذکور مثال واوی ہو یا یائی یا اجوف یائی ہو یا ناقص یائی تو صرف ان چار کی صورتوں میں اظہار مغالبہ کے لئے فعل کو ضرب سے لایا جائے گا اس لئے کہ یہ معتلات باب نصر سے نہیں آتے ہیں اور ان کا نصر کی طرف نقل کرنا لغت عرب کے خلاف ہے جیسے واعدنی فوعدتہ وہو واعدنی فاعدہ المواعدۃ۔ بمعنے (آپس میں) وعدہ کرنا) ویاسرنی فیسرتہ ویاسرنی فالیسر والیاسرۃ۔ بمعنی (آپس میں جوے بازی کرنا) وبایعنی فبعتہ وبایعنی فابیعہ المبایعۃ۔ بمعنی (آپس میں خرید وفروخت کرنا) وہو مامنی فرمیتہ ویرامینی فیرمینی المرامات۔ بمعنی (آپس میں تیر اندازی کرنا) رہے ناقص واوی اور اجوف واوی سو یہ دونوں صحیح کی مثل نصر سے آئیں گے جیسے رضیتہ فرضوتہ ارضوہ وخاوفنی فخفتہ اخوفہ۔ جاننا چاہیئے کہ مثال اس مقام میں بحسب رائے مصنف واوی اور یائی دونوں کو شامل ہے لیکن شارح رضی وغیرہ نے حکم مذکور کو مثال واوی کے ساتھ خاص کیا ہے اور نیز مصنف اس طرف گئے ہیں کہ مثال اور اجوف یائی اور ناقص یائی عام ہے مفتوح العین ماضی سے ہو یا اس کے غیر سے لیکن شافیہ کے

بعض شارحین نے ان کو اس حکم میں مفتوح العین ماضی کے ساتھ مقید کیا ہے لہذا اُن کی رائے کی بنا پر یَوْسَمُ اور یَخْشٰی میں کہ کرم اور سمع سے ہیں نوسمہ اور اخشیہ باب ضرب سے لانا جائز نہیں ہے بلکہ اَوْسُمہ اور اخشوہ باب نصر سے لانا واجب ہے۔ جاننا چاہیئے کہ صیغۂ مغالبہ نصر اور ضرب کے غیر سے نہیں آیا ہے لیکن کسائی اس فعل کو جس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہو باب فتح یفتح سے لاتے ہیں جیسے شاعر فی فاشعرہ ویراجعنی فارجعہ (بفتح عین در ہر دو) لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں۔ **قولہ۔ وعلل واحزان وفرح الخ** علل بکسرتین وفتح لام علّت کی جمع ہے بمعنے (بیماری) احزان جمع حزن بضم حا کی ہے بمعنی (غم) فرح بفتحتین بمعنی (خوشی) اس کو بلفظ جمع نہ لانا بنظر اسم جنس ہے یعنی وہ الفاظ جو بیماریوں اور غمگینیوں اور خوشیوں کے معنی پر دلالت کرتے ہیں وہ اکثر فعل بکسرعین یعنی سمع سے آتے ہیں جیسے سَقِمَ (بیمار ہُوا) وحَزِنَ (غمناک ہُوا) اور فَرِحَ (خوش ہُوا) اور دوسرے بابوں سے وہ الفاظ جو معنی مذکور پر دلالت کریں بہت کم آتے ہیں جیسے وَرِمَ باب حسِبَ سے وَمَرَ باب نصر سے **قولہ۔ بیشتر آیند الخ** مصنف کی اس جملہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ معانی یعنی بیماری اور رنج اور خوشی باب سمع میں دوسرے معانی سے زیادہ ہیں اس لئے کہ مصنف کا قول والوان وعیوب وحلی می آیند اس معنی کی تائید نہیں کرتا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ معانی باب سمع میں دوسرے بابوں کے لحاظ سے زیادہ آتے ہیں اس وجہ سے کہ سمع میں معانی علل واحزان وفرح کے علاوہ دوسرے معانی زیادہ آتے ہیں وہکذا ایضاً فی الجار بردی۔ **قولہ۔ والوان وعیوب وحلی الخ** الوان جمع لون کی ہے بمعنی (رنگ) عیوب جمع عیب کی ہے اور حلی بضم وکسر حا وفتح لام جمع حلیۃ بکسر حا کی ہے بمعنی (صورت وصفت وخلقت) اور اس سے مراد وہ علامات ہیں جو اعضاء حیوان میں دیکھی جاتی ہوں جیسے کشادگی پیشانی وکشیدگی ابرو وغیرہ۔ **قولہ۔ می آیند از و** یعنی وہ الفاظ جو رنگوں اور عیبوں اور حلیہ جسمانی پر دلالت کرتے ہیں اکثر باب سمع سے آتے ہیں جیسے کَدِرَ (گدلا ہوا) عَوِرَ (کانا ہوا) بلج (کشادہ ابرو ہوا) لیکن چند الفاظ جو معنی لون وعیب وحلی پر دلالت کرتے ہیں باب سمع سے آنے کے باوجود باب کرم سے بھی ہیں جیسے آدم (گندم گوں ہوا) دبُلُق بمعنی (ابلق ہوا) بلق کے معنی (سیاہی جو سفیدی کے ساتھ ہو) وعجف بمعنی (لاغر ہوا) رعُنَ بمعنی (گول ہوا) **قولہ۔ اما خاصیت فتح آنست الخ** (اس باب کی یہ خاصیت لفظی ہے یعنی باب فتح سے جو فعل بھی آئے گا اُس کا عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ضرور ہوگا جیسے ذہب ووضع۔ مصنف کے قول اما خاصیت فتح آنست کہ عین یا لام از و الخ میں لفظ یا مانعۃ الخلو کا ہے یعنی باب فتح کی خاصیت یہ ہے کہ جو فعل فتح سے آئے گا اس کے عین یا لام کلمے دونوں کا حرف حلقیہ سے خالی ہونا ممتنع ہے برابر ہے کہ حرف حلقی صرف عین کلمہ میں ہو جیسے ذہب یا صرف لام کلمہ میں ہو جیسے وضع یا دونوں میں ہو جیسے نَحَعَ نَحْعًا (اپنے آپ کو غم سے قتل کرنا) ہاں یہ لازمی ہے کہ اس کا عین اور لام کلمہ ایک جنس سے نہ ہوں اسی واسطے لفظ نَحَعَ باب سمع سے لغت فصیح ہے اور فتح سے لغت ضعیف۔ اور حرف حلقی بہ اعتبار مشہور چھ ہیں ہمزہ۔ ہاء۔

حاؤ۔ خاؤ۔ عین۔ غین۔ لیکن بعض محققین نے الف کو بھی حروف حلقیہ سے شمار کیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ عین کلمہ یا لام کلمہ کا حروف حلقی ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ وہ لفظ باب فتح سے ہے جیسے وعَدَ یَعِدُ وسمع یسمع۔ وبلغ یبلغ۔ چونکہ مصنف پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ رکن یرکن اور ابی یابی باب فتح سے آئے ہیں حالانکہ اُن کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں ہے لہذا مصنف جواب دیتے ہیں کہ امارکن یرکن من التداخل الخ یعنی رکن یرکن قبیل تداخل سے ہے اس لئے کہ یہ حقیقتاً باب نصر اور سمع دونوں سے آتا ہے پس متکلم نے ماضی اول سے لی ہے اور مضارع ثانی سے فلا اعتداد بہ اور ابی یابی اگرچہ باب فتح سے آیا ہے لیکن وہ شاذ ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ مصنف نے بیان مخارج میں الف کو حروف حلقہ سے شمار کیا ہے پس ابی یابی اُن کے نزدیک موافق قیاس ہے لہذا اس کے شاذ کہنے کی وجہ کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ کلام اصل وضع میں ہے اور ابی یابی اصل وضع میں یا کے ساتھ ہے اور اگر کوئی کہے کہ ابی یابی کا باب نتیجہ سے آنا کیونکر شاذ ہو سکتا ہے جبکہ وہ کلام اللہ میں آیا ہے یابی اللہ الا ان یتم نورہ۔ جواب یہ ہے کہ کسی کلمہ کا شاذ ہونا کلام فصیح میں واقع ہونے کے منافی نہیں ہے۔ لانہم قالوا الشاذ علی ثلثۃ اقسام قسم مخالف للقیاس دون الاستعمال وقسم مخالف للاستعمال دون القیاس وکلاہما مقبولان وقسم مخالف للقیاس والاستعمال وہو مردود اور قلی یقلی جو فتح سے آیا ہے وہ لغت بنی عامر میں ہے لیکن لغت فصیح میں بکسر مضارع آتا ہے اور بقی یبقی کا باب فتح سے آنا لغت بنی طے میں ہے لیکن بحسب اصل وہ بکسر ماضی ہے۔

قولہ۔ وخاصیت کرم آنکہ از صفت خلقیہ بود حقیقۃ یعنی کرم کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے مادہ کا مدلول یا تو اس صفت سے ہوگا کہ جس پر موصوف کی خلقت اور پیدائش حقیقۃ ہوئی ہو اور کسی کسب سے نہ حاصل ہوئی ہو جیسے حسن ذاتی اور قبح ذاتی ومعنی الحسن الذاتی کون الاعضاء متناسبۃ علی ما ینبغی ان یکون والقبح الذاتی خلاف ذلک قولہ یا حکمایا اس کے مادہ کا مدلول اس صفت سے ہوگا کہ جس پر موصوف کی خلقت تو نہ ہوئی ہو لیکن وہ خلقی کے حکم میں ہو بایں طور کہ بار بار کے تجربہ اور مشق سے وہ موصوف کی ذات میں امر خلقی کی طرح متمکن اور لازم ہو گئی ہو جیسے فقہ فقاہۃ پس فقاہت اگرچہ صفت خلقیہ سے نہیں ہے لیکن وہ تمرن اور تمکن کے بعد بمنزلہ امر ذاتی کے لازم اور غیر منفک ہو جاتی ہے قولہ۔ یا صفتی شبیہ بآں یا اس کے مادہ کا مدلول اس صفت سے ہوگا جو صفت خلقیہ کے ساتھ کسی امر میں مشابہ ہے یعنی وہ صفت ایسی ہو کہ نہ تو موصوف کی خلقت اس پر ہوئی ہو اور نہ وہ کسی شخص میں لازمی اور دائمی رہنے والی ہو بلکہ وہ صفت خلقیہ کے ساتھ کسی امر میں مشابہت رکھتی ہو جیسے حُسن عارضی اور قبح عارضی کہ یہ دونوں بواسطہ تزئین وتغیر صورت کے حاصل ہوتے ہیں پس یہ دونوں اگرچہ عارضی طور پر پائے جاتے ہیں لیکن وہ حسن ذاتی اور قبح ذاتی کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور مثلاً جانتے ہیں کہ یہ اگرچہ عارضی طور پر پائی جاتی ہے لیکن وہ نجاست ذاتی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ قولہ۔ یا حسب

الفاظ معدودہ الخ یعنی باب حسب سے چند الفاظ آئے ہیں جو تعداد میں تھوڑے ہیں جن کے جاننے سے اُسکی خاصیت بھی معلوم ہوجاتی ہے۔ اور مصنف کے قول مذکور کے یہ معنی نہیں ہیں کہ الفاظ مخصوصہ کا باب حسب سے آنا یہی اس کا خاصہ ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے اس لئے کہ اس جگہ مراد خاصہ مصرفی ہے اور امر مذکور خاصہ منطقی اور الفاظ مذکورہ مصنف کے تتبع کے اعتبار سے بتیس ہیں کہ جن میں سے اٹھارہ اس کتاب میں درج فرمائے ہیں اور باقی کو اپنی کتاب اصول میں درج کئے ہیں اور وہ الفاظ یہ ہیں نعم مصدر نعمت ہے (بفتح نون بمعنی خوش عیش شدن) اور مصدر نعمت سے بمعنی (نرم اور نازک ہونا) وبئس مصدر وبوئس ہے بضم و بمعنی (ہلاک ہونا) ومق مصدر مقتہ ہے بکسر میم و فتح قاف بمعنی دوست رکھنا ہو وثق مصدر ثقتہ یہ اصل میں وثق تھا بمعنی (استوار شدن) لازمی ہے کہ اس کا تعدیہ بار سے آتا ہے۔ وفق مصدر وفق ہے بمعنی (سزاوار آمدن) ورث مصدر ورث ہے بکسر واؤ بمعنی (میراث پانا) ورع مصدر ورع ہے بفتح واؤ بمعنی (پرہیزگار ہونا) ورم مصدر ورم ہے بفتح واؤ ورا مہملہ بمعنی (سوجنا) وری مصدر وری ہے بفتح واؤ بمعنی (چقماق سے آگ کا نکلنا) ولی مصدر ولی ہے بمعنی (نزدیک ہونا) وغر مصدر وغر ہے بمعنی (کینہ رکھنا) وحر مصدر وحر ہے بمعنی (کینہ رکھنا) وہل مصدر وہل ہے بفتح واؤ ولام بمعنی (متحیر ہونا اور غمگین ہونا) وہل مصدر وہل ہے بفتح واؤ وسکون ہا بمعنی (وہم کا کسی چیز کی طرف جانا جو مراد نہ ہو) وعم بعین مہملہ مصدر وعم ہے بفتح واؤ بمعنی (کسی کے لئے نعمت کی دعا کرنا)۔ وطی مصدر وطا ہے بفتح واؤ بمعنی (پیر سے کوڑنا) یئس مصدر یأس ہے بفتح یا بمعنی (ناامید ہونا) یئس مصدر یئس ہے بالضم و بفتحتین بمعنی (خشک ہونا)۔ قولہ۔ خاصیت افعال تعدیہ و تصییر ست الخ تعدیہ بلغت میں بمعنی "تجاوز کرنا" اور اصطلاح میں فعل لازم کو متعدی کرنا ہے پس جبکہ تعدیہ میں مفعول کی طرف تجاوز کرنا معتبر ہوا تو اگر فعل مجرد میں لازم ہوگا تو باب افعال میں وہ متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے جَلَسَ مجرد سے لازمی ہے بمعنی (بیٹھنا) باب افعال میں لانے سے وہ متعدی ہوجائے گا جیسے اَجلستُ زیدًا میں نے زید کو بٹھایا) اور اگر وہ مجرد میں متعدی بیک مفعول ہے تو باب افعال میں لانے سے متعدی بدو مفعول ہوجائے گا جیسے حَفَرَ زیدٌ نہرا (زید نے نہر کھودی) و اَحفرتُ زیدًا نہرًا (میں نے زید سے نہر کھدوائی) اور اگر مجرد میں وہ متعدی بدو مفعول ہے تو باب افعال میں وہ متعدی بسہ مفعول ہوجائے گا جیسے عَلِمتُ زیدًا فاضلًا (میں نے زید کو فاضل جانا) واعلمت عمرًا زیدًا فاضلًا (میں نے عمر کو بتلادیا کہ زید فاضل ہے) اور اگر وہ مجرد میں لازم اور متعدی دونوں آتا ہے تو باب افعال میں اس لازم سے متعدی ہوجائے گا جیسے حَزِنَ باب سمع سے لازمی آتا ہے بمعنی (غمگین ہوا) اور نصر سے متعدی بمعنی (غمگین کیا) پس سمع سے جو حزن لازمی آتا ہے وہ باب افعال میں متعدی ہوجائے گا جیسے احزنتہ (میں نے اُسے غمگین کردیا) اور تصییر لغت میں بمعنی "گردانیدن" اور اصطلاح میں وہ فاعل کا کسی چیز کو صاحب ماخذ کرنا ہے اور

ماخذوہ ہے جس سے فعل بنایا جائے برابر ہے کہ وہ مصدر ہو یا جامد اور تعدیہ اور تصییر میں عموم وخصوص من وجہ ہے۔ پس چونکہ ان دونوں میں اجتماع ممکن تھا لہذا مصنف نے ان دونوں کو ایک ہی جگہ بیان فرمایا۔ دونوں کے جمع ہونے کی مثال جیسے **قولہ**۔ نحو خرج زید واخرجتہ ہے پس خرج زیدٌ (زید نکلا) باب نصر سے لازمی آتا ہے اور مصدر خروج ہے پس جب اسکو باب افعال میں لے گئے تو مصدر اخراجٌ ہوا اور اب یہ متعدی ہو گیا جیسے اخرجتہ اور اس پر معنی تصییر بھی صادق آتے ہیں اس لئے کہ اخرجتہ کے بجائے جعلتہٗ ذا خروج کہہ سکتے ہیں (میں نے اُس کو صاحب خروج کیا یعنی میں نے اُس کو نکلنے والا کیا) صرف تعدیہ کی مثال جیسے اَبْصَرْتُ زیدًا (میں نے زید کو دیکھا) اس کا مجرد بصر باب سمع وکرم سے لازمی ہے اور اس پر معنی تصییر صادق نہیں آتے اس لئے کہ اَبْصَرْتُ زیدًا کے معنی رایتُ زیدًا ہیں نہ کہ جعلتُ زیدًا ذا البصیرۃ یا جعلت زیدًا باصرًا صرف تصییر کی مثال جیسے اَکْفَرْتُ الثوب یہ اصل میں اَنْیَرْتُ تھا بمعنی جعلت الثوب ذا نیر (میں نے کپڑے کو صاحب نقش و نگار کر دیا) اُردو محاورے میں اس طرح کہیں گے (میں نے کپڑے کو نقش ونگار والا کر دیا) اس کا ماخذ نیرٌ بکسر نون ہے بمعنی (نگار وعلم جامہ) پس اس پر تعدیہ صادق نہیں آتا اس لئے کہ اس کا مجرد نرت الثوب نیرًا بفتح نون مصدر باب ضرب سے متعدی آتا ہے بمعنی (نگاریں کردم جامہ را) تنبیہ) اگرچہ تمثیل کیلئے صرف اخرجتہ مثال کافی تھی لیکن مصنف مجرد سے خرج زیدٌ کی مثال اس واسطے لائے تاکہ اس کا لازم ہونا بھی اچھی طرح سے واضح ہو جائے۔ **قولہ**۔ وقد یلزم یہ باب افعال سے مضارع معروف کا صیغہ ہے لیکن کبھی یہ باب فعل متعدی کو لازم کر دیتا ہے جیسے اَحْمَدَ بمعنی صار لہٗ الی الحمد یعنی اس کا کام قابل تعریف ہوا اور یہ مجرد سے متعدی آتا ہے جیسے حمد زیدٌ عمرًا (زید نے عمر کی تعریف کی)۔ **قولہ**۔ وتعریض ای برد ان فاعل الخ تعریض لغت میں بمعنی "کنایہ سے بات کرنا" اور اصطلاح میں یہ ہے کہ فاعل کا اس چیز کو جو مفعول فعل ہے معنی ماخذ کے محل میں لیجانا جیسے البَعْثَۃ یہ اصل میں اَنْبَعْثَۃ تھا فتح یا کا ماقبل کو دیدیا اور یا الف ہوا پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا پس معنی یہ ہوں گے میں اس کو محل بیع میں لے گیا یعنی میں اُس کو بیچنے کی جگہ میں لے گیا یعنی منڈی میں اس کا ماخذ بیع ہے اور اس کے معنی "بیچنا" ہیں اور اس معنی کا محل منڈی ہے اور اس جگہ ماخذ سے مراد وہ چیز ہے جس سے اس باب کے مصدر کو بنایا ہو۔ **قولہ**۔ ووجدان ای یافتن چیزے را الخ یعنی فاعل کا کسی چیز (مفعول) کو مدلول ماخذ کے ساتھ متصف پانا پس اگر اس کا ماخذ لازم ہے تو اس کا مدلول مبنی للفاعل ہوگا جیسے اَبْخَلْتہ (میں نے اُس کو موصوف بہ بخل پایا یعنی میں نے اُس کو بخیل پایا) ماخذ بخل ہے اور اگر متعدی ہے تو وہ مبنی للمفعول ہوگا جیسے احمدتہ (میں نے اُسکو موصوف بمحودیت پایا یعنی میں نے اُس کو محمود پایا) اور وجدان اصطلاح میں اسے بھی کہتے ہیں کہ فاعل کا صرف ماخذ کو پانا جیسے اثارتہ اس کا ماخذ ثارٌ ہے بمعنی (میں نے اس کے ثار یعنی قصاص

کو پایا۔ **قولہ** ۔ وسلب ای زائل کردن الخ یعنی فاعل کا کسی چیز یعنی مفعول سے ماخذ کو دور کرنا پس اس وقت فعل متعدی ہوگا جیسے لفظ شکی ثلاثی مجرد سے بمعنی شکایت کی اور اشکیتہ باب افعال سے بمعنی (میں نے اسکی شکایت کو دور کیا یعنی میں نے اُس کو راضی کر لیا)

از شی ماخذ را نحو شکی و اشکیتہ و اعطائے ماخذ نحو اشویتہ و اقطعتہ قضبانا۔ و بلوغ ای رسیدن یا در آمدن بماخذ نحو اصبح اعرق و صیرورت ای گشتن شئی صاحب ماخذیا ضا چیزے موصوف بماخذ یا صاحب چیزے و ر ماخذ نحو ابن و اجرب و اخرفت۔ و (مثل بطور الف ونشر ست ۱۲)

لیاقت و حینونت نحو الام الفرع و احصد الزرع و مبالغہ نحو اثمر النخل و اسفر الصبح و ابتدا نحو اشفق و موافقت مجرد و فعل و تفعل و استفعل نحو دجی اللیل و اوجی و اطلوعت فعل فعل ای پس آمدن افعل مر فعل یا فعل را تا دلالت کند بر پذیرفتن مفعول اثر فاعل را نحو کببتہ فاکب خاصیت تفعیل تعدیہ و تصییرست نحو نزل و نزلتہ و سلب نحو

(ای در خیمہ داخل شد ۱۲)

قذیت عینہ و قذیت عینہ و صیرورت نحو نور و بلوغ نحو عمق و خیم و مبالغہ نحو صرح

(ای بمعنی رسیدن نزد چیزے و داخل شدن در چیزے ۱۲)

قولہ ۔ اعطائے ماخذ الخ یعنی فاعل کا مفعول کو ماخذ دینا اور یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ وہ امر محسوس ہو اور پھر اس کا دینا دو قسم پر ہے اول نفس ماخذ کا دینا جیسے اعظمت الکلب (میں نے کتے کو عظم یعنی ہڈی دی) دوم محل ماخذ کا دینا جیسے اشویتہ (میں نے اس کو گوشت بھوننے کے لئے دیا) اس کا ماخذ شئی ہے بمعنے بھوننا اور اس کا محل گوشت۔ قاموس میں ہے اشواہم ای اعطاہم لحما یشوون منہ۔ اور منتہی الارب میں ہے کہ اشواہم داد ایشاں را گوشت تا بریاں سازند۔ اور اسی قبیل سے ہے اقبرہ (اس نے اُس کو قبر بنا نیکیلئے جگہ دی

اور اشویہ کے یہ معنی کہ اُس نے اُس کو بھنا ہوا گوشت دیا غفلت پر مبنی ہے اور اس تحقیق کے خلاف ہے
دوم یہ کہ وہ ماخذ امر عقلی اور غیر محسوس ہو جیسے اقطعتہ قضبانًا بضم قاف قضیب کی جمع ہے بمعنی شاخ (میں نے
اُس کو شاخوں کا قطع دیا یعنی میں نے اُس کو شاخوں کے کاٹنے کی اجازت دی) قولہ۔ وبلوغ ای رسیدن یا دامدن
یعنی فاعل کا ماخذ میں پہنچنا یا آنا مصنف کے قول رسیدن اور دامدن میں عموم و خصوص من وجہ ہے صرف رسیدن
کی مثال جیسے اعشرالشی (دس شئی دس عدد کو پہنچی) صرف درآمدن کی مثال جیسے اشتی زیدٌ (زید جاڑے میں آیا)
دونوں کی مثال جیسے قول مصنفؒ اصبح (وہ صبح کے وقت پہنچا یا آیا) کذا فی الشرح۔ اور بعض شارحین نے یہ توجیہ
کی ہے کہ مصنف کی رسیدن سے مراد زمانہ میں پہنچنا ہے اور درآمدن سے مراد مکان میں پہنچنا گو دونوں میں سے
ہر ایک دوسرے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور پھر اس توجیہ کے بعد کہتے ہیں کہ کبھی بلوغ سے مراد مرتبہ میں پہنچنا
ہوتا ہے جیسے اعشرت الدراہم۔ (دراہم دس کے مرتبہ کو پہنچے) واحرم (وہ حرمت اور عزت کے مرتبہ کو پہنچا یا
اس حرمت کے مرتبہ کو پہنچا جو حلت کے مقابل ہے۔ قولہ۔ وصیرورت الخ صیرورت کے تین معنی ہیں اول قولگشتن
شی صاحب ماخذ الخ یعنی کسی شی (فاعل) کا صاحب ماخذ ہونا۔ دوم قولہ یا صاحب چیزے موصوف بماخذ یعنی
یا کسی شئی (فاعل) کا کسی ایسی چیز کا صاحب ہونا جو چیزے موصوف بماخذ ہے۔ سوم قولہ یا صاحب چیزے در ماخذ یا
کسی شی (فاعل) کا زمانہ ماخذ یا مکان ماخذ میں صاحب چیز ہونا۔ اول کی مثال جیسے قولہ البن ای ألبَنَ البقر (گائے
صاحب لبن ہوئی یعنی دودھ والی ہوئی) ماخذ لبن ہے بمعنی (دودھ) دوم کی مثال جیسے قولہ اجرب ای اجرب الرجل
ای صار ذا ابل جربی (مرد ان اونٹوں کا جو کھجلی والے ہیں صاحب ہوا) ماخذ جرب ہے بمعنی (کھجلی) اس میں الرجل
جو فاعل ہے ان اونٹوں کا مالک ہوا ہے جو جرب کے ساتھ موصوف ہیں۔ سوم کی مثال جیسے قولہ اخرفت ای اخرفت
الشاۃ (بکری زمانہ خریف میں بچہ والی ہوئی) ماخذ خریف ہے موسم کا نام ہے جو جاڑوں اور گرمیوں کے درمیان تین
مہینوں کا ہوتا ہے۔ قولہ۔ لیاقت الخ لغت میں بمعنی (قابل ہونا) اور اصطلاح میں فاعل کا مدلول ماخذ کا مستحق ہونا ہے
قولہ۔ وحینونت الخ یہ حین سے مشتق ہے اور اصطلاح میں فاعل کا ماخذ کے وقت کو پہنچا ہے پہلے کی مثال جیسے
قولہ الأم الفرع یہ اصل میں اُلُوم تھا مصدر الامتٌ ہے بمعنی (ملامت کے لائق ہونا) اور فرع بمعنی سردار پس یہ
معنی ہوں گے کہ (سردار ملامت کا مستحق ہوا) دوسرے کی مثال جیسے قولہ اَحْصَدَ الزرعُ (کھیتی حصاد کے وقت کو
پہنچی یعنی کاٹنے کے وقت کو پہنچی) تنبیہ) مصنف نے لیاقت اور حینونت کو باوجود تخالف مفہوم کے ایک جگہ اس
واسطے بیان کیا کہ ان دونوں میں قرب زیادہ ہے اور ہر ایک دوسرے کے معنی کی طرف لوٹ سکتا ہے اس وجہ
سے کہ الام الفرع کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ (سردار ملامت کے وقت کو پہنچا) اور احصد الزرع کے معنی یہ بھی
ہو سکتے ہیں کہ (کھیتی کاٹنے کی مستحق ہوئی) قولہ۔ ومبالغہ یعنی اصل ماخذ میں کثرت اور زیادت کا ہونا اور یہ دو قسم پر ہے

اول یہ کہ وہ مبالغہ مقدار میں ہو جیسے اثمر النخل بمعنی (کھجور کا درخت بہت پھلدار ہوا) ماخذ ثمر ہے دوم یہ کہ وہ مبالغہ کیفیت میں ہو جیسے قولہ اَسْفَرَ الصُّبحُ (صبح خوب روشن ہوئی) ماخذ سفر ہے۔ قولہ وابتدا الخ یعنی کسی فعل کا ابتداءً اس باب سے آنا بدوں اس کے کہ وہ ثلاثی مجرد سے آیا ہو یا وہ ثلاثی مجرد سے تو آیا ہو لیکن وہ مزید میں اس معنی میں نہ آیا ہو کہ جس معنی میں وہ مجرد میں آتا ہے اول کی مثال جیسے اَرْقَلَ بمعنی (جلدی کی) یہ مجرد سے نہیں آتا دوسرے کی مثال جیسے قولہ اشفق (ڈرا) اس کا مجرد شفقت ہے بمعنی (مہربانی کرنا) اور اَقْسَمَ بمعنی (قسم کھائی) اور اس کا مجرد قسم بمعنی (اندازہ کیا) قولہ۔ وموافقت مجرد وفعل الخ یعنی باب افعال کا ثلاثی مجرد اور باب فعّل (تشدید عین) اور باب تفعّل (تشدید عین) اور باب استفعل کے معنی میں موافق اور اُن کے ہم معنی ہونا موافقت ثلاثی مجرد کی مثال جیسے قولہ دجی اللیل واَدجی۔ پہلا فعل نصر ثلاثی مجرد سے ہے اور دوسرا باب افعال سے دونوں کے معنی (رات اندھیری ہوئی) اور اس میں صیرورت کا خاصہ ہے موافقت فعّل کی مثال جیسے اکفرتہ (بمعنی کفرتہ) (میں نے اُس کی کفر کی طرف نسبت کی) ان میں خاصہ نسبت ہے۔ موافقت تفعّل کی مثال جیسے اَخْبَیْتُہٗ (بمعنی تخبیتہٗ) (میں نے اُس کو خیمہ بنایا یا اُس کو نصب کیا)۔ ان میں اتخاذ یا تفعل کا خاصہ ہے موافقت استفعل کی مثال جیسے اعظتہ (بمعنی استعظتہ) (میں نے اُس کو بڑا خیال کیا) ان میں خاصہ حسبان ہے۔ قولہ ومطاوعت فعل تخفیف عین وفعّل (تشدید عین) الخ یعنی ثلاثی مجرد اور باب تفعیل کی مطاوعت کرنا۔ قولہ۔ ای پس آمدن افعل الخ یہاں سے مصنف مطاوعت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ خاص فعل ثلاثی مجرد اور فعل باب تفعیل کے بعد افعل کا اس غرض سے آنا تاکہ وہ اس پر دلالت کرے کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا۔ مطاوعت ثلاثی مجرد کی مثال قولہ کببتہ فاکب (میں نے اُس کو اوندھا کیا پس وہ اوندھا ہو گیا) مطاوعت تفعیل کی مثال جیسے بشّرتہ فابشر (میں نے اُس کو خوش خبری دی پس وہ خوش ہو گیا) یہ جو کچھ مذکور ہوا خاص اس باب کی مطاوعت کے معنی ہیں لیکن مطلق مطاوعت کے معنی بھی مقایستہ اسی تعریف سے معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ کسی فعل کا کسی فعل کے بعد اس غرض سے آنا تاکہ وہ اس پر دلالت کرے کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا (فائدہ) مطاوعت حقیقۃً اس چیز میں ہوتی ہے کہ جس سے فعل کا صادر ہونا متصور ہو جیسے صرفتہ فانصرف لیکن اس جگہ کہ جہاں اس سے فعل کا صادر ہونا متصور نہ ہو مطاوعت کا اطلاق مجازی ہے جیسے قطّعت الجبل فتقطّع (میں نے پہاڑ کو قطع کیا پس وہ منقطع ہو گیا) اور مضی میں ہے کہ مطاوع بکسر واؤ حقیقۃً فعل اول کے اس مفعول کی صفت ہے جو فعل ثانی میں فاعل ہوتا ہے جیسے باعدت زیدًا فتباعد میں زید (میں نے زید کو دور کیا پس وہ دور ہو گیا) اسلئے کہ مطاوعت کے معنی جو (قبول اثر) ہیں صرف زید میں پائے جاتے ہیں لیکن اہل فن اس فعل کو جس کا فاعل مطاوع حقیقی ہوتا ہے (اور وہ مثال مذکور میں زید ہے) جو مطاوع کہتے ہیں سو وہ اُس کو مجازاً کہتے ہیں اور وہ فعل مثال مذکور میں فتباعد ہے (فائدہ) کبھی مطاوع باعتبار لفظ مطاوع کے مخالف ہوتا ہے جیسے طوّعتہ فذہب (میں نے اُس کو دور کیا

پس وہ چلا گیا) اور کبھی دونوں ایک ہی باب سے ہوتے ہیں جیسے جبرتہٗ فجبر (میں نے اُس کو جوڑا پس وہ جُڑ گیا) اور اسی قبیل سے شاعر کا مقولہ ہے ؎ قدیر الدین الٰہ فجبر (تحقیق خدا نے دین کو کامل کیا پس وہ کامل ہو گیا)۔

قولہ۔ خاصیت تفعیل تعدیہ و تصییر ہست الخ ان دونوں کے معنی وغیرہ باب افعال میں گذر چکے صرف تعدیہ کی مثال جیسے فسقتہ (میں نے اُس کو فاسق کہا) اس مثال میں اگرچہ نسبت کا خاصہ پایا جاتا ہے لیکن تعدیہ بھی اس پر صادق آتا ہے اور اس پر بمعنی تصییر صادق نہیں آتے اس لئے کہ اس کے معنی صیرتہٗ فاسقًا نہیں آتے۔ متعدی بدو مفعول کی مثال جیسے علمتہٗ حقًا بمعنی عرفتہٗ حقا اس لئے کہ اس کا مجرد علم حقًا بمعنی عرف متعدی بیک مفعول ہے (اس نے حق کو پہچانا) لیکن متعدی بدو مفعول اس باب میں متعدی بستہ مفعول نہیں ہوتا مگر وہ افعال جو باب افعال پر محمول ہیں جیسے حدثت وخبرت بکذا فی الرضی۔ صرف تصییر کی مثال جیسے فخی القدر ای جعلہ ذا فخ (اس نے دیگچی کو صاحب مصالحہ کیا یعنی مصالحہ کو دیگچی میں ڈالا) اور اس پر تعدیہ صادق نہیں آتا اس لئے کہ اس کا مجرد نہیں آتا۔ تعدیہ اور تصییر دونوں کی مثال جیسے قولہ نزل و نزلتہ پہلا فعل نزول مجرد سے لازمی ہے بمعنی (اُترا) لیکن نزلتہ باب تفعیل سے متعدی ہے اور اس پر معنی تصییر بھی صادق آتے ہیں۔ ای صیرتہٗ ذا نزول (میں نے اُس کو صاحب نزول کیا یعنی اُس کو اُتارا)۔ **قولہ**۔ سلب نحو قذیت عینہ الخ قذیت عینہٗ یہ باب علم سے ہے بمعنی (خاشاک آلودہ ہوئی اُسکی آنکھ) اور قولہ قذّیتُ عینہ یہ باب تفعیل سے ہے بمعنی (میں نے اُس کی آنکھ سے قذی یعنی خاشاک کو دور کیا)۔ **قولہ**۔ وصیرورت الخ اس کے معنی گذر چکے مثال جیسے قولہ لوّز الشجرُ (درخت صاحب نور ہوا یعنی شگوفہ دار ہوا ماخذ نور ہے)۔ **قولہ**۔ بلوغ الخ اس کے معنی گذر چکے مثال جیسے قولہ عمق بمعنی عمق تک پہنچا یعنی اس نے نہایت دور اندیشی کی) وخیّم بمعنی (وہ خیمہ میں آیا) **قولہ**۔ ومبالغہ الخ یہ خاصہ اس باب میں دوسرے ابواب سے اکثر ہے اور یہ تین قسم پر ہے اوّل یہ کہ مبالغہ نفس فعل میں ہو اور یہ اصل ہے جیسے قولہ صرّح (خوب ظاہر ہوا یا خوب ظاہر کیا) یہ لازم اور متعدی دونوں آتا ہے کذا قال المصنف فی شرح الاصول الاکبر یہ۔ وقولہ جوّل (وہ بہت گھوما) یہ لازمی آتا ہے پس پہلی مثال مبالغہ کیف کی ہے (اور وہ مثال مذکور میں شدت ہے) اور دوسری مثال زیادت مقدار کی ہے یا پہلی مثال فعل متعدی کی ہے اور دوسری فعل لازم کی۔ دوم یہ کہ مبالغہ فاعل میں ہو جیسے قولہ موّت الابلُ (بہت اونٹ مرے) سوم یہ کہ مبالغہ مفعول میں ہو جیسے قولہ قطّعتُ الثیابَ (میں نے بہت کپڑے کاٹے (فائدہ) اگر فاعل اور مفعول تکثیر کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں تو اس وقت فعل کو لغت افصح میں مختلف لاتے ہیں پس موتت الشاۃ نہیں کہا جاتا اس لئے کہ شاۃ واحد ہے تکثیر کی صلاحیت نہیں رکھتی بخلاف موت الابل کے کہ ابل اگرچہ واحد ہے لیکن ہم جنس ہونے کی وجہ سے قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے۔ اسی طرح قطّعتُ النخلۃ جائز نہیں اور غلّقت الباب صحیح ہے اس لئے کہ باب (دروازہ) اگرچہ واحد ہے لیکن وہ تکثیر فعل کی صلاحیت رکھتا ہے

وجوّل دموّت الابل وقطّعت الثیاب ونسبت بماخذ نحو فسقتہٗ والباس ماخذ نحو جلّلتہا و

تخلیطا ای چیزے را ماخذ اندوہ کردن نحو ذہبتہٗ وتحویل ای گردانیدن چیزے را ماخذ

یا ہیچو ماخذ نحو نصرتہٗ وخیمتہ وقصر یعنی اشتقاق آں از مرکب بجہت اختصار حکایت

نحو ہلّل وموافقت فعّل وافعل وتفعّل وابتدا خاصیت تفعّل مطاوعت فعّل

نحو قطعتہٗ فتقطّع وتکلف ورماخذ نحو تجوع وتکوف وتجنب یعنی پرہیز کردن از ماخذ

نحو تحوّب ولبس ماخذ نحو تنخّم وتعمّل یعنی ماخذ را بکار بردن نحو تدہّن وتمرّس وتنخّم

واتخاذ یعنی ساختن یا گرفتن ماخذ یا چیزے را ماخذ ساختن یا در ماخذ گرفتن نحو تنخبیت

الخبار وتحرز منہ وتوسّد الحجر وتابطہ وتدریج یعنی تکرار عمل بمہلت نحو تجرّع وتحفظ وتحمّل

یعنی گشتن شی بین ماخذ یا ہیچو ماخذ نحو تنصّر وتبحّر وصیرورت نحو تمول وموافقت مجرد

بایں طور کہ ایک دروازہ کو بار بار بند کیا جائے اور فعل لازم میں کبھی تکثیر فعل میں ہوتی ہے جیسے جوّل زید اور کبھی فاعل میں جیسے موّت الابل اور فعل متعدی کے متعلق میں بھی تکثیر ہوتی ہے بشرطیکہ متعلق تکثیر کی صلاحیت رکھتا ہو کذا فی رکاز الاصول وغیرہ اور کربلائی میں ہے کہ اصل تکثر فعل میں ہوتا ہے پس جس جگہ تکثر فاعل یا مفعول میں ہوگا وہاں فعل میں بھی ہوگا اور جس جگہ تکثر فعل میں ہوگا وہاں فاعل یا مفعول میں ہونا ضروری نہیں پس غلقت بابا باعتبار تکثر نفس فعل صحیح ہے اسی طرح غلقت ابوابا باعتبار تکثر مفعول مع تکثر فعل صحیح ہے۔ قولہ۔ نسبت بماخذ یعنی فعل کا مفعول کو ماخذ کی طرف منسوب کرنا جیسے قولہ فسقتہ (میں نے اُس کی فسق کی طرف نسبت کی یعنی میں نے

اُس کو فاسق کہا) ماخذ فسق ہے بمعنی (بدکاری) قولہ۔ والباس ماخذ الخ یعنی فاعل کا کسی چیز کو ماخذ پہنانا جیسے قولہ جللتہا (میں نے اُس کو جل یعنی جھول پہنائی۔ ماخذ جُل ہے۔ قولہ و تخلیط ای گردانیدن الخ تخلیط لغت میں بمعنی (ملانا) اور اصطلاح میں فاعل کا کسی چیز (مفعول) کو ماخذ سے ملمع کرنا جیسے قولہ ذہبتہ ای ذہّبتُ الاناء (میں نے برتن کو سُنہرا کیا) ماخذ ذہب ہے اس معنی میں فعل کی بنا ہمیشہ جوار سے ہوتی ہے۔ قولہ تحویل ای گردانیدن الخ تحویل لغت میں بمعنی (پھرنا پھرانا) اور اصطلاح میں فاعل کا کسی چیز کو ماخذ یا مثل ماخذ کرنا پہلے کی مثال جیسے قولہ نصرتہ ای جعلتہ نصرانیا (میں نے اُس کو (تعلیم دین عیسوی سے) نصرانی کر دیا) اسی باب سے ہے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابواہ یہودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ۔ دوسرے کی مثال جیسے قولہ خیمتہ ای خیطت الوبر (میں نے پاد کو (اُون) کھینچکر خیمہ کی شکل بنایا) قولہ قصر یعنی اشتقاق آں الخ قصر لغت میں بمعنی (چھوٹا کرنا) اور اصطلاح میں ہے کہ اس لفظ کا جو اس باب سے ہے مرکب تام سے اس غرض سے مشتق کرنا تاکہ متکلم کے کلام کے نقل اور حکایت کرنے میں اختصار حاصل ہو جائے جیسے قولہ ہلّل (اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا) وسبّح (اس نے سبحان اللہ کہا) وکبّر (اس نے اللہ اکبر کہا) وحمّد (اس نے الحمد للہ کہا) قولہ و موافقت فعل الخ یعنی فعل ثلاثی مجرد اور افعل و تفعّل کے معنی میں موافق اور ہم معنی ہونا۔ موافقت ثلاثی مجرد کی مثال جیسے تمرتہ بمعنی تمرتُہ (میں نے اُس کو چھوارہ دیا) اس میں خاصہ اعطا ماخذ ہے۔ موافقت افعل کی مثال جیسے تمّر۔۔۔ یعنی اتمر رطب بجد خرما رسید) کذا فی منتہی الارب اس میں خاصہ حینونت ہے۔ موافقت تفعّل کی مثال جیسے ترّس بمعنی تترّس ای استعمل الترس ای جعلہ ترسا وجہد وہ ڈھال کو کام میں لایا) یعنی اس نے اس کو اپنے چہرہ کے سامنے کیا اس میں خاصہ تعمل ہے۔ قولہ ابتدا الخ یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا مجرد نہ آیا ہو جیسے لقّب زیدٌ عمرًا (زید نے عمر کا لقب رکھا) دوم یہ کہ اس کے معنی اس باب میں معنی مجرد کے خلاف ہو جیسے جرّب بمعنی (امتحان کیا) اور ثلاثی مجرد سے جرب بمعنی (اونٹ کھجلی والا ہوا) قولہ خاصیت تفعّل مطاوعت فعل بتشدید عین الخ اس باب میں یہ خاصہ غالب ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک یہ کہ مفعول سے تاثر کا جدا ہونا ممکن ہو جیسے قطعتہ فتقطع (میں نے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پس وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا) دوسرے یہ کہ تاثر کا جدا ہونا ممکن ہو جیسے ادبتہ فتأدب (میں نے اُس کو ادب دیا پس وہ باادب ہو گیا) اور ادب کے لئے یہ لازم نہیں کہ حاصل ہونے کے بعد وہ باقی رہے بلکہ اس کا زائل ہونا ممکن ہے بلکہ کبھی سرے سے ادب حاصل ہی نہیں ہوتا پس تاثر کا ہونا لازمی نہیں ہے کذا قال السیکی۔ قولہ تکلف بعد ماخذ الخ یعنی فاعل کا اپنے آپ کو ایسے ماخذ کی طرف منسوب کرنے میں کہ جس کی وہ حقیقۃً منسوب نہیں ہے یا ایسے ماخذ کے حاصل کرنے میں جو حقیقۃً اس میں نہیں ہے محنت اور مشقت اُٹھانا اور اس کا بزور ظاہر کرنا۔ مثال اول جیسے تکوف (اس نے اپنے آپ کو کوفہ کی طرف بتکلف منسوب کیا

یعنی وہ بزور و مشقت کوئی بنا، ماخذ کوفہ ہے۔ مثال ثانی جیسے تشجع زید، زید نے بتکلف بہادری ظاہر کی) ماخذ شجاعت ہے۔ مصنف اس کی مثال تجوع لائے ہیں اور اسکے متعلق منتہی الارب میں یہ لکھے ہیں کہ (خود را گرسنہ داشت بقصد) پس یہ مثال اس معنی کے ساتھ متمثل کے ساتھ منطبق نہیں ہوتی اس لئے کہ تکلف میں ماخذ کا حصول بالفعل فاعل میں حقیقۃً نہیں ہوتا بلکہ اس میں حصول ماخذ یا انتساب ماخذ کو بزور و مشقت غیر کو دکھلانا معتبر ہے خواہ اس کا حصول ممکن ہو جیسے تحلم اور تصبر کہ تکلف کی عادت سے انسان حلیم اور صابر ہو سکتا ہے یا ممکن نہ ہو جیسے تکوف بخلاف مثال تجوع کے کہ اس میں ماخذ کا حصول بالفعل حقیقۃً ثابت ہے ہاں اگر تجوع کے یہ معنی لئے جائیں کہ گرسنہ ہونے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو بھوکا ظاہر کیا تو اس کی مثال ٹھیک ہو جائے گی۔ (فائدہ) اس باب کے تکلف اور باب تفاعل سے تخییل میں یہ فرق ہے کہ تکلف میں ماخذ فعل فاعل کو مرغوب اور مطلوب ہوتا ہے اور وہ اپنے اندر حصول ماخذ کی کوشش اور خواہش کرتا ہے بخلاف تخییل کے کہ اس میں ماخذ فعل فاعل کو طبعاً مکروہ ہوتا ہے اور اس کو اس کا حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی غرض کی وجہ سے اپنے آپ کو ظاہراً ماخذ کے ساتھ متصف کرتا ہے۔ پس معنی تکلم یہ ہیں کہ طلب ان یکون حلیماً۔ اور معنی تجاہل یہ ہیں کہ اظہر جہلہ والحال انہ لایطلب ان یجہل بل ہو عالم۔ قولہ۔ وتجنب یعنی پرہیز کرنا ان ماخذ یعنی فاعل کا ماخذ سے پرہیز اور کنارہ کرنا جیسے۔ قولہ تحوب (اس نے جوب یعنی گناہ سے پرہیز کیا) ماخذ جوب بفتح و ضم حا یعنی گناہ۔ قولہ۔ ولبس ماخذ لبس بضم لام بمعنی (پہننا) یعنی فاعل کا ماخذ کو پہننا جیسے قولہ تختم بمعنے (اس نے خاتم یعنی انگوٹھی پہنی) ماخذ خاتم ہے۔ اس خاصہ کو باب تفعل سے شمار کرنا زیادہ مناسب ہے جیسا کہ مصنفؒ نے اصول میں کیا ہے۔ فافہم۔ قولہ۔ وتعمل یعنی ماخذ را الخ یعنی فاعل کا ماخذ کو اس کام میں لانا کہ جس کام کے لئے وہ بنایا گیا ہے اور یہ تین قسم پر ہے۔ اول یہ کہ ماخذ فاعل سے اس طرح سے ملاصق ہو کہ وہ اس سے جدا گانہ محسوس نہ ہو جیسے قولہ تدہن (وہ تیل کو کام میں لایا یعنی اس کو بدن پر ملا) ماخذ دہن ہے بمعنی تیل دوم یہ کہ ماخذ فاعل سے ملاصق تو ہو لیکن جداگانہ محسوس ہوتا ہو جیسے قولہ ترس (وہ ڈھال کو کام میں لایا یعنی اس نے ڈھال کو اپنے چہرے کے سامنے رکھا) ماخذ ترس ہے بمعنی ڈھال۔ سوم یہ کہ ماخذ فاعل سے ملاصق نہ ہو بلکہ مقارن اور مجاور ہو جیسے قولہ تخیم (وہ خیمہ کو کام میں لایا یعنی اس کو نصب کیا) ماخذ خیمہ ہے۔ قولہ۔ واتخاذ یعنی ساختن الخ یعنی فاعل کا ماخذ کو بنانا اور ایجاد کرنا یا فاعل کا ماخذ کو پکڑنا اور اختیار کرنا یا فاعل کا کسی چیز کو عین ماخذ بنانا یا ماخذ میں لینا۔ مثال اول جیسے تحجبت الخبار بمعنی (میں نے خیمہ کو بنایا) مصنفؒ اس کی مثال تبوب لائے ہیں اور شارحین نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ (دروازہ کو بنایا) لیکن یہ معنی لغت معتبرہ کے خلاف ہیں اس لئے کہ منتہی الارب اور تاج المصادر وغیرہ میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ "دربان گرفت" اور اس معنی کے لحاظ سے

اگرچہ اس میں اتخاذ کے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے کہ اس کا ماخذ تواب ہے لیکن یہ معنی اتخاذ کی قسم ثالث یعنی توسد الجر سے ہوں گے نہ کہ قسم اول سے لہذا ناپسند نے متن میں بجائے تنوب کے تجنیت الخبا لکھدیا ہے مثال دوم جیسے تحرز منہ بمعنی (اس نے اس سے پناہ کو پکڑا یعنی اس سے پناہ لی) ماخذ حرز ہے بکسر حا بمعنی پناہ۔ مصنف اس کی مثال تجنب لائے ہیں اور بعض شارحین نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ جانب یعنی گوشہ گرفت و اختیار کرد لیکن یہ معنی اخت معتبرہ کے خلاف ہیں بلکہ مصنف خود اصول میں تجنب کو خاصہ تجنب میں لائے ہیں نہ کہ خاصہ اتخاذ میں اور تجنبہ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ بعد عن جنبہ و احترز عنہ لہذا اس نا چیز نے متن میں تجنب کے بجائے تحرز منہ لکھدیا ہے۔ مثال سوم جیسے قولہ توسد الحجر بمعنی (اس نے پتھر کو تکیہ بنایا) ماخذ وساده ہے۔ مثال چہارم جیسے قولہ تابط الحجر بمعنی (اس نے پتھر کو بغل یعنی بغل میں لیا) ماخذ ابط ہے بمعنی بغل اور اسی قسم سے مثال تابط شرا ہے۔ قولہ۔ وتدریج یعنی تکرار عمل الخ یعنی فاعل کا کسی کام کو بار بار آہستہ آہستہ کرنا اور یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کام کا ایک دفعہ حاصل ہونا ممکن ہے جیسے قولہ تجرع الماء (اس نے پانی کو گھونٹ گھونٹ پیا) ماخذ جرعہ ہے بمعنی (گھونٹ) انسان پانی ایک دفعہ پی سکتا ہے۔ دوم یہ کہ اس کا ایک دفعہ حاصل ہونا ممکن ہو جیسے قولہ تحفظ ای القرآن (اس نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا یاد کیا) ماخذ حفظ ہے۔ قرآن کو ایک دفعہ حفظ کرنا ناممکن ہے۔ قولہ وتحول یعنی گشتن شئی الخ کسی شئی یعنی فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہونا مثال اول قولہ تنصر (وہ نصرانی ہوگیا) ماخذ نصرانی ہے اور جیسے تہود (وہ یہودی ہوگیا) جیسے اور تمین (وہ یمنی ہوگیا) مثال ثانی جیسے قولہ تمجرد (وہ صحت علم میں دریا کی مانند ہوگیا) ماخذ بحر ہے اسی طرح ترجلت المراۃ (عورت مرد کے مانند ہوگئی) قولہ وصیرورت الخ اس کے معنی گذر چکے مثال جیسے قولہ تموّل (وہ صاحب مال یعنی مالدار ہوگیا) ماخذ مال ہے۔ قولہ وموافقت مجرد وافعل الخ اس کے معنی گذر چکے موافقت مجرد کی مثال جیسے تقبل بمعنی قبل (قبول کیا) وترواح بمعنی راح (وہ رواح میں چلا یا اس نے رواح میں کام کیا) رواح بفتح راء ان کے آخری حصہ کو کہتے ہیں اور وہ شام کا وقت ہے یا زوال سے لے کر رات تک کے وقت کو۔ فہو للذہاب فی الماخذ والعمل فیہ۔ موافقت افعل کی مثال جیسے تہجد یعنی الہجد (اس نے تہجد یعنی خواب کو دور کیا یعنی وہ جاگا) اس میں خاصہ سلب ہے۔ موافقت فعل تشدید عین کی مثال جیسے تکذب بمعنی کذبہ (اس نے اس کو کذب کی طرف منسوب کیا) اس میں خاصہ نسبت ہے۔ وتہجر بمعنی ہجر (وہ دوپہر میں چلا) وتوبل بمعنی وبل (اس نے بیمار کیا) موافقت استفعل کی مثال جیسے تحوج بمعنی استحوج (اس نے حاجت کو طلب کیا) اس میں خاصہ طلب ہے۔ قولہ وابتدا الخ یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا مجرد نہ آتا ہو۔ صاحب نور الانوار اس کی مثال تشمس لائے ہیں (وہ آفتاب میں کھڑا ہوا) فہو للعمل فی الماخذ لیکن منتہی الارب میں اسکا

مجرد موجود ہے شَمَسَ یَشْمُسُ شَمْسًا بالفتح (آفتاب تک شدروزما) باب نصر وضرب دوم یہ کہ وہ مجرد میں دوسرے معنی میں آیا ہو جیسے تکلم بمعنی (کلام کیا) اس کا مجرد کلم آتا ہے بمعنی (زخمی کیا) باب ضرب۔

وافْعَلَ وفَعَّلَ واسْتَفْعَلَ وابتدا خاصیت مفاعلۃ مشارکتست یعنی شریک

نحو تبصروا بصر ۱۲ نحو کلم ۱۲

بودن فاعل ومفعول در فاعلیت ومفعولیت ای ہر یک مرد یگرے را نحو قَاتَلَ زَیْدٌ عَمْرًا

واحد یا شند ہر دو یا متعدد یا مختلف ۱۲ ۱۸ ۲۰ ۵۶ ۶۴ ۱۲ ای کشت زید عمرو

وموافقت مجرد وافْعَلَ وفَعَّلَ وتفاعل وابتدا **خاصیت تفاعل** تشارک ست

نحو تشاتما وہ تشاتمادے آپس میں گالی دینا شئ حسا او معنی نحو عافاک اللہ ای جعلک ذا عافیۃ ۱۲ از رضی

ای شرکت دو شئی در صدور وتعلق فعل یعنی از ہر یک بدیگرے نحو تشاتما وشرکت در صدور

بایکدیگر دشنام دادند ۱۲ یا زنیا ۱۲

فقط کم ست نحو ترافعا شیا وتخییل یعنی نمودن غیر را حصول ماخذ در خود نحو تحاضن و

ہر دو برداشتند چیزے را ۱۲ بآنکہ در واقع حاصل نباشد ۱۲

ومطاوعت فاعل بمعنی افعل نحو باعدتہ فتباعد وموافقت مجرد وافعل وابتدا **لفظی**

دور کردم اورا پس دور شد ۱۲ نحو تعالی بمعنی علا ۱۲ نحو تیاسر بمعنی ایسر در آمد یسر ۱۲

کہ در مفاعلت دو مفعول می خواست در تفاعل یکی خواہد واگر نہ لازم بود خاصیت

چوں جاذبت زید ثوبا ۱۲ نحو تجاذبا ثوبا ۱۲

افتعال اتخاذست نحو اختجر واجتنب واعتدی الشاۃ واعتضدہ۔ وتصرف یعنی

در بازو گرفت آں را ۱۲ جانب گرفت ۱۲

قولہ۔ خاصیت مفاعلۃ مشارکتست یعنی شریک بودن فاعل ومفعول در فاعلیت ومفعولیت الخ چونکہ یہ معنی مفعول کے فاعل اور فاعل کے مفعول ہوئے بغیر بھی پائے جاسکتے ہیں اس لئے کہ فاعل اور مفعول کی شرکت فاعلیت اور مفعولیت میں اس طرح سے بھی ہوسکتی ہے کہ ان میں سے ایک صرف فاعل ہو اور دوسرا صرف مفعول پس اس صورت میں بھی شرکت پائی جاتی ہے اس وجہ سے کہ فاعل اور مفعول نفس فعل میں شریک ہوتے ہیں اور شرکت کے یہ معنی یہاں مقصود نہیں ہیں اس لئے کہ شرکت بایں معنی اور افعال میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ فاعل اور مفعول میں سے ہر ایک باعتبار معنی فاعل اور مفعول ہو لہذا مصنف نے ان کی

تفسیر کی کہ اسے ہر یک مرد یگرے را الخ یعنی فاعل اور مفعول دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ باعتبار معنی فعل کے صادر ہونے اور اس کے دوسرے پر واقع ہونے میں شریک ہو خلاصہ یہ ہے کہ دو شخصوں کا کسی کام کو کرنا کہ ان میں سے ہر ایک باعتبار معنی فاعل بھی ہو اور مفعول بھی لیکن باعتبار لفظ ایک فاعل ہوگا اور دوسرا مفعول۔ برابر ہے کہ دونوں واحد ہوں جیسے ضارب زیدٌ عمرًا زید نے عمرو کو مارا اور عمرو نے زید کو یعنی زید اور عمرو نے باہم مار پیٹ کی یا متعدد ہوں جیسے ضاربنا ہم زہم نے اُن کو مارا اُنہوں نے ہم کو مارا یعنی ہم نے اور انہوں نے آپس میں مار پیٹ کی اس میں فاعل اور مفعول دونوں متعدد ہیں۔ یا مختلف ہوں یا میں طور کہ فاعل واحد ہو اور مفعول متعدد جیسے ضاربنا ہم یا مفعول متعدد ہو اور فاعل واحد جیسے ضاربنا پس اسی سبب سے کہ اس باب میں باعتبار لفظ ایک مفعول ہوتا ہے یہ باب فعل لازم کو متعدی کر دیتا ہے جیسے کارمہ کہ اس کا مجرد کریم لازمی ہے اور اسی وجہ سے کہ فاعل اور مفعول میں سے ہر ایک باعتبار معنی فاعل اور مفعول ہوتا ہے وہ فعل کہ جس کا مفعول فاعل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس باب میں وہ باوجود متعدی بیک مفعول ہونے کے متعدی بمفعول دیگر ہو جاتا ہے تاکہ مفعول میں شرکت تحقق ہو جائے جیسے جاذبتُہ الثوب میں نے اس کپڑے کو کھینچا اور اس نے مجھ سے کپڑے کو کھینچا یعنی میں نے اور اس کپڑے میں کھینچا کھانچ ہوئی) اس کا مجرد جذبت الثوب اگرچہ متعدی بیک مفعول ہے لیکن اس کا مفعول (الثوب) فاعل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر فعل کا مفعول فاعل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس وقت وہ اس باب میں اسی طرح متعدی بیک مفعول رہے گا جیسا کہ وہ مجرد میں تھا لیکن اس میں صرف مشارکت کی زیادتی ہو جائے گی جیسے قولہ قاتل زیدٌ عمرًا (زید اور عمرو نے باہم قتال کیا) قولہ۔ وموافقت مجرد الخ یعنی عدم مشارکت میں ثلاثی مجرد کے موافق ہونا خواہ اس کا مجرد لازم معنی میں آیا ہو جیسے سافرتُ (میں نے سفر کیا) بمعنی سفرتُ قال ابن الحاجب فی شرح المفصل سافرتُ بمعنی نسبت السفر الی المسافر ولیس ثم فعل ثلاثی من لفظ سافرت بمعناہ فیمثل بہ کما فی شغلتہ واشغلتہ انتہی لکن نقل الجوہری سفرتُ اسفر سفورًا اذا خرجت للسفر فانا سافر وقومٌ سفرٌ بمثل صاحب وصحب۔ اور مصنف اصول میں موافقت مجرد کی یہی مثال لائے ہیں یا اس طرح معنی میں نہ آیا ہو جیسے خالیتُ زیدًا ناقص یائی ہے بمعنی (میں نے زید کو زمین پر گرا دیا یا میں نے زید سے فریب کیا) اس کا مجرد خلی یخلی خلیًا بمعنی "ترکھاس کاٹنا" باب ضرب ہے۔ وموافقت افعل خواہ افعل متعدی ہو جیسے باعدتہٗ (میں نے اُس کو دور کیا) بمعنی ابعدتہٗ یا لازم جیسے شارفتُ علی البلد بمعنی اشرفتُ علیہ۔ اور تاج المصادر میں ہے کہ الاشرافُ "مطلع شدن" ویعدی بعلی والمشارفۃ "بر چیزے مطلع بودن۔ وموافقت فعل بتشدید عین جیسے ضاعفت الشئ (میں نے شئ کو دوچند کر دیا) بمعنی ضعّفتہٗ وموافقت تفاعل اور یہ

موافقت اس طرح پر ہوگی کہ دونوں مشارک لفظاً فاعل ہوں جیسے شاتم زیدٌ وعمرٌو (زید اور عمرو نے آپس میں گالم گلوچ کی) بمعنی تشاتم زیدٌ وعمرٌو۔ قولہ۔ وابتداؤہ ابتداء عام ہے کہ اس کا مجرد نہ آتا ہو جیسے المتاخمۃ بمعنی (زمین کی حد کا دوسری زمین سے متصل ہونا) یا آتا ہو لیکن بمعنی دیگر جیسے قاسا زیدٌ ہذہ الشدۃ (زید نے اس سختی کا رنج اُٹھایا) اس کا مجرد قسوۃٌ ہے بمعنی (سخت دل ہونا) باب نصر ہکذا فی تاج المصادر۔ قولہ۔ خاصیت التفاعل تشارکست ای شرکت دو شئی در صدور و تعلق فعل یعنی از ہریک بدیگرے الخ صدور فعل بمعنی فعل کا فاعل سے حادث ہونا ہے اور تعلق فعل بمعنی فعل کا مفعول پر واقع ہونا ہے پس قول مصنف از ہریک صدور کے متعلق ہے اور قولہ بدیگرے تعلق کے متعلق ہے خلاصہ یہ ہے کہ باب تفاعل کا خاصہ یہ ہے کہ وہ دو شئی کے اس امر میں شریک ہونے پر کہ باعتبار معنی فعل ہر ایک سے صادر ہے اور ہر ایک پر واقع دلالت کرتا ہے لیکن ہر دو متشارک باعتبار لفظ فاعل ہوں گے جیسے قولہ تشاتما (دونوں نے آپس میں گالم گلوچ کی) باب مفاعلت کی مشارکت اور باب تفاعل کے تشارک میں فرق چند وجوہ سے ہے۔ اول یہ کہ باب مفاعلت میں متشارکین میں سے ایک بصورت فاعل ہوتا ہے اور دوسرا بصورت مفعول اور تفاعل میں دونوں بصورت فاعل ہوتے ہیں لیکن معنی میں کچھ فرق نہیں ہوتا یعنی معنی دونوں باب اور میں ہر دو متشارک فاعل اور مفعول ایک دوسرے کے ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ باب مفاعلت میں دو طرفوں سے زائد نہیں ہوتیں اگرچہ ان طرفوں میں سے ہر ایک باب از میں سے ایک متعدد ہو جیسے قاتلناہم میں نا ضمیر متکلم (کے افراد) ایک طرف اور ایک مقابل ہیں اور متعدد اور ہم ضمیر غائب (کے افراد) ایک طرف اور ایک مقابل ہیں اور متعدد اور قاتلتہم میں تُ ضمیر متکلم (کا فرد) ایک طرف اور ایک مقابل ہے اور واحد اور ہم ضمیر غائب (کے افراد) ایک طرف اور ایک مقابل ہیں اور متعدد بخلاف باب تفاعل کے کہ اس میں اطراف متعددہ ہو سکتی ہیں۔ رہی متن میں دو شئی کی تخصیص سو وہ اشتراک کے اقل مراتب کے اعتبار سے ہے لیکن باعتبار لفظ سبکی سب فاعل ہوں گی گو باعتبار معنی ہر ایک فاعل اور مفعول ہوتا ہے جیسے عشرۃ رجال تقاتلوا (دس آدمیوں نے باہم قتال کیا) اس میں قتال کرنے والے دس آدمی ہیں اور ان میں سے ہر ایک ایک طرف ہے اور دوسرے کے مقابل پس اس میں دس اطراف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک باعتبار لفظ فاعل ہے لیکن باعتبار معنی ہر ایک فاعل اور ہر ایک مفعول۔ باب مفاعلت میں اگرچہ یہ ممکن ہے کہ دونوں جانب دس دس مرد ہوں یا صرف ایک جانب دس مرد ہوں اور دوسری جانب ایک لیکن اس میں مشارکت ایک جانب کی دوسری جانب کے ساتھ ہوگی نہ کہ ایک جانب کے افراد کے درمیان جیسے عشرۃ رجال قاتلوا عشرۃ رجال آخرین (دس مردوں نے دوسرے دس مردوں سے قتال کیا اور انہوں نے ان سے) پس اس میں مشارکت عشرۃ اولیٰ کے افراد کی عشرۃ ثانیہ کے افراد کے ساتھ مقصود ہے لیکن عشرۃ اولیٰ کے افراد کے درمیان شرکت

مقصود نہیں۔ سوم یہ کہ باب مفاعلت میں وہ مفعول جو مشارک فاعل ہوتا ہے باب تفاعل میں فاعل ہو جاتا ہے جیسے ضارب زیدٌ عمرًا اور تضارب زیدٌ وعمرٌو اور وہ مفعول جو مفاعلت میں اشتراک کی صلاحیت نہیں رکھتا تفاعل میں فاعل نہیں ہوگا بلکہ وہ اس میں بھی بجنسہٖ مفعول رہے گا جیسے جاذبتہ الثوب اور تجاذبا الثوب۔ چہارم یہ کہ تفاعل صرف صدور فعل میں شرکت کے واسطے بھی آتا ہے بغیر اس کے کہ تعلق فعل میں شرکت ہو بخلاف مفاعلت کے کہ وہ اس معنی میں نہیں آتا۔ لیکن یہ معنی باب تفاعل میں کم آتے ہیں جیسا کہ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ وشرکت در صدور فقط کم ست الخ یعنی اس باب میں دو شئی یا اس سے زائد کی صرف صدور فعل میں شرکت بغیر اس کے کہ اس فعل کا تعلق دوسرے کے ساتھ ہو کم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ باب تفاعل کا یہ بھی خاصہ ہے کہ اس میں ہر دو متشارک جیسے باعتبار لفظ فاعل ہوتے ہیں اسی طرح وہ باعتبار معنی بھی صرف فاعل ہوتے ہیں نہ کہ مفعول بھی لیکن یہ اس معنی میں کم آتا ہے جیسے قولہ ترافعا شیئًا (ان دونوں نے مل کر کسی چیز کو اٹھایا) اس مثال میں فعل مذکور کے دونوں فاعل وصدور فعل (یعنی چیز کے اٹھانے) میں تو شریک ہیں لیکن تعلق فعل (یعنی وقوع فعل) میں شریک نہیں۔ قولہ۔ وتخییل یعنی نمودن غیر را الخ یعنی فاعل کا دوسرے کو حصول ماخذ کا اپنے نفس میں دکھلانا حالانکہ وہ فاعل کو نہ تو واقع میں حاصل ہے اور نہ فاعل کو اُس کا حصول واقعی مطلوب ہے جیسے قولہ تمارض (اس نے دکھاوے کے لئے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا۔ قولہ۔ ومطاوعت فاعل بمعنی افعل الخ یعنی باب تفاعل مطاوع باب مفاعلت اس وقت ہوتا ہے جبکہ مفاعلت بمعنی افعال ہو جیسے قولہ باعدتہٗ فتباعد (میں نے اُس کو دور کیا پس وہ دور ہوگیا) اس مثال میں فتباعد مطاوع باعدتہٗ ہے اور باعدتہٗ بمعنی ابعدتہٗ ہے۔ قولہ۔ وموافقت مجرد الخ یعنی عدم تشارک میں ثلاثی مجرد کے موافق ہونا برابر ہے کہ اس کا مجرد اس معنی میں آیا ہو جیسے تعالی بمعنی علا بلند ہوا اور توانی بمعنی وَنی (سُست ہوا) یا اس معنی میں نہ آیا ہو جیسے تصابہتہٗ (میں نے اُس کا صُبابہ یعنی بقیہ پانی) پیا) اس کا مجرد صببتہٗ ہے باب نصر بمعنی پانی ڈالنا۔ وموافقت افعل در معنی جیسے تیامن بمعنی ایمن (وہ یمن میں داخل ہوا یا یمن میں پہنچا) اس میں خاصۂ بلوغ ہے۔ قولہ۔ وابتدا الخ یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا مجرد نہ آتا ہو۔ صاحب نوادر الاصول اس کی مثال تداخک بمعنی تداخل لائے ہیں اور تاج المصادر کا حوالہ دیتے ہیں میں نے اس میں اور نہ قاموس میں اور نہ منتہی الارب میں اس کو پایا ہاں تلاحک (باللام) تاج المصادر میں بمعنی تداخل موجود ہے لیکن اس کا مجرد منتہی الارب میں موجود ہے لحک باشین لحگا بالفتح سخت کردن التیام آں را باب فتح ولحک العسل لحگا۔ لیسید انگبیں را۔ باب سمع۔ دوم یہ کہ آیا ہو لیکن بمعنی دیگر جیسے تبارک (وہ مقدس اور منزہ ہوا) اس کا مجرد برک ہے بمعنی فرو خفت شتر ونیز برک بمعنی ثابت شد واقامت نمود وکوشش کرد ہے۔ مصدر برُوک ہے۔ باب نصر کذا فی منتہی الارب۔ قولہ۔ بلفظیکہ در مفاعلت الخ

یعنی وہ لفظ جو باب مفاعلت میں دو مفعول کو چاہتا ہے جیسے جاذبتُ زیداً ثوباً اگر اس کو باب تفاعل میں لیجائیں تو وہ اس وقت ایک مفعول کو چاہے گا جیسے تجاذبا ثوباً۔ **قولہ** ۔ وگرنہ لازم بود الخ اور اگر وہ باب مفاعلت میں دو مفعول کو نہیں چاہتا بلکہ ایک مفعول کو چاہتا ہے یعنی متعدی بیک مفعول ہے جیسے قاتل زیدٌ عمرواً تو باب تفاعل میں وہ لازم ہو جائے گا۔ جیسے تقاتل زیدٌ وعمروٌ مصنفؒ کا اس کلام سے مقصود باب مفاعلت کی مشارکت اور باب تفاعل کے تشارک کے درمیان فرق کی طرف اشارہ کرنا ہے جس کی تفصیل گذر چکی۔ **قولہ** ۔ خاصیت افتعال اتخاذ ست الخ اس کے معنی گذر چکے۔ **قولہ** نحو احتجر بتقدیم جیم بر حاء مہملہ ماخذ حجر ہے بضم جیم بمعنی (سوراخ) یعنی اس نے سوراخ بنایا یا بتقدم حا مہملہ بر جیم معجمہ ماخذ حجرۃ ہے بمعنی "اس نے حجرہ بنایا" دونوں معنوں میں یہ ساختن ماخذ کی مثال ہے۔ **قولہ** واجتنب بمعنی "گوشہ گرفت" یہ گرفتن ماخذ کی مثال ہے صاحب نوادر الاصول نے مصنفؒ کی اس مثال پر اس طرح سے اعتراض کیا ہے کہ اجتنب بمعنی بعد عن جنبہ آتا ہے پس اس میں خاصۂ تجنب ہے نہ کہ خاصہ اتخاذ لہذا اس مثال کی بجائے احترز منہ بمعنی "اُس نے اُس سے حرز یعنی پناہ لی" ہونی چاہیئے تھی ناچیز کے نزدیک مصنف کا مثال اجتنب گرفتن ماخذ کے لئے لانا صحیح ہے اس لئے کہ منتہی الارب میں ہے کہ اجتنبہ دور شد ازوے ونیز اجتناب گوشہ گرفتن وپرہیز کردن وجنب شدن پس چونکہ اس کے معنی گوشہ گرفتن بھی آتے ہیں لہذا اس معنی کے لحاظ سے مثال مذکور صحیح ہے۔ **قولہ** واغتذی الشاۃ (اس نے بکری کو غذا بنایا) یہ چیزے را ماخذ ساختن کی مثال ہے بعض شارحین یعنی صاحب خلیص فصول اکبری اور صاحب رکاذ الاصول نے اس مثال میں شاۃ کو نشاط بنون وطا پڑھا ہے یعنی اغتذی النشاط اور اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ "غذا ساخت خوشی را" حالانکہ فصول اکبری کے بعض نسخوں میں شاۃ کا لفظ ہے اور یہ ہی صحیح ہے اس لئے کہ خوشی کو غذا بنانا اور اس کا کھانا بظاہر بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ **قولہ** واعتضدہ اس میں ہ ضمیر منصوب مفعول ہے (اس نے اُسکو عضد یعنی بازو میں لیا ہے) "چیزے را در ماخذ گرفتن" کی مثال ہے۔ **قولہ** وتصرف یعنی جہد نمودن الخ فاعل کا تحصیل فعل میں کوشش کرنا جیسے قولہ اکتسب ای المال (اس نے مال کو کوشش سے حاصل کیا) ماخذ کسب ہے۔ اکتساب اور کسب میں فرق یہ ہے کہ کسب کسی شئی کا حاصل کرنا جس طور سے بھی وہ حاصل ہو بخلاف اکتساب کے کہ وہ کسی شئی کا کوشش سے حاصل کرنا ہے۔ **قولہ** ۔ وتخییر ای فعل الفاعل الفعل لنفسہ الخ جاننا چاہیئے کہ پہلا فعل بفتح فا مصدر ہے بمعنی (کرنا) اور اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور دوسرا فعل بکسر فا اسم جامد ہے اور اُس کی جمع فعال بکسر فا آتی ہے بمعنی (کام) اور وہ پہلے فعل کا مفعول بہ ہے اور لنفسہ کا لام مصدر کے متعلق ہے اور اُس کی ضمیر فاعل کی طرف لوٹتی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ "فاعل کا

کام کو اپنے لئے کرنا" جیسے قولہ اکتال (اس نے اپنے لئے ناپا) اور اسی قبیل سے ہے قول باری تعالیٰ اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم یخسرون الخ **قولہ** ۔ ومطاوعت فعل الخ بالتخفیف یعنی مجرد کی مطاوعت کرنا اور اس کے معنی گذر چکے جیسے قولہ غممتہ فاغتم (میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوگیا) ۔

قولہ ۔ وموافقت مجرد وافعل الخ موافقت مجرد کی مثال جیسے ابلج الصبح بمعنی بلج (صبح روشن ہوئی) موافقت افعل کی مثال جیسے احتجر بمعنی احجر (وہ حجاز میں داخل ہوا یا حجاز میں پہنچا) اس میں خاصہ بلوغ ہے موافقت تفعل کی مثال جیسے ارتدی بمعنی تردی (اس نے چادر پہنی) اس میں خاصہ تعمل ہے موافقت تفاعل کی مثال جیسے اختصم زیدٌ وعمروٌ بمعنی تخاصم زیدٌ وعمروٌ (زید اور عمرو نے باہم خصومت کی) اس میں خاصہ تشارک ہے ۔ موافقت استفعل کی مثال جیسے استجر بمعنی استاجر (اس نے اجرت طلب کی) **قولہ** وابتداً یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا مجرد نہ آتا ہو جیسے الاتیام (تاج المصادر میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ گوسپند علفی یعنی خواہندۂ علف گشتن) اور منتہی الارب میں یہ معنی لکھے ہیں کہ (ذبح کردن گوسپند تیمہ) اور تیمہ بکسر تا (گوسپندیکہ در رسالت گرسنگی ذبح کنند آنرا) یا آیا ہو لیکن بمعنی دیگر جیسے استلم یہ سلمۃ بکسر لام سے ہے بمعنی (پتھر) (اس نے پتھر کو چوما یا اس کو ہاتھ سے چھویا) اس کا مجرد سلم بکسر لام بمعنی (سلامت رہا) **قولہ** ۔ خاصیت استفعال طلب ولیاقت ست الخ طلب بمعنی فاعل کا ماخذ طلب کرنا اور لیاقت بمعنی کسی چیز کا ماخذ کے لائق ہونا طلب کی مثال جیسے قولہ استطعمتہ (میں نے اس سے کھانا مانگا) ماخذ طعام ہے لیاقت کی مثال جیسے قولہ استتر قیہ (میں نے کپڑا پیوند کے قابل ہوگیا) ماخذ رقعہ ہے مصنف کا طلب اور لیاقت کو ایک جگہ جمع کرنے کا سبب یہ ہے کہ لیاقت میں طلب تقدیری ہے اس لئے کہ جب کپڑا پرانا اور کمزور ہونے کی وجہ سے پیوند کے قابل ہوجاتا ہے تو گویا وہ پیوند کا طالب ہوگیا ۔ **قولہ** ووجدان الخ کسی چیز کو موصوف بماخذ پانا جیسے قولہ استکرمتہ (میں نے اس کو کریم پایا) **قولہ** ۔ وحسبان یعنی پنداشتن چیزے را الخ حسبان بکسر حا بمعنی (گمان کرنا) یعنی فاعل کا کسی چیز کو موصوف بماخذ گمان کرنا جیسے قولہ استحسنتہ (میں نے اس کو نیک گمان کیا) وجدان اور حسبان میں فرق یہ ہے کہ وجدان میں یعنی یقین کے ہوتے ہیں اور حسبان میں معنی ظن کے **قولہ** ۔ وتحول الخ یعنی کسی چیز کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہونا اور یہ تحول دو قسم پر ہے ۔ اول صوری جیسے استحجر الطین یہ مثال عین ماخذ اور مثل ماخذ دونوں معنی کے لئے ہوسکتی ہے یعنی (مٹی حقیقۃً پتھر ہوگئی یا سختی میں پتھر کے مانند ہوگئی) یا معنوی جیسے قولہ استنوق الجمل (اونٹ اونٹنی ہوگیا یعنی اس کی صفات اونٹنی جیسی صفات ہوگئیں ۔ یہ ضرب المثل ہے اہل عرب اس کو اس موقع پر بولتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بات کو دوسرے کی بات کے ساتھ ملا دے یا کسی چیز کی صفت کو دوسری چیز کی صفت قرار دے اس کی اصل

اس طرح بیان کی گئی ہے کہ مسیب بن علس شاعر سلطان محمود بن سبکتگین کے سامنے قصیدہ پڑھ رہا تھا کہ اس نے اس میں اونٹ کی صفت بیان کرتے ہوئے ایک شعر پڑھا جس میں اس نے وہ صفت جو اونٹنی کی تھی اونٹ کے لئے ثابت کی طرفہ بن عبد شاعر نے جو بادشاہ کے ندماء میں سے تھا اس شعر کو سن کر کہا کہ استنوق الجمل و اس کے بعد یہ ضرب المثل ہو گئی۔ قولہ۔ واتخاذ الخ اس کے معنی گذر چکے مثال جیسے قولہ استوطن القریٰ قریٰ بضم قاف و فتح را جمع قریۃ بفتح قاف کی ہے بمعنی دیہات)۔ اُس نے گاؤں کو وطن بنایا۔

جد نمودن در فعل نحو اکتسب و تخیر ای فعل الفاعل الفعل لنفسہ نحو اکتال و مطاوعت فعل نحو غممتہ فاغتم۔ و موافقت مجرد و افعل و تفعل و تفاعل و استفعل و ابتدا خاصیت استفعال طلب و لیاقت ست نحو استطعمتہ و استرقع الثوب۔ و وجدان نحو استکرمتہ و حسبان یعنی پنداشتن چیزے را موصوف بماخذ نحو استحسنتہ۔ و تحول نحو استحجر الطین و استنوق الجمل و اتخاذ نحو استوطن القریٰ۔ و قصر نحو استرجع۔ و مطاوعت افعل نحو اقمتہ فاستقام و موافقت مجرد و افعل و تفعل و افتعل و ابتدا و انفعال را لزوم و علاج لازم ست و مطاوعت فعل غالب نحو کسرتہ فانکسر و موافقت فعل و افعل نادر و فائی آں لام و میم و را و نون و حرف لین نبود و یطاوع افعل نحو اغلقت الباب فانغلق و ینبذار۔

قولہ۔ قصر الخ ای از حکایت جیسے قولہ استرجع داس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، مصنف اصول میں اس مثال کو موافقت معنی تفعیل میں لائے ہیں اور قصر کو اس باب کی خاصیت میں نہیں شمار کیا۔ اور یہ ہی حق ہے اس لئے کہ باب استفعال معنی قصر میں نادر ہے اور خواص ابواب میں معانی کا مشہور اور کثیر ہونا

معتبر ہے لہذا قصر کو خاصیت استفعال سے لانا مسامحۃ ہے بخلاف باب تفعیل کے کہ وہ معنی قصر میں مشہور ہے جیسا کہ لغت سے ظاہر ہے۔ **قولہ۔** ومطاوعت افعل الخ جیسے قولہ اقمتہ فاستقام (میں نے اُس کو کھڑا کیا پس وہ کھڑا ہوگیا) **قولہ۔** وموافقت مجردہ افعل الخ موافقت مجرد کی مثال جیسے استقرّ بمعنی قرّ (ثابت ہوا) موافقت افعل کی مثال جیسے استجبتہ بمعنی اجبتہ (میں نے اُس کو جواب دیا) فہو للاعطار۔ موافقت تفعل کی مثال جیسے استکبر بمعنی تکبّر (اُس نے اپنے کبر کا اظہار کیا) فہو للتکلف واستغبیتُ بمعنی تغبیت (میں نے خیمہ کو کھڑا کیا) موافقت افتعل کی مثال جیسے استعصم بمعنی اعتصم (اس نے چنگل مارا اور بمعنی وہ گناہ سے باز رہا) کذا فی التاج ومنتہی الارب۔ **قولہ۔** وابتدا الخ یہ دو قسم پر ہے اول یہ کہ اس کا مجرد نہ آیا ہو جیسے اِستَاجَرَ علی الوسادۃ (وہ تکیہ پر ٹیڑھا ہوا) یا آیا ہو لیکن بمعنی دیگر جیسے استعان بمعنی (زیر ناف کے بال مونڈے) اس کا مجرد عان ہے بمعنی (مدد کی)۔ **قولہ۔** وانفعال لازمہ الخ یعنی باب انفعال کا خاصہ لازم ہونا ہے برابر ہے کہ اس کا مجرد بھی لازمی ہو جیسے انقرح (خوش ہوا) اس کا مجرد فرح بھی لازمی ہے (خوش ہوا) یا نہ ہو جیسے انصرف (لوٹا و پھرا) اس کا مجرد صرف متعدی ہے (پھیرا) یہ مذہب فارسی کا ہے لیکن جمہور کے نزدیک اس کے اصل کا متعدی ہونا ضروری ہے لہذا ان کے نزدیک لفظ لاینصبر اور انعدم غلط ہیں اس لئے کہ ان کا مجرد متعدی نہیں ہے۔ وقیل انعدم خطأ لان انعدام استیصال الوجود دفعۃً فلا یبقی ثمۃ جہۃ علاج تاثیر وقیل لان الشیٔ اذا انعدم لم یبق لاثر تکلیف یکون للغیر فیہ تاثیر کذا فی النظام اور اس کا خاصہ علاج ہے یعنی اس کا ان افعال میں سے ہونا جن کے معنی کا ادراک حس سے ہو سکے اور اعضاء ظاہری (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کا اثر ہوں اور یہ دونوں خواص اس باب کو لازم ہیں یعنی اس باب کا کوئی فعل ان دونوں صفتوں سے خالی نہ ہوگا جیسے انکسار (ٹوٹنا) اور انفطار (پھٹنا) یہ دونوں امر حسی ہیں اور فعل جوارح یعنی اعضاء ظاہری کا اثر ہیں جو کسر بمعنی توڑنا اور فطر بمعنی پھاڑنا سے پیدا ہوئے ہیں پس عرفتہ فانعرف کہنا صحیح نہیں ہے (میں نے اُس کو پہچانا پس وہ پہچان گیا) اس لئے کہ عرفان قلب کا فعل ہے نہ کہ جوارح کا اور اس کا اثر جو ایک شیٔ کا معلوم و معروف ہونا ہے امر حسی نہیں ہے۔ **قولہ۔** ومطاوعت فعّل الخ بالتضعیف یعنی باب انفعال کا ثلاثی مجرد کی مطاوعت کرنا اکثر ہے اور یہ اکثریت مطاوعت باب افعال کے لحاظ سے ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ جیسے قولہ کسرتہ فانکسر (میں نے اُس کو توڑا پس وہ ٹوٹ گیا) **قولہ۔** وموافقت فعل وافعل نادر الخ یعنی اس کا ثلاثی مجرد اور باب افعل کے معنی کے ساتھ موافق ہونا نادر ہے موافقت مجرد کی مثال جیسے انحق بمعنی حق (بے وقوف ہوا) انطفأت النارُ بمعنی طفئت (آگ بجھ گئی) موافقت افعل کی مثال جیسے انجز بمعنی اجزء (وہ جاز یعنی گیا) اس میں خاصہ بلوغ ہے۔ **قولہ۔** وفائی آں لام وراالخ

یعنی باب انفعال کے فاکلمہ میں (حرف یرملون) یعنی لام میم رآ مہملہ اور نون اور حرف لین ثقل کی وجہ سے نہیں آتے پس اگر یہ حرف ہوں تو اس باب کو افتعال سے لاتے ہیں جیسے لویتُ الرسن فالتوی (میں نے رسی کو بٹا پس وہ بٹ گئی) ورفعہ فارتفع (اس نے اُس کو اُٹھایا پس وہ اُٹھ گیا) ونقلتہ فانتقل (میں نے اُس کو نقل کیا پس وہ منتقل ہوگیا) نقلٌ بمعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا باب نصر وصلتہ فاتصل (میں نے اُس کو ملایا پس وہ مل گیا) ومددتہ فامتد (میں نے اُس کو کھینچا پس وہ کھنچ گیا) لیکن لفظ اتازاور امحی کا باوجودیکہ ان کے فاکلمہ میں میم ہے باب انفعال سے آنا نادر ہے یہ اصل میں انماز اور انمحی تھے نون میم سے بدل کر میم ثانی میں مدغم ہوگیا۔ قولہ۔ ویطاوع افعل الخ یعنی بر سبیل قلت یہ افعل کی بھی مطاوعت کرتا ہے۔ جیسے قولہ اغلقت الباب فانغلق (میں نے دروازہ کو بند کیا پس وہ بند ہوگیا) مصنف کا اس کو بلفظ مضارع لانے سے مقصود اس کے قلیل ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہے اور نیز مصنف کا اس کو اپنے قول ومطاوعت فعل سے علیحدہ بیان کرنا اور پھر اس میں لفظ غالب کا لانا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ باب افعل کی مطاوعت کم کرتا ہے اور نیز شافیہ اور رضی میں تصریح کردی ہے کہ یہ باب افعل کی مطاوعت کم کرتا ہے قولہ وینتدأ اور یہ کبھی ابتدا کے لئے بھی آتا ہے برابر ہے کہ اس کا مجرد نہ آیا ہو جیسے انحدر (وہ سوراخ میں گیا) یا آیا ہو لیکن بمعنی دیگر جیسے انطلق بمعنی (چلا) اس کا مجرد طلاقت بمعنی (کشادہ رُو ہونا ہے) یہاں بھی اُس کو بلفظ مضارع لانے سے مقصود اس کے تقلیل کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وایضاً لان ہذا الباب لکونہ من امر فعل الجوارح یکون مطاوعاً فی الاغلب فیکون الابتدا قلیلاً۔ قولہ وافعیعال ولزوم غالب یعنی باب افعیعال کا لازم ہونا غالب اور اکثر ہے جیسے الاحدیداب بمعنی (کبڑا ہونا) والاخشیشان (بہت سخت ہونا) والاخلیلاق (کپڑے کا پُرانا ہونا) اور متعدی ہونا مغلوب جیسے اعلویتہٗ (میں نے اُس کو شیریں سمجھا) واعرورَیتہ (میں گھوڑے پر بے زین کے سوار ہوا) وفی الصحاح انہ لاثالث لہما للتعدیۃ من ہذا الباب۔ قولہ ومبالغہ لازم اور اس باب کو مبالغہ لازم ہے۔ جیسے اعشوشبت الارضُ (زمین بہت گھاس والی ہوئی) جاننا چاہیئے کہ مبالغہ اس باب میں بلاشبہ پایا جاتا ہے لیکن مصنف کا اس باب کے لئے مبالغہ کا لازم قرار دینا صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے کہ یہ لزوم دوسری معتبر کتابوں سے مستفاد نہیں ہوتا۔ اور نیز مصنف نے اصول میں بیان کیا ہے وفی افعوعل مبالغہ وغلبہ لزوم نحو اعشوشب پس مصنف کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مبالغہ اس باب کو لازم نہیں ہے ورنہ اگر لازم ہوتا تو لزوم المبالغۃ یا اس جیسی کوئی اور عبادت جو لزوم مبالغہ پر دلالت کرتی فرماتے شاید کہ مصنف کو وہ امر جو اصول میں لائے ہیں اس کتاب کی تالیف کے بعد محقق ہوا ہوگا۔ قولہ۔ ومطاوعت فعل وموافقت استفعل تا ورا الخ یعنی ثلاثی مجرد کی مطاوعت کرنا اور باب استفعال کے ساتھ معنی میں

موافق ہونا یہ دونوں امر اس باب میں نادر ہیں۔ مطاوعت کی مثال جیسے ثنیتہ فاثنوی (میں نے اُس کو لپیٹا پس وہ لپٹ گیا) موافقت کی مثال جیسے اھلولیتہ بمعنی استحلیتہ (میں نے اُس کو شیریں سمجھا) اس میں خاصہ حسبان ہے۔ قولہ۔ وافعلال وافعیلال رالزوم ومبالغہ لازم، یعنی باب افعلال وافعیلال کو لزوم اور مبالغہ دونوں لازم ہیں جیسے احمرّ (بہت سُرخ ہوا) واشہاب (بہت سفید ہوا) ان دونوں بابوں کو لزوم کے لازم ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے لیکن گفتگو مبالغہ کے لازم ہونے میں ہے اس لئے کہ کتب معتبرہ سے یہ لزوم معلوم نہیں ہوتا۔

وافعیعال رالزوم غالب ومبالغہ لازم ومطاوعت فعل وموافقت استفعل نادر

نحو احمرّ بسیار سُرخ شد واشہاب بسیار سفید شد ۱۲

وافعلال وافعیلال رالزوم ومبالغہ لازم ولون وعیب غالب وافعوال بناء مقتضب

چوں احول واحوال ۱۲

یجئ للمبالغۃ وفعلل لمعانٍ کثیرۃٍ ولم یُروا الاصیحًا او مضاعفًا ومہموزًا قلیلًا تفعلل

نحو حرج ۱۲ نحو زلزل ودہوس ۱۲

یُطاوع فعلل وقد یقتضب وانفعلل لازم ویطاوع فعلل وکذا فعلل ویجئ مقتضبًا

وحرجۃ فتدحرج ۱۲

وفی الملحقات مبالغۃ ایضًا۔ فصل۔ بدانکہ جملہ افعال واسماء چہار قسم ست صحیح

لفظی کہ از حروف اصلی آں حرف علت وہمزہ ودو حرف یک جنس نبود ومہموز لفظیکہ

از اصولش ہمزہ بود ومعتل لفظیکہ در اصول آں حرف علت ست ومضاعف آنکہ در

زیرا کہ ہمزہ یا کلمہ است یا عین کلمہ یا لام کلمہ ۱۲

اصولش دو حرف یک جنس باشد اما مہموز بر سہ گونہ است مہموز فا نضکس وفا وعین

قولہ۔ ولون وعیب غالب الخ اور ان دونوں بابوں میں لون اور عیب کے معنی غالب ہیں یہ غلبہ ان دونوں کے غیر کے لحاظ سے ہے اگرچہ آپس میں ان دونوں میں لون عیب سے اغلب ہے۔ اسی واسطے مصنفؒ نے اصول میں فرمایا ہے کہ غلبۃ لون وقلۃ عیب لون کی مثال اوپر گذر چکی عیب کی مثال جیسے احولّ واحوالّ۔

(بھینگا ہوا) ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ افعلال لون طبعی پر دلالت کرتا ہے اور اشمئلال عارضی پر اور اس کا برعکس بہت کم آتا ہے وفی الرضی۔ اما افعل فالغلب کونہ للالوان او العیب الحسی اللازم وافعال فی اللون او العیب الحسی العارض وقد یکون الاول فی العارض والثانی فی اللازم۔ اور ان دونوں بابوں کا لون وعیب سے خالی ہونا بہت کم ہے جیسے ارقد بمعنی (جلدی کی) اور بہار اللیل (رات آدھی ہوگئی) فصول اکبری کے بعض نسخوں میں لون یا عیب بیا عاطفہ ہے۔ پس اس وقت کلمۂ یا بیان نوع کے لئے ہوگا نہ کہ تردید او شک کے لئے۔ جیسا کہ صاحب رکار الاصول نے خیال کیا ہے اور کبھی افعلال مطاوعت ثلاثی مجرد کے لئے آتا ہے جیسے رعوی فارعوی۔ (میں نے اُس کو جہل سے پھیرا پس وہ پھر گیا) اس مثال میں تین شذوذ ہیں۔ اوّل اس کا لون وعیب سے خالی ہونا۔ دوم اس کا ناقص سے آنا۔ سوم اس کا مجرد کی مطاوعت کرنا۔ لیکن اس میں تعلیل کا ہونا اور ادغام کا نہ ہونا موافق قیاس ہے اس لئے کہ جب اس کی آخری واو اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا ہوگئی اور پھر یا الف ہوا تو اب فی الحال دو حرف ایک جنس کے باقی نہیں رہے۔ ہکذا فی کتب الصرف۔ **قولہ۔** افعوّل بنا مقتضب اسی غالباً مقتضب لغت میں بمعنی (کٹا ہوا) اور اصطلاح میں وہ بنا ہے جس کی اصل یا مثل اصل ہو اور حرف الحاق اور حرف زائد سے جو کسی معنی کے لئے ہو خالی ہو ہکذا فی الارتشاف (اور اس کو مرتجل بھی کہتے ہیں جیسے اخرنطا بہم السیر (اُن کو رفتار نے کھینچا) کذا فی الصراح۔ اور رضی میں ہے کہ وافعوّل بنا مرتجل لیس منقولا من فعل ثلاثی۔ اور خلیص فصول اکبری میں ہے کہ مقتضب وہ ہے جس کی بنا منقول نہ ہو یعنی اُس کی بنا ثلاثی سے منقول نہ ہوئی ہو بلکہ ابتداءً اس وزن پر وضع کی گئی ہوں پس اقتضاب بدو وجہ ابتدائے خاص ہے اول یہ کہ ابتداءً عام ہے کہ اس کا مجرد آتا ہو یا نہ آتا ہو دوم یہ کہ اقتضاب میں حرف الحاق اور حرف زائد للمعنی سے خالی ہونا شرط ہے نہ ابتدا میں شرح میں غالباً کی قید اس واسطے ہے کہ وہ کبھی غیر مقتضب کے لئے بھی آتا ہے جیسے حوّی الفرس واحوّی بمعنی (گھوڑا سیاہ مائل بسبزی یا سرخ مائل بسیاہی ہوا) **قولہ۔** یجئ للمبالغۃ الخ اور یہ کبھی مبالغہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے اعلوّذ بہم السیر ای دام مع السرعۃ وہو من سیر الابل کذا فی تاج المصادر (یعنی ہمیشہ رہا اُن کو تیز چلنا) مصنف کا اس کو بصیغہ مضارع لانا اس کے قلیل ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے اسی واسطے مصنف نے اصول میں کہا ہے کہ وقلیل للمبالغۃ اور یہ باب لازمی اور متعدی دونوں آتا ہے۔ لازمی کی مثال جیسے الاجلوّاذ (تیز رفتن) متعدی کی مثال جیسے اعلوّط البعیر (وہ اونٹ کی گردن میں لٹک کر اونٹ پر سوار ہوا) **قولہ۔** وفعلل لمعان کثیرۃ الخ یعنی فعلل بہت سے معنی کے لئے آتا ہے جن کا ضبط دشوار ہے لیکن ان میں سے چند وضاحت کے لئے بیان کئے جاتے ہیں۔ قصر کے لئے جیسے حمدل (اس نے الحمد للہ کہا) وبسمل (اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی) اور الباس ماخذ کے لئے جیسے برقعتہ (میں نے اُس کو برقع

اُڑھایا) اور اتخاذ کے لئے جیسے قنطرۃ اُس نے پُل بنایا) اور تعمل کے لئے جیسے زعفر الثوب (اس نے زعفرانی کپڑا رنگا) اور اپنے نفس کی مطاوعت کے لئے جیسے غطرش اللیل وبصرہ فغطرش (رات نے اس کی آنکھ کو تاریک بنایا پس وہ تاریک ہوگئی۔ قولہ۔ ولم یرد الخ بصیغہ مجہول مصدر روایت ہے الا صحیحا و مضاعفا حال کو نہما کثیرا مہموزا قلیلا یعنی باب فعلل اکثر صحیح اور مضاعف آتا ہے اور مہموز بر سبیل قلت قلیلاً کا تعلق مہموز کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ لغت اور کتب معتبرہ سے مہموز کا قلیل آنا معلوم ہوتا ہے اور یہ کبھی معتل بھی آتا ہے جیسے الوصوصۃ (عزانا) اور اس جگہ مضاعف سے مراد یہ ہے کہ اس کا فا اور لام اولیٰ اور عین اور لام ثانی مکرر ہو برابر ہے کہ ہر دو مکرر حرف صحیح ہوں یا ان میں سے ایک حرف علت ہو یا ہمزہ جیسے زلزل ووسوس (اندیشہ ڈالا) ودئدئ الابل (میں نے اونٹوں کو یاہ یاہ کہا) یعنی آوضو ضاۃً (بانگ کردن) وصیحاۃ (خواندن بزُ) وطاء طاۃً (سر جھکانا) اور مہموز سے مراد بدون تکرار مذکور ہے اور وہ چار قسم پر ہے۔ اوّل مہموز الفا جیسے الألألۃ (مجنوں ہونا)۔ دوم مہموز العین جیسے الزاءرۃ (پُرزہ گردیدن جامہ) سوم مہموز اللام الاولیٰ جیسے طمأنَ ظہرہٗ (اس نے اپنی پیٹھ کو برابر کیا) اور طأمن اس کا مقلوب ہے۔ چہارم مہموز اللام الثانیۃ جیسے کرفأ اللہ السحاب (خدا نے ابر کو متفرق کر دیا) کذا فی تاج المصادر۔ لیکن مہموز بتکرار مذکور بہت ہیں جیسے تأثأۃ (سیراب کرنا) وتأنأۃ۔ (سُست ہونا) وراءراۃ (سیاہی چشم برگردانیدن ودرخشیدن) قولہ۔ تفعلل یطاوع فعلل الخ باب تفعلل مطاوعت فعلل کی کرتا ہے جیسے دحرجتہ فتدحرج (میں نے اُس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا) قولہ۔ وقد یقتضب الخ اور وہ کبھی مقتضب بھی آتا ہے جیسے تہبس (وہ ناز سے چلا) اور کبھی یہ فعلل کے موافق ہوتا ہے جیسے تغدّر بمعنی غدر (چیخا) قولہ۔ وافعنلل لازم یطاوع فعلل الخ اور باب افعنلل لازمی آتا ہے نہ متعدی اور فعلل رباعی مجرد کی مطاوعت کرتا ہے برابر ہے کہ وہ مطاوعت تحقیقا ہو جیسے زعجرتہ فانزعج (میں نے اُسکو بھایا پس وہ ریختہ ہوگیا) یا تقدیرًا جیسے ابرنشق (وہ خوش ہوا) اس لئے کہ اس کا مجرد نہیں آتا اور یہ مرتجل بھی آتا ہے جیسے اعرنفط (وہ منقبض ہوا) قولہ۔ وکذا افعلل الخ یعنی اور اسی طرح باب افعلل بھی لازم آتا ہے اور رباعی مجرد کی مطاوعت کرتا ہے جیسے طمأنتہٗ فاطمأن (میں نے اُس کو تسکین دی پس وہ مطمئن ہوگیا)۔ قولہ۔ ویجیٔ مقتضبا الخ اور وہ مقتضب بھی آتا ہے جیسے اکفہرّ النجم (شدت تاریکی میں ستارہ روشن ہوا) قولہ۔ وفی الملحقات مبالغۃ ایضا الخ یعنی وفی الملحقات مع موافقۃ الملحق بہ فی الصیغ والخواص والمعانی مبالغۃ ایضا وان لم یکن فی الملحق بہ جیسے ہوّقل (بہت بوڑھا ہوا) وجہور (اس نے آواز کو بلند کیا) وشملّ (دوڑا) ویبقرّ بمعنی کرّ فارّ اور مبالغہ مذکور سے مراد مبالغہ فی الجملہ ہے نہ یہ کہ وہ مبالغہ اُن کو لازم ہے اس لئے کہ بہت سے ملحقات میں مبالغہ نہیں ہے جیسے التودلۃ (سُست جانا) والہلمۃ (لفظ ہلم سے بُلانا)۔

یقال ہلمت بالرجل اذا قلت لہ ہلم۔ واضح رہے کہ مصنفؒ نے بیان خاصیات میں تضمن عبارت سے کام لیا ہے کہ کبھی ایک مضمون کو عربی عبارت سے اور کبھی اس کو فارسی عبارت سے اور کبھی موافقت مجرد سے اور کبھی موافقت فعل سے اور کبھی ابتدا سے اور کبھی بتدا سے اور کبھی بنا مقتضب سے اور کبھی بتقتضب سے لائے ہیں مگر مطلب ایک دوسرے کا ایک ہے اگرچہ مفہوم موافقت فعل اور موافقت مجرد میں عموم وخصوص کا فرق ہے لیکن یہ فرق مقصود نہیں ہے اسی وجہ سے اس کتاب میں جہاں فعل لائے ہیں اصول میں لفظ مجرد لائے ہیں بالا ماشاء اللہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ابواب مذکورہ کی خاصیات مذکورہ کے علاوہ اور بہت سی خاصیات ہیں جو اور کتابوں مثل تسہیل اور ارتشاف وغیرہ میں مذکور ہیں۔ قولہ۔ بدانکہ جملہ افعال واسماء الخ یعنی افعال اور اسماء میں سے کوئی ان چار قسموں سے خالی نہیں ہے۔ افعال سے مراد افعال متصرفہ ہیں جن سے تمام صیغے ماضی مضارع امر اور نہی نکلتے ہیں اس لئے کہ افعال غیر متصرفہ جیسے نعم وبئس وکاد وعسی چار قسم پر نہیں ہوتے اور اسماء سے مراد اسماء متمکنہ ہیں یعنی معرب اس وجہ سے کہ مبنی چہار اقسام مذکورہ کی طرف منقسم نہیں ہوتا۔ قسم اول قولہ صحیح وآں در اصطلاح صرفیاں لفظی ست کہ از حروف اصلی آں الخ جیسے ضرب وفرس اور اس کو سالم بھی کہتے ہیں اور نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زید اور وہ لفظ جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن تو وہ بھی صحیح کا حکم رکھتا ہے جیسے دلو صحیح کے معنی لغوی اور معنی اصطلاحی میں مناسبت ظاہر ہے۔ قسم دوم قولہ مہموز لغت میں بمعنی (ہمزہ دیا ہوا) اور اصطلاح میں لفظیکہ از اصولش ہمزہ بود کو کہتے ہیں جیسے امر وسال وقرء مہموز کو معتل پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مہموز اکثر حال میں صحیح کی مثل ہوتا ہے بخلاف معتل کے کہ وہ ایسا نہیں ہے۔ قسم سوم قولہ معتل بصیغۂ اسم فاعل لغت میں بمعنی (بیمار) اور اصطلاح میں لفظیکہ در اصول آں حرف علت است الخ کو کہتے ہیں۔ برابر ہے کہ حرف علت ایک ہو یا متعدد پس اس میں لفیف بھی داخل ہے جیسے وعد وقولی چونکہ کلمہ معتل حرف علت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جزو صحیح نہیں رکھتا لہذا وہ اس مریض کے مشابہ ہوگیا جو عضو صحیح نہیں رکھتا ہے پس وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہونے کی وجہ سے بیمار کی مثل ہے لہذا اس کا نام معتل رکھا گیا اور یہ تسمیہ مشبہ باسم مشبہ بہ کے قبیل سے ہے۔ قسم چہارم قولہ ومضاعف لغت میں بمعنی "دو چند" اور اصطلاح میں آنکہ در اصولش دو حرف یک جنس باشد برابر ہے کہ وہ دونوں متجانس متعدد ہوں یا نہ ہوں پس اسوقت وہ مضاعف رباعی کو بھی شامل ہے جیسے زلزل۔ مصنف کے قول دو حرف یک جنس باشند سے بظاہر مراد حرف علت کے علاوہ ہیں اس لئے کہ لفیف جو مضاعف کے مقابل ہے معتل میں داخل ہے لیکن بعضوں نے عام رکھا ہے ومن ہنا قال الرضی ونحویی القوۃ یسمی مضاعفا باعتبار ولفیفا مقرونا باعتبار۔ چونکہ اقسام اربعہ

میں سے ضاعف میں ثقل زیادہ ہے لہٰذا اُس کو سب سے اخیر میں ذکر کیا۔ جاننا چاہیئے کہ افعال متصرفہ اور اسماء متمکنہ باعتبار غیر صحیح ہونے کے دو قسم پر ہیں بسائط و مرکبات۔ بسائط وہ ہیں جن میں ہمزہ اور حرف علت اور تضعیف میں سے صرف ایک نوع متحقق ہو جیسے آمر و عدد و فتر۔ اور مرکبات وہ ہیں جن میں ہمزہ اور حرف علت اور تضعیف میں سے ایک نوع سے زائد متحقق ہو جیسے آود (ڈیڑھا ہوا)، باب سمع اس میں دو نوع ہمزہ اور حرف علت متحقق ہیں اب مصنف بسائط کا بیان کرتے ہیں کہ یہ فلاں فلاں باب سے آتے ہیں۔

قولہ اما مہموز پس کو تاست الخ اس لئے کہ ہمزہ یا تو فا کلمہ میں ہوگا یا عین کلمہ میں یا لام کلمہ میں قسم اول مہموز فا یہ بحسب استقرار پانچ بابوں سے آتا ہے جن کی طرف مصنف نے اُن حروف سے اشارہ کیا ہے جو ان بابوں کے شروع میں آتے ہیں جن کا مجموعہ فکس رفت ہے فا سے باب نصر کی طرف اشارہ ہے جیسے الأخذ (پکڑنا اور ض سے باب ضرب کی طرف جیسے الادب (مہمانی میں بلانا) اور کاف سے باب کرم کی طرف جیسے الأسآدۃ (کھینچنا) اور سین سے باب سمع کی طرف جیسے الاذن (اجازت دینا) اور ت سے باب فتح کی طرف الألاھۃ والالوہیۃ (پوجنا) واضح رہے کہ مصنف نے اس بحث میں ثلاثی مجرد کے چھ بابوں کو ہر ایک باب کے شروع حرف سے بغرض اختصار تعبیر کیا ہے اور نیز اس امر کا التزام کیا ہے کہ جو باب جنس مذکور میں غالب ہے اس کو مقدم رکھا ہے اور جو اس میں مغلوب ہے اُس کو مؤخر لائے ہیں اور جو باب اس میں شاذ و قلیل ہے اُس کو علیحدہ لکھا ہے پس ہر رقم دو باتوں پر دلالت کرے گی اول اس پر کہ جنس مذکور فلاں فلاں باب سے آتی ہے دوم یہ کہ وہ فلاں باب میں غالب ہے اور فلاں میں مغلوب اور فلاں میں شاذ پس فکس ف نے ابواب پر دلالت کی اور اس امر پر بھی کہ مہموز فا نصر میں غالب ہے اور سمع میں مغلوب اور فتح میں شاذ و قلیل اور علامت کو جُدا لکھنے کا سبب معنی شذوذ کے لحاظ کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ لغت میں بمعنی "جماعت سے جُدا ہونا" ہیں پس اس قرینہ کی وجہ سے علیحدہ حرف بہ نسبت دوسرے ابواب کے قلت اور شذوذ کے لئے مفید ہے

قسم دوم مہموز عین اور یہ بحسب استقرار چار بابوں سے آتا ہے جن کی طرف حروف فکس ض سے اشارہ کیا گیا ہے پس فا سے باب فتح کی طرف اشارہ ہے جیسے السؤال والمسئلۃ (پوچھنا) اور کاف سے کرم کی طرف جیسے الرأفۃ (مہربان ہونا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے الکآبۃ (غمگین ہونا) اور ض سے ضرب کی طرف قلیلاً جیسے الرأد (ثیر کا غرانا) اور یہ باب حسب سے بہت کم آتا ہے جیسے البؤس (سختی کا پہنچنا) قال المصنف فی اصولہ لیکن منتہی الارب اور تاج المصادر اور دیگر کتب متعارفہ سے مہموز العین کا اس باب سے آنا نہیں معلوم ہوتا۔ قسم سوم مہموز لام اور یہ پانچ بابوں سے آتا ہے جن کی طرف حروف فکس ض ن سے اشارہ کیا ہے۔ پس فا سے فتح کی طرف اشارہ ہے جیسے القرأت (پڑھنا) اور کاف سے کرم کی طرف جیسے البطوء

(دیر کرنا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے البراۃ بالفتح (بیزار ہونا) اور ضاد سے ضرب کی طرف اور یہ اس سے قلیل آتا ہے جیسے الہناء بالفتح (بخشش کرنا) والہناء بالمد (گوارا یدن طعام کسی را) ہکذا فی تاج المصادر اور نون سے نصر کی طرف اور یہ اس سے راجح اقل آتا ہے جیسے قراۃ بروزن کتابۃ (پڑھنا) کذا فی منتہی الارب یہ مصدر فتح اور نصر دونوں سے آتا ہے لیکن فتح سے اکثر۔

فکس ض ولام فکس ض ن و معتل دو نوع ست مفروو لفیف مفروسہ قسم ست (قسم دوم ۱۲)

مثال و فضفک ح اجوف سونض سیض ن ناقص نسکفوض ضفضی کن و

لفیف دو وجہ ست مفروق ضرب ح س و مقرون بعض و مضاعف دو قسم ست

مضاعف ثلاثی کہ عین و لامش یک جنس بود ضنس ک و مضاعف رباعی کہ فا و لام (قسم اول ۱۲)

اول و عین و لام ثانیش ہم جنس باشند نحو زلزل و تذبذب۔ مرکبات ادب نصر س

ایدٍ ضرب س الو نصر ک اُدی ضرب س واو ضرب س یا س س ح راو فتح ن ض ای (اقل ۱۲)

فتح ض و با فکس ح بو نصر س شیٔ ضرب س ک ادی ض وای ض اب نصر ض س

ودس یم س طاطا کاکا وہوہ توہوہ۔

قولہ۔ و معتل دو نوع ست مفرد جبکہ معتل بیک حرف بود لفیف جبکہ معتل بدو حرف بود لفیف لغت میں بمعنی (نام چند قوم بہم آمیختہ و چند طعام مخلوط است) اس معتل کو بھی حرف علت اور حرف صحیح سے مختلط ہونے کی وجہ سے لفیف کہتے ہیں لیکن معتل بسہ حرف جیسے وَیْتُ واوًا (میں نے واو کو لکھا) وَیَیْتُ یاءً (میں نے یا کو لکھا چونکہ غایت ندرت میں ہونے کی وجہ سے مثل معدوم کے ہے لہذا اس کا اعتبار نہیں کیا۔ قولہ اما مفروسہ قسم ست

اس لئے کہ حرف علت یا تو فا کلمہ میں ہوگا یا عین کلمہ میں یا لام کلمہ میں اور ان میں سے ہر ایک دو دو قسم پر ہے۔ واوی یا یائی پس یہ کل چھ قسمیں ہوگئیں۔ قسم اول مثال وہ ہے جس کے فا کلمہ میں حرف علت ہو چونکہ اُس کی ماضی عدم اعلال میں صحیح کی مثل ہے لہذا اس کو مثال کہتے ہیں اور اس کو معتل فا بھی کہتے ہیں اور مثال واوی پانچ بابوں سے آتی ہے جن کی طرف مصنف نے حروف وصفسحک سے اشارہ کیا ہے مصنف کا اس لفظ کے شروع میں واو لانے سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ مثال واوی ان بابوں سے آتی ہے پس ضاد سے باب ضرب کی طرف اشارہ ہے جیسے الوعدُ (وعدہ کرنا) اور فا سے فتح کی طرف جیسے الوضع (رکھنا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے الوجل بفتحتین بمعنی ڈرنا) اور کاف سے کرم کی طرف جیسے الوَسَامۃ والوسامۃ (خوبصورت ہونا) اور حا سے حسب کی طرف جیسے الوَرُمُ (سوجنا) اور مثال واوی باب نصر سے نہیں آئی ہے۔ رہا وجِدُ بضم جیم مضارع سودہ ضعیف ہے اور لغت مشہورہ یجد بکسر جیم ہے اور مثال یائی پانچ بابوں سے آتی ہے جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں یصفسک پس اس لفظ کے شروع میں یا کے لانے سے مقصود مثال یائی کی طرف اشارہ کرنا ہے اور ضاد سے ضرب کی طرف جیسے الیسر بکسر عین (جُوا بازی کرنا) اور فا سے فتح کی طرف جیسے الینع بالفتح وبالضم (میوہ کانے کا وقت پہنچنا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے الیتم بالضم (یتیم ہونا) اور کاف سے کرم کی طرف جیسے الیقظ بفتحتین (بیدار ہونا) اور حا سے حسب کی طرف قلت کے ساتھ جیسے الیبس بالضم (خشک ہونا) قسم دوم اجوف لغت میں بمعنی (خالی وکھوکھلا پیٹ) اور اصطلاح میں وہ لفظ ہے جس کے عین کلمہ میں حرف علت ہو چونکہ اس کا بھی بیچ یعنی عین کلمہ بعض جگہوں میں حذف ہو جاتا ہے جیسے قلت وبعت میں لہذا اس کو اجوف کہتے ہیں اور اس کو معتل العین اور ذو الثلثہ بھی کہتے ہیں ذو الثلثہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ماضی ضمیر مرفوع متحرک کے لاحق ہونے کے وقت سہ حرفی ہو جاتی ہے جیسے قلت وبعت وخفت یہ اجوف واوی بحکم استقرار تین بابوں سے آتا ہے جس کی طرف حروف سونفس سے اشارہ کیا گیا ہے پس اس لفظ کے وسط میں واؤ کا لانا اجوف واوی کی طرف اشارہ ہے اور سین سے سمع کی طرف الخوف (ڈرنا) اور نون سے نصر کی طرف جیسے القول (کہنا) اور ضاد سے ضرب کی طرف جیسے الطوح (ہلاک ہونا) اور یہ کرم سے بھی آیا ہے جیسے الطول (لمبا ہونا) لیکن نہ معلوم مصنفؒ نے اس کو کیوں ذکر نہیں کیا اور اجوف یائی بھی انہی تین بابوں سے آتی ہے جیسا کہ مصنفؒ نے سیفض ن سے اشارہ کیا ہے۔ یا کے بیچ میں لانے سے اجوف یائی کی طرف اشارہ ہے اور سین سے سمع کی طرف جیسے الطیبُ (پاکیزہ ہونا) اور ضاد سے ضرب کی طرف جیسے البیع (بیچنا) اور نون سے نصر کی طرف قلت کے ساتھ جیسے غاط یغوط غیطاً بالفتح بمعنی (فرو شدن در چیزے) کذا فی منتہی الارب۔ یغوط اصل میں یَغْیِطُ بالضم یا تھا جب یا کا ضمہ غین پر چلا گیا تو یائے ساکن اپنے

ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واو ہوگئی۔ قسم سوم ناقص لغت میں بمعنی (کم ہونے والا) اور اصطلاح میں وہ لفظ ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو چونکہ حرف علت اکثر آخر کلمہ سے گر جاتا ہے اور اس سے بناء کلمہ میں نقصان آجاتا ہے لہذا اس کو ناقص کہتے ہیں جیسے دَاعٍ ولَم یَدعُ وادعُ اس کو معتل لام اور ذوالاربعہ بھی کہتے ہیں۔ ذوالاربعہ کے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ماضی صیغہ مرفوع متحرک کے لاحق ہونے کے وقت چہار حرفی ہو جاتی ہے جیسے دعوتُ ورمیتُ اور ناقص واوی پانچ بابوں سے آتی ہے جو اشارہ مصنف لسکفونہ میں مذکور ہیں اس کے آخر میں واؤ کا ہونا ناقص واوی کی طرف اشارہ ہے اور نون سے نصر کی طرف جیسے الدعاء (بُلانا) والبدوُ (ظاہر ہونا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے الرضی والرضوان (خوشنود ہونا) اور کاف سے کرم کی طرف جیسے الزحوۃ (سُست ہونا) اور فا سے فتح کی طرف جیسے العفو (مٹانا اور دور کرنا) اور ض سے ضرب کی طرف لیکن اس سے وہ کم آتا ہے جیسے الجُثُوُّ بضمتین (گھٹنوں پر بیٹھنا) اور اسی طرح ناقص یائی بھی پانچ بابوں سے آتی ہے جیسا کہ لفظ صفنفسی کن میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے پس یا کا اس کے آخر میں ہونا ناقص یائی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ضاد سے ضرب کی طرف جیسے الرمی (تیر اندازی کرنا) اور فا سے فتح کی طرف جیسے السنی (دوڑنا و جلدی کرنا و کوشش کرنا) اور سین سے سمع کی طرف جیسے الخشیۃ (ڈرنا) اور کاف سے کرم کی طرف لیکن قلیلا جیسے نہو نہایۃ بمعنی (کمال عقل کو پہنچنا) نہوٌ اصل میں نہیَ تھا یا اپنے ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ ہوگئی اور نون سے نصر کی طرف لیکن بدرجۂ اقل جیسے کنی یکنو کنایۃً (سخن بپیچیدہ کردن وارادہ غیر آں داشتن یعنی اشارہ سے بات کرنا) قولہ ولخفیف ذو وجہ ست اس لئے کہ حرف علت اس میں یا تو منفصل ہوگا یا متصل پہلی صورت کو مفروق کہتے ہیں اس وجہ سے کہ اس میں حرف صحیح دو حرف علت کے درمیان فارق ہوتا ہے اور یہ تین بابوں سے آتا ہے جو اشارہ ضرب حسن سے معلوم ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہاں اور مرکبات میں مصنف نے بیان ابواب کے طریقہ کو بدل دیا ہے اس لئے کہ خفیف سے بعض اور مرکبات اکثر صرف ایک ہی باب سے کثیر الاستدلال ہیں پس ان میں قلت و کثرت ابواب کو طریقہ سابق سے بیان کرنا ناممکن تھا اس وجہ سے کہ اگر دو حرفوں کو ایک جگہ لکھیں تو قلت پر دلالت حاصل نہیں ہوتی اور اگر جداگانہ لکھے جائیں تو یا تو دونوں کی دلالت قلت پر سمجھی جائے گی یا ایک کی قلیل پر اور دوسرے کی اقل پر۔ لہذا مصنف نے طریقہ سابق کو بدل کر دوسرا طرز اختیار فرمایا ہے کہ کثیر الاستعمال کو لفظ باب سے تعبیر کیا ہے اور قلیل اور اقل کو حرف جداگانہ سے پس لفیف مقرون باب ضرب سے کثیر آتا ہے جیسے الوقایۃ (بکسر واؤ بمعنی نگاہ رکھنا) اور حسب قلیل جیسے الولی بفتح واو (نزدیک ہونا) اور سمع سے اقل جیسے الوحی (سُم کا گھسنا) وقس علیہ حال المرکبات اور دوسری صورت کو مقرون اس لئے کہ اس میں دونوں حرف علت

ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں برابر ہیں کہ وہ دونوں فا اور عین کلمہ میں ہوں جیسے یَوْمٌ و دِیَمٌ اور چونکہ یہ قسم فعل میں نہیں پائی جاتی لہذا مصنف نے اُس کو ذکر نہیں فرمایا یا عین اور لام کلمہ میں اور یہ صرف دو بابوں سے آتا ہے جو اشارہ نصف میں واقع ہیں باب سمع سے جبکہ وہ واؤ اور یا سے مختلط ہو جیسے لَطُوَ (بھوکا ہونا) اور جبکہ وہ صرف واؤ سے مختلط ہو جیسے قَوِیَ قُوَّۃً (مضبوط ہونا) ماضی اصل میں قَوِوَ تھی پس واو بر قیاس واع یا ہوگئی اور جبکہ وہ صرف یا سے مختلط ہو جیسے الحَیْوَۃُ والحَیَوَانُ والحَیِیُّ بکسر حا (زندہ ہونا) ماضی حَیِیَ بغیر ادغام اور حَیَّ با ادغام دونوں طرح سے آتی ہے لیکن ادغام کے ساتھ اکثر ہے اور حیوۃٌ وحَیَوَانٌ بفتحتین اصل میں حییۃ وحییان تھا دوسری یا خلاف قیاس واؤ سے بدل گئی اور باب ضرب سے جیسے الروایۃ۔ (روایت کرنا) اور جیسے طَوَیَ یَطْوِیْ طَیًّا (لپیٹنا)۔ قولہ۔ مضاعف ثلاثی الخ اور یہ چار بابوں سے آتا ہے جو اشارہ جنس کی میں مذکور ہیں یعنی ضرب سے جیسے العزاز بکسر فا (بھاگنا) اور نصر سے جیسے المدّ بفتح میم (کھینچنا) اور سمع سے جیسے البرُّ والبِرَّۃ (نیکوئی کردن) اور کرم سے قلیل آتا ہے جیسے حبّ یَحُبُّ مَحَبَّۃً (دوست رکھنا) ابو حیان فرماتے ہیں کہ اس باب سے مضاعف سوائے حَبَّ اور لَبَّ (عقلمند ہوا) اور شَرَّ اور حَقَّ اور دَمَّ (بدصورت ہوا) کے اور نہیں آئے۔ الف ثلاثی جس کا فا اور عین یا فا اور لام یا عین اور لام ایک جنس سے ہوں نادر ہے جیسے دَوَنٌ (کھیل) اور قَلِقٌ (بے چینی) اور قَقِقَ بالتحریک یعنی (بچہ کی آواز) یقال قَقَقَ یَقِقُ قَقْقًا من نصر قولہ نحو نزل یعنی دہلایا یہ رباعی مجرد کی مثال ہے۔ قولہ مرکبات الخ اس سے پیشتر بسائط کا بیان تھا اب مصنف یہاں سے مرکبات کا بیان فرماتے ہیں اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی ایں بحث در بیان مرکبات ست (اور قولہ ادب وغیرہ مبتدا محذوف یعنی مثالہ کی خبر ہیں اور یہ ثلاثی مجرد سے سولہ قسم پر آتے ہیں اول مہموز الفا واجوف واوی جس کی طرف مصنف نے اپنے قول اَدُبَ بفتح ہمزہ سے اشارہ کیا ہے اور یہ نصر سے آتا ہے اس کی مثال یہی اَدُبَ ہے بمعنی (لوٹنا) اور سین یعنی سمع سے قلیل جیسے اَفُکَ بفتحتین (ڈیڑھا ہونا) دوم مہموز الفا واجوف یائی جس کی طرف اَیِدَ بفتح ہمزہ سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ ضرب سے آتا ہے اور اُس کی مثال یہی اَیِمَ ہے بمعنی (دقوی ہونا) اور سین یعنی سمع سے قلیل جیسے الیاس بکسر ہمزہ (ناامید ہونا) سوم مہموز الفا ناقص واوی جس کی طرف الوٗ بفتح ہمزہ سے اشارہ کیا گیا ہے یہ باب نصر سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی الوٗ ہے بمعنی (کوتاہی کرنا) اور بعض نسخوں میں اَتُوٗ ہے بمثناۃ فوقانیہ بمعنی (آنا) مضارع یَأْتُوٗ ہے لیکن مشہور یَاتِی ہے کذا فی تاج المصادر ادرک یعنی کرم سے قلیل جیسے الأُمُوَّۃ بضمتین وکنیز شدن یعنی باندی ہونا چہارم مہموز الفا ناقص یائی جس کی طرف لفظ اُدِیٌ (بضم ہمزہ وکسر دال مہملہ) سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ ضرب سے آتا ہے اور اُس کی مثال یہی اُدِیٌ ہے بمعنی (دودھ کا جمنا) اور سین یعنی سمع سے قلیل جیسے الآرِیُ

بفتح ہمزہ (کینہ ور ہونا) پنجم مہموز العین و مثال واوی جس کی طرف واؤ بفتح واو بدال مہملہ سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ ضرب سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی واؤہے بمعنی (لڑکی کا زندہ درگور ہونا) اور سمع یعنی سمع سے قلیل جیسے الوأبُ (غضبناک ہونا) ششم مہموز العین و مثال یائی جس کی طرف لفظ یأس سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سرح یعنی سمع اور حسب سے قلیل آتا ہے اور ان دونوں کی مثال یہی لفظ یأس ہے بمعنی (نا اُمید ہونا) اس لئے کہ یہ دونوں سے آتا ہے ہفتم مہموز العین و ناقص واوی جس کی طرف واؤ بفتح دال مہملہ سے اشارہ کیا گیا ہے یہ فتح سے آتا ہے اور اُس کی مثال یہی واؤہے بمعنی (فریفتہ ہونا) اور بذال معجمہ بمعنی (دانتوں کا ہانکنا اور نکاح کرنا) اور نون یعنی نصر سے قلیل جیسے ساؤ (غمگین کرنا) اور ض یعنی ضرب سے اقل۔ صاحب رکاز الاصول اُس کی مثال مئ بروزن فعیل لائے ہیں بمعنی (مرغ کے بچہ کا آواز کرنا) لیکن صاحب نوادر الاصول فرماتے ہیں کہ یہ مثال مہموز العین اور ناقص یائی کی ہے نہ کہ واوی کی اور میں نے کتب معتبرہ میں مہموز العین اور ناقص واوی کی مثال جو ضرب سے آتی ہو نہیں پائی ہشتم مہموز العین و ناقص یائی جس کی طرف لفظ رأیٌ سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ فتح سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی رأی بمعنی (دیکھنا) اور ض یعنی ضرب سے قلیل جیسے ضئیٌ بروزن فعیلٌ بمعنی (مرغ کے بچہ کا آواز کرنا) نہم مہموز اللام و مثال واوی جس کی طرف دبأ بفتح واؤ و سکون باموحدۃ سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ فتح سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی دبأ ہے بمعنی (اشارہ کرنا) اس کا صلہ الی آتا ہے لیکن دبأ بفتحتین بمعنی (وباناک شدن زمین) کرم اور سمع دونوں سے آتا ہے اور نیز کرم سے جیسے الوضاءۃ بالفتح (نیک اور پاکیزہ ہونا) اور سمع سے جیسے الوثارۃ والوثارۃ بالفتح بمعنی (شگافتہ شدن گوشت بدون آنکہ اثر ضرب باستخوان رسد یا دروناک شدن استخوان بدون شکستگی) اور ح یعنی حسب سے قلیل جیسے الوطأ بفتحتین (پیر کے نیچے روندنا اور جماع کرنا) مہموز اللام اور مثال یائی نہیں آتا لہذا مصنفؒ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ دہم مہموز اللام و اجوف واوی جس کی طرف بُوءٌ بفتح باد بضم او سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ نصر سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی بوءٌ ہے بمعنی (لوٹنا) اور س یعنی سمع سے قلیل جیسے الدّاءُ والدّوءُ (بیمار ہونا) یازدہم مہموز اللام و اجوف یائی جس کی طرف لفظ شئ بفتح شین سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سمع سے آتا ہے اور اس کی مثال یہی شئ ہے اور اس کا مصدر المشیئۃ والمشایئۃ بھی آتا ہے بمعنی (چاہنا) کذا فی تاج والقاموس قولہ ضرب جیسے الجیئۃ بالفتح و بجئ بمعنی (آنا) اور س یعنی سمع سے قلیل اس کی مثال لفظ الشی اُو پر گذر چکی اور ک یعنی کرم سے اقل جیسے ہیُؤ الرجل (مرد اچھی ہیئت والا ہوا) مصدر ہیئات ہے واضح ہو کہ اس مقام میں بہتر یہ تھا کہ مصنف جئ ضرب س ک فرماتے تاکہ لفظ جئ خود دوسرے الفاظ کی طرح باب کثیر الاستعمال (یہاں باب ضرب ہے) کی مثال ہو جاتا

دوازدہم مہموز الفاد لفیف مقرون جس کی طرف لفظ اُدِیٌ بضم ہمزہ و کسر واؤ و تشدید یا سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ ضَ یعنی ضرب سے قلیل آتا ہے اور اس کی مثال یہی اُدِیٌ ہے اور یہ اصل میں اُوْدِیٌ بروزن مَغْوُلٌ تھا۔ معنی (پیاہ لینا) سیزدہم مہموز العین ولفیف مفروق جس کی طرف لفظ وائیٌ (بفتح واؤ) سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ ضَ یعنی ضرب سے قلیل آتا ہے اور اس کی مثال یہی وائیٌ ہے بمعنی (وعدہ کرنا اور واجب کرنا) چہاردہم مہموز الفاد مضاعف جس کی طرف اُبٌّ (بفتح ہمزہ) سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ نصر سے آتا ہے اور اُس کی مثال یہی اُبٌّ ہے بمعنی (دست بشمشیر زدن از بہر کشیدن) کذا فی تاج المصادر۔ ارض یعنی ضرب سے قلیل آتا ہے جیسے الأنُّ والأنِینُ (بفتح ہمزہ) بمعنی رونا) اور سَمِعَ یعنی سمع سے اقل جیسے الأَلُّ بفتحتین بدون ادغام بمعنی (بوئے گرفتن سگ) والماضی ألَّ وذا احدٌ ماجاء باظہار التضعیف کذا فی التاج۔ پانزدہم مثال واوی ومضاعف جس کی طرف لفظ وُدٌّ (بحرکات ثلثہ واؤ) سے اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سَمِعَ یعنی سمع سے قلیل آتا ہے اس کی مثال یہی وُدٌّ ہے اور الوُدّ (بکسر واؤ) والمودۃ بفتحتین بمعنی (دوست رکھنا) شانزدہم مثال یائی ومضاعف جس کی طرف لفظ یَمٌّ (بفتح یا) سے اشارہ کیا گیا ہے یہ سَمِعَ یعنی سمع سے قلیل آتا ہے اس کی مثال یہی یَمٌّ ہے بمعنی (دریا میں ڈالنا) لیکن مرکبات رباعی چھ قسم پر ہیں۔ اوّل مہموز و مضاعف جس کی طرف لفظ طاطأ اور لکلکا سے اشارہ کیا گیا ہے یہ رباعی مجرد اور رباعی مزید دونوں سے آتا ہے طاطأ رباعی مجرد کی مثال ہے (سر جھکانا) اور لکلکا رباعی مزید کی مثال ہے بمعنی (بزدل ہونا اور جمع ہونا) کذا فی الصراح۔ دوم معتل واوی ومضاعف جس کی طرف لفظ وَہْوَہَ اور تَوَہْوَہَ سے اشارہ کیا گیا ہے یہ رباعی مجرد اور مزید دونوں سے آتا ہے۔ وَہْوَہَ رباعی مجرد کی مثال ہے بمعنی (غریدن و بانگ کردن شیر) کذا فی تاج اور تَوَہْوَہَ۔ باعی مزید کی مثال ہے بمعنی (مذکور) سوم معتل یائی ومضاعف جیسے یُعَیْئِیَ بالإبل (زجر کردن شتر بسیاہ یاہ) کذا فی منتہی الارب۔ چہارم معتل واوی جس کے عین اور لام ثانی کے جگہ میں بواؤ ہو ومضاعف جیسے القوقاۃ والقیقاۃ (مرغیوں کا آواز کرنا) پنجم معتل یائی ومضاعف جیسے الحَیْحَاۃ والحَیْحَاء بمعنی (خواندن بُز) کذا فی تاج۔ ششم مثال یائی ومہموز اللام جیسے یَنَأَ الرجل والحیۃ (مرد نے اپنی ڈاڑھی کو حنا سے رنگا) ابواب اور اس کے متعلقات کے ذکر کرنے کے بعد اب مصنف تصرفات اور تغیرات لفظیہ کا بیان کرتے ہیں لیکن چونکہ اقسام تغیر کا بیان اور حرف علت کا ذکر کہ جن میں اکثر تغیرات واقع ہوتے ہیں بہت لمبا مقدمہ ہے لہذا مصنف اولاً ان کا ذکر کرتے ہیں۔ قولہ بدانکہ واو را وقتی ضمہ الخ یعنی واو ضمہ کے موافق اور مناسب اور اُس کی بہن ہے اس لئے کہ واؤ اشباع ضمہ سے پیدا ہوتا ہے اور اشباع لغت میں بمعنی (حرکت کو پورا پڑھنا) قولہ۔ و یا را وقتی کسرہ داخت آں ایراس وجہ سے کہ یا اشباع کسرہ سے پیدا ہوتی ہے

بدانکہ واو را وفق ضمہ و اُختِ آں خوانند و یا را وفق کسرہ و اُختِ آں و الف را وفق
فتحہ و اُختِ آں و ہر سہ را حرف مدّ و لین گویند و تخفیف لفظ بر چند وجہ ست اسکان
(چوں یقول بیع ۱۲) قطع حرکت از حرف بنقل یا باسقاط۔ و تحریک حرکت دادن یکی از دو ساکن را و حذف
(چوں یدیو دیرمی ۱۲)
انداختن حرف و زیادت نحو آانت و ابدال آوردن حرف یا حرکت بجائے حرف یا
(چوں لعدا ۱۲)
حرکت واو غام پیچیدن یکی از دو ہم جنس در دیگر و قلب یعنی تقدیم و تاخیر و بین بین ای
(ترا تسہیل گویند ۱۲)
خواندن ہمزہ و میان ہمزہ و میان حرفیکہ وفق حرکت ہمزہ یا ما قبل ہمزہ بود امّا اعلال و تعلیل
(آں را بین بین قریب گویند ۱۲ آں ۔ ابین بین کبعید خوانند)
تخفیف حرف علت ست اصول مہموز ہمزہ ساکن و رغیر یاء مّ و یَلوُس بدل شود با
(نحو اعد ۱۲)
اُخت حرکت ما قبل جواز اً اگر منفرد ست و وجوباً اگر پس ہمزہ بود کُل و خذوم رشاذ و ہمزہ متحرک
(چوں راس ذوئب و بوس ۱۲ بگیر ۱۲)
(و آں ہمزہ ساکن نحو آمن و ایمان ۱۲)

قولہ۔ والف را وفق فتحہ الخ اس واسطے کہ الف اشباع فتحہ سے پیدا ہوتا ہے۔ قولہ۔ و ہر سہ را حرف مدّ و لین گویند الخ اور تینوں حروف کو مدا ور لین کہتے ہیں (اور حرف علت بھی) ان کو مدّ تو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مدّ لغت میں بمعنی (کھینچنا اور دراز کرنا) اور یہ حروف بھی درازی حرکات سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کو لین اس واسطے کہتے ہیں کہ لین لغت میں بمعنی (نرمی اور ضعف) کے ہیں اور یہ حروف بھی تلفظ میں نرم ہوتے ہیں اور نیز حرکت ثقیل (ضمہ و کسرہ) کی برداشت نہیں کر سکتے خصوصاً الف اس قدر کمزور ہے کہ اس پر کوئی حرکت ہی نہیں سکتی واؤ اور یا صرف فتحہ کے متحمل ہو سکتے ہیں جو خفیف ترین حرکات میں سے ہے۔ مصنف نے ان تینوں حرفوں کو مدا ور لین اس بنا پر کہا ہے کہ کبھی مطلق حرف علت کو مدّ اور لین بھی کہدیتے ہیں ورنہ مدا اس حرف علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ما قبل کی حرکت اس کے موافق ہو جیسے یقول و بیع میں اور لین صرف حرف علت

ساکن کو کہتے ہیں برابر ہے کہ اس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو یا نہ ہو جیسے قولٌ میں پس حرف علت متحرک اصطلاح میں نہ ہوگا اور نہ لین لہٰذا حروف علت عام لین سے ہے اور لین عام مد سے اور الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے واضح ہو کہ ان حروف کو حروف علت بھی کہتے ہیں لیکن مصنف کی اس کے ذکر سے چشم پوشی کرنا اس امر پر مبنی ہے کہ مقصود اس مقام میں اس نام کو بیان کرنا ہے جو نام واو اور یا اور الف پر علی الاطلاق بولا جا سکتا ہو اور الف کا تسمیہ حرف علت کے ساتھ علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اس تقدیر پر ہے جبکہ وہ واؤ اور یائے اصلی سے بدلا ہوا ہو ورنہ لازم آئے گا کہ لفظ ما اور لا کی مثل اقسام معتل سے ہوں حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

قولہ وتخفیف لفظ بر چند وجہست الخ واضح ہو کہ حروف علت اور ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف آنے سے جو ثقل الفاظ میں واقع ہوتا ہے (اور عند التحقیق ثقل اور عدم ثقل کا اندازہ کرنے والی چیز طبیعت سلیمہ ہے) اُسکے دور کرنے کے لئے آٹھ قاعدے مقرر ہیں۔ اول قولہ اسکان وآں در اصطلاح قطع حرکت از حرف الخ اگو یند یعنی حرف سے حرکت کا دور کرنا خواہ وہ حرکت کو ماقبل کی طرف نقل کرنے کے ساتھ ہو اور یہ حرف علت کے ساتھ مخصوص ہے جیسے یقولُ کہ اصل میں یقوَلُ تھا خواہ باسقاط یعنی بدون ثقل اس حرکت کے گرانے کے ساتھ جیسے یہ عُوکہ اصل میں کہ یَدْعُوُ تھا دوم قولہ تحریک یعنی حرکت دادن الخ یعنی دو ساکنوں میں سے ایک کو حرکت دینا اور یہ تحریک اس لئے موجب تخفیف ہے کہ دو ساکنوں کے ساتھ تلفظ یا متعذر ہوگا یا ثقیل پس ایک کو حرکت دیتے ہیں تاکہ تلفظ آسان ہو جائے جیسے قِلِ الْحَقَّ کہ اصل میں قُلِ الْحَقَّ تھا اور اخشُوُ اللہ۔ سوم قولہ حذف ای انداختن حرف الخ یعنی کلمہ واحدہ سے حرف علت یا ہمزہ یا حروف صحیح کا گرا دینا جیسے یَعِدُ کہ اصل میں یُوعِدُ تھا اور یُکْرِمُ کہ اصل میں یُاکْرِمُ تھا اور یَسْتُ کہ اصل میں یَسْسُتُ تھا اور یہاں تخفیف حذف سے مراد کلمہ واحدہ کی تخفیف ہے اسی واسطے مصنف نے حذف کو حرف کے ساتھ خاص کیا ہے ورنہ مرکب کی نسبت میں کلمہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے ضیاالدین کی نسبت میں ضیائیؔ۔ چہارم قولہ وزیادت اور وہ اصطلاح میں ایک حرف کے بڑھانے کو کہتے ہیں مثلاً دو ہمزوں کے درمیان الف کا بڑھانا جیسے قولہ آأنتَ (بمد ہمزہ اول) اس کی اصل أأنتَ تھی پہلا ہمزہ استفہام کا ہے پس وہ ثقل جو دو ہمزوں کے جمع ہونے سے پیدا ہوا تھا وسط میں الف کے لانے سے جاتا رہا۔ پنجم قولہ وابدال ای آوردن حرف یا حرکت الخ ایک حرف کو دوسرے حرف کے بجائے یا ایک حرکت کو دوسری حرکت کے بجائے لانا تبدیل حرف بحرف کی مثال جیسے قالَ و باعَ کہ اصل میں قوَلَ اور بَیَعَ تھے اور ماؤ اور اس کہ اصل میں ماءٌ اور اس تھے۔ تبدیل حرکت بحرکت کی مثال جیسے تَلِقُ کہ اصل میں تَلَقُ تھا اس میں ضمہ کو کسرہ سے بدلا (پھر واؤ بعد کسرہ کے یا ہوگئی) یاد رہے کہ ابدال حرف علت اور ہمزہ اور حرف صحیح تینوں میں پایا جاتا ہے اور نیز مصنف کے ظاہر کلام سے یہی بات معلوم ہوتی ہے لیکن رضی میں ہے کہ لفظ القلب

مختص فی اصطلاح ہم بابدال حروف العلۃ والہمزہ بعضہا مکان بعض والمشہور فی غیر الاربعۃ حروف الشدۃ للعلۃ والہمزۃ لفظا الابدال وکذا یستعمل فی الہمزۃ ایضا۔ ششم قولہ ادغام لغت میں بمعنی دھوڑے کے منہ میں لگام دینا اور اصطلاح میں پیچیدن یکے از دو ہم جنس درد یگر کو کہتے ہیں یعنی دو ہم جنس حرفوں میں سے ایک کو دوسرے میں پیوستہ خواہ وہ دو ہم جنس باعتبار وضع ہوں جیسے فرّ و سآل و قوّل پس ادغام بھی بدال کی طرح حرف صحیح اور ہمزہ اور حرف علت کو شامل ہے یا بعد وضع جیسے وعدتُ اس میں دال کو تا سے بدل کر ادغام کر دیا۔ مصنفؒ نے ہم جنس کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ غیر متجانس میں ادغام ممکن نہیں ہے اور ان دو حرفوں میں جو مخرج یا صفت میں متقارب ہیں۔ جو ادغام ہوتا ہے سو وہ ایک کو دوسرے کی جنس کے ساتھ بدلنے کے بعد ہے اور بدلنے کے بعد دونوں متجانس ہو جاتے ہیں ہفتم قولہ۔ قلب یعنی تقدیم و تاخیر یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے مقدم و مؤخر کرنا مثلاً فاکلمہ کو عین کی جگہ میں لیجائیں اور عین کو فا کی جگہ میں یا لام کو عین کی جگہ میں اور عین کو لام کی جگہ میں جیسے آبارٌ کہ جمع بئرٌ کی ہے مہموز العین ہے اصل میں آبارٌ تھا بروزن افعالٌ ہمزہ کو با کی جگہ میں لے گئے اور با کو ہمزہ کی جگہ میں بعد میں بقاعدہ آمن تعلیل کر لی پس اس کا وزن افعلٌ ہے اور قسیٌّ جمع قوسٌ کی ہے اصل میں قووسٌ بروزن فعولٌ سین کو پہلے واؤ کی جگہ میں لے گئے اور دونوں واؤ کو بترتیب مؤخر کر دیا یا پہلی واؤ کو سین کی جگہ لے گئے اور دوسری واؤ کو اپنی جگہ میں رہنے دیا پس اس کا وزن فلعوٌ ہوگا یا فلوعٌ بعد میں دونوں واؤ کو یا کر کے ادغام کر دیا اور پھر ان کے ماقبل کو کسرہ دیکر قاف کو بھی ان کے طبعاً کسرہ دیدیا جیسے کہ دِلیٌّ میں پس آبارٌ اور قوسٌ میں چونکہ ثقل تھا وہ تقدیم و تاخیر سے جاتا رہا واضح رہے کہ کبھی قلب یعنی ابدال حرف علت بھی آتا ہے۔ ہشتم قولہ بین بین اس کو تسہیل بھی کہتے ہیں اور بین بین کے معنی یہ ہیں کہ بین الہمزہ و بین اللین (ہمزہ اور حرف لین کے درمیان) اور یہ دونوں لفظ خمسہ عشرہ کی مانند مبنی بر فتح ہیں اور اصطلاح میں یہی کہ اسی خواندن ہمزہ درمیان ہمزہ و میان حرفیکہ وفق حرکت ہمزہ بود یعنی ہمزہ کو درمیان مخرج ہمزہ اور اس حرف علت کے پڑھنا جو حرکت کے موافق ہو اور یہ طریقہ تسہیل مشہور ہے اور اس کو بَیْنَ بَیْنَ قریب کہتے ہیں یا درمیان ہمزہ و حرفیکہ وفق حرکت ماقبل ہمزہ بود یعنی یا ہمزہ کو درمیان مخرج ہمزہ اور اس حرف علت کے پڑھنا جو موافق حرکت ماقبل ہمزہ کے ہو اور یہ طریقہ تسہیل غیر مشہور ہے اور اس کو بَیْنَ بَیْنَ بعید کہتے ہیں۔ پس اگر مُسْتَہْزِءُوْنَ میں ہمزہ کو درمیان مخرج ہمزہ اور مخرج واؤ کے پڑھیں تو بین بین قریب ہوگا اور اگر درمیان مخرج ہمزہ اور مخرج یا کے پڑھیں تو بین بین بعید ہوگا۔ قولہ۔ اما اعلال و تعلیل الخ یہاں سے مصنف ایک اصطلاحی فرق بتلاتے ہیں کہ اہل صرف کی اصطلاح میں تخفیف حرف علت کو اعلال و تعلیل کہتے ہیں اور اس کو تحویل بھی کہتے ہیں اور تصرف ہمزہ کو اعلال اور

تعلیل نہیں کہتے بلکہ اُس کو تخفیف ہمزہ کہتے ہیں اور اسی طرح تخفیف حرف صحیح کو اعلال و تعلیل نہیں کہتے واضح ہو کہ اعلال میں وجوہ تخفیف مذکورہ میں سے اسکان اور تحریک اور حذف اور ابدال اور ادغام اور قلب پائے جائیں گے اور ان کی امثلہ ماسبق میں گذر چکیں اور حرف علت سے مراد واؤ اور یا اور الف جو ان دونوں سے بدلا ہوا ہے اس لئے کہ اسم متمکن اور فعل میں الف اصلی نہیں پایا جاتا پس لفظ تخفیف جنس ہے جو تمام تخفیفات تخفیف حرف علت اور تخفیف ہمزہ اور تخفیف حرف صحیح سب کو شامل ہے اور نیز لفظ تخفیف سے اُس تغیر حروف علت سے احتراز ہے جو اسماء ستہ میں ہوتا ہے جیسے ابوک و اباک و ابیک اور اس تغیر سے جو تثنیہ اور جمع مذکر سالم میں ہوتا ہے جیسے مسلمان و مسلمین و مسلمون و مسلمین اس لئے کہ یہ تغیر اعراب کی عرض سے نہ کہ تخفیف کی وجہ سے اور حرف علت کی طرف تخفیف کی اضافت سے تخفیف ہمزہ خارج ہو گیا اور تخفیف حرف صحیح جیسے اسکان مثلاً ابل میں ابل اور تحریک مثل بائے اُذہب اذ ہب اور ادغام جیسے جیسے مد اور ابدال جیسے مار کہ اصل میں ماہ تھا اور بین بین جیسے اصدق کہ اس کو صاد اور زائے معجمہ کے درمیان پڑھیں اور حذف جیسے حر کہ اصل میں حرح تھا پس اعلال اور تخفیف ہمزہ کے درمیان تباین ہے اور درمیان اعلال اور ہر ایک ابدال اور اسکان اور تحریک اور ادغام اور حذف کے عموم خصوص من وجہ ہے مثلاً ابدال اور اعلال کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی مثال جیسے قال کہ اس میں ابدال اور اعلال دونوں پائے جاتے ہیں اور یقول کہ اس میں صرف اعلال پایا جاتا ہے اور اصیلال کہ اُصیلان تھا نون کو لام سے بدل لیا ہمیں صرف ابدال پایا جاتا ہے۔ قولہ اصول مہموز الخ اصول جمع اصل کی ہے اور اصل لغت میں مبنی جڑ ہے اور وہ کبھی بمعنی دلیل آتا ہے جیسے اصول فقہ یعنی اس کے دلائل اور کبھی بمعنی قانون کلی آتا ہے اور اس جگہ یہی معنی مناسب ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ تمام حروف کے اسماء کے قیاس پر ہمزہ اصل میں الفزہ تھا اس لئے کہ ہر ایک کا مسمّٰی اس کے اسم کے شروع میں واقع ہے جیسے باء تاء ثاء وغیرہ۔ اور تخفیف ہمزہ پانچ قسموں میں منحصر ہے ابدال اور حذف اور بین بین اور زیادت اور قلب جیسے آبار میں آبار لیکن ابن حاجب نے جو تخفیف ہمزہ کو پہلی تین قسموں میں منحصر کیا ہے شاید اُن کی اس حصر سے مراد یہ ہو کہ نفس ہمزہ میں انہی تینوں قسموں میں منحصر ہے اور زیادت اور قلب سے تخفیف نفس ہمزہ میں نہیں حاصل ہوتی ہاں وہ لفظ جو کلمہ مہموز میں ہوتا ہے وہ ان دونوں تصرفوں سے دور ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ہمزہ ساکن ہوگا یا متحرک اور چونکہ ہمزہ ساکن کا قانون ایک ہے اور متحرک کے زیادہ لہٰذا مصنف قانون ساکن سے شروع کرتے ہیں یا اس وجہ سے کہ عدم مقدم وجود پر ہے اصل اول۔ قولہ۔ ہمزہ ساکن در غیر یائم و یاء دُئس الخ یائم اصل میں یأمم تھا۔ مصدر مم ہے بمعنی قصد کرنا اور امام بتانا اس سے مراد وہ لفظ ہے جس میں ابدال ہمزہ کے لئے ادغام مانع ہو

اس میں ادغام کی وجہ سے پہلے میم کی حرکت کو نقل کرکے ماقبل کو دیدی پس ہمزہ متحرک ہوگیا اور سکون ہمزہ جو مقتضی تخفیف تھا نہ رہا۔ اگر کوئی کہے کہ اولاً ہمزہ کو الف کرلیتے۔ اور پھر ادغام کرتے تاکہ دونوں قاعدوں پر عمل ہوجاتا جواب یہ ہے کہ تخفیف ہمزہ سے تک ادغام میں ثقل زیادہ ہے لہذا ادغام کو مقدم کیا اور ادغام کے بعد تخفیف ہمزہ کا قاعدہ باقی نہیں رہتا۔ اور یاؤس اصل میں یَاْوُسُ بضم واؤ تھا مصدر اٰوَسَ ہے بمعنی دعطا دلون) اور اس سے مراد وہ لفظ ہے جس میں تخفیف ہمزہ کے لئے اعلال مانع ہو اس میں ضمۂ واؤ کو نقل کرکے ہمزہ کو دیدیا اور تخفیف ہمزہ نہیں کی اس لئے کہ حرف علت میں ثقل زیادہ ہے اور تعلیل کے بعد ابدال ہمزہ کا قاعدہ نہیں پایا جاتا مطلب یہ ہے کہ ہمزۂ ساکن کو دو صورتوں یَامٌ اور یَاْوُسُ کے غیر میں اُس کے حرکت ماقبل کی اُخت سے یعنی جبکہ اس کے ماقبل فتحہ ہو تو الف سے اور جبکہ ضمہ ہو تو واؤ سے اور جبکہ کسرہ ہو تو یا سے بدلنا جائز ہے بشرطیکہ ہمزہ منفرد ہو۔ برابر ہے کہ ہمزہ اپنے ماقبل کے ساتھ ایک کلمہ میں ہو جیسے رَاْسٌ وذِیْبٌ وبُؤْسٌ کہ اصل میں رَأْسٌ وذِئْبٌ وبُؤْسٌ تھے یا دو کلموں میں جیسے اِلَی الْهُدٰی اِتْنًا اور الَّذِی اْتُمِنَ اور قَالُوا ذُنْ لِی کہ اصل میں اِلَی الْهُدٰیٓ اِتْنًا اور الَّذِی اُؤْتُمِنَ اور قَالُوا ائْذَنْ لِی پس جب اِتْنًا متصل الهدیٰ کے ہوا تو پہلا ہمزہ جو ہمزۂ وصل ہے گر گیا پس دوسرے ہمزہ اور الہدیٰ کے الف میں اجتماع ساکنین ہوا الف کو حذف کردیا پس دال مفتوحہ کے متصل ہمزہ ہوا الی الہدا اتنا ہوا پس ہمزۂ ساکن اور اس کا ماقبل مفتوح ہوا ہمزہ کو قاعدہ مذکور کی بنا پر الف سے بدل لیا الی الہدا اتنا ہوا اور اسی قیاس پر الذی اُؤْتُمِنَ اور قالوا ائذن لی ہیں۔ قولہ وجوبًا اگر پس ہمزہ بود الخ اور اگر وہ ہمزہ ساکن دوسرے ہمزہ متحرک کے بعد ہو لیکن وہ لام کلمہ میں نہ ہو تو اس وقت دوسرے ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق سے بدلنا واجب ہے بشرطیکہ یہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں اس لئے کہ دو ہمزوں کا دو کلموں میں ہونے کا حکم عنقریب آئے گا جیسے آمَنَ وَاٰمَنَ وایمانًا کہ اصل میں اَأْمَنَ وَاْأْمَنَ وایْمَانًا تھے۔ قولہ کُل وخُذْ مر شاذ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ کُل اور خُذْ اور مُر اصل میں اُؤْکُل اور اُؤْخُذْ اور اُؤْمُر تھے پس قانون مذکور کے مطابق واجب تھا کہ دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل لیتے حالانکہ استعمال میں دونوں ہمزوں کو حذف کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ان تینوں میں دوسرے ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے خلاف قیاس حذف کردیا۔ رہا پہلا ہمزہ سو دوسرے ہمزہ کے حذف کے بعد اُس کی ضرورت نہیں رہی لہذا وہ گر گیا لیکن بحالت درج کلام لفظ مر میں فصیح ہمزہ ثانیہ کا باقی رکھنا ہے جیسے قولہ تعالیٰ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ اور بحالت ابتدا کلام لفظ مُرْ میں فصیح دونوں کا حذف ہے جیسے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوةِ الحدیث اصل دوم۔ قولہ وہمزہ متحرک بعد واؤ ویائے ساکن الخ اور وہ ہمزۂ متحرک جو واؤ یا یائے ساکن زائدہ میر محاتی کے بعد ایک کلمہ میں واقع ہو تو ہمزہ کو جنس ماقبل سے

بدلنا جائز ہے لیکن ابدال کے بعد اجتماع متجانسین کی وجہ سے ادغام واجب ہے جیسے قولہ افیئس یہ اصل میں اُفیئس ہمزہ تھا تصغیر اَفْأُسٌ کی ہے جو جمع فَأْسٌ کی ہے اس میں ہمزہ متحرک بعد یا ساکنہ زائدہ جو تصغیر کے لئے ہے نہ کہ الحاق کے لئے واقع ہے اور نیز یہ دونوں ایک کلمہ میں ہیں پس ہمزہ کو یا کرکے ادغام کر دیا اور قولہ مقروۃ اصل میں مقرؤۃ تھا (بمعنی کیا ہوا) ہمزہ کو واؤ کرکے ادغام کر دیا اور قولہ خطیئۃ اصل میں خطیئۃ تھا (بمعنی گناہ) ہمزہ کو یا کرکے ادغام کر دیا اور یہ کبھی قلب اور ادغام کے بغیر بھی آتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ واَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ۔

بعد واؤ و یائے ساکن کہ زائدہ اند نہ برائے الحاق رواست کہ جنس ما قبل گردد پس (در کلمہ ہمزہ ۱۲)

ادغام لازمست چوں افیئس و مقروۃ و خطیئۃ و بعد ساکن غیر مذکور والف و نون

انفعال رواکہ بیفتد و حرکتش بما قبل رود چوں سَل وجیل وبا عُوا لَہُم ولمرواالحمر لیکن

حذف در یَرَیٰ و یُرَیٰ آہ و صرف اَرَیٰ و یُرَیٰ لازم شدہ و یحیٰ مراۃ و متحرکہ بعد متحرکہ یا گردد

(ای ابدال مفتوح صالف بنقل حرکت یا قبل ہمزہ مراۃ مسئلہ) (ای تمام تصریفات ۱۲)

اگر خود مکسور بود یا سابقہ نحو ایمۃ و جاء و گر نہ واؤ شود نحو اَدْوُم ابن مالک مضمومہ را بواؤ

(اصلہ جائی یا بعد الف فاعل ہمزہ شد پس ہمزہ دوم جہت کسر اول یا خود یائی گردید قاعدہ عدد ابدع جاری کردند ۱۲)

بدل نزد اخفش مکسورہ بعد مضمومہ واؤ شود و ساکنہ و متحرکہ بعد متحرکہ یا ساکنہ یا گردد

(پس جاء و جاءُ و نمودہ قاعدہ ادباع جاری کنند ۱۲)

در موضع لام و مفتوحہ منفردہ بعد کسرہ یا گردد و بعد ضمہ واؤ جواز اکثیر و جون اخفش مضمومہ را

(ہمزہ ۱۲) (برائے مناسبت ۱۲)

قولہ۔ زائدہ اند الخ مصنفؒ کی لفظ زائدہ سے مراد وہ حرف ہے کہ نہ تو وہ جزء کلمہ ہو جیسے سوءٌ اور نہ وہ معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے اشتَرُوا الضلٰلۃ اور اشتَرَی امُّوالَھُنَّ کہ ان میں واؤ اور یا فاعل پر دلالت کرتے ہیں قولہ نہ برائے الحاق اس سے جیأَلٌ اور جؤبٌ جیسے کلمات سے احتراز ہے اس لئے کہ ان میں واؤ اور یا الحاق کے لئے ہے۔ قولہ۔ پس ادغام لازمست الخ بمعنی ہمزہ متحرکہ کو اپنے حال پر رکھنا یا بدل کر کے ادغام کرنا

یہ دونوں امر جائز ہیں لیکن بدلنے کے بعد ادغام واجب ہے۔ اصل سوم قولہ و بعد ساکن غیر مذکور والف ونون انفعال الخ یعنی اور جبکہ ہمزہ متحرک ایسے ساکن کے بعد ہو جو مذکورہ یعنی واؤ اور یائے زائدہ کے غیر ہو۔ اور جو الف اور نون انفعال کے علاوہ ہو تو جائز ہے کہ ہمزہ گر پڑے اور اُس کی حرکت ماقبل کو چلی جائے پس یہ مجموعہ تصرف جائز ہے لیکن اس طور سے کہ پہلے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیں اور اس کے بعد ہمزہ کو حذف کر دیں اس لئے کہ جمیع واؤ عطف کے ساتھ حکم جمع لفظی کا رکھتا ہے پس معطوف اور معطوف علیہ میں سے ہر ایک کی تقدیم دوسرے پر جائز ہے جیسا کہ جاء فی زیدٌ وعمرٌو میں۔ قولہ۔ غیر مذکور الخ اس کی چند صورتیں ہیں اول یہ کہ ساکن مذکور واؤ اور یا نہ ہو بلکہ حرف صحیح ہو جیسے قولہ سَلْ کہ اصل میں اِسْئَلْ تھا سَأَلَ یَسْئَلُ سے امر کا صیغہ ہے پس اس میں دوسرے ہمزہ کی حرکت سین کو دے کر اُس کو حذف کر دیا اور اس کے بعد ہمزۂ وصل کو بھی اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے دور کر دیا۔ دوم یہ کہ واؤ اور یا ہوں لیکن اصلی ہوں جیسے ضَوْءٌ اور فَیْءٌ کہ اصل میں ضَوُءٌ اور فَیِءٌ تھے سوم یہ کہ واؤ اور یائے زائد الحاق کے لئے ہوں جیسے قولہ جَیْئَلٌ بمعنی (بخیل) اور حَوْءَبٌ بمعنی (درد و فراخ چشمہ) یہ دونوں ملحق بجعفر ہیں کہ اصل میں جَیْئَلٌ (بفتح جیم معجمہ و ہمزہ اور حَوْأَبٌ (بفتح حائے مہملہ و ہمزہ تھے) چہارم یہ کہ واؤ اور یائے زائدہ غیر الحاق کے لئے دو کلموں میں ہوں جیسے قولہ وباعُوا اموالَہُم (بفتح واؤ و سکون میم (انہوں نے اپنے مالوں کو بیچا) اصل میں باعُوا اموالَہُم بسکون واؤ و میم و بفتح ہمزہ تھا ہمزہ کی حرکت واؤ کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا و اشتَرَی موالَہُنَّ (بفتح یا و سکون میم (تو ان کے مالوں کو خرید) اصل میں اشتری اموالَہُنَّ بسکون یا و فتح ہمزہ تھا پنجم یہ کہ ساکن مذکور حرف صحیح دوسرے کلمہ میں ہو جیسے قولہ لَمْ أَرَ تھا دیں نے نہیں دیکھا ہمزہ کی حرکت میم کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا یہ حرف اور فعل سے مرکب ہونے کی مثال ہے اور قولہ الحَمْرَ لَمْرَہ یہ دونوں اصل میں الأَحْمَرُ مَرَّۃٌ تھے دوسرے ہمزہ کی حرکت لام کو دے کر اُس کو حذف کر دیا اور پھر ہمزۂ وصل کو اُس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا لَحْمَرُ ہوا لیکن اکثر لام کی حرکت عارضی کا جو حکم میں سکون کے ہے اعتبار نہ کرنے کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو باقی رکھتے ہیں پس اس وقت الحَمَرُ ہوگا یہ حرف اور اسم سے مرکب ہونے کی مثال ہے اور نیز الحَمَرُ حقیقت میں ایک مثال ہے مصنف نے محض ہمزۂ لام تعریف کے اثبات اور حذف پر اختلاف کو بتلانے کیلئے دونوں کو ذکر کر دیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اس قاعدہ میں حرکت ہمزہ سے مراد مطلق حرکت ہے نہ کہ خاص فتحہ جیسا کہ مصنف کی مثالوں سے متوہم ہوتا ہے لہذا اَمَنُ اُمَکَ اور کم ابلکَ میں مَنُ مُکَ اور کَمُ بُلَکَ جائز ہے۔

قولہ وغیر الف الخ یہ سَأَلَ یَسْأَلُ تَسَاؤُلًا سے احتراز ہے اس لئے کہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا قولہ وغیر نون انفعال الخ یہ مثل نَاطِرٌ بمعنی (دیکھا ہوا) سے احتراز ہے اس لئے کہ نون انفعال باعتبار وضع ساکن ہے پس اگر اُس کو متحرک کریں تو قلب موضوع لازم آئے گا قولہ لیکن حذف دَیْرَیٌ دَیْرٌ الخ یعنی قاعدۂ مذکورہ

بطریق جواز ہے نہ بطریق لزوم لیکن بقاعدہ مذکورہ ہمزہ کا حذف یَرَیٰ مضارع معروف اور یُرَیٰ مضارع مجہول از باب فتح میں واجب ہے اور اس میں نفی اور نہی اور جحد اور امر بالام بھی داخل ہیں لیکن تخفیف مذکور اس کے اسم فاعل میں ممتنع ہے اس لئے کہ اس میں ہمزہ سے پیشتر الف کا پایا جانا موجب تسہیل ہے اور مَرْأَیٌ بروزن مفعل بفتح میم مصدر یا اسم ظرف اور مَرْأَۃٌ بروزن مفعلۃ بفتح میم (بمعنی منظر) اور مِرْأَۃٌ بروزن مفعلۃ بکسر میم بمعنی (آلہ دیکھنے کا یعنی آئینہ) اور مَرْئِیٌّ بروزن مَرْمِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَرْأُوْیٌ تھا اور اَرْأَیٰ اسم تفضیل اور ما اَرْأَیٰ زیدًا اور اَرْءِ بزیدٍ ہر دو فعل تعجب کہ یہ سب کے سب قانون مذکور پر باقی ہیں پس ان سب میں ہمزہ کا حذف جائز ہے نہ کہ واجب۔ ہکذا فی الاصول۔ اسی طرح اس کی ماضی اور امر میں حذف ہمزہ جائز ہے فیقال ہل رَئِیَتْ اہل سمعتُ الامر من الاصل (رَءَوَسَ) الحذف (رَءِیَ) ہکذا فی منتہی الارب۔ قولہ۔ وصرف اَرَیٰ ویُرَیٰ الخ اور باب افعال سے اَرَیٰ یُرَیٰ کی تمام گردانوں میں کثرت استعمال کی وجہ سے خلاف قیاس ہمزہ کا حذف جائز ہے۔ مصنف یہ بتلانے کے لئے کہ رَاَیٰ (فتح) کی بعض گردانوں میں اور اَرَیٰ از افعال کی تمام گردانوں ماضی اور مضارع اور امر اور اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ میں حذف ہمزہ واجب ہے لفظ صرف اَرَیٰ یُرَیٰ سے پیشتر لائے ہیں اور رَیٰ یُرَیٰ سے پیشتر نہیں لائے۔ قولہ۔ وتجیٔ مراۃ الخ یعنی کبھی ہمزہ مفتوحہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو الف کر لیتے ہیں وذلک فی المفتوحۃ بعد الساکن جیسے مَرَاۃٌ کہ اصل میں مَرْأَۃٌ بفتح ہمزہ و سکون را تھا اسی طرح کَمَاۃٌ کہ اصل میں کَمْأَۃٌ بفتح ہمزہ وسکون میم تھا۔ یہ تصرف سیبویہ کے نزدیک تو شاذ ہے لیکن فراء اور کسائی کے نزدیک جبکہ یہ ایک کلمہ میں ہوں قیاسی ہے۔ اصل چہارم قولہ۔ وتحرک بعد متحرک یا گردان یعنی ہمزہ متحرک جبکہ ہمزہ متحرک کے بعد واقع ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں اس لئے کہ پہلا ہمزہ یا تو مفتوح ہوگا یا مکسور یا مضموم اسی طرح دوسرا ہمزہ مفتوح ہوگا یا مکسور یا مضموم پس تین کو تین میں ضرب دینے سے نو صورتیں ہو گئیں اور ان نو صورتوں میں پہلا ہمزہ تو بحال خود رہے گا لیکن دوسرا ہمزہ پانچ صورتوں میں وجوبًا یا ہو جائے گا اور ان ہی پانچ احتمالوں کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں کہ اگر خود مکسور بود یا سابقہ یعنی دوسرا ہمزہ یا جب ہوگا کہ جب دوسرا ہمزہ مکسور ہو یا اُس کا سابق جو پہلا ہمزہ ہے مکسور ہو پس اگر دوسرا ہمزہ مکسور ہے تو اس وقت پہلا یا تو مفتوح ہوگا جیسے قولہ نحو ایَتِمَّۃٌ یا اصل میں اَئِمَّۃٌ بسکون ہمزۂ ثانیہ تھا جمع امام کی ہے پہلے میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کو میم میں ادغام کر دیا اَئِمَّۃٌ بکسر ہمزۂ ثانیہ ہوا۔ اب قاعدہ مذکور پایا گیا دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل لیا یا مکسور جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ جَارِیْ میں جَارِیْ یہ اصل میں جَارِیٌ تھا جبکہ یا جو الف فاعل کے بعد تھی ہمزہ سے بدل گئی جیسا کہ بَائِعٌ میں تو جَارِیٌ بکسر ہمزہ تین ہوا اب قاعدہ مذکور پایا گیا دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل لیا جَارِیٌ ہوا بعدہ اس میں قاضٍ کی تعلیل کر لی جَارٍ ہو گیا یا مضموم جیسے اُئِمَّۃٌ باب افعال سے

ماضی مجہول یا مضارع معروف کا صیغہ ہے یہ اَدبٌ سے ماخوذ ہے اصل میں اُدِبٌ تھا واؤ کا کسرہ ہمزہ کو دیدیا گیا پس واؤ یا سے بدل گئی اُئِیبٌ بکسر ہمزہ ثانیہ ہوا اب قاعدہ مذکور پایا گیا دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل لیا اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہے تو اس وقت دوسرا ہمزہ یا تو مفتوح ہوگا جیسے رَأیت رجلاً جاءَ یا الی البقرۃ میں جائیاً کہ اصل میں جایا تھا یا بقاعدہ بائع ہمزہ سے بدل گئی جاءَ ہوا اب قاعدہ مذکور پایا گیا دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل لیا یا مضموم جیسے جاءنی جاءٍ (میرے پاس آنے والا آیا) میں جاءٍ کہ اصل میں جائیٌ تھا یا ہمزہ سے بدل گئی جاءٌ ہوا اب قاعدہ مذکور پایا گیا دوسرے ہمزہ کو یا سے بدل لیا جاءِ ئُ ہوا بعد میں قاضٍ کی تعلیل کر لی گئی جاءٍ ہوا یا مکسور یہ احتمال چونکہ متداخل ہے لہذا یہ علیحدہ قسم نہ ہوگی پس یہ پانچ صورتیں ہوگئیں باقی چار صورتوں میں دوسرا ہمزہ واؤ ہو جاتا ہے جس کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں کہ وگرنہ واؤ شود نحو اوادم یعنی اگر ہمزہ متحرک بعد ہمزہ متحرک کے ہے لیکن نہ تو وہ خود مکسور ہے اور نہ اس سے پہلا ہمزہ بلکہ یا تو دونوں مفتوح ہوں یا دونوں مضموم یا پہلا مفتوح ہو اور دوسرا مضموم یا پہلا مضموم دوسرا مفتوح پس ان چاروں صورتوں میں دوسرا ہمزہ بشرطیکہ وہ موضع لام میں نہ ہو واؤ ہو جاتا ہے موضع لام میں نہ ہونے کی قید اس واسطے ہے کہ اس کا قاعدہ آگے آتا ہے جیسے اُوادم کہ جمع آدم کی ہے اصل میں اَأَادِمُ تھا اَدِمٌ مضارع معروف اَمَّ سے اصل میں اَأْمُمٌ بفتح ہمزہ اولے وضم میم اول تھا پہلے میم کی حرکت دوسرے ہمزہ کو دے کر میم کو میم میں ادغام کر دیا اَمُّ ہوا بفتح ہمزہ اولی وضم ہمزہ ثانیہ) دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل لیا اور اُوادم کہ تصغیر آدم کی ہے اصل میں اُدیدم تھا دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل لیا رہی دونوں کے مضموم ہونے کی صورت سو یہ ایک مفروض اور متخیل صورت ہے رہا یہ امر کہ جب یہ مفروض صورت ہے تو قاعدہ مذکور کے تحت میں یہ کیوں داخل ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس کے قاعدہ مذکور کے تحت میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ قواعد صرفیہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اگر کوئی اس وزن پر پایا جائے تو اس کے ہمزہ کو واؤ سے بدل لیتے ہیں واضح ہو کہ باب افعال سے مضارع متکلم اکرم میں دو حرکی ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے خلاف قیاس حذف کر دیتے ہیں۔ قولہ۔ ابن مالک مضمومہ را بواؤ بدل الخ یعنی لیکن ابن مالک ان نو صورتوں میں سے ہمزہ مضمومہ کو مطلقاً برابر ہے کہ اس کا ماقبل ہمزہ مکسور ہو یا مفتوح یا مضموم واؤ سے بدل کرتے ہیں پس وہ اُن کے نزدیک تین صورتوں میں واؤ سے بدل ہوگا اور چھ صورتوں میں یا سے اور اُن کے نزدیک جاءٍ (بحالت رفع) اصل میں جاءُ و بوادُ ہوگا نہ کہ جاءِئُ بیا جیسا کہ مشہور ہے۔ قولہ ونزد اخفش مکسورہ بعد مضمومہ واؤ شود الخ اور اخفش کے نزدیک ہمزہ مکسورہ بعد ہمزہ مضمومہ کے واؤ ہو جاتا ہے پس اُن کے نزدیک اُءِیبٌ جیسا کلمہ اُدِیبٌ ہو جائے اور بجب مشہور اُءِیبٌ جیسا کہ گذر چکا اصل پنجم قولہ۔ وساکنہ ومتحرکہ بعد متحرکہ یا ساکنہ یا گردد در موضع لام الخ یعنی ہمزہ ساکنہ بعد ہمزہ متحرکہ یا ہمزہ

ساکنہ کے یا ہمزہ متحرکہ بعد ہمزہ متحرکہ یا ہمزہ ساکنہ کے موضع لام میں واقع ہو تو وہ ہمزہ (یعنی دوسرا ہمزہ) یا ہو جاتا ہے۔ پس اس قاعدہ کی سولہ صورتیں ہوتی ہیں اس لئے کہ مثلاً لفظ قرأ کی اگر جعفرؔ اور زبرج اور برقع اور قمطر کے وزنوں پر بنا کریں تو ہر ایک کی آخر میں تینوں اعراب اور وقف کے اعتبار سے چار حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور چار کو چار میں ضرب دینے سے سولہ صورتیں ہو جاتی ہیں جیسے حسب ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔

اوزان بنا	حالت رفع میں تعلیل سے پیشتر	تعلیل کے بعد	حالت نصب میں تعلیل سے پیشتر	تعلیل کے بعد	حالت جر میں تعلیل سے پیشتر	تعلیل کے بعد	حالت وقف میں تعلیل سے پیشتر	تعلیل کے بعد
جَعْفَرٌ	قَرْءُ	قَرْءٌ کلمہ مقصورہ	قَرْءًا	قَرْءًا کلمہ مقصورہ	قَرْءٍ	قَرْءٍ کلمہ مقصورہ	قَرْءْ	قَرْءْ
زِبْرِجٌ	قِرْءٌ	قِرْءٌ	قِرْئًا	قِرْئًا	قِرْءٍ	قِرْءٍ	قِرْءْ	قِرْءْ
بُرْثُنٌ	قُرْءٌ	قُرْءٌ	قُرْئًا	قُرْئًا	قُرْءٍ	قُرْءٍ	قُرْءْ	قُرْءْ
قِمَطْرٌ	قِرْءٌ	قِرْءٌ	قِرْئًا	قِرْئًا	قِرْءٍ	قِرْءٍ	قِرْءْ	قِرْءْ

موازن جعفر میں دوسرا ہمزہ یا ہوا اور پھر یا الف سے بدلی اور الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ قرأ ی ہوا اور موازن زبرج میں دوسرا ہمزہ یا ہوا اور پھر بقانون قاضی یا گر گئی اور موازن برثن میں دوسرا ہمزہ یا ہوا اور اس کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل لیا اور پھر قاضی کی تعلیل کر لی گئی تعلیل کے بعد اس کے موازن زبرج جیسے موازن ہو جائیں گے اور موازن قمطر میں صرف دوسرا ہمزہ یا ہوگا۔ اصل ششم قولہ۔ ومفتوحہ منفردہ بعد کسرہ الخ یعنی ہمزہ مفتوحہ منفردہ (کہ جس کے ساتھ دوسرا ہمزہ نہ ہو) اگر کسرہ کے بعد (جو صرف ہمزہ کے غیر پر ہو) تو یا سے اور اگر ضمہ کے بعد ہو تو واؤ سے جوازاً بدل جاتا ہے خواہ وہ اپنے ماقبل کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ایک کلمہ میں ہوں جیسے قولہ بِیَرٌ بیا بروزن عِنَبٌ اصل میں بِئْرٌ بہمزہ تھا یہ مرۃ بکسر میم کی جمع ہے بمعنی (کینہ و دشمنی) اور قولہ جُوَنٌ بضم جیم وفتح واؤ اصل میں جُؤَنٌ بہمزہ تھا اور یہ جُؤَنَۃٌ بضم جیم کی جمع ہے بمعنی (ظرفی از ظروف عطار کہ دراں خوشبودارند بالایش سربوشی از پوست باشد) یا دو کلموں میں جیسے مرزت بظلام بیئہ اصل میں بیئہ تھا اور غلام دبی اصل میں ابئی تھا۔ جاننا چاہیئے کہ یہ حکم اس ہمزہ مفتوحہ منفردہ میں ہے جس کا ماقبل مکسور یا مضموم ہو پس جائز نہیں ہے کہ مفتوحہ بعد فتحہ کے الف ہو جائے اور نہ یہ کہ مکسورہ اور مضمومہ بعد کسرہ کے یا ہو جائے اور بعد ضمہ کے واؤ لیکن اخفش مضمومہ را بعد کسرہ یا گرواند الخ لیکن اخفش ہمزہ مضمومہ کو کسرہ کے بعد جوازاً یا کرتے ہیں۔ جیسے مُستَہزِیُون میں مستہزیون اور مَرْزِیُ بأسامۃ میں بیسامۃ

بعد کسرہ یا گرداند و بعکس و بعضے گفتہ اند رواست قلب متحرکہ بوفق حرکت ماقبل
چوں مستہزیون در مستہزؤن ۱۲
و در مانند مستہزؤن و سئل بین بین است و در ہمزہ بعد الف بین بین قریب ای وجہ اول
قریب شہود و اصح ست و بعضے بعید کنند ۱۲
از دو وجہ مذکور چنانکہ در رسأل و سئم و مستہزئین و رؤف و رؤس اذا اجتمع اکثر من ہمزتین
اے قبل اصول مہموز ۱۲ مسئول بعد کسرہ ۱۲ مضمومہ بعد فتحہ ۱۲ مضمومہ بعد ضمہ ۱۲
تخفف الثانیۃ والرابعۃ وتحقق الاولی والثالثۃ والخامستہ و در دو ہمزہ از دو کلمہ صحیح ست
نحو لو ایدی رؤف سفر جل نام درختے اصلہ رؤف ۱۲
تحقیق ہر دو و تخفیف ہر دو یا بطریق منفردہ یا اول بطریق انفراد و ثانی بطرز مجتمعہ و
زیرا کہ جہت اجتماع بازنخل حرسے اگرچہ عارضی باشد موجب ثقل ست ۱۲
تخفیف یکی بر وجہ مذکور و حذف یکی با قلب دوم بطرز ساکنہ اگر متفقند در حرکت
بلا تعیین ۱۲ غیر معین چوں جاء احد ۱۲ اجد ۱۲ اجد ۱۲ اج

بدل جائے گا جیسے رُوسٌ (بضم را وسکون واؤ) اصل میں رُؤُسٌ بضمتین تھا جمع رأس کی ہے بمعنی (سر و سردار)
اور اگر مکسورہ بعد کسرہ کے ہے تو جوازاً یا سے بدل جائے گا جیسے مُستَہزِیْن کہ اصل میں مُستَہزِئِیْن تھا ہمزہ یا سکنہ
سے بدلا اور پھر یا التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی لیکن بعض نے بعض کے قول مذکور کو علی الاطلاق
رکھا ہے اور کہا ہے کہ ہمزہ متحرکہ کو برابر ہے کہ وہ مفتوح ہو یا مکسور یا مضموم اس کی حرکت ماقبل کے موافق
حرف علت ساکن سے بدلنا جائز ہے برابر ہے کہ حرکت ہمزہ اپنے ماقبل کے موافق ہو یا مخالف پس ہمزہ متحرک
بعد فتحہ کے جوازاً الف ہو جائے گا جیسے سَئَلَ (ماضی معروف) اور رَءَم اور رَءُفَ میں سال اور رَءَام اور
رَاف اور بعد کسرہ کے جوازاً یا ہو جائے گا جیسے مستہزئان اور مستہزئین اور مستہزئون میں مستہزیان اور مستہزیین
اور مستہزیون اور بعد ضمہ کے جوازاً واؤ ہو جائے گا جیسے سؤال اور سُئل (ماضی مجہول) اور رُؤس میں سُوال اور
سُول اور رُوس۔ پس اس توجیہ کی بنا پر میمؔ اور جونؔ اس قاعدے میں داخل رہیں گے۔ قولہ۔ دور
مانند مستہزؤن و سُئل الخ اور جمہور کے نزدیک مانند مستہزؤن یعنی ہمزہ مضمومہ میں جو کسرہ کے بعد ہو
برابر ہے کہ وہ اپنے ماقبل کے ساتھ ایک کلمہ میں ہو جیسے مستہزؤن یا دو کلموں میں جیسے مَرَرتُ بأُسامة
اور مانند سُئل یعنی ہمزہ مکسورہ میں جو ضمہ کے بعد ہو برابر ہے کہ ایک کلمہ میں ہو جیسے سُئل یا دو کلموں میں
جیسے ہٰذا عبدُ ابراہیم بین بین ہے خواہ قریب ہو یا بعید۔ قولہ۔ و در ہمزہ بعد الف الخ اور ہمزہ متحرکہ جب کہ
الف کے بعد ہو اور نیز وہ حقیقۃً یا جیسے الف جمع کے بعد نہ ہو اس لئے کہ اس میں ہمزہ یا سے بدلا جاتا ہے)
تو اس میں بین بین قریب ہے۔ قولہ۔ ای وجہ اول از دو وجہ مذکور الخ بحث تخفیف میں مصنف نے
بین بین کے دو معنی بیان کئے ہیں لیکن وہاں یہ نہیں بتلایا کہ ان میں سے پہلے معنی کو بین بین قریب
کہتے ہیں اور دوسرے معنی کو بین بین بعید۔ پس جملہ مذکورہ میں مصنف کا مقصود بین بین قریب کے معنی
کی تفسیر اور تعیین کرنی ہے۔ یعنی بحث تخفیف میں جو بین بین کی دو وجہ مذکور ہوئی ہیں ان میں سے پہلی
وجہ جو بین بین قریب ہے وہ ہمزۂ مذکورہ میں ہے نہ کہ بین بین بعید اس لئے کہ یہ ماقبل حرکت کو
چاہتا ہے اور الف جو اس سے پیشتر ہے متحرک نہیں ہوتا اور نیز یہ ہمزۂ مذکورہ کی حرکت ماقبل کو دیکر
اس کو حذف کر سکتے ہیں اس لئے کہ اس کا ماقبل الف حرکت کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور
نہ اس کو ماقبل کی جنس سے بدل کر اس میں ادغام کر سکتے ہیں اس وجہ سے کہ نہ تو الف مدغم ہوتا ہے اور نہ
مدغم فیہ لفظ خطایا جمع خطیئۃ کی ہے جب اس کی جمع فعائل کے وزن پر کی گئی تو اس کی یا جو مدہ زائدہ ہے
الف جمع کے بعد واقع ہوئی پس وہ ہمزہ ہوگئی اور خطاءِر (بہمزتین و کسر اولیٰ) ہوا پھر دوسرے کو یا سے
بدل لیا خطائِی (بہمزہ قبل یا) ہوا اب یہ ہمزہ الف جمع کے بعد ہوا اس کو یا مفتوحہ سے بدل لیا اور پھر دوسری

یا کو الف سے۔ **قولہ**۔ چنانکہ وہسال وَسُئِمَ الخ یعنی جیسا کہ بین بین قریب ہمزۂ مذکورہ میں ہے اسی طرح پانچ صورتوں سال یعنی ہمزۂ مفتوحہ بعد فتحہ میں اور سُئِمَ یعنی مکسورہ بعد فتحہ میں مستہزئین یعنی مکسورہ بعد کسرہ میں اور رؤوف یعنی مضمومہ بعد فتحہ میں اور رؤس یعنی مضمومہ بعد ضمہ میں بین بین قریب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ہمزہ مفردہ متحرکہ بعد حرکت کے واقع ہو تو اُس کی ماقبل حرکت کے لحاظ سے نو صورتیں ہیں اس میں سے دو صورتوں یعنی ہمزہ مفتوحہ مفردہ جب کسرہ یا ضمہ کے بعد واقع ہو تو اس کو حرکت ماقبل کے موافق تحریک بدلنے میں اخفش اور بعض نحات دونوں کا اتفاق ہے اور دو صورتوں یعنی وقوع مکسورہ بعد ضمہ اور وقوع مضمومہ بعد کسرہ میں اختلاف ہے جمہور ان میں بین بین قریب یا بعید کرتے ہیں لیکن اخفش اور بعض نحات اس کو حرکت ماقبل کے موافق کے ساتھ بدلتے ہیں رہے باقی پانچ احتمال تین میں بین بین قریب ہے ان میں اخفش تو جمہور کے ساتھ متفق ہیں لیکن بعض نحات مخالف ہیں پس اخفش دو صورتوں میں مخالف ہیں اور باقی میں جمہور کے موافق اور بعض نحات دو صورتوں میں جمہور کے موافق ہیں اور باقی میں مخالف۔ یاد رہے کہ جو اختلاف بتلایا گیا ہے یہ ان حضرات کی توجیہ پر ہے جو بعض نحات کے قول رواست قلب متحرک موافق حرکت ماقبل کو علی الاطلاق لیتے ہیں یعنی برابر ہے کہ ہمزہ متحرکہ کی حرکت اُس کے ماقبل کے موافق ہو یا مخالف ہر حالت میں اُس کو حرکت ماقبل کے موافق سے بدلنا جائز ہے۔ **اصل ہفتم**۔ **قولہ**۔ واذا اجتمع الخ شرح من ہمزتین اور جبکہ دو ہمزوں سے زائد ہمزے برابر ہے کہ تین ہوں یا چار یا پانچ جمع ہو جائیں تو اس وقت دوسرے اور چوتھے ہمزے میں تخفیف کی جائے گی اور پہلے اور تیسرے اور پانچویں کو ثابت رکھا جائے گا اس لئے کہ ثقل دوسرے ہمزہ سے آتا ہے نہ کہ اول سے پس ہر دوسرا ہمزہ اپنے اول کے لحاظ سے ثقیل ہوگا لہذا تیسرا ہمزہ حکم میں اول کے ہوگا۔ اور چوتھا ہمزہ حکم میں ثانی کے اور پھر پانچواں ہمزہ حکم میں اول کے ہوگا پس اگر لفظ قرء کو سفرجل کے وزن پر بنا کریں تو قَرَءَءَءَ ہوگا اور اس میں دوسرا ہمزہ (بقانون ہمزہ متحرک بعد ساکن دو موضع لام یا کرد) یا ہو کر قَرَءَيَا ہو جائے گا اور اگر صرف دو ہمزوں سے سفرجل کے وزن پر بنا کریں تو پانچ ہمزہ ہو جائیں گے جیسے ءَءَءَءَءَ کہ تخفیف کے بعد أَوَايَا ہو جائے گا دوسرے ہمزے کو بقاعدہ اُدْعُ واؤ سے بدل لیا۔ اور چوتھے ہمزہ کو بقانون سابق یا سے بدل لیا اور اگر قرطعبٌ کے وزن پر بنا کریں ءَءَءَءَءَءَ ہوگا اور تخفیف کے بعد أَيَايَا ہو جائے گا دوسرے کو بقاعدہ اِیمَانٌ یا سے بدل لیا اور چوتھے کو بقاعدہ آمَنَ الف سے بدل لیا اور اگر جحمرش کے وزن پر بنا کریں تو ءَءَءَءَءَءَءَ ہوگا اور تخفیف کے بعد آأَيَايَا ہوگا دوسرے کو بقاعدہ آمَنَ الف سے بدل لیا اور چوتھے کو بقاعدہ أَيِمَّةٌ یا سے بدل لیا اور اگر قذعمل کے وزن پر بنا کریں تو ءَءَءَءَءَءَءَءَ ہوگا اور تخفیف کے بعد أَوَيَايَا ہوگا دوسرے کو بقاعدہ أُوتِيَ واؤ سے بدل لیا

اور چوتھے کو بقانون یا گردد در موضع لام "یا" سے بدل لیا۔ اصل اشتم۔ قولہ۔ وور دو ہمزہ از دو کلمہ یعنی جبکہ دو کلموں میں دو ہمزے جمع ہوں تو ان میں تخفیف اور عدم تخفیف کے لحاظ سے چار احتمال ہیں۔ اوّل دونوں کی عدم تخفیف۔ دوم دونوں کی تخفیف۔ سوم صرف پہلے کی تخفیف۔ چہارم صرف دوسرے کی تخفیف لیکن دونوں ہمزوں کے حرکات اور سکون کے اعتبار سے سولہ صورتیں ہوتی ہیں چار تو ہمزہ مفتوحہ کو مفتوحہ اور مکسورہ اور مضمومہ اور ساکنہ کے ساتھ ملانے سے اسی طرح چار مکسورہ کو اور چار مضمومہ کو اور چار ساکنہ کو اقسام مذکورہ کے ساتھ ملانے سے مثلاً لفظ اَاَمَنَ کو جبکہ لفظ جاء اور یبدءُ اور من تقاءِ اور لم یبدءُ کے بعد لائیں تو چار صورتیں ہو جاتی ہیں اور اگر لفظ ابلٌ کو ان کے بعد لائیں تو چار صورتیں ہو جاتی ہیں اور جب لفظ اُلٰئِکَ کو ان کے بعد لائیں تو چار اور ہو جاتی ہیں اور اگر لفظ اِاْتَمَنَ کو ان کے بعد لائیں تو چار صورتیں اور ہو جاتی ہیں اس لئے کہ اِاْتَمَنَ (بعد ہمزہ) میں دوسرے کو بقاعدہ ذیب یا کر لیا اور جب دوسرا کلمہ اس کے پہلے لائیں گے تو ہمزۂ وصل جو پہلا ہمزہ ہے گر جائے گا اور پھر یا پہلے ہمزہ کے ساقط ہو جانے کی وجہ سے اپنی اصل پر آجائے گی اب دوسرے ہمزہ کے ساکن ہونے کی مثال ہو جائے گی جیسے جاءَ اْتَمَنَ ویبدءُ اْتَمَنَ وغیرہ پس یہ سولہ صورتیں ہوگئیں۔ مصنف کا قول از دو کلمہ جو دونوں ہمزوں کے کلمہ کے جزو ہونے پر دلالت کرتا ہے اس ہمزۂ اول سے احتراز ہے جو ہمزۂ استفہام ہو اس لئے کہ اس میں یہ چاروں صورتیں جاری نہیں ہوتیں جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ پس پہلے چار احتمالوں میں سے احتمال اول قولہ صحیح است تحقیق ہر دو الخ یعنی دونوں ہمزوں کو اپنے حال پر رکھنا جائز ہے پس مثلاً جاءَ اَحَدٌ میں جاءَ اَحَدٌ دونوں ہمزوں کو اپنے حال پر رکھنا صحیح ہے اور یہ مذہب قرائے کوفہ اور ابن عامر کا ہے احتمال دوم قولہ۔ و تخفیف ہر دو الخ اور اسی طرح دونوں ہمزوں کی تخفیف معاً جائز ہے اور یہ مذہب اہل حجاز کا ہے اور یہ تخفیف دو قسم پر ہے۔ اول قولہ یا بطریق منفردہ یعنی یا تو ہر ایک کی تخفیف بطریق منفردہ ہو بایں طور کہ ہر ہمزہ کو دوسرے ہمزہ سے علیحدہ خیال کریں گویا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ہے اور پھر جو ہمزہ منفردہ کی تخفیف کے قواعد کا مقتضا ہو اُس کو ہر ایک میں برتیں اور اس کی چار صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں متحرک ہوں اور اُس کی پینتالیس مثالیں ہوتی ہیں پس پہلا ہمزہ مفتوح جواز اً بعد کسرہ کے یا اور بعد ضمہ کے واؤ ہو جائے گا جیسے بِرِءَ احمد وامام واُلٰئِکَ میں بری اور رُءِیَ احمد وامام واُلٰئِکَ میں رُءِیَ و۔ یہ چھ مثالیں ہوئیں اور مفتوح بعد فتحہ کے جیسے قَرَءَ احمد وامام واُلٰئِکَ ان کے پہلے ہمزہ میں بین بین قریب ہے۔ یہ تیرہ مثالیں اور ہوئیں اور یہ سب نو ہوگئیں اور مضموم بعد تینوں حرکتوں کے جیسے یَقْرَءُ اور یَطْرَءُ (بضم را) و ینبئ (از افعال) احمد وامام واُلٰئِکَ ان میں سے یقرء اور یطرء میں بین بین قریب ہے اور ینبئ میں بین بین قریب یا بعید

یہ نو مثالیں اور ہوئیں اور مکسور بعد تینوں حرکتوں کے بلؤلؤ و بمستہزء و بئیدء احمد و امام و الئک ان میں سے بلؤلؤ میں بین قریب یا بعید ہے اور بمستہزء اور بئیدء میں بین قریب ہے یہ نو مثالیں اور ہوئیں اور متحرک تینوں حرکتوں کے ساتھ الف کے بعد جیسے شاء و یشاء و من و رآء احدٌ و امامٌ و الئک ان میں تینوں میں بین قریب ہے یہ نو مثالیں اور ہوئیں اور متحرک بعد ساکن صحیح کے جیسے ہذا جزؤ احمد و امام و الئک و رأیت جزء احمد و امام و الئک و بجزء احمد و امام و الئک ان میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو حذف کرنا جائز ہے یہ نو مثالیں اور ہوئیں یہ سب صورتیں پہلے ہمزہ کی تخفیف کی ہوئیں لیکن دوسرے ہمزہ کی ان سب صور بالا مذکورہ میں تخفیف اس طرح پر ہوگی کہ ہمزۂ ثانی مفتوح بقاعدۂ میرٌ اور جونٌ بعد کسرہ کے یا اور بعد ضمہ کے واؤ ہو جائے گا اور باقی سب صورتوں میں بقاعدہ سئال و تسئم و رؤف و مستہزئین و ورد ئس و مستہزئون و تسئل بین بین ہوگا۔ دوم یہ کہ پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک اور اس کی نو مثالیں ہیں جیسے اخبأ بصیغہ امر احمد و امانا و الئک و اقرأ بصیغہ امر از افعال، اَبَاک و اماما و الئک السلام لفظ السلام مفعول ثانی اقرء کا ہے یعنی دو تو اپنے باپ اور امام اور ان سب مردوں کو سلام پڑھ یعنی سلام کر، ولم یقرء بضم را احمد و امام و الئک ان میں پہلا ہمزہ حرکت ماقبل کے موافق حرف علت سے بدل جائے گا اور دوسرا ہمزہ اس کی حرکت پہلے ہمزہ کی طرف (جو یا اور واؤ سے بدلا ہوا ہے) منقول ہونے کے بعد حذف ہو جائے گا۔ جیسے اَقرئ بابک ولم یقرء و حمدٌ اور اگر پہلا ہمزہ اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف ہوگا تو دوسرے میں بین بین ہوگا جیسے اخبأ احمد نہ کہ حذف اس لئے کہ الف کی طرح حرکت کو نقل کرنا ممکن نہیں ہے۔ سوم یہ کہ پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن اور اس کی پندرہ صورتیں ہیں پس پہلا ہمزہ بعد حرکات سہ گانہ تینوں حرکتوں کے ساتھ متحرک ہو جیسے الکلأ و لقاء و الملؤ لأتمنن بحرکات ثلثہ ہمزۂ اولیٰ ان میں اتمنن کا پہلا ہمزہ وصل وسط کلام میں آنے سے گر جائے گا اس کے گرنے کے بعد دوسرا ہمزہ ساکن ہے لہذا اب دوسرے ہمزے کے ساکن ہونے کی صورت پیدا ہو جائے گی یہ نو صورتیں ہوئیں یا پہلا ہمزہ سکون کے بعد تینوں حرکتوں کے ساتھ متحرک ہو جیسے القرء أتمنن یہ تین صورتیں اور ہوئیں یا پہلا ہمزہ الف کے بعد تینوں حرکتوں کے ساتھ متحرک ہو جیسے السمأ أتمنن یہ تین صورتیں اور ہوئیں پس ان سب صورتوں میں دوسرا ہمزہ حرکت ماقبل کے موافق حرف علت ساکن سے بدل جائے گا اور پہلا ہمزہ یا تو حذف ہو جائے گا یا بدل جائے گا یا ہمیں بین بین ہوگا۔ چہارم یہ کہ دونوں ہمزے ساکن ہوں جیسے مَنْ یَشَاءُ یَتَمَنَّ (بکسر ہمزۂ اولیٰ و سکون یا) یتمنن اصل میں یُتَمَنَّ بدو ہمزہ تھا دوسرے کو بقاعدۂ ذیبٌ یا کر لیا جب دوسرا کلمہ اس سے پیشتر آیا تو ہمزۂ وصل جو پہلا ہمزہ تھا گر گیا پھر یا پہلے ہمزہ کے گر جانے کی وجہ سے اپنی اصل پر لوٹ آئی اب اس ہمزہ اور من یشاء کے ہمزہ میں اجتماع ساکنین ہوا اور جبکہ

پہلے نے اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے کسرہ پایا تو دوسرا ہمزہ ماقبل کی حرکت کے موافق سے بدل گیا۔
دوم قولہ یا اول بطریق انفراد و ثانی بطریق مجتمعہ الخ یعنی یا پہلے ہمزہ کو اس طرح خیال کرو کہ اُس کے ساتھ دوسرا ہمزہ نہیں ہے اور دوسرے ہمزے کو اس طرح خیال کرو کہ وہ ہمزہ کے بعد واقع ہے اور پھر ہر ایک کے تخفیف کے قواعد کا جو مقتضا ہو اُس کو عمل میں لاؤ پس پہلے ہمزہ کا حکم بطریق انفراد صورِ سابقہ میں گذر چکا لیکن دوسرے کا حکم بطریق اجتماع دونوں کے تحرک ہونے کی صورت میں یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک مکسور ہے تو دوسرا یا ہو جائے گا ورنہ واؤ جیسے شُرِءَ آیۃٌ (بصیغہ مجہول) میں قرئ و ایۃٌ پہلا ہمزہ بقاعدۂ میّر یا سے بدل گیا اور دوسرا ہمزہ بقاعدہ اُوْدِم واؤ سے اور انصر قارئ اباہم میں قارئ یحامِ پہلا بقاعدہ میّر یا سے بدل گیا اور دوسرا بقاعدہ ایمنہ یا سے اور جاء احدٌ میں پہلے ہمزہ میں بقاعدۂ سئم بین بین قریب ہے اور دوسرا ہمزہ بقاعدۂ اُوْدِم واؤ سے بدل گیا۔ اور یستہزء ابراہیم میں یستہزء یبراہیم پہلے ہمزہ میں بین بین قریب ہوگا یا بعید اور دوسرا ہمزہ بقاعدۂ ایمنہ یا سے بدل گیا اور اگر پہلا ساکن ہے اور دوسرا متحرک یا پہلا متحرک ہے اور دوسرا ساکن یا دونوں ساکن ہیں تو اس وقت ان کا حکم بعینہٖ ہمزہ منفردہ کا سا حکم ہے جو اسبق میں گذر چکا لیکن سائنہ بعد متحرکہ کی صورت سابقہ میں جواز اً بدل جاتا ہے مگر اس جگہ وجوباً بدل جائے گا۔ قولہ۔ تخفیف کے بروجہ مذکور الخ احتمال سوم و چہارم کی کئی صورتیں ہیں جن کو مصنف نے یہاں سے لے کر واو دی آخر کلمہ تک بیان کیا ہے۔ اور دونوں ہمزوں میں سے کسی ایک کی لاعلی التعیین دو وجہ مذکور یعنی طریق منفردہ اور طریق مجتمعہ میں سے کسی ایک پر تخفیف کرنا اور دوسرے کو اپنے حال پر رکھنا جائز ہے بایں طور کہ صرف پہلے میں تخفیف بطریق انفراد کیجائے اور دوسرے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے یا صرف دوسرے میں تخفیف بطریق مجتمعہ کیجائے اور پہلے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے پس جاء احدٌ میں یا تو پہلے میں بین بین قریب کیا جائے اور دوسرے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے یا یہ کہ پہلے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے اور دوسرے میں یا تو بین بین قریب کیا جائے جو ہمزۂ منفردہ کا مقتضا ہے یا اسکو واؤ سے بدلا جائے جیسا کہ ہمزۂ مجتمعہ کا مقتضا ہے۔ اور یستہزء ابراہیم میں یا تو پہلے میں بین بین قریب یا بعید کیا جائے اور دوسرے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے یا پہلے کو بحالہٖ ثابت رکھا جائے اور دوسرے میں یا تو بین بین قریب یا بعید کیا جائے جیسا کہ ہمزۂ منفردہ کا مقتضی ہے یا اس کو یا سے بدلا جائے جیسا کہ ہمزۂ مجتمعہ کا مقتضا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ یہ پانچ احتمالات تو ہر دو ہمزوں مطلقاً میں جاری ہیں لیکن ان کے بعد کے دو احتمال یعنی حذف کے یا قلب دوم ہر دو ہمزوں مطلقاً میں جاری نہیں ہیں جیسا کہ قولہ اگر متعقدالخ سے معلوم ہوتا ہے۔ قولہ وحذف کے یا قلب دوم الخ اور دونوں ہمزوں میں سے کسی ایک کو لاعلی التعیین حذف کرنا اور دوسرے کو بحالہٖ ثابت رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں حرکت میں متفق ہوں اور نیز پہلا ہمزہ آخر کلمہ

یعنی دو ہمزوں میں تخفیف بطریق انفراد کی جو صورتیں گذری ہیں ان کو اور پہلے کو بحالہٖ ثابت رکھنے کی صورت کو ان دونوں ہمزوں میں جاری کرنا

میں ہو یا پہلے ہمزہ کو بحالہ ثابت رکھا جائے اور دوسرے کو بطرز ہمزہ ساکن یعنی حرکت ماقبل کے موافق حرف علت ساکن سے بدلنا جیسا کہ ہمزہ ساکنہ میں ہوتا ہے جائز ہے بشرطیکہ دونوں حرکت میں موافق ہوں اور نیز پہلا ہمزہ آخر کلمہ میں ہو جیسے اَنجبنی کبریا ءُ اُلٰہک وجارٍ احدٌ ومن ہنا بل کہ ان میں دونوں ہمزے حرکت میں متفق ہیں اور پہلا ہمزہ آخر کلمہ میں ہے پس ان میں کبریا ءُ و لٰہک وجارٍ احدٌ اور من ھنا بل (بحذف ہمزہ ثانیہ) یا کبریا اولٰہک اور جا احدٌ اور من ہنا بل (بحذف ہمزہ اولیٰ) جائز ہے اور جارٍ احدٌ اور من ہنا ءِیل اور من کبریا ءُ وُ لٰہک (باثبات ہمزہ اولیٰ وابدال ثانیہ بموافق حرکت ماقبل) جائز ہے جیسا کہ رَاُس اور بوءُس اور ذیءِب میں قولہ۔ اگر ہمزہ متفقہ الخ یہ من تلقاءِ اُحدٍ جیسے سے احتراز ہے اس لئے کہ یہ دونوں حرکت میں متفق نہیں ہیں اور قولہ سواء آخر کلمہ ہو الخ یہ لم یأتا احمد اور نأ احمد جیسے سے احتراز ہے اس وجہ سے کہ ان میں اگرچہ بظاہر آخر کلمہ میں ہمزہ ہے لیکن حقیقت میں وہ عین کلمہ میں ہے اس وجہ سے کہ وہ قلب مکانی کی وجہ سے لام کلمہ میں ہو گیا ہے اور اسکا مصدر اصل میں نأیٌ ہے۔ قولہ۔ وقلب مضمومہ بعد مکسورہ وعکس آں بواو الخ یعنی ہمزہ مضمومہ کو جو ہمزہ مکسورہ کے بعد واقع ہو اُس کی حرکت کے موافق واؤ سے بدلنا اور اسی طرح اُس کے عکس یعنی ہمزہ مکسورہ کو جو ہمزہ مضمومہ کے بعد واقع ہو ماقبل کی حرکت کے موافق واؤ سے بدلنا جائز ہے جیسے من تلقاءِ اُحدٍ میں من تلقاءِ وُحدٍ اور یقرءِ ابراہیم میں یقرءُ وبراہیم۔ جاننا چاہیئے کہ یہ جو کچھ بھی مذکور ہوا اس صورت میں ہے جبکہ پہلا ہمزہ استفہام کا نہ ہو لیکن جبکہ پہلا ہمزہ استفہام کے لئے ہو تو اُس کی صورت مصنف اپنے قول وتوسیط الف درمانند آانت الخ سے بیان فرماتے ہیں یعنی جبکہ ہمزہ استفہام دوسرے ہمزہ غیر وصل یعنی ہمزہ قطعی پر داخل ہو تو اُس وقت ان کے درمیان الف کا لانا صحیح ہے خواہ وہ ہمزہ قطعی مفتوح ہو جیسے قولہ آانت فعلت کذا (کیا تو نے ایسا کیا) اور آاحمد جارک (کیا احمد تیرے پاس آیا) اور آ آکرمک زیدٌ (کیا زید نے تیرا اکرام کیا) یا مکسور جیسے آ ائبل جاریا مضموم جیسے آ اُحدٌ (بضم ہمزہ وھا ہملہ)۔ قولہ۔ ولزوم قلب روم بالف الخ۔ یعنی جبکہ ہمزہ استفہام دوسرے ہمزہ وصل مفتوح پر آئے تو اس وقت دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنا ضروری ہے اگرچہ اس وقت دو ساکنوں کا جمع ہونا لازم آتا ہے جیسے قولہ آلحسنُ عندک (بمد ہمزہ) کیا حسن تیرے پاس ہے اس میں دو ساکن الف اور لام تعریف ہیں اور جیسے قولہ آیمن اللہ ای یمینک (کیا اللہ کی قسم تیری قسم ہے (بمد ہمزہ) اس میں دو ساکن الف اور یا ہیں یہ اصل میں اَلحسنُ عندک اور اَیمن اللہ تھے اس میں دوسرا ہمزہ الف ہو کر سلامت رہا اگرچہ قیاس اُس کے حذف کو مقتضی تھا لیکن حذف نہیں ہوا تاکہ انشاء کا التباس خبر کے ساتھ نہ لازم آئے اور اگر ہمزہ استفہام دوسرے ہمزہ وصل مضموم یا مکسور پر آئے تو اس وقت وہ حذف ہو جاتا ہے جیسے اَصطفی اللہ وزیدًا (بصیغہ ماضی معروف) اور آصطفی زیدٌ (بصیغہ مجہول) کذلک الخ

دغیرہ جاننا چاہیئے کہ اسماء جوامد میں سے دس اسم ایسے ہیں جن کے اول میں ہمزۂ وصل ہے۔ ابنٌ اور ابنۃٌ اور ابنمٌ بمعنی دبیٹا، بعضوں نے کہا ہے کہ اُس کا میم اُس کے لام کلمہ سے (جو واؤ ہے) بدلا ہوا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ میم تاکید اور مبالغہ کے لئے زائد کیا گیا ہے اور وہ لام کلمہ سے بدلا ہوا نہیں ہے۔ اور اسمٌ اور استٌ بمعنی دسُرین، اور اثنانٌ اور اثنتانٌ اور امرءٌ اور امرأۃٌ اور ایمن اللہ بفتح ہمزہ وسکون یا وضم میم یہ بصریوں کے نزدیک تو مفرد ہے بروزن آجر اور آیک بمعنی دیمین، یا بمعنی دبرکت، لیکن کوفیوں کے نزدیک یہ جمع یمین کی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ کوئی مفرد اس وزن پر نہیں آیا رہے آجر اور آیک جو مفرد ہیں سو یہ عجمی ہیں۔ ترکیب اس لفظ کی اس طرح پر ہے کہ یہ مبتدا محذوف الخبر ہے تقدیر اس طرح پر ہے کہ ایمن اللہ قسمی اور ایمن اللہ ما اقسم بہ اور اس میں چند لغت اور بھی ہیں۔ ایم اللہ بفتح دکسرہ ہمزہ وضم میم وبکسر ہمزہ دمیم اور لم اللہ بضم میم دسکون میم وحرکات سہ گانہ میم دکسر ہمزہ وضم وفتح میم اور رحیم اللہ بفتح حاد وضم میم اور مُنُ اللہِ بضم میم دکسر نون وبضم میم دونوں دبفتح وکسر ہر دو دم اللہ بحرکات سہ گانہ میم۔

اصول معتل واؤ مضموم وبکسور در اول کلمہ ومضموم در وسط روا است کہ ہمزہ گردد و

احدٌ وتجاہ شاذ لین غیر مدغم بعد کسرہ یا گردد وبعد ضمہ واؤ وضمہ مانند بیضٌ وبیکی کسرٌ شود

ودر طوبیٰ وگوسیٰ اسمیت غالب آمدہ واوی کہ بعد فتحہ علامت مضارع وقبل کسرہ افتد

بیفتد چوں یَعِدُ ویَضَعُ آہ ونحو عدتُ تبعَ مضارعہ وجائیسُ ویائسُ وفی نحو یوجل یا جل

ویَجِلُ ویَجَلُ واوی کہ فائے فعلٌ بود واز فعلش افتادہ بیفتد چوں عِدَۃٌ لین فائے افتعال

کہ از ہمزہ نبود تا شود ودر تاء مدغم بلغت فصیحہ چوں اتّقد واتّسر واگردد واؤ متحرک در اوّل

کلمہ ہم آیند اولین ہمزہ گردد چوں اواصلُ واُوَلُ واوُ ویا متحرک نہ بعارض بعد فتحہ لازم

قولہ۔ اصول معتل یعنی اعلال معتل کے قواعد۔ جاننا چاہیئے کہ اس باب میں وجوہ تخفیف چار ہیں ابدال اور اسکان اور حذف اور اتمام جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا۔ اصل اول۔ قولہ۔ واو مضموم و مکسور غیر یعنی واؤ مضموم منفرد کا جبکہ وہ کلمہ فعل یا اسم کے شروع میں ہو اور اسی طرح یا ئی کے نزدیک واؤ مکسور منفرد کا جبکہ وہ کلمہ اسم کے شروع میں ہو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے اُقِّتَتْ (ماضی مجہول اور اُجُوہٌ کہ جمع وجہ کی ہے بمعنی (چہرہ اور جہت) کہ اصل میں وُقِّتَتْ اور وُجُوہٌ بضم واو بن تھے اور اشاحٌ کہ اصل میں وِشاحٌ بکسر واؤ بمعنی (جواہر کا ہار) اور اسی طرح واؤ مضموم کا جبکہ وہ وسط کلمہ میں ہو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے اُدُورٌ کہ اصل میں ادور تھا جمع دارٌ کی ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اُس کا ضمہ عارضی نہ ہو اور نیز واؤ مشدد اور زائدہ نہ ہو اور نہ کسی حرف سے بدلا ہوا ہو جیسے راؤُون کہ اصل میں راویون تھا اس میں پہلے واؤ کا ضمہ عارضی ہے جو یاء سے منتقل ہوگیا ہے اور جیسے تعوُّذٌ (مصدر) کہ اس میں واؤ مشدد ہے اور ترہوک کہ اس میں واؤ مضموم زائدہ ہے اور جیسے حمراوون۔ پس اگر حمار کسی مذکر کا نام رکھدیا جائے تو اُس کی جمع واؤ اور نون سے آئے گی پس اس میں پہلا واؤ حمار کی ہمزہ سے بدلا ہوا ہے۔ واضح ہو کہ اس جگہ واؤ وسط کا ہمزہ سے بدلنے کا ذکر ہمزہ مضمومہ واول کلمہ کے تبعاً ہے ورنہ اس کا ذکر قوانین اجوف میں ہونا چاہیئے تھا۔ قولہ۔ واحدٌ وتجاہٌ شاذ ان یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ کبھی واؤ مفتوح بھی ہمزہ سے بدل جاتا ہے جیسے اَحَدٌ واناثٌ بمعنی (زنِ سُست) واسماء ان کے نزدیک جو اُس کو فعلاء کے وزن پر مانتے ہیں کہ اصل میں وحد اور وُناثٌ اور وسماء تھے پس تمہارا مضموم مساور مکسورہ میں حصر کرنا باطل ہوگیا اور اسی طرح کبھی واؤ مضمومہ تا سے بدل جاتی ہے جیسے تجاہٌ بمعنی (دیکھے از وجانب رو) وُکلانٌ بمعنی (توکل) اور تراثٌ بمعنی (میراث) کہ اصل میں وُجاہٌ اور وُکلانٌ اور وراثٌ تھے لہذا تمہارا ہمزہ سے بدلنے میں حصر غلط ہوگیا۔ مصنف جواب دیتے ہیں کہ احد اور اُس کے امثال میں واؤ مفتوحہ کا ہمزہ سے بدلنا اور تجاہٌ اور اُس کے امثال میں واؤ کا تا سے بدلنا شاذ ہے یعنی قیاس نہیں ہے بلکہ بحسب سماع ہے لہذا حکم مذکور منتقض نہیں ہوگا۔ اصل دوم قولہ۔ لین غیر مدغم بعد کسرہ لین یعنی حرف علت ساکن غیر مدغم نہ مدغم جیسے عُنِیَ (ماضی مجہول باب تفعیل سے) واجتواذٌ (مصدر) برابر ہے کہ وہ لین واؤ ہو یا الف جبکہ بعد کسرہ کے ایک کلمہ میں ہوں تو وہ جو یا سے بدل جاتے ہیں جیسے میزانٌ کہ اصل میں مِوزانٌ تھا اور محاریبُ جمع محرابٌ کی ہے جب اُس کی جمع مفاعیل کے وزن پر کی تو اُس کے اول کے دو حرف مفتوح ہوئے اور ان کے بعد جمع کا الف آیا اور عین کلمہ مکسور ہوا پس الف کسرہ کے بعد واقع ہوا اور وہ یاء سے بدل گیا اور جوازا جبکہ وہ کلمے میں ہوں جیسے یا غُلامِ اُدْعُ بحذف یا متکلم از غلام و بکسر تا ہم۔ دائے میرے غلام دعوکر) میں یا غلامِ یُدْعُو۔ جبکہ ہمزۂ وصل وسط کلام میں آجانے سے گر گیا تو واؤ بعد کسرہ کے

واقع ہوا پس وہ یا ہوگیا۔ **قولہ** وبعد ضمہ واؤ الخ اور یہیں حرف علت ساکن غیر مدغم برابر ہے کہ وہ الف ہو یا یا جبکہ ضمہ کے بعد ایک کلمہ میں ہوں، وجوباً واؤ ہو جاتے ہیں جیسے ضُوِبَ کہ ماضی مجہول ضارب کا ہے پس مجہول میں جبکہ اُس کی ضاد نے ضمہ پایا تو اُس کا مابعد الف اس قاعدہ کی بنا پر واؤ ہوگیا اور مُوْقِنٌ کہ اصل میں میقنٌ تھا اور جواز اً جبکہ یہ دو کلموں میں ہوں جیسے یا زیدُ اَیْقِظْ (بصیغہ امر از سمع) میں یا زید و قِظ۔ پس جبکہ ہمزۂ وصل وسط کلام میں آجانے سے گر گیا تو یا اپنے ماقبل ضمہ ہونیکی وجہ سے واؤ ہوگئی۔ اصل سوم **قولہ** وضمہ مانند بیض و حیکی الخ بیضٌ بکسر یا جمع ابیض کی ہے یہ اصل میں بُیُضٌ بضم باتھا بیض سے مراد ہر وہ جمع ہے جو افعل فعلا صفتی کی اجوف یائی سے ہو پس اس میں بیضان ج بکسر یا داخل رہے گا کہ اصل میں بُیُضان بضم با تھا کہ جمع بیض کی ہے اور حیکی بکسر حا حیک کی مؤنث ہے اصل میں حِیُکی بضم حا تھا۔ کہا جاتا ہے امرأۃ حیکی دمشک کر چلنے والی عورت) اور حیکی سے مراد ہر وہ صفت ہے جو فعلا بضم فا کے وزن پر اجوف یائی ہو پس ان کی یا قبل ضمہ کی مناسبت کی وجہ سے واؤ نہیں ہوتی بلکہ ان میں قیاس مطردیہ ہے کہ ان کا ضمہ یا کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ ہو جاتا ہے بخلاف فعلیٰ اسم کے کہ اس میں یا کو واؤ سے بدلتے ہیں تا کہ فعلیٰ اسم اور فعلیٰ صفت میں فرق ہو جائے۔ **قولہ** ودر طوبیٰ و کوسیٰ اسمیت غالب الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ طوبیٰ اور کوسیٰ جو بر وزن فعلیٰ بضم فا وسکون عین صفت کے صیغے ہیں اور اجوف یائی کہ اصل میں طُیْبیٰ اور کُیْسیٰ تھے پہلا طیبٌ کا مؤنث ہے اور دوسرا کیسٌ کا ان میں کیوں یا کو ضمہ کی مناسبت کی وجہ سے واؤ سے بدلا حالانکہ ضمہ کو بقاعدہ مذکورہ یا کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ سے بدلنا چاہیئے تھا۔ مصنفؒ جواب دیتے ہیں کہ طوبیٰ اور کوسیٰ اگرچہ اصل میں صفت کے صیغے ہیں لیکن ان میں اسمیت غالب آگئی ہے اسی لئے یہ استعمال میں بغیر الف ولام کے کسی کی صفت نہیں واقع ہوتے پس اگر یہ صفتاً مستعمل ہوتے تو ہر حال میں صفت واقع ہوتے لہذا اہل صرف نے اُن کو اسم کے قائم مقام کر دیا اور ان کو اسمیت کا حکم دیدیا۔ برخلاف حیکی کے کہ بغیر الف ولام کے بھی صفت واقع ہوتا ہے پس یہ دونوں فعلیٰ اسمی سے ہوئے اور اس میں قیاس کو دخل دے بیٹھے کا ہے اور ہماری گفتگو فعلیٰ صفتی میں ہے لہذا یہ دونوں مانحن فیہ سے نہیں ہوسکتے اصل چہارم۔ **قولہ** واوی کہ بعد فتحہ علامت مضارع الخ یعنی جو واؤ بعد فتحہ علامت مضارع کے کہ حروف آئین میں سے جونسی بھی ہو اور قبل کسرۂ اصلیہ کے دربرابر ہے کہ وہ کسرہ باقی رہا ہو یا فتحہ سے بدلا گیا ہو واقع ہو تو وہ درمیان سے ثقل کی وجہ سے گر جاتا ہے جیسے یَعِدُ کہ اصل میں یَوْعِدُ تھا یہ اُس کی مثال ہے جس میں کسرہ باقی رہا اور جیسے یَضَعُ معجمہ کہ اصل میں یَوْضِعُ بکسر ضاد تھا پس حذف واؤ کے بعد کسرہ کو اس کے حرف حلقی کے ساتھ ثقیل ہونے کی وجہ سے فتحہ سے بدل لیا اور اس کو باب فتح سے پڑھنے لگے

یہ اس کی مثال ہے جس میں کسرہ فتحہ سے بدل گیا۔ قولہ۔ ونحو عد الخ مضارع عدہ الخ اور لفظ عد (بصیغہ امر) نے حذف واؤ میں اپنے مضارع کی تابعداری کی یہ ظاہراً سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ لفظ عد اصل میں اُوْعِدْ تھا لہذا چاہیئے تھا اُس کی واؤ کو بر قیاس میزان باکر لیتے اور اَیعِد کہتے حالانکہ اس میں واؤ کو حذف کرتے ہیں مصنف جواب دیتے ہیں کہ عِدْ میں واؤ کا حذف اس کے مضارع یَعِدُ کے حذف واؤ کی طبعیت میں ہے اور پھر ہمزۂ وصل کو اُس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ یہ جواب اسوقت ہے جبکہ امر کو مضارع کی اصل سے بنائیں اور اگر اُس کو مضارع معتل سے بنائیں تو اُس وقت طبعیت کی بھی حاجت نہیں ہے۔ جاننا چاہیئے کہ قاعدۂ مذکورہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ حذف اس وقت ہے جبکہ واؤ درمیان یائے مفتوح اور کسرۂ لازم کے واقع ہو لہذا جائز نہیں ہے کہ یا کو جو بعد یائے مفتوح اور قبل کسرۂ لازم کے ہو حذف کریں اور نہ یکہ واؤ کو جو بعد فتحہ اور قبل ضمہ کے یا بعد ضمہ اور قبل کسرہ کے یا بعد ضمہ اور قبل فتحہ کے یا بعد فتحہ اور قبل فتحہ کے واقع ہو حذف کریں بلکہ وہ ان سب صورتوں میں ثابت رکھے جاتے ہیں جیسے یَسْوَیُ یسوی اور وَسَمٌ یَسِمُ اور وَجِبَ اور یَوْجَبُ (بصیغہ معروف) اور وَجِلَ یَوْجَلُ۔ لیکن وہ یا جو فتحہ اور کسرہ کے درمیان قبل ہمزہ کے واقع ہو جیسے یئس اس میں بر سبیل ندرت دو لغت اور آئے ہیں جس کی طرف مصنفؒ اپنے قول سے اشارہ کرتے ہیں کہ وجاء یئس و یائس الخ یعنی یئس مضارع سے یائے ساکن کے حذف کے ساتھ اور یائس یا کو ابدال الف کے ساتھ دونوں بطریق ندرت آئے ہیں اور اس واؤ میں جو بعد فتحہ اور قبل فتحہ کے واقع ہو جبکہ اُس کی ماضی مکسور العین ہو تین لغت اور آئے ہیں جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں کہ وفی نحو یوجل یاجل الخ یعنے اس میں جو باب علم سے مثال واوی ہو تین لغت اور آئے ہیں اول یاجل واؤ کو ابدال الف کے ساتھ دوم یَیْجَلُ واؤ کو ابدال یا اور بقاء فتحہ حرف مضارع کے ساتھ۔ سوم یَیْجِلُ واؤ کو ابدال یا اور فتحہ حرف مضارع کو ابدال کسرہ کے ساتھ۔ اصل نجم۔ قولہ واوی کہ فائے فعل بود الخ وہ واؤ جو مصدر میں فا فعل (بکسر فا و سکون عین) کی جگہ میں واقع ہو اور نیز اس کے فعل سے وہ واؤ گر گئی ہو تو مصدر سے وہ واؤ گر جاتی ہے اور اس کے عوض میں آخر کلمہ میں تا بڑھا دیتے ہیں جیسے قولہ عِدَۃٌ کہ اصل میں وِعْدٌ بکسر فا و سکون عین تھا جب واؤ قاعدہ مذکورہ کی بنا پر گر گئی تو عین ساکن کو کسرہ دیا یا فا الساکن اذا حرک حرک بالکسر اور واؤ کے عوض میں اس کے آخر میں تائے آئے۔ واضح ہو کہ بعض مواضع میں اثبات واؤ مع تا عوض بر سبیل قلت آیا ہے جیسے صفۃ لیکن جو تجرد اور فارسی کے نزدیک مصدر نہیں ہے بلکہ بمعنی جانب ہے اور سیبویہ کے نزدیک وہ وصفۃ کا حکم رکھتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ ولکل وجہۃ ہو موٰلیہا۔ اصل ششم۔ قولہ۔ نیز فائے افتعال الخ یعنی واؤ اور یائے ساکن جبکہ باب افتعال کے فا کلمہ میں واقع ہوں اور ہمزے سے بدلے ہوئے نہ ہوں تو وہ لغت فصیحہ کی بنا پر تا کے ساتھ قریب المخرج

ہونے کی وجہ سے تا سے بدلجاتے ہیں اور پھر یہ تا افتعال کی تا میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے قولہ التقدو التسر کا اصل میں اُوْتُقَدَ اور اِیْتُسِرَ تھے۔ اوتقدر میں واؤ کو ابتداءً تا کر لیا اور پھر تا کو تا میں ادغام کر دیا اور اُس کو بقاعدۂ میزان پہلے یا نہیں کیا اس لئے کہ کسرۂ ما قبل معرض زوال میں ہے اور واؤ کی تا کے ساتھ قریب المخرج ہونے کی علت قوی ہے لہذا راجح پایا گیا اور اعمال قانون میزان کا تو ہم در ہو گیا۔ **قولہ** کہ از ہمزہ بدل نہ شود الخ یہ ایتمر اور ایتکل جیسے کلمات سے احتراز ہے کہ اصل میں ائتمر اور ائتکل تھے ماخذ امر اور اکل ہے پس ان میں قلب اور ادغام جائز نہیں ہے **قولہ** بلغت فصیحہ الخ یہ بعض حجازیین کے لغت سے احتراز ہے اس لئے کہ وہ ماضی میں واؤ کو یا سے بدلتے ہیں اور پھر یا کو بحالہ ثابت رکھتے ہیں اور مضارع میں واؤ اور یا دونوں کو الف سے بدلتے ہیں جیسے ایتقدیا تقدو تقدا اور ایتسر یا تسر ہو تسرا اصل مفتم۔ **قولہ** دگر دو واؤ متحرک در اصل کلمہ الخ یعنی اگر دو واؤ اول کلمہ میں واقع ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو اُن میں سے پہلا واؤ وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ دو ہم مثل متحرک حرفوں کا شروع کلمہ میں جمع ہونا ثقیل ہے خصوصاً دو حرف علت کا اور ان میں سے بھی دو واؤں کا جو حروف علت میں سے زیادہ ثقیل ہیں جیسے قولہ اواصل واول کہ اصل میں دو اصل بروزن فواعل کہ جمع واصلہ کی ہے اور وُوَلٌ بضم واؤ اول و بفتح ثانی کہ جمع اولی کی ہے تھے اور اولی مؤنث اوّل بفتح ہمزہ وتشدید واؤ کی ہے۔ **قولہ** دو واؤ الخ یہ وجوہ اور وشاح جیسے کلمات سے احتراز ہے اور۔ **قولہ** متحرک الخ یہ دوری ماضی مجہول از وارثی جیسے سے احتراز ہے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک میں پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ رہا لفظ اولی کہ اصل میں وُوْلی بسکون واؤ ثانی تھا اس میں واؤ کو ہمزہ سے وجوباً بدلنا شاذ ہے اسی طرح لفظ اول میں ان کے نزدیک جو اس کو بروزن فعل بتشدید عین مانتے ہیں۔ ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے لیکن جبکہ اُس کو فعل بسکون فا و فتح عین کے وزن پر لیا جائے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے تو اس وقت وہ مانحن فیہ سے نہ ہوگا یہاں تک تو مصنف نے اصول مثال بیان کئے اب اصول اجوف بیان فرماتے ہیں کہ۔ **قولہ** واؤ و یا متحرک نہ بعارض الخ یعنی واؤ اور یا جو حرکت اصلی کے ساتھ متحرک ہوں نہ حرکت عارضی کے ساتھ اور بعد فتحہ لازمی کے ہوں تو وہ واؤ اور یا وجوباً الف ہو جاتے ہیں خواہ وہ اسم میں ہوں یا فعل میں۔ قولہ متحرک یہ واؤ اور یائے ساکن سے احتراز ہے جیسے یَوْمٌ اور دَیْمُوْمٌ اور یَوجَلُ کہ ان میں ان کو صحیح رکھا جاتا ہے رہے یاجل اور یاتسر جیسے کلمات سو یہ فصیح ہیں جیسا کہ گذر چکا۔ **قولہ** نہ بعارض الخ یہ اس حرف سے احتراز ہے جو اصل میں ساکن ہو اور پھر متحرک ہو گیا ہو برابر ہے کہ وہ حرکت دوسرے حرف سے منتقل ہو کر اس پر آگئی ہو جیسے حَوَبٌ اور جَیَلٌ کہ اصل میں حَوْأَبٌ اور جَیْئَلٌ تھے ان میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کر دیا یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس پر حرکت آگئی ہو جیسے اخشوا اللہ اور اخشی اللہ کہ ان میں واؤ اور یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے متحرک ہو گئے یا دوسرے کلمہ کی تبعیت میں اس پر

حرکت آگئی ہو جیسے بیضات کہ جمع بیضۃ کی ہے۔ بنی تمیم اس کی یا کو تمرات کی تبعیت میں فتحہ دیتے ہیں۔

الف گردد بشرط عین ناقص نباشد ونہ در حکم آں ونہ فاکلمہ قبل مدۂ زائدہ والف تثنیہ

ویائے مشدد ونون تاکید نیفتد وکلمہ بروزن فعلان وفعلے نباشد ونہ بمعنی کلمہ کہ دراں

تعلیل نہ پزیرد پس الف بقران ساکن بلفظی یا تقدیری بیفتد چوں قالَ وباعَ وخافَ ودعا

ودعَوا دعوا دعَتْ ودعَتا دعون ہر واؤ ویائیکہ عین ماضی مجہول بود ودر مکروف تعلیل یافتہ

کسرۂ آں را بجائے ضمہ ماقبل بری چوں قیل وبیع واختیر وانقید یا بیفگنی نحو قول وبُوعَ

واُختُورُوا وانقُودَ فائی ماضی کہ ثلاثی مجرد ست بعد حذف عین باجتماع ساکنین کسرہ یابد

اگر اجوف یائی بود یا از باب یکسور العین وگرنہ ضمہ چوں قُلنَ وبِعنَ وخِفنَ۔ ہر واؤ ویائیکہ بعد

ساکن نہ لین زائد بود در عین فعل یا شبہ فعل ای مصدر ومشتق وموازن فعل بوزن عروضی۔

قولہ۔ بعد فتحہ الخ یہ اس سے احتراز ہے جو ضمہ اور کسرہ کے بعد ہو جیسے صُوَرٌ اور سِیَرٌ قولہ لازم الخ یہ اس سے احتراز ہے جو بعد فتحہ عارضی کے ہوں بایں طور کہ فتحہ ماقبل ایک کلمہ میں ہو اور واؤ ویا دوسرے کلمہ میں جیسے فَوعَدَ اور فَیَسَّرَ کہ ان میں فا عطف ایک علیحدہ حرف ہے پس ان تمام صورتوں میں واؤ اور یا کو صحیح رکھا جاتا ہے پس جبکہ یہ اسباب جمع ہو جائیں تو اُس وقت واؤ اور یا کو الف سے بدلنا واجب ہے لیکن بشرط یعنی اس ابدال کے لئے چند شرطیں اور ہیں کہ جب وہ شرطیں پائی جائیں تو ان کا الف سے بدلنا واجب ہے۔ شرط اول۔ قولہ عین ناقص نباشد الخ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ واؤ اور یا نہ تو حقیقتاً ناقص کا عین کلمہ ہوں برابر ہے کہ اس کے لام کلمہ میں تعلیل ہو گئی ہو جیسے رَدیٰ (از ضرب) اور قوی (از علم) یہ اصل میں قوِدَ تھا اس کا آخری دال حرف میں اور

ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یا ہوگیا یا تعلیل نہ ہوئی ہو جیسے حیی (از علم) اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ لام کلمہ آخر میں محل تغیر ہونے کی وجہ سے اور حروف سے تعلیل کا زیادہ مستحق ہے پس اگر اس کے لام کلمہ میں تعلیل ہونے کے بعد جیسے رمی اور قوی اس کے عین کلمہ میں بھی تعلیل ہوئی تو دو حرف ان میں دو تعلیلوں کا حقیقۃً پے در پے ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے اور اگر اس کے لام کلمہ میں تعلیل نہ ہوئی ہو جیسے حیی کہ اس کی دوسری یا اگرچہ اپنے ماقبل مفتوح نہ ہونے کی وجہ سے الف نہیں ہوئی لیکن وہ لام کلمہ میں ہونے کی وجہ سے معلل اور بمنزلہ کا حکم رکھتی ہے لہذا اگر اس کے عین کلمہ میں تعلیل کریں تو دو حرف اصلی حقیقۃ میں دو تعلیلوں کا حکماً پے در پے ہونا لازم آئے گا۔

قولہ - ونہ در حکم آں الخ اور نہ وہ واؤ اور یا حکماً ناقص کا عین کلمہ ہوں اور اُن کے حکماً عین ناقص ہونے کی صورت یہ ہے کہ لام ناقص مکرر ہوا ہو پس پہلا حرف وسط میں ہونے کی وجہ سے بمنزلہ عین کلمہ کے ہوگیا اور دوسرا حرف مؤخر ہونے کی وجہ سے بمنزلہ لام کلمہ کے جیسے ارعوی ماضی معروف ہے کہ اصل میں ارعوو تھا از افعلال اس میں پہلی واؤ اگرچہ حقیقت میں لام کلمہ ہے لیکن تکرار لام کی وجہ سے وہ وسط میں آنے کے سبب سے عین کلمہ کے حکم میں ہوگئی اور واؤ آخر لام کلمہ کے حکم میں اور جبکہ لام حکمی میں تعلیل ہوگئی پس اب اگر عین حکمی میں بھی تعلیل کریں تو دو حرف اصلی حکماً میں دو تعلیلوں کا حقیقۃ پے در پے ہونا لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے کذا فی شرح الاصول الکبیر یہ شرط دوم۔ **قولہ** - ونہ فاکلمہ الخ اس کا عطف قولہ نہ در حکم آں پر ہے یعنی دوسری شرط یہ ہے کہ واؤ اور یائے مذکورہ فا کلمہ میں نہ ہوں جیسے توسط اور تیسر اس لئے کہ جب شلاثی مجرد وسط اور تیسر کے فا کلمہ میں ماقبل فتحہ لازم نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل نہ ہوئی تو مزید جو اُس کی فرع ہے تعلیل نہ ہونے میں اس پر محمول ہوا۔ جاننا چاہیئے کہ مصنف کے قول بعد فتحہ لازم اور نہ فا کلمہ میں کلمات غیر داخلہ کو خارج کرنے کے اعتبار سے عموم و خصوص من وجہ ہے اس لئے کہ توعد اور تیسر جیسے کلمات کو دونوں خارج کرتے ہیں اور یقول جیسے کو اول خارج کرتا ہے اور توسط جیسے کو دوسرا خارج کرتا ہے۔ شرط سوم قولہ و قبل مدہ زائدہ الخ۔ ای یفتقد یعنی تیسری شرط یہ ہے کہ واؤ اور یائے مدہ زائدہ سے پہلے نہ واقع ہوں اور زائدہ سے مراد وہ حرف ہے جو نہ تو جزو کلمہ ہو اور نہ کسی معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے جواد اور طویل اور غیور پس اگر ان میں تعلیل کیجائے تو لازم آئے گا کہ مدہ تو باقی رہے اور اس کے ماقبل کی حرکت کہ جس نے اس کو مدہ بنایا ہے حذف ہو جائے اور جبکہ لفظ زائدہ سے مراد وہ حرف ہو جو نہ تو جزو کلمہ ہو اور نہ کسی معنی پر دلالت کرے۔ تو اس وقت تدعون اور تدعین اور ترمون اور یُرمَن (بصیغات مجہول) جیسے کلمات سے اعتراض وارد نہیں ہوگا۔ یہ اصل میں تدعوون اور تدعوین اور ترمیون اور ترمیین تھے ان میں واؤ اور یا الف سے بدل گئے۔ حالانکہ یہ مدہ زائدہ سے پیشتر ہیں اس لئے کہ یہ اس مدہ زائدہ سے پیشتر ہیں جو معنی جمعیت اور تانیث

کا فائدہ دیتا ہے اور وہ واؤ اور یا ہیں۔ شرط چہارم والف تثنیہ الزیدہ زائدہ پر معطوف ہے یعنی چوتھی شرط یہ ہے کہ واؤ اور یائے مذکورہ الف تثنیہ اور اس کی یا سے پیشتر نہ واقع ہوں جیسے عصوان عصوین اور جلیان جلیین وتثنیہ میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر مصطفیین جیسے تثنیہ میں تعلیل کریں تو حالت نصب اور جر میں وقف اور اضافت کے وقت جمع کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے مصطفیین (بسکون نون) اور مصطفی القوم رہی حالت رفع سو وہ حالت نصب اور جر پر محمول ہے اور رہے وہ کلمات کہ جمع مطلقاً التباس لازم نہیں آتا جیسے جلیین وہ ان پر محمول ہیں جن میں التباس لازم آتا ہے اور تثنیہ مذکورہ کے الف میں فعل کی الف ضمیر داخل ہے جیسے دعوا اور رمیا اور بر رضیان اور یخشیان ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ماضی میں تو مطلقاً مفرد کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور مضارع میں مفرد کے ساتھ حالت نصب میں جیسے لن یخشیا رہی اس کی حالت رفع اور جزم سو وہ حالت نصب پر محمول ہے شرط پنجم۔

قولہ ویائے مشددہ الزیدہ الف تثنیہ پر معطوف ہے۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ واؤ اور یا قبل یائے مشددہ کے نہ واقع ہوں برابر ہے کہ وہ یائے مشددہ یائے نسبت ہو جیسے عصوی یا یائے مصدر جیسے عصویۃ اس لئے کہ اگر ان میں تعلیل کریں تو یائے مشددہ سے پیشتر جو کسرہ مطلوبہ ہے باقی نہیں رہے گا شرط ششم۔ **قولہ** ونون تاکید ثقیلہ الزیدہ یائے مشددہ پر معطوف ہے اور چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ واؤ اور یا قبل نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے نہ واقع ہوں جیسے اخشینّ اور لاتخشینّ اس لئے کہ اگر ان میں تعلیل کریں تو نون تاکید کے ماقبل کا فتحہ جو چار صیغوں میں لازم ہوتا ہے اپنے حال پر باقی نہ رہے گا اور خلاف وضع لازم آئے گا رہے اخشونّ اور یدعونّ (جمع مذکر مجہول) جیسے کلمات میں واؤ الف سے اس لئے نہیں بدلا کہ انکی حرکت عارضی ہے شرط ہفتم۔ **قولہ** وکلمہ بروزن فعلان وفعلی نباشد الزیدہ اور ساتویں شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ جس میں واؤ اور یا ہوں فعلان (بفتح فا وعین) اور فعلی (بفتح فا وعین) کے وزن پر نہ ہو جیسے جولان (گرد برآمدن) اور حیدی بمعنی (وہ گدھا جو زیادتی خوشی کی وجہ سے اپنے سایہ سے کودے) ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں وزنوں میں حرکت معنوی لازمی ہے لہذا ان کے لفظ کو بھی متحرک رکھتے ہیں تاکہ حرکت لفظی حرکت معنوی پر دلالت کرے۔ رہا لفظ موتان کہ اس میں باوجود سکون معنوی ہونے کے پھر تعلیل نہیں کرتے ہیں سو یہ اپنی نقیض حیوان پر محمول ہے۔ شرط ہشتم۔ **قولہ** ونہ بمعنی کلمہ کہ دراں تعلیل نہ پزیرد الزیدہ آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ جس میں واؤ اور یا ہیں ایسے کلمہ کا ہم معنی نہ ہو جس کے واؤ اور یا میں تعلیل کا قاعدہ مفقود ہو جیسے عور بمعنی اعور اور اجتور بمعنی تجاور اور اعور اور تجاور میں واو کا ماقبل ساکن مانع تعلیل ہے تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ الوان وعیوب اکثر باب افعال سے آتے ہیں اور یہ ان میں اصل ہے

اور باقی ابواب گو مجرد ہی کیوں نہ ہوں اس معنی میں اس کی فرع ہیں اسی طرح تشارک اکثر باب تفاعل سے آتا ہے اور یہ اس میں اصل ہے اور باقی ابواب اس معنی میں اس کی فرع ہیں اور چونکہ باب افعلال اور تفاعل میں ماقبل کا ساکن ہونا مانع تعلیل ہے لہذا جو لفظ ان کے معنی میں ہوگا وہ ان پر تعلیل نہ ہونے میں بھی محمول ہوگا پس یہ سب شرطیں پائی جانے کے بعد واؤ اور یا کو الف سے بدلنا واجب ہے۔ **قولہ** پس الف بقرآن ساکن لفظی یا تقدیری بیفتد الز قرآن بکسر فا بمعنی دلمنا اور پھر وہ الف جو واؤ اور یا سے بدل ہو کر آیا ہے ساکن لفظی یا تقدیری سے متصل واقع ہوگا تو گر جاوے گا تاکہ اجتماع ساکنین نہ لازم آوے ورنہ وہ سلامت رہے گا اور وہ واؤ اور یا خواہ عین کلمہ میں ہوں جیسے قولہ قال و باع و خاف کہ اصل میں قَوَلَ اور بَیَعَ اور خَوِفَ تھے یا لام کلمہ میں جیسے قولہ دعا و رمی کہ اصل میں دَعَوَ اور رَمَیَ تھے پس ان میں واؤ اور یا الف ہوئے اور پھر وہ الف دوسرے ساکن کے ساتھ متصل نہ ہونے کی وجہ سے سلامت رہا اسماء کی مثال جیسے بابٌ و ناب و عصیٌ و رحی کہ اصل میں بَوَبٌ اور نَیَبٌ و عَصَوٌ و رَحَیٌ تھے۔ **قولہ**۔ دعوا الخ یہ دعا کا تثنیہ ہے یہ اس کی مثال ہے کہ جب واؤ قبل الف تثنیہ کے واقع ہو تو وہ شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اپنی اصل پر واقع رہا۔ **قولہ** دعوات الخ یہ اصل میں دَعَوٌ اور دَعَوَتٌ تھے جبکہ واؤ الف میں الف ہوگیا تو وہ ساکن لفظی کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے گر گیا اور وہ ساکن دعَوا میں واؤ ضمیر ہے اور دَعَتْ میں تا تانیث۔ **قولہ** دعتا یہ الف ساکن تقدیری کے ساتھ ہونے کے سبب سے گرنے کی مثال ہے۔ یہ اصل میں دَعَوَتا تھا واؤ الف ہوگیا دعاتا ہوا پس اس میں اگرچہ لفظاً اجتماع ساکنین نہیں ہے اس لئے کہ تا لفظاً متحرک ہے لیکن وہ بحسب اصل ساکن ہے اس وجہ سے کہ فعل کی تا تانیث میں اصل سکون ہے جیسا کہ اسم کی تا تانیث میں اصل حرکت بعد میں تا تانیث اور الف تثنیہ کے درمیان اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے تا کو فتحہ دیدیا پس الف ساکن تقدیری کے ساتھ دا وہ تا ہے متصل ہونے کی وجہ سے گر گیا دعتا ہوا **قولہ**۔ دعون یہ اس کی مثال ہے کہ واؤ نے متحرک نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل کو قبول نہیں کیا دتنبیہ) چند کلمات ایسے ہیں کہ جن میں قاعدہ مذکورہ مع اپنی شرائط کے پائے جانے کے باوجود تعلیل نہیں کی گئی سو وہ شاذ ہیں جیسے قَوَدٌ بفتحتین اور رَیَبٌ بفتحتین جمع غائب کی ہے اور رَوَحٌ اور اَوَدٌ بضم ہمزہ و فتح واؤ اول جمع اَوْدَۃٌ کی ہے بضم ہمزہ بمعنی دو اہیتہ) اور رَوَکۃ جمع حائک کی۔ ہے مصدر حوکٌ ہے بمعنی (کپڑے کا بُننا) اور خَوَنَۃ بفتحتین جمع خائن کی ہے اور رَوَع وغیرہ بکسر واؤ بمعنی (کثیر الخوف) اصل دوم **قولہ**۔ ہر واؤ و یا یکہ عین ماضی مجہول بود الخ جو واؤ اور یا کہ ماضی مجہول کے عین کلمہ میں ہوں برابر ہے کہ وہ ماضی ثلاثی مجرد سے ہو یا مزید سے اور ماضی معروف میں وہ واؤ اور یا معتل ہوگئے ہوں تو اس وقت ماقبل کا ضمہ دور کرنے کے بعد ان کا کسرہ ماقبل کو دیدیں گے پھر عین کلمہ میں اگر یا ہے تو وہ بحالہ ثابت رہے گی اور اگر واؤ ہے تو وہ بقاعدۂ میزانٌ یا

ہو جائے گا جیسے قول قیل و بیع کہ اصل میں قُوَل اور بِیَع تھے یہ ثلاثی مجرد کی مثالیں ہیں اور قولہ اختیر و انقید کا اصل میں اُختیِر اور اُنقُوِد تھے یہ ثلاثی مزید کی مثالیں ہیں۔ قولہ۔ وہ معروف تعلیل یافتہ قوی اور روی جیسوں سے احتراز ہے اس لئے کہ ان کے معروف میں تعلیل نہیں ہوئی یہ تعلیل مذکور لغت افصح اور اشہر کی بنا پر ہے۔

قولہ یا بیفتنی نحو قُوَل و بُوِع الخ یا کسرہ عین کو ماقبل کی طرف نقل کئے بغیر گرا دیں اور بعد میں اگر عین کلمہ یا ہے تو وہ یا اپنے ساکن اور ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ ہو جائے گی اور اگر واؤ ہے تو وہ بحالہ ثابت رہے گا جیسے قُوِل مجہول میں قول بضم قاف و سکون واؤ اور بیع مجہول میں بوع بضم باء و سکون واؤ اور اختیر مجہول میں اختور بضم تا و سکون واؤ اور را انقود مجہول میں انقود بضم قاف و سکون واؤ لیکن یہ وجہ ضعیف ہے اس میں ایک لغت اور بھی ہے اور وہ اشمام ہے یعنی کسرہ کو ضمہ کی طرف اور یائے ساکن کو واؤ کی طرف مائل کر کے پڑھنا اور یہ قیل اور بیع کے پہلے حرف میں ہوگا اور اختیر اور انقید کے تیسرے حرف میں۔ اور یہ لغت بنی قیس اور بنی اسد کے اکثر لوگوں کا ہے۔ اصل سوم۔ قولہ۔ فائے ماضی کہ ثلاثی مجرد ست الخ یعنی ثلاثی مجرد کے ماضی کا عین کلمہ جب اجتماع ساکنین کی وجہ سے جو لحوق ضمیر متحرک کی وجہ سے پیدا ہوا ہے گر جائے تو اس کا فا کلمہ کسرہ پاتا ہے اس وقت جبکہ وہ یا تو اجوف یائی ہو تاکہ وہ حذف یا پر دلالت کرے یا باب مکسور العین سے اجوف واوی ہو خواہ وہ کسرہ عین ماضی پر ہو جیسے باب سمع میں یا عین مضارع پر ہو جیسے باب ضرب میں تاکہ وہ باب کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے بخلاف مزید کے کہ اس کے عین کا ماقبل عین کے حذف ہونے کے بعد متغیر نہیں ہوتا۔ قولہ۔ وگرنہ ضمہ الخ اور اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو بلکہ اجوف واوی غیر مکسور العین سے ہو تو اس وقت فا کلمہ کو ضمہ دیتے ہیں تاکہ وہ حذف واؤ پر دلالت کرے جیسے قولہ فلن یہ فا کلمہ کے ضمہ پانے کی مثال ہے اصل میں قولن بفتحتین تھا واؤ الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا پھر قاف کو ضمہ دیدیا تاکہ وہ واؤ محذوف پر دلالت کرے۔ مصنف نے اجوف واوی کی مثال کو یائی پر اس وجہ سے مقدم کیا تاکہ مثال مثل کے ساتھ قریب ہو جائے۔ قولہ وبعن یہ اجوف یائی کی مثال ہے جس کے فا کلمہ نے کسرہ پایا۔ یہ اصل میں بَیَعَن بفتحتین تھا یا الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور پھر یا کو کسرہ دیدیا تاکہ وہ حذف یا پر دلالت کرے۔ قولہ خِفن یہ اجوف واوی ماضی مکسور العین کی مثال ہے جس کے فا کلمہ نے کسرہ پایا۔ یہ اصل میں خَوِفَن بفتح خا و کسر واؤ تھا جب واؤ الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو خا کو کسرہ دیدیا تاکہ وہ باب کی ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اور اس کو واؤ محذوف پر دلالت کرنے کی وجہ سے ضمہ نہ دیا اس لئے کہ باب کی رعایت محذوف کی رعایت سے اہم ہے اور اجوف واوی مضارع مکسور العین کی مثال طحن ہے یہ اصل میں طَوحِنَ از ضرب تھا اس کا واؤ الف ہو کر گر گیا اور طا کو کسرہ

دیدیا تاکہ وہ کسرہ عین مضارع پر دلالت کرے اور کبھی باب اور محذوف دونوں کی رعایت ہوجاتی ہے جیسے
یَہِبُ کہ اصل میں یَہْیِبُ تھا از باب سمع ماخذ ہَیْبَۃٌ دڈرنا) اس میں بالذات رعایت باب کی ہے اور بالتبع محذوف
کی اور طُلْنَ کہ اصل میں طَوَلْنَ تھا باب کرم اس کا ضمہ باب اور واؤ محذوف دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ یہ جو کچھ بھی
بیان ہوا معروف کا تھا لیکن ان کے مجہول میں تین وجہیں۔ اول خالص کسرہ اور یہ قریش کا افصح اور اشہر
لغت ہے جیسے قِلْنَ خِفْنَ بِعْنَ اور اِنْقَدْنَ اور اِخْتَرْنَ (بالکسر الخالص فی الکل) پس خِفْنَ اور بِعْنَ میں معروف
و مجہول یکساں ہوں گے۔ دوم اشمام یعنی کسرہ کو ضمہ کی طرف مائل کر کے پڑھنا لبیان الاصل۔ اور یہ بنی قیس اور
اسد کا لغت ہے۔ سوم خالص ضمہ جیسے قُلْنَ اور خُفْنَ اور بُعْنَ اور اُنْقُدْنَ اور اُخْتُرْنَ (بالضم الخالص فی الکل)
اور اس تقدیر پر قُلْنَ معروف اور مجہول یکساں ہوجائے گا۔ اصل چہارم۔ قولہ۔ ہر واؤ و یائیکہ بعد ساکن
نہ ہو زائد بود الخ یعنی جو واؤ اور یائے متحرک بعد حرف ساکن کے لیکن نہ بعد لین زائد کے فعل یا شبہ فعل کے
عین کلمہ میں واقع ہوں اور چونکہ شبہ فعل سے متعارف صرف مشتق ہوتا ہے اور یہاں شبہ فعل سے مراد عام معنی
ہیں لہذا مصنف شبہ فعل کی تفسیر کرتے ہیں کہ یعنی مصدر و مشتق و موازن فعل بود از عروضی الخ یعنی وہ شبہ
فعل جس کے عین کلمہ میں واؤ اور یائے مذکور واقع ہوں اس سے یہاں مراد مصدر ہے خواہ ثلاثی مجرد سے
ہو یا مزید سے اور اسم مشتق یعنی اسم فاعل اسم مفعول اور اسم ظرف نہ افعل تفضیل اور اسم آلہ اس لئے کہ ان
دونوں میں تعلیل نہیں ہوتی اور اسم جامد جو وزن عروضی کے ساتھ فعل کے ہم وزن ہو جیسے معون (بضم عین
وسکون واؤ)۔ جمع مؤنث کی ہے بمعنی دیا رہی گری) کذا فی منتہی الارب اصل میں معونۃ بضم واؤ تھا بروزن تنصر
(فعل معروف) اور مضاف بمعنی (وہ شخص جو لوگوں میں گھبرا گیا ہو) اصل میں مُضْیِفٌ تھا بروزن تنصر (مجہول)
اور مضوفۃ کہ اصل میں مُضْیِفَۃٌ تھا بروزن تنصر (معروف) رہا تاکا اس میں ہونا سو وہ ایک امر عارضی ہونے کی
وجہ سے ایک علیحدہ کلمہ ہے اور معرض زوال میں اور نیز وہ حالت وقف میں ہا ہو کر ضمیر متصل کے ساتھ مشابہ
ہوجاتی ہے لہذا اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور وہ تا کی وجہ سے وزن فعل سے نہیں نکلے گا بخلاف الف ممدودہ
کے اس کی وجہ سے کلمہ وزن فعل سے خارج ہوجائے گا جیسے بیناء اور ہوناء بروزن اصدقاء کہ جمع بین اور
بیہن کی ہیں اس لئے کہ اس کی وضع لزوم پر ہے نہ کہ عروض پر جیسا کہ تا کی پس کلمہ اس الف کے سبب سے موازنہ
فعل سے نکل جائے گا اور اس میں تعلیل نہیں ہوگی۔ دجاء ابیناء معللا علی الشذوذ ای شذ نقل الکسرۃ من الیاء
الی الباء فی ابیناء (بکسر الباء وسکون الیاء) وشذ تصحیح مدین فالقیاس فیہما ان ینقل الفتحۃ من الیاء الی الدال لانہ
علی موازنۃ الفعل اور وزن عروضی یہ ہے کہ حروف ساکنہ مقابلہ میں حروف ساکنہ کے ہوں اور متحرک مقابلہ میں
متحرک کے بغیر لحاظ اس امر کے کہ ان کی حرکت بخصوصہا مقابلہ میں حرکت بخصوصہا کے ہو اور حرف اصلی مقابلہ میں

حرف اصلی کے اور حرف زائد مقابلہ میں حرف زائد کے جیسے شریفٌ اور مقولٌ کا وزن عروضی فعولٌ ہے۔

حرکت آں را بما قبل وہی بشروط آں کلمہ ملحق و ناقص و بمعنی لون یا عیب و صیغہ تعجب

وصیغہ اسم آلہ نبود و در شبہ فعل کہ بروزن متعارف فعل بود پیش از تعلیل یا بعد از آں

واوش زائد مشترک ست تعلیل نہ کنند پس آں حرکت اگر فتحہ بود واؤ و یا الف گردد چوں

یقولُ و یَبِیعُ تا یَقُلْنَ و یَبِعْنَ و قل و قولا آہ و بع و بیعا آہ و مقولٌ و مبیعٌ و یُقال و یُباع

و یُخاف آہ و خَفْ خافا آہ و اقام اقامۃً و استقام استقامۃً و در مفعول یائے ضمہ

منقول را کسرہ گردانند واو مفعول را یا و در تصحیح بسیار آید نحو مَبْیُوعٌ و مطیوبٌ۔

قولہ۔ حرکت آں را بما قبل وہی الخ تو اس وقت چند شرائط کے ساتھ جن کو خود مصنفؒ آگے بیان فرماتے ہیں واؤ اور یائے مذکور کی حرکت ماقبل کو دیتے ہیں۔ مصنفؒ کا قول حرکت آں را بما قبل وہی ہے قولہ۔ بعد ساکن الخ یہ قال اور باع سے احتراز ہے اور قولہ نہ لین زائدہ الخ یہ یوبع و سید سے احتراز ہے کہ اصل میں بایع اور سیود تھے اس لئے کہ ان میں یا اور واؤ لین زائدہ کے بعد ہیں اور مصنف کے کلام میں لفظ زائدہ کی قید اتفاقی ہے نہ کہ احترازی اس لئے کہ واؤ اور یا عین کلمہ میں لین اصلی کے بعد نہیں پائے گئے اور لفظ صور اور زین (از تفعیل) کے نکالنے کے لئے قید نہ بعد لین مدغم کی جیسا کہ بعض شارحین نے بڑھائی ہے ضرورت نہیں اس وجہ سے کہ اگر ان میں پہلا حرف زائد ہے تو وہ قول نہ بعد لین زائدہ سے خارج ہو جائے گا اس لئے کہ دوسرا حرف اس وقت میں لین زائدہ کے بعد ہوگا اور اگر دوسرا حرف زائد ہے تو قول در عین فعل سے خارج ہو جائے گا۔ قولہ۔ بشروط الخ یعنی واؤ اور یائے مذکور سے حرکت کو نقل کرنا چند شروط کے ساتھ مشروط ہے اول۔ قولہ۔ آں کلمہ ملحق الخ اول یہ کہ وہ کلمہ جس میں واؤ اور یائے مذکور ہیں ملحق نہ ہو جیسے اخوند و ملحق باحرنجم ہے ماخذ جودیا جودۃ ہے اس لئے کہ وہ ملحق کو ملحق کی صورت سے متغیر نہیں کرتے ہیں

دوم قولہ وناقص الخ دوم یہ کہ وہ کلمہ ناقص ہو جیسے یقوی ویرضی واحیی ویحیی تاکہ دو حرف اصل میں پے در پے دو تعلیلوں کا ہونا لازم نہ آئے۔ سوم وچہارم۔ قولہ وبمعنی لون یا عیب الخ سوم اور چہارم یہ کہ وہ کلمہ بمعنی لون یا عیب نہ ہو جیسے یَسْوَدُّ (از علم) ویَعْوَرُّ (از علم) واسْوَدَّ یَسْوَدُّ (از افعلال) واسْوَادَّ یَسْوَادُّ (از افعیلال) واعْوَرَّ یَعْوَرُّ (از افعلال) باب افعلال اور افعیلال کے عین کلمہ میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں معنی لون وعیب میں اصل ہیں لہٰذا صیغہ کی محافظت کے لئے جو معنی لون وعیب میں اصل ہے تعلیل نہیں کرتے اور نیز تعلیل کی صورت میں ان کی ماضی باب مفاعلت کی ماضی سے ملتبس ہو جائے گی اس لئے کہ اسْوَدَّ اور اعْوَرَّ تعلیل کے بعد سادا اور عارہو جائیں گے اور جو ان دونوں بابوں کے معنی میں ہیں وہ تعلیل نہ ہونے میں ان پر محمول ہیں پنجم قولہ وصیغۃ تعجب الخ پنجم یہ کہ وہ کلمہ صیغۂ تعجب نہ ہو جیسے ما اقولہ واقول بہ اس لئے کہ تعلیل کی صورت میں پہلا باب افعال کی ماضی سے اور دوسرا اس کے امر سے ملتبس ہو جائے گا ششم قولہ وصیغۃ اسم آلۃ نبعد الخ یعنی وہ لفظ جو اسم آلہ کے وزن پر ہو نہ ہو برابر ہے کہ وہ بمعنی آلہ ہو جیسے مِخْیَطٌ ومِحْیَاطٌ یا بمعنی مبالغہ فاعل ہو جیسے مِغْوَلٌ بمعنی (بہت مدد کرنے والا) اور مِقْوَلٌ بمعنی (بہت کہنے والا) اس لئے کہ اگر ان میں تعلیل کریں تو آلہ کے دونوں صیغے مِفْعَلٌ اور مِفْعَالٌ آپس میں ملتبس ہو جائیں گے اور اگر صرف مِخْیَطٌ اور مِقْوَلٌ میں تعلیل کریں تو یہ اسم ظرف سے صورۃً ملتبس ہو جائیں گے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر اسم آلہ میں تعلیل کرتے نہ ظرف میں تو اس وقت بھی تو التباس دور ہو جاتا حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا۔ جواب یہ ہے کہ اسم ظرف میں تعلیل کرنا اس آلہ سے اولیٰ ہے اس وجہ سے کہ ظرف کو بہ نسبت آلہ کے فعل سے تعلق زیادہ ہے اس لئے کہ ہر فعل کے لئے ظرف کا ہونا ضروری ہے بخلاف آلہ کے کہ وہ ہر فعل کے لئے ضروری نہیں۔ قولہ وورشبہ فعل کہ بروزن متعارف فعل بود الخ یعنی اور اس شبہ فعل یعنی مصدر اور مشتق اور موازن فعل بوزن غزو ضنی) میں بھی تعلیل نہ ہوگی جو تعلیل سے پیشتر یا تعلیل کے بعد فعل کے اس وزن پر ہو جو وزن کہ فعل میں شائع اور متعارف ہے اور اس شبہ فعل کے اول میں ایسا حرف زائد ہو جو اسم اور فعل میں مشترک ہے پس سوائے ستہ مذکورہ کے علاوہ واؤ اور یا کا شبہ فعل مذکور کے عین کلمہ میں ہونا بھی مانع تعلیل ہے اس لئے کہ اگر اس میں تعلیل کریں تو وہ فعل کے ساتھ ملتبس ہو جائے گا قولہ بروزن متعارف فعل الخ اس سے فعل کا وزن غیر متعارف خارج ہو گیا جیسے کہ اہل حجاز علامت مضارع مفتوح العین کو کہ جس کی ماضی مکسور العین ہو مکسور پڑھتے ہیں جیسے اِخَالُ و اِشَالُ (بکسر ہمزہ وتا) پس اگر تَسْنَعُ بکسر تا یَنْبَعُ سے بنا کریں جیسے تِبَعٌ (بکسر تا وسکون بائے موحدہ و فتح شناۃ تحتیہ) تو اس میں اس وجہ سے کہ وہ فعل کے وزن غیر متعارف پر ہے تعلیل کر لی جائے گی بایں طور

کریا کی حرکت ماقبل کو دے کر یا کو الف سے بدل لیا تباع ہو جائے گا۔ قولہ۔ پیش از تعلیل یا بعد از ان الخ
اس میں کلمہ یا مانعۃ الخلو کے لئے ہے اس لئے کہ اخوفٌ اور اسودُ اور اقولُ (بصیغہائے اسم تفضیل)
اور اَدُوْرٌ اور اعیُنٌ اور اخونۃٌ جمع خوانٌ کی ہے اور اقیستہٌ جمع قیاس کی۔ سب کے سب تعلیل سے پیشتر
اور تعلیل کے بعد دونوں حالتوں میں فعل کے وزن متعارف پر ہیں۔ رہی اخونۃٌ اور اقیستہ میں جو تا زائدہ
ہے ایک علیحدہ کلمہ ہے جو ان کو عارض ہو گئی ہے اور نیز وہ حالت وقف میں ہا ہونے کی وجہ سے ضمیر
کے ساتھ مشابہ ہو جاتی ہے لہذا اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور یہ دونوں اسم اس تا کی وجہ سے فعل کے وزن
سے نہیں نکلیں گے۔ اور تقییدٌ اور تمیزٌ جو قیدا اور میز سے باب تفعیل کے مصدر ہیں اگرچہ تعلیل سے پیشتر
وزن فعل پر نہیں ہیں لیکن بعد تعلیل کے وزن فعل پر ہو جاتے ہیں بایں طور کہ یا کی حرکت ماقبل کو چلی جائے
اور پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائے تو اس وقت یہ تقییدٌ اور تمیزٌ
بروزن تقیدٌ اور تمیزٌ جو قادَ اور مانَ سے مضارع معروف کے صیغے ہیں ہو جائیں گے۔ لہذا ان میں تعلیل
نہ کیجائے گی۔ قولہ۔ دراولش زائد مشترک ست الخ اور زائد مشترک سے مراد زوائد اربعہ ہمزہ اور
تا اور یا اور نون ہیں جن کا مجموعہ اتین ہے جیسے اَقُوْلُ (بصیغۂ اسم تفضیل) اور تقییدٌ وغیرہ کہ ان کا فعل
کے وزن متعارف پر ہونا جو ایک مانع تعلیل ہے اس کے علاوہ دوسرا مانع زائد مشترک کا ان کے اول میں
ہونا بھی ہے اور وہ ان میں ہمزہ اور تا ہیں جو اسم اور فعل دونوں میں زائد ہوتے ہیں بخلاف اس زائد کے جو اسم
کے ساتھ خاص ہے جیسے میم لفظ مقالٌ اور مباعٌ (بصیغہائے ظرف) میں کہ گو یہ وزن فعل پر ہیں لیکن چونکہ
ان کے اول میں میم ہے اور وہ زائد مشترک نہیں ہے لہذا ان میں تعلیل کیجائے گی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ
یقولُ اور یقومُ اور سید جو شبہ فعل ہیں اور ان میں ان کا فعل کے وزن متعارف پر ہونا مانع تعلیل موجود ہے
حالانکہ ان میں تعلیل کی گئی ہے جواب یہ ہے کہ یہ اسماء منقول افعال سے ہیں یعنی نقل سے پیشتر یہ افعال تھے
پس تعلیل فعل میں واقع ہوئی ہے نہ کہ شبہ فعل میں قلبس آں حرکت اگر فتحہ بود الخ پس اگر وہ حرکت منقولہ
فتحہ ہے تو واؤ اور یا الف سے بدل جائیں گے اس لئے کہ واؤ اور یا اصل میں متحرک تھے اور ان کا ماقبل
اب مفتوح ہو گیا اور اگر واؤ پر ضمہ ہے اور یا پر کسرہ تو یہ دونوں ماقبل کی طرف منقول ہو جائیں گے۔
اور وہ واؤ اور یا خود سلامت رہیں گے جیسے۔ قولہ۔ یقول و یبیع ما یقلن و یبعن الخ یقول (بضم قاف
اصل میں یقوُل (بسکون قاف) تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیدیا اور یقلن (بضم قاف) اصل میں یقولن (بسکون
قاف) تھا واؤ کا ضمہ ماقبل کو دیدیا پھر واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور یقول اور یقلن میں اسکی
اخوات تقول اور تقلن اور اقول وغیرہ داخل ہیں اور یبیع بکسر یا اصل میں یبیعُ (بسکون با) تھا یا کی حرکت

یا کو دیدی اور یَبْیِعُ اصل میں یَبْیِعُ بکسر یا تھا یا اپنی حرکت منقول ہونے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔
قولہ۔ وقل وقولا آہ وبع بیعا آہ الخ جاننا چاہیئے کہ ان امثلہ سے مثال لانا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ جب لفظ قُلْ اور بِعْ کی اصل قُوْلْ اور بِیْعْ مانی جائے ورنہ اگر ان کو مضارع تعلیل شدہ سے بنائیں تو اس وقت یہ امثلہ مانحن فیہ سے نہیں ہوں گی پس قُلْ اصل میں اُقْوُلْ تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیدیا پھر واؤ التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی اُقُلْ ہوا بعد میں ہمزۂ وصل کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا قل ہوا اور قولا اصل میں اُقْوُلَا تھا۔ واؤ کا ضمہ قاف کو دیدیا اور پھر ہمزۂ وصل کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ اسی طرح آخر گردان تک تعلیل کر جاؤ۔ اور بِعْ اصل میں اِبْیِعْ تھا یا کا کسرہ با کو دیدیا اور پھر یا التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور ہمزۂ وصل بوجہ استغنا حذف ہو گیا اور بیعا اصل میں ابیعا تھا یا کا کسرہ با کو دیدیا اور پھر ہمزۂ وصل بوجہ استغنا حذف ہو گیا بیعا ہوا۔ اسی طرح آخر گردان تک تعلیل کر لو۔ قولہ۔ ومقول ومبیع الخ یہ شبہ فعل کی مثالیں ہیں۔ مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا پہلے واؤ کا ضمہ نقل کرنے کے بعد دونوں واؤ میں سے ایک واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا یا کا ضمہ ماقبل کو دیدیا اور پھر ضمہ مناسبت یا کی وجہ سے کسرہ سے بدل گیا اور پھر یا التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی مَبُوْعٌ ہوا پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یا سے بدل گیا مَبِیْعٌ ہوا۔ قولہ۔ یقال دیباع ویخاف الخ یقال اصل میں یُقْوَلُ تھا از باب نصر اور دیباع اصل میں یُدْیَعُ تھا از باب ضرب اور یخاف معروف اور مجہول دونوں ہو سکتا ہے اصل میں یَخْوِفُ تھا (بصیغہ معروف یا مجہول) یہ تینوں اس کی مثالیں ہیں کہ واؤ اور یا کو اُن کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد الف سے بدل لیا اسی طرح آخر گردان تک سب کی تعلیلیں کر جاؤ۔ قولہ۔ وخف خافا آہ الخ خف اصل میں اُخْوِفَ تھا واؤ الف ہونے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور پھر ہمزۂ وصل بوجہ استغنا گر گیا اور خافا یہ امر مذکور خف کا تثنیہ ہے نہ کہ ماضی کا اصل میں اخوفا تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد واؤ الف سے بدل گیا اور پھر ہمزۂ وصل کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ قولہ۔ واقام اقامۃ واستقام استقامۃ اقام اصل میں اقوَمَ تھا یہ باب افعال کی ماضی ہے۔ اور استقام اصل میں استَقْوَمَ تھا یہ باب استفعال کی ماضی ہے ان دونوں میں واؤ تعلیل مذکور کی بنا پر الف ہو گیا۔ اور اقامۃ اصل میں اقوامًا تھا باب افعال کا مصدر ہے اور استقامۃ اصل میں استقوامًا تھا یہ باب استفعال کا مصدر ہے ان دونوں میں واؤ الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور پھر اس کے عوض میں اُن کے آخر میں تا لے آئے تاکہ مصدر اور ماضی صوغ ملتبس نہ ہو جائیں اور کبھی حالت اضافت میں تا مذکور حذف ہو جاتی ہے جیسے قولہ تعالیٰ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ۔ اور مصدر ثلاثی مجرد کی مثال جیسے مَعِیْشٌ ومَعِیْشَۃٌ بکسر عین وسکون یا کہ اصل میں بسکون عین

وکسرہ یا تھا۔ اور اسم ظرف کی مثال جیسے مقیل (بکسر قاف) کہ اصل میں مَقْیِلٌ (بسکون قاف وکسرہ یا تھا) از قال یقیل قیلولۃ (دوپہر کو سونا) اور مَسِیْرٌ بکسر سین اصل میں مَسْیِرٌ بسکون سین تھا از سار یسیر۔ اور اسم فاعل کی مثال جیسے مقیم از اقامت اصل میں مُقْوِمٌ تھا (بسکون قاف وکسرہ واؤ) قولہ۔ ودر مفعول یائے الخ یعنی اور اجوف یائی کے مفعول میں ضمہ منقولہ کو کسرہ سے بدل لیتے ہیں اور پھر واؤ مفعول کو یا سے جیسا کہ مَبِیْعٌ کی تعلیل میں گذر چکا۔ قولہ۔ ودر دو تصحیح بسیار آید الخ یعنی اور مفعول اجوف یائی کا اُن کے استعمال میں بغیر تعلیل کے آنا زیادہ آیا ہے جیسے مَبْیُوْعٌ و مَطْیُوْبٌ و مَعْیُوْبٌ و مَحْیُوْکٌ و مَدْیُوْنٌ (بسکون الفاء وضم العین فی کلہا)

(حترازست از آنکہ در غیر مصدر و جمع بود نحو عوض و خوان ۱۲)

ودر واوی کم واو یکہ عین مصدر یا جمع و بعد کسرہ باشد و در فعل و واحد معلل بود یا در واحد ساکن و در جمع قبل الف اُفتد یا شود نہ در ناقص چوں قَیْمٌ وقِیَامٌ و دِیَمٌ وحِیَادٌ و رِیَاضٌ واو و یا عین فاعل کہ در فعلش معلل بود یا مراورا فعل نہ بود ہمزہ گردد چوں قَائِلٌ

(حترازست از عاور وعاید کہ در فعل ہم معلل نشدہ ۱۲)

(چوں غائط و سائف اصلہا غاوط و سایف کہ فعل ندارند ۱۲)

وبائِعٌ چوں دو حرف علت پیش و پیش الف مفاعِلُ افتد پس ہمزہ شود چوں بَوَائِعُ

(دیگرے ۱۲)

(اصلہا بواوع و بایع ۱۲) (مختلف یا متفق ۱۲) (۱۲ ۴ ۴ ۱ ۴ ۱ ۴ ۱

اصل پنجم۔ قولہ۔ واویکہ عین مصدر یا جمع الخ یعنی وہ واؤ جو مصدر یا جمع کے عین کلمہ میں بعد کسرہ کے واقع ہو بشرطیکہ واؤ مصدر فعل میں معلل ہوگئی ہو اور واؤ جمع یا تو واحد میں معلل ہوگئی ہو یا واحد میں ساکن اور جمع میں الف سے پیشتر واقع ہو اور نیز وہ عین ناقص میں نہ ہو تو اس وقت واؤ مذکور مصدر اور جمع میں یا ہو جاتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ واؤ جو عین مصدر میں واقع ہو تو وہ دو شرطوں کے پائے جانے کی وجہ سے یا ہو جاتی ہے۔ اول یہ کہ واؤ مذکور کی فعل میں تعلیل ہوگئی ہو پس اس سے قاوم قواماً جیسا خارج ہوگیا۔ دوم یہ کہ وہ واؤ بعد کسرہ کے واقع ہو عام ازیں کہ وہ الف سے پیشتر واقع ہو جیسے قام قیاماً یا نہ جیسے قام قیماً اور اس شرط سے دام دواماً وزال زوالاً بالفتح اور دُواماً اور دُوالاً جیسے (بضم الدال فیہما) دونوں بمعنی (دوراں سر) خارج ہوگئے۔ اور وہ واؤ جو عین جمع میں واقع ہو تو تین شرطوں کے پائے جانے کی وجہ سے وہ یا ہو جاتی ہے واؤ کے عین مصدر اور جمع میں واقع ہونے سے اس واؤ سے احتراز ہوگیا جو غیر مصدر اور غیر جمع میں واقع ہو جیسے خوانٌ (بکسر خا) بمعنی (ہر چہ بروے طعام نہند) اور قوام (بکسر قاف) بمعنی (مایقوم بہ الامر) اول یہ کہ وہ جمع میں کسرہ کے بعد واقع ہو۔ دوم یہ کہ وہ واؤ یا تو واحد میں معلل ہوگئی ہو اور اس تقدیر پر اس کا بدلنا عام ہے کہ وہ جمع میں الف سے پیشتر واقع ہو جیسے جیادٌ یا نہ جیسے دیمٌ۔ اور اس شرط سے طوال جیسی کہ جمع طویل کی ہے خارج ہوگئی یا یہ کہ اگر اس کے واحد میں تعلیل نہ ہوئی ہو تو وہ واحد میں ساکن ہو لیکن اس تقدیر پر اس کا جمع میں الف سے پیشتر واقع ہونا ضروری ہے جیسے ریاض اور صیام۔ اس سے مثل طوال کے کہ جمع طویل کی ہے خارج ہوگیا اس لئے کہ اگرچہ جمع میں واؤ کسرہ کے بعد اور الف سے پیشتر واقع ہے لیکن وہ مفرد میں ساکن نہیں ہے اور مثل عودٌ کے بروزن عنبۃٌ کہ جمع عَوْدٌ (بفتح عین وسکون واؤ) کی ہے خارج ہوگیا اس لئے کہ اگرچہ مفرد میں واؤ ساکن ہے لیکن وہ جمع میں الف سے پیشتر نہیں ہے۔ سوم یہ کہ وہ واؤ جمع میں ناقص کا عین کلمہ نہ ہو تاکہ دو حرفوں میں پے در پے دو تعلیلوں کا ہونا نہ لازم آئے اس سے مثل رواۃٌ کے کہ جمع رَیان کی ہے اصل میں رَویانٌ تھا اور طواۃٌ کہ جمع طَیان کی ہے اصل میں طَوْیانٌ تھا بمعنی (بھوکا مرد) خارج ہوگئے۔ جاننا چاہیئے کہ مصنف کے قول نہ در ناقص کا تعلق صرف جمع کے ساتھ ہے نہ مصدر کے ساتھ۔ اور بعض شارحین نے اس کا تعلق دونوں کے ساتھ رکھا ہے اور وہ مصدر ناقص کی مثال التواۃٌ اور استواۃٌ لائے ہیں حالانکہ مصادر مذکورہ قول مصنفؒ "در فعل معلل بود" سے خارج ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے عین فعل میں تعلیل نہیں ہوتی جیسے التوی اور استوی پس ان کا اس قید سے نکالنا نکلی ہوئی چیز کا نکالنا ہے قولہ قیم یہ اصل میں قوم تھا اس مصدر کی مثال ہے جس میں واؤ کے بعد الف

نہیں ہے۔ قولہ قیامٌ اصل میں قِوامٌ تھا اس مصدر کی مثال ہے جس میں واؤ پیشتر الف سے ہے ان دونوں میں واؤ چونکہ کسرہ کے بعد واقع ہوا اور فعل میں تعلیل ہوگئی لہذا وہ یا ہوگیا۔ قولہ دیمٌ اصل میں دِوَمٌ (بکسر اول وفتح واؤ تھا یہ جمع دیمۃٌ کی ہے اصل میں دِوَمَۃٌ تھا بمعنی (باران دائم) یہ اس جمع کی مثال ہے کہ جس میں واؤ الف سے پیشتر نہیں ہے اس میں چونکہ واؤ بعد کسرہ کے واقع ہوا اور اس کے مفرد میں تعلیل ہوگئی لہذا وہ یا ہوگیا۔ قولہ جیادٌ اصل میں جوادٌ تھا یہ جمع جیدٌ کی ہے بمعنی (نیکو) اصل میں جیودٌ تھا بقانون سیدٌ تعلیل ہوگئی۔ اس جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں تعلیل ہوگئی ہے اور جمع میں واؤ الف سے پیشتر واقع ہوا ہے قولہ ریاض اصل میں رواضٌ تھا جمع رَوْضٌ یا رَوْضَۃٌ کی ہے۔ اس جمع کی مثال ہے جس کے واحد میں واؤ ساکن ہے اور جمع میں وہ الف سے پیشتر واقع ہوا اور حَوَلٌ (بروزن غضبٌ) اور نوارٌ کا جو حال اور نار کے مصدر ہیں اور حَوَجٌ کا جو جمع حاجۃٌ کی ہے قاعدۂ تعلیل مذکور کے پائے جانے کے باوجود صحیح رکھنا شاذ ہے۔ اسی طرح شیرٌ میں جو جمع ثورٌ کی ہے بمعنی (بیل) اور طیالٌ میں جو جمع طویلٌ کی ہے اور جیادٌ میں جو جمع جوادٌ (بفتح جیم کی ہے) باوجود قاعدۂ مذکورہ نہ پائے جانے کے تعلیل کرنا شاذ ہے۔ واضح ہو کہ طویلٌ کی دوسری جمع طوالٌ بھی آتی ہے جو موافق قیاس ہے اصل ششم قولہ واؤ و یا عین فاعل الخ جو واؤ اور یا ثلاثی مجرد کے اسم فاعل کے عین کلمہ میں واقع ہوں اور اس کے فعل میں وہ واؤ اور یا یا تو معتل ہوگئے ہوں یا اس کا فعل نہ پایا جاتا ہو بلکہ وہ جامد سے مشتق ہو تو وہ واؤ اور یا ہمزہ سے بدل جاتے ہیں لیکن کتابت میں وہ ہمزہ بشکل یا ہوگا اور اس کے نیچے نقطے لگانا غلط ہے جیسے قولہ قائل وبائع کہ اصل میں قاول اور بایع تھے یہ قال اور باع کے اسم فاعل ہیں۔ یہ اس واؤ اور یا کی مثال ہے جو فعل میں معتل ہوگئے ہیں۔ قولہ۔ مرادر افعل نبود الخ کی مثال جیسے سالف بمعنی (صاحب شمشیر) اصل میں سایف تھا یہ لفظ سیف سے مشتق ہے بمعنی شمشیر جیسا کہ لابنٌ بمعنی (دودھ والا) لفظ لبن سے مشتق ہے اور جیسے غائط بمعنی (زمین پست) اصل میں غاوِطٌ تھا ویمکن ان یقال انہ مشتق من الغوط۔ والغوط بمعنی (فرو شدن در چیزے) قولہ۔ در فعلش معتل نبود الا یہ عاوِدٌ اور صایدٌ جیسے کلمات سے احتراز ہے اس لئے کہ اُن کے فعل عود اور صید میں تعلیل نہیں ہوئی (فائدہ) جاننا چاہیئے کہ شاک یشوک اور لاث یلوث کے اسم فاعل میں تین لغت آئے ہیں۔ اول شائکٌ اور لائثٌ واؤ کو ابدال ہمزہ کے ساتھ اور یہ لغت موافق قیاس اور غالب الاستعمال ہے۔ دوم شاک وشاکیًا ولات لائیًا یہ قیاس قاضی قاضٍ بتقدیم لام وتاخیر عین۔ سوم شاکٌ وشاکًا وشاک ولاثٌ ولاثًا ولاث بحذف عین سماعًا واجرائے حرکات ثلثہ قیاسًا۔ اصل ہفتم۔ قولہ۔ چوں دو حرف علت پس بہ پیش الخ جب دو حرف علت خواہ وہ دونوں واؤ ہوں یا دونوں یا

یا مختلف، الف مفاعل کے آگے پیچھے واقع ہوں اور مفاعل سے مراد وزن صوری ہے تو وہ حرف علت جو الف کے بعد واقع ہے ہمزہ سے بدل جائے گا جیسے قولہ بوالغ کہ اصل میں بوالیغ تھا یہ جمع بالیغۃٌ کی ہے اس کا الف جمع بقاعدہ ضوارِبُ واؤ ہوگیا۔ یہ مختلف کی مثال ہے کہ جس میں حرف علت پہلا واؤ ہے اور دوسرا یا اس کے عکس کی مثال جیسے عیائل بمعنی وعیال، اصل میں عیاول تھا جمع عیّلٌ (بتشدید یا) کی ہے اصل میں عَیْوِلٌ تھا بقاعدۂ سیدٌ تعلیل کرلی گئی قولہ اوائل اصل میں اواول تھا جمع اوّل (بتشدید واؤ) کی ہے یہ دونوں جگہ واؤ کے ہونے کی مثال ہے۔ دونوں جگہ یا کے ہونے کی مثال جیسے خیائر اصل میں خیایر تھا جمع خیّر (بتشدید یا) کی ہے والتعلیل فی ذلک لشقل اجتماع حرفی العلۃ فی جمع علی صیغۃ المنتہی لان بینہما فاصلا خفیفا مع کون الاخر قریبۃ من الطرف وہو محل التغیر۔ اصل ہشتم۔ قولہ وہمچنیں ہر مدۂ زائدہ الخ اور اسی طرح ہر مدۂ زائدہ نہ کہ اصلی برابر ہے کہ وہ مدۂ زائدہ الف ہو یا واؤ یا یا بعد الف مفاعل کے واقع ہو تو وہ ہمزہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ مدہ زائدہ کو حرکت دینا جائز نہیں ہے خصوصاً جبکہ وہ الف ہو تو اس کو حرکت دینا ممکن ہی نہیں جیسے قولہ رسائل یہ جمع رسالہ کی ہے جب اس کی جمع مفاعل کے وزن پر بنائی تو پہلے دونوں کو فتح دے کر تیسری جگہ جمع کا الف بڑھایا پس رسائل کا الف مدہ زائدہ مفاعل کے الف جمع کے بعد پڑا اور وہ قاعدۂ مذکورہ کی بنا پر ہمزہ ہوگیا اور تا جو علامت مفرد تھی محذوف ہوگئی یہ تو الف کی مثال تھی اور واؤ کی مثال جیسے عجائز کہ جمع عجوز کی ہے۔ اور یا کی مثال جیسے صحائف کہ جمع صحیفہ کی ہے۔ قولہ۔ مدۂ زائدہ الخ یہ معایش جیسے سے کہ جمع معیشۃ کی ہے احتراز ہے اس لئے کہ اس کی یا عین کلمہ کی جگہ میں ہونے کی وجہ سے اصلی ہے رہا مصائب میں جو جمع مصیبۃٌ بروزن مفعلۃ کی ہے باوجود مدہ اصلی ہونے کے وجوباً ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے اسی طرح معایش میں قرأت نافع میں جواز ا ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے اصل نہم۔ قولہ۔ الف زائدہ کہ قبل الف مفاعل افتد الخ یعنی وہ الف زائد جو واحد میں مدہ ہو اور جمع میں الف جمع سے پیشتر واقع ہو بشرطیکہ وہ جمع مفاعل یا مفاعیل کے وزن پر وزن صوری کے ساتھ ہو تو وہ الف واؤ ہو جاتا ہے جیسے قوارر کہ جمع قارورۃ کی ہے بمعنی دشیشہ، جب اس کی جمع مفاعیل کے وزن پر بنانی چاہی تو اس وزن میں دوسرے حرف کو فتح دینا ضروری ہوا لہذا اس کے الف کو واؤ مفتوحہ سے بدل لیا اور تیسری جگہ میں الف جمع کو بڑھا دیا اور واؤ مفرد کو کسرۂ ماقبل کی وجہ سے (جو وزن کے سبب سے راپر آیا ہے) یا سے بدل لیا اور تا علامت مفرد کو حذف کر دیا اور مفاعل کی مثال جیسے قواعد وضوارب کہ جمع قاعدۃ اور ضاربۃ کی ہیں اور یائے زائدہ جو الف مفاعیل سے پیشتر واقع ہو اس کا حکم بھی الف مذکور کا سا ہے جیسے ضوارب کہ جمع ضَیْرَبٌ کی ہے اصل نہم۔ قولہ در کلمہ کہ واؤ و یا ہم آیند الخ یعنی جب واؤ اور یا کلمہ واحدہ حقیقۃً یا حکماً میں جمع ہوں برابر ہے کہ واؤ مقدم یا پر ہو یا یا مقدم واؤ پر

اور ان میں سے پہلا ساکن غیر مبدل ہو تو واؤ یا ہو جائے گا اور پھر اجتماع مثلین یا سکون اول کی وجہ سے یا
یا میں مدغم ہو جائے گی اس کے بعد اگر ان دونوں کے قبل ضمہ ہے تو وہ یا ساکن کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ
سے بدل جائے گا اور اگر فتحہ ہے تو بحالہ رہے گا اس لئے کہ وہ یا کے مخالف نہیں ہے جیسے طَیٌّ وسَیٌّ قولہ نحو
سَیِّدٌ یہ اصل میں سَیْوِدٌ تھا بتقدیم یا بر واؤ واؤ یا ہو کر دوسری یا میں مدغم ہو گیا اور قولہ مَرْمِیٌّ کہ اصل میں مَرْمُوْیٌ
تھا واؤ یا ہو کر دوسری یا میں مدغم ہو گیا اور اُن کے ماقبل کا ضمہ مناسبت یا کی وجہ سے کسرہ سے بدل گیا یہ دونوں
مثالیں کلمہ واحدہ حقیقۃً کی ہیں اور کلمہ واحدہ حکماً کی مثال جیسے مُسْلِمِیَّ اصل میں مُسْلِمُوْیَ تھا یہ جمع مذکر سالم
مضاف لبسوئے یائے متکلم ہے جمع کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا اس کی تعلیل مرمیٌّ جیسی ہے کلمہ واحدہ
کے حکم میں اس وجہ سے ہیں کہ ضمیر مجرور شدت افتقار کی وجہ سے بمنزلہ جزء ہے۔ قولہ در کلمہ الخ یائی وحدت
یعنی دریک کلمہ ابو یعقوب اور رأیتُ یَدِیْ واصلِ جیسوں سے احتراز ہے اس لئے کہ ان میں واؤ اور یا حقیقۃً
دو کلموں میں ہیں قولہ اولین ساکن یہ طویلٌ اور ضویربٌ جیسے کلمات سے احتراز ہے اس وجہ سے کہ ان میں پہلا
متحرک ہے نہ ساکن۔ قولہ غیر مبدل ست الخ یہ بدیع اور بتویع جیسے الفاظ سے احتراز ہے اس لئے کہ
یہ دونوں مجہول کے صیغے ہیں اور ان میں واؤ بائع اور تبائع کے الف سے بدل ہے لہٰذا ان میں تعلیل مذکور
نہیں کی گئی اور نیز اگر ان دونوں میں تعلیل کریں تو باب مفاعلت اور تفاعل کی ماضی مجہول باب تفعیل اور
تفعّل کی ماضی مجہول سے ملتبس ہو جائے گی۔ قرار اپنی کتاب الایام واللیالی میں فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے
مگر تین لفظ نادر ہیں۔ اول ضَیْوَنٌ بمعنی دگربہ نر، دوم جَیْوَۃٌ (نام شخص) سوم حیوانٌ (عرب کے ایک قبیلہ
کا نام ہے) اور لفظ لُیٌّ بالضم لام و بکسر دونوں طرح آیا ہے یہ اصل میں لُوْیٌ بروزن فُعَلٌ تھا جمع الوی بروزن
احمر کی ہے بمعنی مرد سخت بیکار و تنہا گوشہ نشین، اس کا ضمہ تو اس لئے ہے کہ وہ اس امر پر دلالت کرے کہ
افعل صفت کی جمع بروزن فُعَلٌ بضم فا آتی ہے اور کسرہ اصل مذکور پر عمل کرنے کی وجہ سے قولہ دیگر یائے دوم
از سیِّد الخ یعنی لفظ سیِّدٌ سے اور ان الفاظ سے جو فیعلٌ بکسر عین کے وزن پر ہوں جیسے مَیِّتٌ وجَیِّدٌ دوسری
یا کا حذف کرنا جائز ہے یہ جواز حذف قلت حروف کی وجہ سے ہے اور لفظ کینونۃٌ (بفتح یا مشدد ہ) سے کہ
اصل میں کَیْوِنُوْنَۃٌ تھا اور ان الفاظ سے جو فیعلولۃٌ (بفتح عین) کے وزن پر ہوں جیسے حیدولۃ۔ دوسری یا کا
حذف کرنا واجب ہے اور یہ وجوب حذف کثرت حروف کی وجہ سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر حذف کے بعد تین حرف
باقی رہیں تو حذف مذکور جائز ہے اور اگر زائد رہیں تو واجب اصول اجوف ختم ہوئے اب اصول ناقص شروع
ہوتے ہیں۔ اصل اول قولہ واو یکہ سوم بود الخ وہ واؤ جو کلمہ سہ حرفی میں تیسری جگہ یعنی لام کلمہ میں واقع ہو چوں
بیشتر رود جب زیادتی بنا کی وجہ سے چوتھی یا پانچویں یا چھٹی جگہ ہو جائے اور پھر وہ فتحہ یا کسرہ کے بعد ہو نہ کہ ضمہ

۵۲ مفتوح بعد ہر سہ مبدل الف اگر در کلمہ بود بر آن اتفاق است ۱۲

کے بعد اور اسی طرح واؤ ساکن کے بعد بھی نہ ہو تو وہ واؤ یا ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد جو یا کا قاعدہ پایا جائے اُس کو عمل میں لایا جائے۔

نحو یُدعیٰ یُدعیان یُدعون واعلیٰ اعلیا اعلوا وہمچنیں واوی کہ بعد کسرہ در آخر کلمہ اُفتد یا قبل زیادت فعلان نحو دعیٰ دُعیا دُعوا وغزیان ضمہ وکسرہ از لینے کہ پس حرکت آید نہ فتحہ از الہ نمایند بنقل اگر قبل ضمہ کسرہ بود و بعد آں واؤ و قبل کسرہ ضمہ و بعد آں یا دگر نہ بلا

نقل نحو خشُوا و قُوا و یرمِی یرمُون یُدعَوْ یُدعَوْا عُوان یدعُون ورامِ رامیان رامُون

وتدعین وترمِین حرف علت غیر عارض کہ طرف متمکن و بعد ضمہ بود و بعد کسرہ گردد نحو

تلقِ واول چنانکہ واؤ و یا بعد واؤ مضموم و قبل حرف تانیث یا زیادت فعلان جمیعکہ بر

فعول ست دو واو آخرش یاشود و پس کسرہ نحو دُلیٌ بضم واں و قد یکسر تتابعًا وہمچنیں

دو واو آخر بعد واؤ نحو مقوِیٌ وقد جار مَعدِیٌ ومرضِیٌ حرف علت آخر کلمہ اگرچہ قبل تائے عارض

قولہ زپس ضمہ الخ یہ یُدعُو جیسے سے احتراز ہے اس لئے کہ اس میں واؤ بعد ضمہ کے ہے اور ماقبل حرکت مناسب کے پائے جانے کی وجہ سے چونکہ ثقل لازم نہیں آتا لہذا تغیر مذکور نہیں ہوگا اور مدعُوٌ جیسے لفظ سے بھی احتراز ہوگیا اس وجہ سے کہ اس میں واؤ مذکور واؤ ساکن کے بعد ہے اور اس میں تعلیل سے ادغام بہتر ہے۔ قولہ۔ نحو یدعی یدعیان الخ بصیغہائے مجہول اصل میں یُدعَوُ یدعَوان یدعَوون تھے چونکہ اُن کی ماضی اور مصدر میں واؤ تیسری جگہ میں تھی اور اب مضارع میں چوتھی جگہ واقع ہوئی اور نیز ضمہ کے بعد نہیں ہے لہذا وہ اُن میں یا سے بدل گئی اس کے بعد پہلے میں علت قلب کے پائے جانے

کی وجہ سے یا الف سے بدل گئی یدعی ہوا اور دوسرے میں شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے یا الف نہیں ہوئی اور تیسرے میں یا الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ قولہ اعلی اعلیا اعلوا الخ اصل میں اَعْلَوَا اَعْلَوَ الوا اَعْلَوُوْا تھے باب افعال سے ماضی کے صیغے ہیں چونکہ ان کی واؤ ثلاثی مجرد میں جو علا ہے تیسری جگہ میں تھی اور اب باب افعال میں چوتھی جگہ میں بعد فتحہ کے واقع ہوئی نہ بعد ضمہ کے لہذا وہ ان میں یا ہو گئی اس کے بعد پہلے میں یا الف سے بدل گئی اور دوسرے میں مانع کے پائے جانے کی وجہ سے الف سے نہیں بدلی اور تیسرے میں یا الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا واؤ مذکور کے کسرہ کے بعد واقع ہونے کی مثال جیسے داعٍ داعیان داعون کہ اصل میں داعوٌ داعوان داعوون تھے واؤ مذکور کے پانچویں جگہ واقع ہونے کی مثال جیسے تعالیٰ تعالیا تعالوا کہ اصل میں تعالَوَ تعالوا اور تعالووا تھے۔ چھٹی جگہ واقع ہونے کی مثال جیسے استعلی استعلیا استعلوا کہ اصل میں استعلوا استعلوا اور استعلووا تھے۔ اصل دوم۔ قولہ۔ دوسرے واو کے بعد کسرہ الخ اور اسی طرح جو واؤ کسرہ کے بعد آخر کلمہ میں واقع ہو (خواہ وہ آخر کلمہ میں حقیقۃً ہو یا حکماً) یا واؤ یا دت فعلان (بفتح فا و کسر عین) سے پیشتر واقع ہو اور وہ زیادت الف اور نون ہیں) تو ان دونوں صورتوں میں وہ واؤ یا ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ کسرہ کے بعد واؤ مکروہ خیال کرتے ہیں جیسے دعی (بصیغہ ماضی مجہول) اصل میں دعوَ تھا یہ اس واؤ کی مثال ہے جو حقیقۃً آخر کلمہ میں واقع ہوا ہے۔ قولہ دعیا دعوا الخ یہ دونوں اس واؤ کی مثالیں ہیں کہ جن میں وہ حکماً آخر کلمہ میں ہے اس لئے کہ الف اور واؤ شدت اتصال کی وجہ سے جزو کلمہ ہو گئے ہیں یہ اصل میں دعوا اور دعوو اتھے پہلے میں واؤ یا ہو کر بحالہ رہا دوسرے میں واؤ یا ہوا اور پھر یا کا ضمہ ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد ماقبل کو دیدیا اور پھر یا التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی قولہ غزیان اصل میں غزوان تھا واؤ کسرۂ ماقبل کے سبب سے یا ہو گیا ماخذ غزوٌ ہے بمعنی دمر و غزا کنندہ) یہ اس واؤ کی مثال ہے جو زیادت فعلان سے پیشتر ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ غزوان میں واؤ حکم میں آخر کلمہ کے ہے جیسا کہ داعیان میں لہذا قبل زیادت فعلان کی قید بے کار ہے۔ جواب یہ ہے کہ آخر کلمہ میں حقیقۃً ہونے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے بعد مطلقاً کوئی حرف نہ ہو اور آخر کلمہ کے حکم میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ اُس کے بعد ایک حرف ہو جو معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے داعیان الف تثنیہ اور داعیۃ کی تائیث اور غزوان کا الف دونوں کلمہ سے جداگانہ معنی پر دلالت نہیں کرتا لہذا اس کا واؤ آخر کلمہ کے حکم میں نہ ہوگا۔ اصل سوم قولہ ضمہ و کسرہ از لینے الخ لین سے یہاں مراد مطلق حرف علت ہے جو متحرک کے ضمن میں متحقق ہوا ہے۔ یعنی جو واؤ اور یا موضع لام میں مضموم یا مکسو

(کہ پس حرکت آید نہ فتحہ) حرکت غیر فتحہ یعنی ضمہ اور کسرہ کے بعد واقع ہوں (ازالہ نمایند بنقل) تو اسوقت واؤ اور یا مذکور کے ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد اُن کا ضمہ اور کسرہ ماقبل کو دیتے ہیں (اگر قبل ضمہ کسرہ بود و بعد آں واؤ) بشرطیکہ اس ضمہ سے پیشتر جو حرف علت مذکور پر ہے کسرہ ہو اور اُس کے بعد واؤ عام ازیں کہ وہ واؤ ضمیر ہو یا واؤ اعراب جیسے یَرْمُوْنَ کہ اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا اس میں ضمۂ یا کو جو کسرہ کے بعد اور واؤ ضمیر سے پیشتر واقع ہے کسرہ ماقبل دور کرنے کے بعد ماقبل کو نقل کر کے دیدیا اور پھر یا اجتماع ساکنین کیوجہ سے گر گئی۔ قولہ و قبل کسرہ ضمہ و بعد آں یا الخ یا اس کسرہ سے پیشتر جو حرف علت مذکور پر ہے ضمہ ہو اور اُس کے بعد یا عام ازیں کہ وہ یا ضمیر ہو یا یائے اعراب جیسے یَدْعُوْنَ کہ اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا اس میں کسرۂ واؤ کو جو ضمہ کے بعد اور یا ضمیر سے پیشتر واقع ہے ماقبل کے ضمہ کو دور کرنے کے بعد ماقبل کو نقل کر کے دیدیا اور واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ قولہ۔ وگونہ بلا نقل الخ یعنی اگر یہ دونوں شرطیں مفقود ہوں تو اس وقت ضمہ اور کسرہ کو بغیر نقل دور کر دیں گے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ ضمہ نہ تو کسرہ کے بعد ہو اور نہ واؤ سے پیشتر جیسے یَدْعُوْ۔ دوم یہ کہ ضمہ تو کسرہ کے بعد ہو لیکن وہ واؤ سے پیشتر نہ ہو جیسے یَرْمِیْ۔ سوم یہ کہ ضمہ واؤ سے تو پیشتر ہو لیکن کسرہ کے بعد نہ ہو جیسے یَدْعُوْنَ۔ چہارم یہ کہ کسرہ نہ تو ضمہ کے بعد ہو اور نہ یا سے پیشتر جیسے مَرْمُوٌّ۔ پنجم یہ کہ کسرہ ضمہ کے بعد تو ہو لیکن یا سے پیشتر نہ ہو اس کی مثال اجوف میں تو ملتی ہے جیسے قُوْلَ و بُوْعَ بصیغہائے ماضی مجہول بضم فاو سکون عین کہ اصل میں قُوِلَ بُیِعَ تھے (بضم فا و کسر عین) لیکن ناقص میں مجھ کو نہیں ملی۔ ششم یہ کہ کسرہ یا سے تو پیشتر ہو لیکن ضمہ کے بعد نہ ہو جیسے یَرْمِیْنَ۔ مصنف اُن صورتوں کو بلا رعایت ترتیب بیان فرماتے ہیں۔ قولہ نحو خشوا اصل میں خَشِیُوْ تھا ضمۂ یا کو جو کسرہ کے بعد اور واؤ ضمیر سے پیشتر تھا نقل کر کے ماقبل کو دیدیا بعد میں یا التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ یہ ازالہ ضمہ بطریق نقل کی مثال ہے۔ قولہ قودا معروف یا مجہول) اصل میں قَوَدُوا تھا اس میں اوّلاً واؤ لام کلمہ بقاعدۂ دعی یا ہوا بعد میں یا کی حرکت ماقبل کو چلی گئی اور پھر وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی قودا ہوا۔ یہ بھی ازالہ ضمہ بطریق نقل کی مثال ہے مصنف اس کی دو مثالیں اس غرض سے لائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ لین عام ہے اصلی ہو یا مبدل۔ قولہ ویرمی اصل میں یَرْمِیُ بروزن یَضْرِبُ تھا اس کے ضمہ کو بلا نقل گرا دیا اس لئے کہ اگرچہ اس کے قبل کسرہ ہے لیکن اس کے بعد واؤ نہیں ہے یہ ازالہ ضمۂ بلا نقل کی مثال ہے۔ قولہ بیان اس کو یا تو طوعاً ذکر کیا گیا ہے یا اس غرض سے کہ اس میں یا ضمہ نہیں ہے لہٰذا بحالہ رہا۔ قولہ۔ یرمون اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا ضمۂ یا میم کو دیدیا اور پھر یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی ازالہ ضمہ بطریق نقل کی مثال ہے۔ قولہ۔ یدعوا اصل میں یَدْعُوُوْ بروزن یَضْرِبُ

تھا ضمۂ واؤ کو بلا نقل گرا دیا اس لئے کہ اس میں نقل کی شرط نہیں پائی جاتی۔ قولہ یدعوان اس کو یا تو طرداً ذکر کیا گیا ہے یا اس غرض سے کہ اس میں واؤ پر نہ تو ضمہ ہے اور نہ کسرہ لہذا اسحالہ رہا۔ قولہ یدعون اصل میں یدعُوُو ہا تھا ضمۂ واؤ کو بلا نقل گرا دیا اس لئے کہ نقل کی شرط نہیں پائی جاتی بعد میں واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ قولہ رام اصل میں رامیٌ تھا ضمۂ یا کو بلا نقل گرا دیا اس لئے کہ نقل کی شرط نہیں پائی جاتی بعد میں یا اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قولہ رامیان اس کو یا تو طرداً ذکر کیا گیا ہے یا اس وجہ سے کہ اس میں یا پر ضمہ نہیں ہے۔ قولہ رامُون اصل میں رامیون تھا ضمۂ یا ماقبل کو چلا گیا۔ بعد میں یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قولہ تدعین اصل میں تدعُوِنَ تھا بصیغۂ مخاطبہ کسرۂ واؤ ماقبل کو دیکر واؤ کو حذف کر دیا یہ از الۂ کسرہ بطریق نقل کی مثال ہے۔ ترمین اصل میں ترمیین تھا واحد مخاطبہ کسرۂ یا کو بلا نقل گرا دیا بعد میں پہلی یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قولہ۔ پس حرکت آید الخ یہ دَلُوٌ اور ظَبْیٌ جیسے کلمات سے احتراز ہے۔ کہ اس میں سکون ماقبل کی خفت کی وجہ سے تعلیل نہیں کیجاتی۔ قولہ۔ نہ فتحہ الخ یہ اس سے احتراز ہے جو فتحہ کے بعد ہو اس لئے کہ اس میں واؤ اور یا الف ہو جاتے ہیں جیسے دعا اور رمی۔ اصل چہارم۔ قولہ۔ حرف علت غیر عارض الخ جو حرف علت یعنی واؤ اور یا غیر عارض یعنی غیر مبدل خواہ اصلی ہو یا زائد اسم متمکن معرب کے طرف یعنی آخر کلمہ میں نہ کہ عین کلمہ میں ضمۂ اصلی کے بعد واقع ہو تو وہ حرف علت کسرہ کے بعد ہو جائے گا یعنی اس کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جائے گا اس لئے کہ کلام عرب میں ایسا اسم متمکن کہ جس کے آخر میں واؤ یا یا ہو اور پھر اس کا ماقبل مضموم ہو نہیں پایا جاتا اور اگر پایا جاتا ہے تو اس میں تعلیل مذکور کر لی جاتی ہے جیسے تُقیً اصل میں تُقُیٌ بضم قاف تھا باب تفعل کا مصدر ہے یہ یائے اصلی کی مثال ہے ضمۂ قاف کو کسرہ سے بدل لیا تُقِیٌ (بکسر قاف ہوا) قاعدۂ مذکورہ کی تعلیل اسی قاعدہ سے بعد میں بقاعدۂ قاضی تعلیل کر لی گئی۔ قولہ اولیٰ اصل میں اَوْلُوٌ بضم لام تھا جمع وَلُوٌ کی ہے یہ واؤ اصلی کی مثال ہے ضمۂ لام کو کسرہ سے بدل لیا اُولِوٌ (بکسر لام ہوا۔ قاعدۂ مذکورہ کی تعلیل ختم ہو گئی اس کے بعد واؤ بقاعدۂ دعی یا ہو گیا اولیٌ ہوا پھر اس میں بقاعدۂ قاضی تعلیل کر لی گئی اولٍ ہوا اور تقلس اصل میں تقلسیٌ بضم سین تھا یہ اس یائے زائد کی مثال ہے جو الحاق کے لئے ہے۔ پس ضمۂ سین کو کسرہ سے بدل لیا بعد میں بقاعدۂ قاضی تعلیل کر لی گئی تقلسٍ ہوا۔ مصنف کی حرف علت سے مراد صرف واؤ اور یا ہیں نہ کہ الف اس کی دلیل مصنف کا قول طرف متمکن اور و بعد ضمہ بود ہے۔ قولہ۔ غیر عارض یعنی وہ حرف علت کسی سے بدلا ہوا نہ ہو یہ قول باری تعالیٰ کُفُوًا اَحَدٌ سے احتراز ہے اس لئے کہ اس میں واؤ بقاعدۂ جُوْنٌ ہمزہ سے بدلا ہوا ہے اسی طرح یہ ہذا لُؤُلُؤٌ بحالت وقف سے احتراز ہے اس وجہ سے کہ اس میں واؤ وقف کی وجہ سے ہمزہ سے بدلا ہوا ہے۔ قولہ طرف متمکن الخ اور طرف سے مراد یہ ہے کہ حرف علت

مذکور متمکن کے آخر کلمہ میں ہو اور نیز اُس کے بعد زیادت لازمہ نہ ہو پس یہ اس حرف علت سے احتراز ہے جو سرے سے آخر کلمہ میں ہی نہیں جیسے قولٌ جمع قائل کی ہے اور سیولٌ جمع سائلٌ کی ہے اور قویا بضم قاف و بفتح واؤ بمعنی دیماری کو کہتے ہیں کہ جس کا نام داد ہے) اور خیلا بضم خا و بفتح یا بمعنی تکبر ان سب میں واؤ اور یا عین کلمہ میں ہے یا آخر کلمہ میں ہے لیکن اس کے بعد زیادت لازمہ ہے اور زیادت لازمہ سے مراد یہ ہے کہ کلمہ اس زیادت کے بغیر مستعمل نہ ہوتا ہو یا وہ کلمہ جو زیادت سے خالی ہے اس کلمہ پر متفرع ہو کہ جس میں زیادت پائی جاتی ہے پس ان دونوں صورتوں میں زیادت لازمہ ہو گی جیسے عنفوانٌ کہ یہ زیادت الف و نون کے بغیر مستعمل نہیں ہوتا اور جیسے قلنسوۃ کی تاء کہ یہ اگرچہ اس کی جمع قلانس میں محذوف ہو گئی ہے لیکن چونکہ جمع متفرع واحد پر ہوتی ہے لہذا قلنسوۃ کی تا زیادت لازمہ ہو گی پس ان دونوں میں واؤ کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے نہیں بدلے گا۔ وقد یقال قلنسیۃ نظرا الی حذفہا فی اسم جنسہا (کذا فی شرح الاصول الاکبر) بخلاف تلقیۃٌ اور تغازیۃٌ کے کہ یہ تلقٍ اور تغازٍ پر متفرع ہیں اسی طرح ضربۃٌ اور ضربیۃٌ کہ یہ ضربٌ پر متفرع ہیں لہذا ان کی تا لازمہ نہیں ہو گی پس وہ زیادت جو حرف علت مذکور کے بعد عارضی ہو وہ حرف علت کو طرف میں ہونے سے نہیں نکالے گی اور وہ حکم میں طرف کے ہو گا اور اس میں تعلیل مذکور جاری ہو جائے گی جیسے تغازیۃٌ و تلقیۃٌ (بکسر عین و با تا مرت) اصل میں بضم عین تھے یہ تفاعل اور تفعل کے مصدر ہیں اور تلقیان و تلقیاتٌ بکسر عین اصل میں بضم عین تھے ان سب میں حرف علت کے ماقبل ضمہ کو کسرہ سے بدل لیا اس لئے کہ پہلے دونوں میں تا مرت اور تیسرے میں علامت تثنیہ اور جو تھے میں علامت جمع لازم نہیں ہیں لہذا ان میں حرف علت طرف کے حکم میں ہے اور ان میں تعلیل مذکور کر لی گئی قولہ متمکن الخ اس سے مراد اسم معرب ہے پس اس حرف علت سے احتراز ہو گیا جو اسم مبنی یا فعل کے طرف میں ہو جیسے ہُوَ اور رُخُ اور یدعُو۔ قولہ و بعد ضمۃ لو الخ ضمہ سے مراد ضمۂ اصلی ہے کہ عارضی پس یہ اس حرف علت سے احتراز ہے جو ضمۂ عارضی یا فتحہ یا کسرہ یا سکون کے بعد ہو جیسے خُطُواتٌ بضم خا و طا اس میں طا کا ضمہ عارضی ہے جو ضمۂ خا کی رعایت کی وجہ سے ہے یہ خطوۃٌ بسکون طا کی جمع ہے اور جیسے ابوہ و ذو مالٍ ان کا ضمہ بھی عارضی ہے نہ کہ اصلی اس لئے کہ وہ تعلیل کی وجہ سے آیا ہے اس وجہ سے کہ وہ اصل میں اَبَوٌ اور ذُوَوٌ بفتحتین تھے اور جیسے عَصَوٌ و رَحًی ان میں واؤ اور یا فتحہ کے بعد ہونے کی وجہ سے الف سے بدل جائیں گے اور جیسے اُدْعِیَۃٌ کہ اصل میں ادعوۃٌ تھا اس میں حرف علت کسرہ کے بعد ہے لہذا اُس کے ماقبل کو مکسور کرنے کی ضرورت نہیں اور جیسے دَلْوٌ و ظَبْیٌ ان میں حرف علت سکون کے بعد ہے لہذا وہ خفت کی وجہ سے بحالہ رہے گا۔ اصل پنجم قولہ۔ چنانکہ واؤ و یا بعد واو مضموم الخ یعنی

جس طرح واؤ اور یائے مذکورہ کسرہ کے بعد ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ واؤ اور یا جو واؤ مضموم کے بعد اور حرف تانیث سے یا زیادت فعلان (بفتح فا وضم عین) سے پیشتر واقع ہوں تو وہ کسرہ کے بعد ہو جاتے ہیں یعنی اُن کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے باوجودیکہ فعلان میں زیادت لازمہ ہے اس لئے کہ اُن کے واؤ مضمومہ کے بعد واقع ہونے سے زیادہ ثقل پیدا ہو جاتا ہے جیسے قویۃ قویان (بکسر واؤ) اصل میں قُوِوَۃٌ وقُوَوانِ بضم الواؤ تھے پس دوسرا واؤ پہلی مثال میں واؤ مضموم کے بعد اور حرف تانیث سے پیشتر اور دوسری مثال میں وہ واؤ مضموم کے بعد اور زیادت فعلان سے پیشتر واقع ہوا ہے لہذا وہ کسرہ کے بعد ہو گیا اس کے بعد واؤ قویہ میں آخر کلمہ میں کسرہ کے بعد اور قویان میں زیادت فعلان بکسر عین سے پیشتر واقع ہونے کی وجہ سے یا سے بدل گیا۔ قویۃٌ وقویان ہوا اور طویۃٌ وطویان۔ (بکسر واؤ) اصل میں طویۃ وطویان (بضم واؤ) تھے۔ اصل ششم۔ قولہ۔ جمعیکہ بر فعول ست الخ یعنی جو جمع کہ فعول (بضم فا وعین) کے وزن پر ہو اور اس کا مفرد ناقص واوی ہو تو اُس کی دو نوع ہیں کہ جن میں سے آخر کی واؤ مفرد کی ہے اور پہلی واؤ جمع کی یا سے بدل جاتی ہیں و پس کسرہ شود اور پھر اُن کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اس کے بعد پہلی یا دوسری یا میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے دُلِیٌّ (بضم دال وکسر لام) اصل میں دلوٌ بروزن فعول تھا اس میں پہلی واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے ضمہ اور دوسری واؤ کے درمیان ایک فاصل ضعیف ہے لہذا جمع میں جو مفرد سے ثقیل ہوتی ہے تخفیف حاصل کرنے کی وجہ سے ساکن مذکور کے فاصل ہونے کا کچھ اعتبار نہیں کیا اور دوسری واؤ کو ضمہ کے بعد بلا فصل قرار دیکر بقاعدۂ اول ضمۂ لام کو کسرہ سے بدل لیا اور پھر دوسری واؤ اس وجہ سے کہ پہلی واؤ کے فاصل ہونیکا کچھ اعتبار نہیں کیا گیا آخر میں کسرہ کے بعد ہونے کی وجہ سے یا ہو گئی اس کے بعد پہلی واؤ بقاعدۂ مرمیٌّ یا ہوئی اور پھر یا کو یا میں ادغام کر دیا بخلاف مفرد کے کہ اس میں چونکہ خفت ہوتی ہے لہذا اس میں واؤ ساکن کے فاصل ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے جیسے مدعُوٌّ کہ اصل میں مدعُوٌ تھا لہذا اس میں تعلیل مذکور جاری نہیں ہو گی قولہ وقد یکسر اتباعًا الخ ای وقد یکسر الفائی ہذا لاتباع درعایۃ کسر العین یعنی کبھی اُس کے فا کلمہ کو عین کی اتباع اور اُس کی رعایت کی وجہ سے کسرہ دے کر دِلِیٌّ بکسر دال پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ پہلے قاعدہ میں مصنف نے تبدیل ضمہ بکسرہ کو تبدیل واؤ بیا پر مقدم کیا اور اس جگہ اس کے برعکس کیوں ذکر کیا۔ جواب یہ ہے کہ مصنف کی اس جگہ مراد مجموع تغیر ہے عبارت میں تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہیں کیا۔ اصل ہفتم قولہ۔ و بچنین دو لوٌ آخر بعد واؤ الخ اسی طرح دو واؤ جو مفرد کے آخر میں واؤ مضموم کے بعد واقع ہوں تو وہ یا ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا ماقبل مکسور ہو جاتا ہے جیسے مقوِیٌّ کہ اصل میں

مقصودہ تھا اس میں اجتماع سہ واؤ سے ثقل پیدا ہونے کی وجہ سے دوسری واؤ کے ضمہ اور واؤ اخیر کے درمیان فاصل ہونے کا کچھ اعتبار نہیں کیا گیا اس کے بعد بقاعدۂ اول ضمۂ واؤ اولیٰ کو کسرہ سے بدل لیا اور پھر تیسری واؤ کو یا سے بدل لیا اس کے بعد دوسری واؤ بقاعدۂ مرمیٌ یا ہو کر دوسری یا میں مدغم ہو گئی مقویٌ ومرضیٌ ہوا۔ قولہ وقد جاء معدیٌ ومرضیٌ الخ اور کبھی خلاف قیاس معدیٌ اور مرضیٌ آئے ہیں کہ اصل میں معدوٌ اور مرضوٌ تھے یعنی ان دونوں واؤں کا یا سے بدلنا باوجودیکہ وہ واؤ مضموم کے بعد نہیں ہیں خلاف قیاس ہے حالانکہ ان میں قیاس معدٌ اور مرضٌ تھا لیکن غلبۂ کسر ماقبل الواو ین فی مفعول الناقص من باب علم نحو مرضیٌ وذلک موافقۃ الماضی لان واو تقلب یاء قلۃ کسر ماقبل الواوین فی مفعول الناقص من غیر باب علم فیقال مغزیٌ من غزا یغزو غزوًا (فائدہ) یہ قاعدہ کبھی فعول (بفتحتین) مصدر میں جیسے جثوٌ (برزانو نشستن) وعتوٌ (سرکشی کردن) اور افعولٌ اور افعولہ (بضم اول وثالث) جیسے أدحوٌ وأدحوۃٌ یعنے (بجائے بیضہ واداں شتر مرغ در ریگ) بھی جاری ہو جاتا ہے جیسے جُثِیٌّ وعُتِیٌّ وأُدِحیٌّ وأُدِحیَّۃٌ (بضم الاول وکسر العین فی کلہا) اور الف میں کسرۂ عین کی رعایت کی وجہ سے پہلے حرف کو کسرہ دینا بھی جائز ہے۔

(اصلیہ چوں رائی شائیے ۱۲) (اصلہ کسار وعبارتہ الواو بعد الالف قہستانی ۱۲)

بود بعد الف زائدہ ہمزہ گردد نحو کسار وعبارۃ فعلی اسمی یائے لامش واؤ شود نحو

(بالفتح ۱۲) (کریست ست یعنی گشتہ ۱۲)

تقوٰی نہ صدیا وفعلی اسمی عکس بود چوں دنیا وعلمیانہ غزوی ہمزہ کہ در مفاعل بعد

(اصلش لقی اصلہ دقیی ۱۲ بالضم) (اصلہما ادنوا دعلوا ۱۲)

الف وقبل یا اُفتد وہ مفروش چنیں نبود یا شود وفتحہ یابد ویا الف گردد چوں خطایانہ

(جمع شائیۃ ہمزہ دراں اگرچہ میان الف دیاست لیکن در حکم مفرد پنداشتہ اند ۱۲)

شوار ونزد بعضے اگر لام مفرد واؤ سالم بود اں ہمزہ واؤ شود نحو ادوی وہراوی یائی

(الفعل ۱۲)

کہ بعد ضمہ وآخر فعل ست یا قبل حرف تانیث یا دو زائد فعلان واؤ شود لین لام کلم

(کہ الف ونون ست ۱۲) (بالضم چوں رمیان مردتیر انداز ۱۲)

بدر آمدن جازم ودو امر بیفتد وباتصال ضمیر فاعل ونون تاکید باز آید چوں ادعُ واغزُوا

(مثل لم ولما ولام امر دانائی نہی دان شریہ ۱۲)

اصل ہشتم۔ قولہ حرف علت آخر کلمہ ہو جو حرف علت یعنی واؤ اور یا آخر کلمہ میں الف زائدہ کے بعد واقع ہو

اگرچہ وہ تائے عارضہ کے قبل ہو تو وہ وجوباً ہمزہ سے بدل جاتا ہے جیسے کساءٌ بکسر کاف بمعنی دگلیم) وعباءۃ بفتح عین بمعنی دنوعی از گلیم وچادر وسیع مخطط) کہ اصل میں کساوٌ اور سباییٌ تھے پہلی مثال واؤ بدل تائے عارض کی ہے اور دوسری مثال یا قبل تائے عارض کی ہے اور اس یا کی مثال جو بدل تائے عارض کی ہے جیسے رواءٌ کہ اصل میں روائیٌ تھا اور اس تا کی مثال جو تائے عارض کے قبل ہے جیسے اوعارۃ دبا تائے مرت) قولہ۔ تائے عارض الخ اس سے مراد وہ تا ہے کہ جس کا کلمہ سے جدا ہونا جائز ہو اور کلمہ کی بنا اس کے بغیر درست رہے اور وہ بغیر اس کے مستعمل ہوتا ہو اور علامت تثنیہ اور جمع کی زیادت بھی اسی حکم میں ہے پس قید مذکور سے شقاوت اور شقایۃ جیسے کلمات خارج ہو گئے اس لئے کہ ان میں تائے لازمہ ہے اور کلمہ اس کے بغیر مستعمل نہیں ہے۔ قولہ بعد الف زائدہ الخ یہ اس الف سے احتراز ہے جو واؤ اور یائے اصلی سے بدلا ہوا نہ ہو جیسے رائیٌ وثائیٌ کہ اصل میں رَوْیٌ وثَوْیٌ بفتحتین تھے ان میں الف عین کلمہ ہے جو واؤ سے بدلا ہوا ہے ان دونوں میں واؤ خلاف قیاس الف ہو گیا اس لئے کہ قیاس کا مقتضا یہ تھا کہ اس کے لام کلمہ میں تعلیل ہوتی نہ کہ عین کلمہ میں۔ پہلا رایۃ کا اسم جنس ہے بمعنی (نیزہ) اور دوسرا ثایۃ کا اسم جنس ہے بمعنی دجائے ماندن شتراں دگوسپنداں) اور عبارۃ اور عظارۃ بمعنی (گرگٹ) اور صلارۃ بمعنی (چوڑا پتھر جس سے خوشبو کوٹتے ہیں) اور نہارۃ یا کے ساتھ بھی آئے ہیں پس ان کا یا کے ساتھ بھی آنا شاذ ہے حالانکہ ان میں قیاس وجوب ہمزہ کا تھا اس لئے کہ ان میں تا عارضی ہے نہ کہ لازمی لا یقال عبارو عظار وصلار ونہار کذا فی شرح الاصول الاکبریہ۔ اصل نہم قولہ۔ فعلی اسمی یائے لامش واؤ شود الخ یعنی فعلاد بفتح فا وبالف مقصورہ) جو اسم ہو نہ کہ صفت جبکہ اس کے لام کلمہ میں یا ہو تو وہ واؤ ہو جاتی ہے تاکہ فعلی اسمی اور فعلی صفتی میں کہ جس کی یا بحالہ رہتی ہے فرق ہو جائے جیسے قولہ تقویٰ کہ اصل میں وقیٰ تھا از وقی یقی اس کی واؤ کو لفظ تجاہٌ کی طرح خلاف قیاس تا سے بدل لیا اور لام کلمہ کی یا کو واؤ سے۔ قولہ نہ صدیا الخ یعنی نہ فعلی صفتی کہ اس میں یا بحالہ رہتی ہے جیسے صدیا بمعنی (پیاسی عورت) یہ صدیان کا مؤنث ہے اور جیسے رَیا کہ اصل میں رَیَیٌ تھا۔ یہ ریان کا مؤنث ہے بمعنی (سیراب) یہ رایہ امر کہ فعلی اسمی تعلیل کے ساتھ خاص ہوا نہ صفتی سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم چونکہ خفیف ہوتا ہے لہذا وہ ثقل واؤ کا متحمل ہو سکتا ہے بخلاف صفت کے کہ وہ اجزاء معنی کے اعتبار سے خود ثقیل ہوتی ہے اصل وہم۔ قولہ فعلی اسمی عکس بود الخ اور فعلی اسمی (بضم فا وسکون عین) برعکس فعلی اسمی (بفتح فا وسکون عین) کے ہے یعنی جبکہ اس کا لام کلمہ واؤ سے تو وہ یا سے بدل جاتا ہے اس لئے کہ فعلی اسمی بضم فا ثقیل ہے اور پھر اس کے لام کلمہ میں جو محل تغیر ہے واؤ کے ہونے سے اور ثقل بڑھ گیا لہذا اس کو یا سے جو واؤ سے ہلکی ہے

بدل لیتے ہیں بخلاف فعلی صفتی (بضم فا) کے کہ اس کی واؤ اسم اور صفت میں فرق کرنے کے لئے بحالہ رہتی ہے جیسے قولہ دنیا و علیا کہ اصل میں دنوی اور علوی تھے اور غزوی جو ایک موضع کا نام ہے واؤ کا بحالہ رہنا شاذ ہے۔ قولہ نہ غزدی الخ یعنی نہ فعلی صفتی (بضم فا) کہ اس میں واؤ بحالہ رہتی ہے جیسے غزوی بمعنی (غزوہ کرنے والی عورت) اور قصیا میں واؤ کا یا سے بدل جانا باوجودیکہ وہ فعلی صفتی ہے شاذ ہے۔ یہ اصل میں قصوی تھا بمعنی (نہایت بعیدۃ) اور یہ قصوی واؤ کے ساتھ بھی آیا ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ دنیا اور علیا مؤنث ادنیٰ اور اعلیٰ کے ہیں اور ادنیٰ اور اعلیٰ اسم تفضیل ہیں لہٰذا یہ معنی وصفی رکھتے ہیں نہ کہ معنی اسمی حالانکہ قاعدہ مذکورہ فعلی اسمی میں تھا نہ کہ صفتی میں۔ جواب یہ ہے کہ ان میں اگرچہ اصل کے اعتبار سے معنی وصفی ہیں لیکن ان میں اسمیت غالب آگئی ہے اس لئے کہ یہ جب کبھی صفت واقع ہوتے ہیں تو معرف باللام ہو کر واقع ہوتے ہیں جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ الدار الدنیا۔ والمنزلۃ العلیا اور دار دنیا اور منزلۃ علیا نہیں کہا جاتا ورنہ اگر یہ صفت ہوتے تو اور صفات کی طرح دونوں حالتوں (یعنی معرف باللام اور غیر معرف باللام) کے ساتھ صفت واقع ہوتے اور نیز اسم تفضیل کے لئے اسما کا حکم ہوتا ہے۔ کذا فی شرح الاصول الاکبریۃ۔ اصل یازدہم۔ قولہ ہمزہ کہ در مفاعل بعد الف واقع یا افتد الخ یعنی جو ہمزہ مفاعل کے عین کلمہ میں وزن صوری کے ساتھ الف کے بعد اور یا سے قبل واقع ہو اور مفرد متن جنس نہ بود اور اسکے مفرد میں ایسا نہ ہو یعنی ہمزہ اس میں الف کے بعد اور یا سے پیشتر نہ ہو بلکہ صرف یا کے بعد ہو تو اس وقت ہمزہ مذکورہ یا سے بدل جائے گا اس کے بعد دو یا جمع ہو جائیں گی ان میں سے پہلی یا جو ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اس کا کسرہ فتحہ سے بدل جائیگا اور پھر دوسری یا جو لام کلمہ میں ہے اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل جائے گی جیسے خطایا کہ جمع خطیئۃ کی ہے اصل میں خطائی تھا بتقدیم یا بر ہمزہ پس جب خطیئۃ کی جمع مفاعل کے وزن پر بنانی چاہی تو پہلے دونوں حرف مفتوح ہوئے پھر ان کے بعد الف جمع لاکر تا علامت مفرد کو گرا دیا خطائی ہوا۔ (بتقدیم یا بر ہمزہ) اس کے بعد خلیل اس میں قلب مکانی کرتے ہیں یعنی ہمزہ کو یا کی جگہ اور یا کو ہمزہ کی جگہ لے جاتے ہیں تاکہ دونوں ہمزوں کا اجتماع نہ لازم آئے اور سیبویہ اس میں یا کو جو الف جمع کے بعد ہے بقانون رسائل ہمزہ سے بدلتے ہیں خطاہ ہوا (بدو ہمزہ) اس کے بعد دوسرے ہمزہ کو دو ہمزوں کے جمع اور ان میں سے ایک کے مکسور ہونے کی وجہ سے یا سے بدلتے ہیں پس دونوں مذہب کی بنا پر خطائی ہوا (بتقدیم ہمزہ بر یا) اب ہمزہ مفاعل میں الف کے بعد اور یا سے قبل واقع ہوا اور اس کے مفرد میں ایسا نہیں ہے پس وہ یا سے بدل گیا دو یا جمع ہوئیں پہلی نے فتحہ پایا اور پھر دوسری

یاالف ہوگئی خطایا ہوا۔ قولہ نہ شواء الخ یعنی اور شواء بروزن جواء میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا یہ جمع شائیۃ کی ہے (بتقدیم ہمزہ بر یا) پس اگر اس کو شاؤ مہموز عین ناقص واوی سے لیا جائے تو اسکی اصل شاءِ وَۃٌ ہوگی (بتقدیم ہمزہ بر واؤ) پس واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یا ہوگیا شائیۃٌ ہوا اور اس تقدیر پر ہمزہ اصلی ہوگا اور اگر اس کو شار یشار مہموز لازم اجوف یائی سے لیا جائے تو اس وقت اس کی اصل شایئۃٌ ہوگی (بتقدیم یا بر ہمزہ) پس یا کو بقاعدہ بائع ہمزہ سے بدل لیا شائیۃٌ ہوا (بدو ہمزہ) اس کے بعد دوسرے ہمزہ کو دو ہمزوں کے جمع اور ان میں سے ایک کے مکسور ہونے کی وجہ سے یا سے بدل لیا شائیۃٌ ہوا اور اس تقدیر پر ہمزہ یا سے بدلا ہوا ہوگا پس دونوں تقدیروں پر ہمزہ مفرد میں الف کے بعد اور یا سے پیشتر واقع ہوا ہے لہذا اس کی جمع میں قاعدہ مذکورہ جاری نہیں ہوگا اور اس میں بتبعیت مفرد ہمزہ سلامت رہے گا اور اس میں یا حالت رفع وجر میں برقیاس قاضی گر جائے گی اور حالت نصب میں سلامت رہے گی۔ جیسے ہذہ شواءٍ رایت شواءٍ ومررت بشواءٍ اور شوا یا جمع شاویۃ (بواؤ) کی ہے از شوی یشوی لفیف مقرون ہے اور شائیۃ بہمزہ) یا تو شاؤ سے ہے یا شار یشار سے و شذ خطاءٍ علی جواءٍ وقیاسہ خطایا کما مر وانما عدل عن القیاس وقیل خطاءٍ تشبیہا بالخطائی بجواءٍ وشذ اللّٰھم اغفر لی خطائیہ بالہمزۃ والیاء ثم بیاء المتکلم وہاء السکتۃ وانما حکم بشذوذہ لانہ ابقی فیہ الہمزۃ الاولیٰ والیاء المبدلۃ من الثانیۃ علی حالہا (اے اللہ میری خطاؤں کو بخشدے) جاننا چاہیئے کہ قاعدہ خطایا کو اصول معتل میں ذکر کرنا مسامحۃ ہے۔ حالانکہ اس کو اصول مہموز میں بیان کرنا چاہیئے تھا اور نیز مصنف رح نے اپنی کتاب اصول اکبر یہ میں اس قاعدہ کو اصول مہموز میں بیان کیا ہے اور نیز ابن حاجب نے شافیہ میں اور اسی طرح اور دیگر اہل فن نے اس کو مہموز میں ذکر کیا ہے۔ قولہ۔ و نزد بعضے اگر لام مفرد واؤ سالم بود الخ اور بعضوں کے نزدیک اگر مفاعل کے مفرد میں وہ واؤ ہو جو تعلیل سے سالم ہے تو وہ ہمزہ جو مفاعل میں الف کے بعد اور یا سے پیشتر واقع ہے مفرد کی مناسبت کی وجہ سے واؤ ہو جاتا ہے۔ قولہ واؤ سالم بود الخ یہ واؤ معتل سے احتراز ہے جیسے مطایا در کایا کہ ان کا مفرد مطیۃٌ اور رکیۃٌ ہے اور یہ اصل میں مطیوۃٌ اور رکیوۃٌ تھے ان میں واؤ نے ادغام کے ساتھ تعلیل پائی پس ان کی جمع میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا بلکہ ان میں قاعدہ سابقہ جاری ہوگا اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مفرد معتل لام واوی ہے اور اس میں واؤ نے تعلیل نہیں پائی تو اس وقت اس ہمزہ کو جو مفاعل میں الف کے بعد اور یا سے پیشتر واقع ہے یا سے نہیں بدلتے بلکہ واؤ سے بدلتے ہیں اور باقی احکام بدستور سابق جاری ہوتے ہیں یعنی واؤ کو فتحہ دیتے ہیں اور پھر یا کو الف سے بدلتے ہیں جیسے قولہ اوادی و ہراوی یہ اوادیٌ بکسر ہمزہ بمعنی دآفتابہ) اور ہراوۃٌ بکسر ہا بمعنی (عصا

کی جمع ہیں پس جب ان کی جمع مفاعل کے وزن پر بنائی تو الف جو مدہ زائدہ تھا بقانون رسائل ہمزہ ہو کر مکسور ہو گیا اور تائے مفرد محذوف ہو گئی ادائِ واو اور ہرائِ ہوا اس کے بعد واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا ادائِ ی اور ہرائِ ہوا اب مفاعل میں ہمزہ الف کے بعد اور یا سے بیشتر واقع ہوا پس چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ہمزہ یا ہو جاتا لیکن چونکہ ان کے مفرد میں لام کلمہ۔

(واؤ در احد بالحاق نون تاکید باز آمد ۱۲)

اُدعُوَانَّ ادعُنَّ ولم یَقِ وقِ یائے آخر مفاعل رفعًا وجرًا بیفتد وبدلش

(ای در جمع بریں وزن ۱۲)

تنوین آید نحو جواری وجوارٍ آزد ویائے آخر مفاعیل رواست کہ یکے بیفتد ویگرے

(در نصب ۱۲ — در رفع وجر ۱۲ — نسیاً جہت تخفیف لسبب طول تمیمہ ۱۲)

حکم یائے مفاعل یابد نحو صحاریٌ وظبیٌ در بقی ودعی بقاء دعا گویند نحو حارث وبعضی

(در جمع مفاعیل وزن ۱۲ — ابن زبیدہ ۱۲)

دیگر بجائے واؤ ویائے ساکن بعد فتحہ الف نیز خوانند چوں تاتہ وانّ ہذان وانّ ضاربان

(ماضی مجہول ۱۲ — در نوبتہ ۱۲ — مثل بنی ہذیل در بیدہ خشعم ۱۲)

اصول مضاعف چوں دو حرف یک جنس در کلمہ ہم آیند واول ساکن بود ادغام واجب

(صحیح یا حرف علت یا ہمزہ ۱۲ — ۱۲ — حقیقۃً چوں مدّ یا حکماً نحو مسلمی وبیدی ۱۲)

است واگر اوّل متحرک ست ودوم ساکن بسکون وقف یا متحرک بعارض خیر لازم ست

(در حقیقت متحرک ست ۱۲)

چوں فرّ وواتٌ مگر در نحو اقتتل وحییَ کہ جائز ست دوم اگر چناں نہ بود پس اگر حرکت

(۱۲ — ۱۲ — ۱۲ —

اور رُمُوۃٌ بروزن سمرۃ اور رُمُوان (بضم میم) کہ اصل میں رُمُیٌ بنہی اور رُمُیۃٌ اور رُمُیانِ (بضم میم) تھے۔ اصل سیزدہم۔ قولہ لین لام کلمہ بدمآمدن جازم الخ یعنی اس حرف علت پر جو لام کلمہ میں ہو جب کلمہ جازم جیسے لم و لما و لام امر و لائے نہی و ان شرطیہ وغیرہ داخل ہوں یا وہ امر حاضر معروف میں ہو تو وہ حرف علت گر جاتا ہے جیسے لم یخش و لم یرم و لم یدع و اخش و ارم و ادع۔ قولہ و باتصال ضمیر فاعل الخ اور اتصال ضمیر فاعل جیسے الف اور واؤ اور یا اور نون جمع مؤنث و اتصال نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کے وقت محذوف مذکور دونوں میں لوٹ آتا ہے اور دونوں حالتوں میں ان کا ماقبل جو عین کلمہ ہے اپنی حرکت پر باقی رہے گا قولہ اُدعُ امر میں حذف واؤ کی مثال ہے کہ اصل میں اُدعُو تھا واؤ امر کی وجہ سے گر گئی قولہ اُدعُوا ضمیر فاعل کے اتصال کی وجہ سے محذوف کے لوٹ آنے کی مثال ہے اس میں ضمیر فاعل الف کے ملنے کی وجہ سے واؤ لوٹ آیا اُدعوا یہ ادعُ کا تثنیہ ہے۔ قولہ اُدعُوا اصل میں اُدعُو و اتھا جمع ادعُ کی ہے ضمیر فاعل واؤ کے ملنے کی وجہ سے واؤ لوٹ آیا لیکن اس میں دوسرے قاعدہ کے پائے جانے کی وجہ سے واؤ مذکور محذوف ہو گیا۔ بایں طور کہ ضمہ واؤ پر ثقیل تھا گر گیا اور پھر واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔ قولہ اُدعُونَّ (تشدید نون) امر حاضر معروف سے مفرد مذکر کا صیغہ ہے اس میں اتصال نون تاکید کی وجہ سے واؤ محذوف لوٹ آیا قولہ اُدعُنَّ (تشدید نون) امر حاضر معروف سے جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ اصل میں اُدعُونَّ تھا اتصال نون تاکید کی وجہ سے واؤ محذوف کے لوٹ آنے کی مثال ہے لیکن دوسرے قاعدہ کے پائے جانے کی وجہ سے وہ واؤ محذوف ہو گیا قولہ۔ لم یق یہ اصل میں لم یوقِی تھا لفیف مقرون لازم کی مثال ہے قولہ قِ لفیف سے امر کی مثال ہے اصل میں اوقِی تھا یا امر کی وجہ سے گر گئی اوق ہوا پھر واؤ مضارع کی متابعت کی وجہ سے گر گیا اِق ہوا پھر حرکت قاف کی نی سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہیں رہی لہذا وہ گر گیا قِ ہوا۔ اصل چہاردہم۔ قولہ یائے آخر مقابل رفعاً و جراً بیفتد الخ یعنی جو جمع و زن مفاعل بروزن صوری کے ساتھ ہو تو اس کی یائے آخر حالت رفع اور جر میں گر جاتی ہے اور پھر اس کے بدلے میں تنوین لے آتے ہیں لیکن حالت نصب میں وہ سلامت رہتی ہے جیسے قولہ جواری بضم یا و کسر آں مع تنوین یہ اصل کی مثال ہے لیکن بعض شارحین نے اُس کو (بفتح یا بلا تنوین) حالت نصب کی مثال قرار دی ہے۔ قولہ جواریہ معتل کی مثال ہے اور اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ تعلیل سے قبل اور تعلیل کے بعد حالت رفع اور جر میں منصرف ہے اس لئے کہ تعلیل ذات کلمہ کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اور منع صرف صفت کلمہ کے ساتھ متعلق ہے اور تمامیت کلمہ کے بعد عارضی ہوتا ہے اور ذات مقدم صفت پر ہوتی ہے اسی طرح متعلق ذات مقدم متعلق صفت پر ہوگا اور اصل اسم میں انصراف ہے لہذا یہ اصل میں جواریٌ (بضم یا و کسر ین) مع تنوین ہوگا اولاً ضمہ کو حالت رفع میں

اور جر کو حالت جر میں ثقل کی وجہ سے حذف کر دیا بعد میں یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی تعلیل کے بعد کلمۂ مذکورہ جوار بروزن سلام وکلام ہو گیا اور وہ صیغۂ منتہی الجموع کے وزن پر جو منع صرف میں مؤثر ہونے کے لئے یہ ہی صیغہ ہے نہ رہا لہذا وہ تعلیل کے بعد بھی منصرف رہے گا اور اس کی تنوین تنوین صرف ہو گی جیسی کہ وہ تعلیل سے پیشتر تھی اور بعض کے نزدیک یہ جمع تعلیل کے بعد غیر منصرف ہے اسلئے کہ تعلیل کے بعد اگرچہ کلمہ حقیقۃً جمع منتہی الجموع کے وزن پر نہیں رہتا لیکن چونکہ مقدر بمنزلہ ملفوظ ہے لہذا وہ حکماً مفاعل کے وزن پر ہو گا پس وہ تعلیل کے بعد غیر منصرف ہے اگرچہ تعلیل کے قبل منصرف والتفصیل فی کتب النحو (فائدہ) مصنف علام نے شرح اصول اکبریہ میں بیان کیا ہے کہ مفاعل مذکور کی یائے آخر پانچ قسم پر ہے۔ اول اصلی جو کسی حرف سے بدلی ہوئی نہ ہو جیسے جواری دوم اصلی جو واؤ سے بدلی ہو جیسے مجالی جمع مجلی کی ہے۔ سوم زائد غیر مبدل جیسے عفاری جمع عفریت کی ہے۔ چہارم زائد جو واؤ سے بدلی ہوئی ہو جیسے خنادی جمع خنذوۃ کی ہے۔ پنجم زائد جو الف سے بدلی ہوئی ہو جیسے سعالی جمع سعلاۃ کی ہے۔ اصل پانزدہم۔ قولہ ازدو یائے آخر مفاعیل الخ یعنی وہ جمع جو مفاعیل کے وزن پر وزن صوری کے ساتھ ہو اور اس کے آخر میں دو یا ہوں تو ان میں سے ایک یا کا تخفیفاً گرا دینا جائز ہے اس کے بعد دوسری یائے مفاعل کا حکم حاصل کرے گی یعنی وہ یا جوار کی طرح حالت رفع اور جر میں گر جائیگی اور حالت نصب میں سلامت رہے گی جیسے قولہ صحاری بتشدید یا جمع صحرا کی ہے جب اس کی جمع مفاعیل کے وزن پر بنانی چاہی تو صاد اور حا کے بعد الف جمع بڑھایا اور را کو کسرہ دیا اس کے بعد الف مفرد کسرہ کے بعد پڑا وہ یا ہو گیا صحاری ہوا (بتقدیم یا بر ہمزہ) پھر ہمزہ متحرکہ یائے مدہ زائدہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا اب دو یا آخر مفاعیل میں جمع ہوئیں تو جائز ہے کہ ادغام کر دیں اور جائز ہے کہ بقاعدۂ مذکور ایک یا کو حذف کر دیں اور دوسری کو یا مفاعل کا حکم دیں جیسے ہذہ صحاری ومررت بصحاری مثل جواری ورایت صحاری مثل جواری۔ اصل شانزدہم قولہ۔ وطی وربقی ودعی بقاودعا گویند الخ اور قبیلہ بنی طے بقی (ماضی معروف از علم) اور دُعِیَ (مجہول) جیسے کلمات میں بقا اور دعا پڑھتے ہیں یعنی اس کلمہ میں جس کے آخر میں وہ یا ہو جو فتحہ غیر اعرابی رکھتی ہو اور پھر اس یا کے ماقبل کسرہ کو فتحہ یا کی مناسبت کی وجہ سے فتحہ سے بدلتے ہیں اور پھر یا کو الف سے جیسے بقیَ اور رضیَ اور خشیَ معروف از سمع میں بقیَ اور رضیَ اور خشیَ بفتح عین بروزن رمیَ اور دعیَ اور رضیَ اور خشیَ اور ان کا مثل ماضی مجہول مطلقاً میں دعیَ اور رضیَ اور خشیَ (بضم فا وفتح عین) یہ تغیر مذکور ان کے نزدیک جائز ہے لیکن نہ رایت الفار ضیَ اور قیمَ اور نہی بضم عین میں اس لئے کہ پہلے میں فتحہ غیر اعرابی نہیں ہے اور دوسرے میں یا آخر میں

نہیں ہے اور تیسرے میں یا کے قبل کسرہ نہیں اصل مفہوم قولہ بنو حارث و بعضے دیگر بجائے واؤ و یائے ساکن الخ یعنی قبیلہ بنی حارث اور بعض دوسرے قبائل داؤ اور یائے ساکن کو جو فتحہ کے بعد ہو الف سے جواز آ بدل لیتے ہیں اس لئے کہ وہ داؤ اور یا سے اخف ہے اور نیز حرکت ماقبل کے موافق ہے جیسے قولہ تابۃ کہ اصل میں توبۃ تھا۔ اور قولہ ان ھذان لساحران ایک قراءۃ کی بنا پر اصل میں ہذین تھا اور قولہ ان ضاربان کہ اصل میں ضاربین تھا اور جیسے من احبّ کمیتاہ کہ اصل میں کمیتیہ تھا۔ قولہ۔ اصول مضاعف الخ مضاعف وہ لفظ ہے جس کے حروف اصلیہ کی جگہ میں دو حرف ایک جنس کے ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ اس باب میں تین طرح سے تخفیف ہوتی ہے ادغام سے ابدال سے اور حذف سے لیکن ادغام اس باب میں زیادہ ہوتا ہے اور لفظ ادغام کوفیوں کے نزدیک تخفیف دال باب افعال سے ہے اور بصریوں کے نزدیک تشدید دال باب افتعال سے کہ اصل میں ادتغام تھا اور دونوں تقدیروں پر وہ لغت میں بمعنی ایک شئے کا دوسری شئے میں داخل کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ادغمت الثیاب فی الوعاء (میں نے کپڑوں کو برتن میں کر دیا) و ادغمت اللجام فی العرس (میں نے لگام کو گھوڑے کے منہ میں کر دی) اور اصطلاح میں دو حرفوں کو دفعۃً ایک مخرج سے پڑھنے کو کہتے ہیں یعنی ساکن کو متحرک میں اس طرح داخل کیا جائے کہ وہ ایک حرف ہو جائیں اس طریقہ سے کہ اس کے ادا کا زمانہ ایک حرف سے کم ہو یہ تصرف اگرچہ بظاہر ثقل رکھتا ہے لیکن حقیقت میں قسم تخفیف سے ہے اس لئے کہ دو ہم جنس حرفوں کے پڑھنے میں اس مخرج کی طرف لوٹنا ہوتا ہے کہ جس سے ایک بار لفظ نکلا ہے پس یہ اس چلنے والے کے حرکت کے مشابہ ہو گیا کہ جس نے ایک جگہ سے قدم اٹھا کر پھر واپس لا کر اسی جگہ رکھا ہو اور ظاہر ہے کہ یہ اکثر شاق ہے بخلاف ادغام کے کہ وہ اس چلنے والے کی حرکت کے مشابہ ہے کہ جس نے ایک جگہ قدم رکھ کر توقف کر کے پھر قدم اٹھایا ہو اور یہ حالت سابقہ حالت سے زیادہ سہل ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مضاعف مدغم (یعنی وہ کلمہ کہ جس میں ادغام ہوا ہے) میں عموم من وجہ ہے اس لئے کہ کبھی ایک جنس کے دو حرفوں میں ادغام نہیں ہوتا جیسے مدون اس پر صرف مضاعف صادق آتا ہے اور کبھی مدغم ایک جنس کے دو حرفوں پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ وہ متقارب مخرج یا صفت ہوتا ہے جیسے عُبُدّ اور اشبہ کہ اصل میں عَبَدٌ اور اشبہ تھے ان پر صرف مدغم صادق آتا ہے اور لفظ مَدّ پر دونوں صادق آتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس حرف کو ادغام کرتے ہیں اس کو مدغم کہتے ہیں اور جس میں ادغام کرتے ہیں اس کو مدغم فیہ جیسے مَدّ میں پہلی دال مدغم ہے اور دوسری مدغم فیہ اگر مدغم اور مدغم فیہ دونوں ایک جنس کے ہوں تو تلفظ میں دونوں آئیں گے اور کتابت میں صرف ایک جیسے مَدّ میں اور اگر دونوں قریب المخرج ہوں تو کتابت میں دونوں قائم رہیں گے اور تلفظ میں ایک جیسے عبدت کو

پڑھیں گے عبرت۔ جاننا چاہیئے کہ ادغام متجانسین اور متقاربین دونوں میں متحقق ہے لہذا مناسب یہ تھا کہ دونوں کا حال اسی باب میں مذکور ہوتا حالانکہ ادغام متجانسین کے بعد مصنف نے مخارج وصفات حروف کو ذکر کیا ہے یہ اس لئے کہ معرفت متقاربین موقوف معرفت مخارج وصفات پر ہے اور موقوف علیہ مقدم موقوف پر ہوتا ہے لہذا بیان مخارج وصفات کو بیان احوال متقاربین پر مقدم کرنا ضروری ہوا پس یہ باب تین بحثوں پر مشتمل ہوگا۔ اول ادغام متجانسین میں۔ دوم مخارج وصفات حروف میں۔ سوم ادغام متقاربین میں۔ اور ادغام کی تین قسمیں ہیں۔ واجب جائز اور ممتنع۔ اصل اول۔ قولہ جول دو حرف یک جنس الخ یعنی جب دو حرف ایک جنس کے خواہ وہ صحیح ہوں یا حرف علت یا ہمزہ ایک کلمہ میں حقیقۃً یا حکماً جمع ہوں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو اور دوسرا یا تو متحرک ہو یا ساکن بسکون وقف کہ متحرک کا حکم رکھتا ہے تو اس وقت دونوں صورتوں میں ادغام واجب ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو اور موانع کا ذکر آخر فصل میں آئے گا۔ ایک کلمہ حقیقۃ کی مثال جیسے مدٌّ و شدٌّ حالت وصل اور وقف میں اور جیسے اوّل دیّنٌ و مدعوٌّ اور خزیٌ کہ اصل میں مدٌّ اور شدٌّ اور اوْول بروزن افعل اور دیْنٌ بروزن فیعل اور مدعوٌّ اور خزیٌ تھے ایک کلمہ حکماً کی مثال جیسے مُسلِمیَّ اور یدیَّ۔ ان میں یائے متکلم مضاف کے ساتھ شدت اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جزء کلمہ واحدہ ہے۔ قولہ و اگر اول متحرک ست و دوم ساکن الخ اور اگر پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن بسکون وقفی ہے یا متحرک بحرکت غیر عارض تو اس وقت ان دونوں صورتوں میں بھی ادغام لازم اور واجب ہے جیسے قولہ فرّ دوسرے حرف کے متحرک بحرکت غیر عارض ہونے کی مثال ہے۔ یہ اصل میں فَرَرَ تھا۔ قولہ۔ و دوابّ جمع دابۃ کی ہے یہ دوسرے حرف کے ساکن بسکون وقف ہونے کی مثال ہے۔ یہ اصل میں دوابِبْ بکسر بائے اول وسکون بائے ثانی تھا پس ان دونوں میں پہلا حرف ساکن ہو کر دوسرے میں مدغم ہو گیا مصنف کی تمثیل میں لف ونشر غیر مرتب ہے اور متحرک بحرکت عارض سے مراد یہ ہے کہ اس کی حرکت کلمہ منفصلہ کے اتصال کے سبب سے پیدا ہوئی ہو جیسے اُمُدِّ القوم کہ اس میں دوسرے حرف پر حرکت اجتماع ساکنین کی وجہ سے جو دوسرے کلمہ کے اتصال کی وجہ سے پیدا ہوا ہے آئی ہے۔ قولہ۔ مگر در نحو اقتتل وحیی کہ جائز ست الخ لیکن اقتتل اور حیی جیسے کلمات میں ادغام جائز ہے نہ کہ واجب یعنی باب افتعال میں جبکہ اس کی تا کے بعد دوسری تا واقع ہو جیسے اقتتل اور مجرد کی ماضی معروف اور مجہول میں جبکہ اس کے آخر میں دو یا واقع ہوں جیسے حیی ادغام جائز ہے۔ اسی طرح احیی اور استحیی ماضی معروف اور مجہول میں باب افعال اور استفعال سے اور حُیِیَ ماضی مجہول میں باب مفاعلت سے اور احودی میں باب افعلال سے ادغام جائز ہے اس لئے کہ باب افتعال اور افعلال میں فک ادغام باب تفعیل کے ساتھ التباس کو دور کرتا ہے

کراز امر مفصل حاصل آمد ۱۲ حرکت دال ثانی جہت اجتماع ساکنین آمدہ ۱۲

عارض دارد ادغام جائز ست نحو اُمْدُدِ القوم واگر سکون لازم ممتنع ست نحو

کرگاہے متحرک ہم میگردد ۱۲

مُدُوْنَ واگر عارض جائز ست بتحریک کسرہ یا فتحہ یا ضمہ اگر حرف اول ضمہ دارد بلا

نزد غیر اہل حجاز ۱۲ حرف دوم برائے ساکنین ۱۲

تحریک در حال وقف نحو مُدَّ ادغام متحرک یا سکان بلا نقل ست اگر ما قبل او متحرک ست

زیرا کہ اجتماع ساکنین در وقف جائز ست ۱۲ حرف اول ۱۲ حرکت آں بما قبل ۱۲

یا مدہ واگر نہ بانقل نحو یَمُدُّوْ دو حرف از دو کلمہ ادغام ساکن غیر مدہ واجب ست و ادغام

احتراز ست از قاف الحق ۱۲ مفہوم ۱۲

متحرک جائز اگر ما قبل او متحرک ست یا مدہ دوم متحرک والا نہ شرط ادغام ست کہ اعلال

تا اجتماع ساکنین علی غیر حدہ نشود نحو اصلہ لا تَمُدُدْنَ ۱۲ ای ادغام جائز نیست

مزاحم نشود نحو اَرْعَوِیْ ولبس نبود ای در اسم با تحرک اول نحو سَبَبٌ وحرف اول ہائے سکتہ

تقدیم ادغام ۱۲ اصلہ ارعود اعلال کردند ادغام ۱۲ کرا دغامش موجب لبس ست ۱۲

وبدل از ہمزہ والف و مدغم فیہ نباشد ودوم برائے الحاق با تحرک اول ممتنع ست۔

نحو قول مجہول تا اول ۱۲ تا فائدہ الحاق باقی ماند نحو قرد مخرق بجعفر ۱۲

رہا جیحی میں ادغام اس لئے واجب نہیں ہے تاکہ اس کے مضارع میں یاء پر ضمہ نہ لازم آئے کذا فی الشرح و الیجار بردی پس صورت مذکورہ میں بصورت ادغام کہا جائے گا قَتَّلَ یُقَتِّلُ قَتَّالًا وحیّ حیًّا حیّوا واحیّ احیًّا احیُّو ا واستحیّ استحیًّا استحیُّوا بالادغام بنقل الحرکۃ وحُوْیَ حُوْیًا حُوْیُوا بالادغام بدون النقل مع التقاء الساکنین۔

قولہ۔ ودوم اگر چناں نبود الخ یعنی پہلے حرف کے متحرک ہونے کی صورت میں دوسرا حرف اگر ایسا نہ ہو یعنی نہ تو وہ متحرک بحرکت لازم ہے اور نہ ساکن بسکون وقف بلکہ وہ یا تو متحرک بحرکت عارض ہے یا ساکن بسکون لازم یا بسکون عارض پس اگر حرکت عارض دارد الخ یہاں سے مصنف ان تینوں صورتوں کا حکم بتاتے ہیں کہ اگر دوسرا حرف عارضی حرکت رکھتا ہے تو اس وقت پہلے حرف کا دوسرے میں ادغام جائز ہے جیسے امدا القوم مُدُّ القوم اس میں دوسرے دال کی حرکت اجتماع ساکنین کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ یہ اصل میں اُمْدُدْ بسکون دال تھا جب لفظ القوم اس کے ساتھ ملا تو اس کا ہمزۂ وصل گر گیا اب دال اور لام میں اجتماع ساکنین ہوا دال کو حرکت کسرہ دیدی پس اس میں جائز ہے کہ حالت موجودہ یعنی کسرہ کا اعتبار کر کے ادغام

کردیں جیسے مُدِّ القوم اور جائز ہے کہ حالت اصلیہ یعنی سکون کا اعتبار کر کے ادغام نہ کریں جیسے اُمْدُدْ القوم واگر سکون لازم ممتنع ست الخ اور اگر دوسرا حرف لازمی سکون رکھتا ہے یعنی وہ کبھی متحرک نہیں ہوتا تو اس وقت ادغام ممتنع ہے اس لئے کہ ادغام کا دارومدار دوسرے حرف کے متحرک ہونے پر ہے اور یہاں وہ متحرک نہیں ہوسکتا۔ جیسے اَمُدُّونَ القومَ قولہ۔ واگر عارض جائز ست تحریک کسرہ الخ اور اگر دوسرا سکون عارضی رکھتا ہے یعنی وہ کبھی متحرک ہوتا ہے اور کبھی ساکن تو اس وقت ادغام جائز ہے لیکن اس جگہ التقاء ساکنین کے دور کرنے کے لئے دوسرے حرف کو حرکت دینی ہوگی پس اس کو یا تو کسرہ دیں گے اس لئے کہ تحریک ساکن میں اصل کسرہ ہے یا فتحہ دیں گے اس لئے کہ وہ تمام حرکات میں ہلکا ہے اور سکون بھی ہلکا ہوتا ہے یا ضمہ دیں گے لیکن اس وقت جبکہ متجانسین میں سے پہلا حرف مضموم ہوتا کہ دونوں حرفوں کی حرکتوں کے درمیان مناسبت حاصل ہو جائے۔ قولہ و بلا تحریک در حال وقف الخ اور حالت وقف میں دوسرے حرف کو حرکت دیئے بغیر بھی ادغام جائز ہے اس لئے کہ حالت وقف کا سکون بمنزلہ حرکت ہوتا ہے اسی وجہ سے اس وقت میں تین ساکنوں کا جمع ہونا بھی جائز ہے جیسے دوابّ۔ پس مُدَّ صیغہ امر میں چار حالتیں ہونگی یہ اصل میں اُمْدُدْ تھا جب ادغام کا ارادہ کیا تو پہلے حرف کی حرکت ماقبل کو دیدی اور جبکہ ادغام دوسرے حرف کے سکون کے ساتھ ممکن نہ تھا تو دوسرے حرف کو حرکت دیدی۔ کسرہ تو اس لئے کہ وہ تحریک ساکن میں اصل ہے اور فتحہ اس لئے کہ وہ اخف حرکات ہے اور ضمہ ماقبل کی مناسبت کی وجہ سے اور ہمزۂ وصل بوجہ اس کے ضرورت نہ ہونے کے گر گیا پس مُدَّ بحرکات ثلثہ ہوا چوتھی صورت ادغام بحالت وقف کی ہے بخلاف فرَّ صیغۂ امر میں چونکہ اس کا ماقبل مضموم نہیں ہے لہٰذا اس میں ضمہ کے سوا تین حالتیں جائز ہیں۔ اصل دوم۔ قولہ ادغام متحرک باسکان بلا نقل ست الخ جاننا چاہیئے کہ متجانسین میں پہلے حرف کے متحرک ہوتے ہوئے ادغام ممکن نہیں ہے اسی طرح دوسرے کے ساکن ہوتے ہوئے ادغام ناممکن ہے پس ادغام کرتے وقت ضروری ہے کہ دوسرے حرف کو حرکت دیں اور پہلے کو ساکن کریں اور اس وقت پہلے کا ساکن کرنا کبھی تو ماقبل کی طرف حرکت کو نقل کئے بغیر ہوتا ہے اور کبھی نقل کے ساتھ۔ چنانچہ مصنفؒ بیان کرتے ہیں کہ متجانسین میں سے پہلا حرف جب متحرک ہو تو اس وقت ادغام اس طرح سے ہوگا کہ اس کی حرکت ماقبل کو نہیں دی جائے گی جبکہ اس کا ماقبل متحرک ہے یا مدہ جیسے مَدَّ اور فرَّ کہ اصل میں مَدَدَ اور فَرَرَ تھے اور جیسے حابّ اور حوبّ کہ اصل میں حابب اور حوبب تھے ان سب میں متجانسین میں سے پہلے حرف ـــ کی حرکت کو گرا کر پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا اور یائے تصغیر مدہ کے حکم میں ہے جیسے دُوَیَّۃٌ اور خُوَیَّصَۃٌ۔ اور قبل کے متحرک ہونے کی صورت میں حرکت کو بالنقل گرانا اس لئے ہے کہ اس وقت اجتماع ساکنین

علی غیر حدہ لازم نہیں آتا اور ماقبل کے مدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یائے تصغیر ہونے کی صورت میں اسوجہ سے ہے کہ یہ دونوں حرکت کو قبول نہیں کرتے۔ رہا اجتماع ساکنین سو یہ علی حدہ ہے اور جائز قولہ واگر نہ با نقل الخ اور اس کا ماقبل نہ تو متحرک ہے اور نہ مدہ بلکہ یائے ساکنہ صحیح ہے یا لین غیر مدہ تو اسوقت ادغام اس طرح سے ہوگا کہ اس کی حرکت ماقبل کو نقل کر کے دیدی جائے گی تاکہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ نہ لازم آئے جیسے یَمْدُدُ کہ اصل میں یَمْدُدُ تھا یہ ساکن صحیح کی مثال ہے اس کا پہلا حرف متحرک ہے اور اسکا ماقبل ساکن غیر مدہ پس پہلی دال کی حرکت میم کو دیدی اور پھر پہلی کو دوسری میں ادغام کر دیا اور لین غیر مدہ کی مثال جیسے لَوْدُ کہ اصل میں لَوْوَدُ تھا پہلے دال کا فتحہ واؤ کو دیکر دوسری دال میں ادغام کر دیا۔

اصل سوم۔ قولہ ۔ وورد حرف از وہ کلمہ الخ اس سے قبل ایک کلمہ میں ادغام متجانسین کا بیان تھا۔ اب مصنف یہاں سے دو کلموں میں ادغام متجانسین کا بیان کرتے ہیں یعنی جب دو حروف ایک جنس کے دو کلمہ میں واقع ہوں پس اگر پہلا حرف ساکن غیر مدہ ہے برابر ہے کہ وہ حرف صحیح ہو یا حرف علت تو اسوقت ادغام واجب ہے جیسے اُذْكُرْ رَبَّكَ اور اَوْ دُوْا لَوْ تُدْهِنُ ہم۔ قولہ۔ غیر مدہ الخ یہ اس سے احتراز ہے کہ جس میں پہلا حرف مدہ ہو جیسے قَالُوْا وَمَا لَنَا اور فِیْ یَوْمِ پس ان میں ادغام نہیں ہوگا قولہ وادغام متحرک جائز الخ یعنی متحرک اول کا ادغام برابر ہے کہ وہ صحیح ہو یا حرف علت جائز ہے بشرطیکہ دوسرا حرف یعنی مدغم فیہ بھی متحرک ہو اور پھر متحرک اول کا ماقبل یا تو متحرک ہوتا کہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ نہ لازم آئے جیسے لَاتَّمَنَّا کہ اصل میں لَاتَ مُنَا تھا بضم نون اول اس میں نون متحرک ماقبل میم متحرک ہے لہذا پہلے نون کو ساکن کر کے دوسرے نون میں بطریق جواز ادغام کر دیا اور جیسے زَیْدٌ خَشِیَ بَکْرٌ یا اس کا ماقبل مدہ ہو اس لئے کہ اسوقت اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم نہیں آتا جیسے جِیْدُ دَهْرٍ وَمُوْدِ یَا اور دو حرف علت ساکن کہ جس کے ماقبل فتحہ ہو مدہ کے حکم میں ہے جیسے ثَوْبٌ بَشِیْرٌ اس لئے کہ حرف لین کے ماقبل کی حرکت اگرچہ اس کے موافق نہیں ہے لیکن وہ مدہ خالی نہیں ہوتا پس جب اس کا ما بعد ادغام پایا جائے تو وہ مدہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ کذا فی شرح الاصول۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلا حرف یا تو ساکن ہوگا یا متحرک پس اگر وہ ساکن ہے تو ادغام واجب ہے بشرطیکہ وہ مدہ نہ ہو اور اگر وہ متحرک ہے تو ادغام جائز بشرطیکہ دوسرا حرف متحرک ہو اور پھر پہلے حرف کا ماقبل یا تو متحرک ہو یا مدہ جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ قولہ والا لم الخ اور اگر ایسا نہ ہو تو ادغام جائز نہیں ہے اس لئے کہ اجتماع ساکنین غیر مستغر لازم آتا ہے اور اس کی تحقیق کی چار صورتیں ہیں اول یہ کہ متحرک اول کا ماقبل نہ تو متحرک ہے اور نہ مدہ بلکہ حرف صحیح ساکن ہے متجانسین سے دوسرا متحرک ہے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ اُمَّهُ شَدِیْدًا دوم دوسرا یہ کہ متحرک اول کا ماقبل متحرک ہے یا مدہ لیکن متجانسین میں دوسرا متحرک نہیں جیسے

اَنَا اَضْرِبُ ابنَہٗ وقالَ الحسن۔ چہارم یہ کہ متجانسین میں سے دوسرا تو متحرک ہے لیکن متحرک اول کا ماقبل متحرک نہیں ہے بلکہ حرف صحیح ساکن ہے جیسے قُمْ مالکِ۔ قواعد ادغام کے بیان کرنے کے بعد اب مصنف ادغام کے موانع اور شرائط بیان کرتے ہیں اور ادغام کے چند شرائط ہیں۔ اول قولہ اعلال مزاحم نشود الخ یعنی ادغام کی پہلی شرط یہ ہے کہ جب ادغام اور اعلال دونوں کے قاعدہ کا اجرا کسی صیغہ میں ممکن ہو تو اس وقت اعلال کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے کہ اعلال میں ادغام سے تخفیف زیادہ ہے پس جس جگہ اعلال ممکن ہوگا وہاں ادغام نہیں ہوگا جیسے قولہ ارعوی یہ باب افتعال سے ماضی معروف کا صیغہ ہے یہ اصل میں ارعووی یدعووی واؤ تھا اس میں دو قیاس جمع ہو گئے اول یہ کہ پہلی واؤ ساکن ہو کر دوسرے میں مدغم ہو جائے لیکن چونکہ اعلال مقدم ادغام پر ہے لہذا اس میں تعلیل کر دی گئی اور دوسری واؤ بقاعدہ یدعی یا سے بدل گئی اور پھر یا الف سے۔ اس کے بعد قاعدۂ ادغام باقی نہیں رہا۔ دوم قولہ لبس نہ بود الخ بفتح لام عین التباس اور ادغام کی دوسری شرط یہ ہے کہ ادغام کے بعد ایک صیغہ دوسرے صیغہ سے ملتبس نہ ہو لیکن چونکہ مطلق التباس مانع ادغام نہیں ہے لہذا مصنف لبس مذکور کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ای دراسم بالتحرک اول۔ یعنی التباس مذکور کا مانع ادغام ہونا اس تقدیر پر ہے کہ جب ایک اسم کا دوسرے اسم سے التباس لازم آئے اور پھر اس التباس کا مانع ہونا بھی مطلق اسم میں نہیں ہے بلکہ اس صورت پر ہے کہ جب متجانسین میں سے پہلا حرف متحرک ہو ورنہ اگر پہلا حرف ساکن ہے تو اس میں ادغام کر دیتے ہیں جیسے قولہ سَبَبٌ بفتحتین بمعنی رسن وعلت پس اگر اس میں ادغام کرے گا تو یہ سبٌّ بمعنی دگالی م سے ملتبس ہو جائے گا۔ قولہ در اسم یہ فعل اور شبہ فعل سے احتراز ہے پس اس میں التباس مانع ادغام نہیں ہے اس لئے کہ فعل اور شبہ فعل باعتبار معنی ثقیل ہیں اور اجتماع مثلین کی وجہ سے ان میں ثقل اور زیادہ ہو جاتا ہے پس فک ادغام کی صورت میں ثقل لفظی اور معنوی کی وجہ سے التباس کی رعایت نہیں کیجاتی جیسے اقتتل باب افتعال سے کہ اس میں ادغام جائز ہے اگرچہ اس میں ادغام کے بعد باب تفعیل کی ماضی قتل سے التباس لازم آتا ہے اور نیز یہ التباس مضارع سے دور ہو جاتا ہے۔ سوم قولہ در حرف اول ساکنہ نباشد الخ اور ادغام کی تیسری شرط یہ ہے کہ متجانسین میں سے پہلا حرف ساکنہ نہ ہو اور ساکنہ وہ ہے جو بحالت وقف آخر کلمہ میں آخر کی حرکت کو باقی رکھنے کے لئے آتی ہے۔ (وقد یوتی صار السکتہ فی الوصل اجرا کالمجری بوقف) اور یہ شرط دو کلموں میں پائی جائے گی جیسے مالیہ ہلک (میرا مال ہلاک ہو گیا) اس صورت میں امتناع ادغام کی وجہ یہ ہے کہ ہائے سکتہ کا اقتضا یہ ہے کہ کلمہ مابعد سے جدا رہے اور ادغام کا اقتضا یہ ہے کہ کلمہ مابعد سے مل جائے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں کے اقتضا میں منافات ہے اور ادغام کی چوتھی شرط یہ ہے کہ

پہلا حرف مدہ نہ ہو جیسے قالواد مانا ادرفی یوم۔ مصنف نے اس شرط کو بیان نہیں کیا لیکن اصول میں اس کو بیان کیا ہے۔ پنجم قولہ حرف اول بدل از ہمزہ نباشد الخ ادراد غام کی پانچویں شرط یہ ہے کہ پہلا حرف ہمزہ سے بدلا ہوا نہ ہو جیسے تُودِیَ مضارع ادیٰ یادیٰ سے یہ اصل میں تُاْدیٰ ہمزہ تھا پس ہمزہ اپنے ساکن اور ضمہ کے بعد ہونے کی وجہ سے واؤ ہوگیا۔ ششم قولہ حرف اول بدل از الف نباشد الخ ادراد غام کی چھٹی شرط یہ ہے کہ پہلا حرف الف سے بدلا ہوا نہ ہو جیسے قودل ماضی مجہول قاول سے۔ ہفتم قولہ حرف اول مدغم فیہ نباشد الخ ادراد غام کی ساتویں شرط یہ ہے کہ پہلا حرف مدغم فیہ نہ ہو جیسے حَبَّ اس لئے کہ پہلے ادغام کے نہ زائل کرنے کی صورت میں دو حرفوں کا ادغام ایک حرف میں لازم آئے گا پھر پہلے ادغام کا ازالہ لازم آئے گا اور یہ ممنوع ہے۔

ادلہ اجتماع نحو فشترل وفتباعد ۱۲

در نحو دون وَبِیَدِہٖ مگر شنترل وتتباعد کہ بعد متحرک افتد یا مدہ و در دو ہمزہ مگر در مشدد

بعد ۱۲ سر عین تفعیل باشد ۱۲

الوضع کہ واجبست نحو ساآل بیان مخارج وصفات حروف بدانکہ حلق مخرج ہفت

از شدت در خاوت و جہر در ہمس و اطباق و انفتاح و غیرآں ۱۲

حرف ست اقصاش مر ہمزہ و ہا والف راو میانش مر عین وحارا واوناش مر غین

منتہائش بہ نسبت دہن و شفتین ۱۲ ان

مقابل ۱۲

وخارا مخرج قاف اقصائے زبانست ومحاذی آں از حنک اعلیٰ وکاف مقارن

ای مخرج کاف مجموع ۱۲ اصل سنت ۱۲ دنزدیک بن ابی طالب خامقدم بر عین ست ۱۲ آ ای اول زبان کہ متصل بحلق ست ۱۲

آں وجیم وشین ویا وسط زبان ومحاذی آں از حنک اعلیٰ وضاد اول یکے از دو حافۂ

ای اول یکے از دو ۱۲ طرف ۱۲ معجمہ ۱۲ مثناۃ تحتانی ۱۲

زبان باحنراس متصل آں ولام اسفل آں تا آخر ومحاذی آں از حنک اعلیٰ در امقارن

ای اسفل یکے از دو حافۂ زبان ۱۲ ای مقارن

آسول ونون مقارن راو خیشوم ذطا وتاد وزا وسین مہملہ طرف زبان واصل دو ثنیہ علیا

از قولہ وکاف ۱۲ مخرج لام ۱۲ عطف بر مقارن ای مخرجش مجموع حافۂ حنک وخیشوم ۱۲ ای سر زبان ۱۲ بیخ ۱۲ ثنیہ جمع

قولہ نباشد الخ یہ ہائے سکتہ اور بدل از ہمزہ اور الف اور مدغم فیہ سب کے ساتھ متعلق ہے۔ ہشتم قولہ ودوم برائے الحاق نبود یا تحرک اول الخ ادراد غام کی آٹھویں شرط یہ ہے کہ دوسرا حرف الحاق کے لئے نہ ہو تا کہ

ملحق صورت ملحق پر باقی رہے لیکن اس شرط کے لئے ایک شرط ہے کہ پہلا حرف متحرک ہو ورنہ اگر پہلا حرف ساکن ہے تو اس وقت الحاق کے ہوتے ہوئے ادغام جائز ہے پس اگر کسی کلمہ کو باب دحرج اور تدحرج پر ملحق کریں تو ادغام ممتنع ہے جیسے جلبب اور تجلبب اور اگر باب قمطر اور قرطعب پر ملحق کریں تو ادغام ممتنع نہیں ہے جیسے جَلَّبَّ (بکسر جیم و فتح لام) اس وقت کہ جب جلبب سے قمطر پر ملحق کریں قولہ۔ ممتنع است۔ نحو دوَدَ و دُبَّ یعنی اس کلمہ میں کہ جس میں پہلا حرف متجانسین میں سے شروع کلمہ میں واقع ہو ادغام ممتنع ہے۔ برابر ہے کہ وہ پہلا حرف جز کلمہ ہو جیسے دودٌ بمعنی (لہو) یا علیحدہ کلمہ ہو جیسے دُبَّ پر کہ اس میں پہلی باجادہ ہے اور حرف جر کلمہ مستقل ہے اور یہ امتناع اس لئے ہے کہ اس وقت ابتدا بالساکن لازم آتا ہے اور وہ ممتنع ہے۔ قولہ۔ مگر تنزل و تباعدا الخ یہ قول مصنف قولہ دون سے استثنا ہے یعنی اس صورت میں کہ جس میں پہلا حرف متجانسین میں سے شروع کلمہ میں ہو ادغام ممتنع ہے۔ لیکن اس صورت میں کہ جس میں پہلا حرف تا علامت مضارع ہو اور دوسری تا باب تفعل یا تفاعل کی ہو جیسے تتنزل و تتباعد ادغام جائز ہے بشرطیکہ تا علامت مضارع حرف متحرک کے بعد یا مدہ کے بعد واقع ہو جیسے فَتَنَزَّلُ اور فتباعدا اور قالوا تنزل اور قالوا تباعد۔ قولہ در دو ہمزہ مگر در مشدد الوضع الخ اور جمہور کے نزدیک دو ہمزوں میں ادغام ممتنع ہے خواہ وہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے قرّ جبکہ قرّ کو قمطر کے وزن پر بنائیں یا دو کلموں میں جیسے جاءَ الرّ لیکن اس کلمہ میں کہ جس کی وضع تشدید پر ہوئی ہو ادغام واجب ہے جیسے عین تفعیل و تفعل اور بعض صیغۂ مبالغہ میں جیسے قولہ سآل۔ یہ باب تفعیل سے ماضی معروف کا صیغہ ہے۔ فصل در بیان مخارج و صفات حروف۔ اس بحث حروف میں حروف کے مخارج و صفات کا بیان ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مصنف نے ادغام متجانسین اور ادغام متقاربین کے درمیان بیان مخارج و صفات حروف کو اس لئے لائے کہ ادغام متقاربین بیان مخارج و صفات پر موقوف ہے اور پھر بیان مخارج حروف کو بیان صفات حروف پر اس لئے مقدم کیا کہ پہلا بمنزلہ ذات ہے اور دوسرا بمنزلہ صفت اور ظاہر ہے کہ ذات مقدم صفت پر ہوتی ہے لہذا بیان مخارج کو بیان صفت پر مقدم کیا۔ جاننا چاہیئے کہ حروف ہجا کے عدد میں اختلاف ہے ارباب علم کے نزدیک اٹھائیس ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ۔ اور اہل لغت ان پر الف کو اور زیادہ کرتے ہیں لہذا ان کے نزدیک حروف ہجا انتیس ہوجائیں گے اور یہ حق ہے۔ اور بعض نون خفیفہ کو نہ اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے بلکہ اس خیال سے کہ اس کی آواز نون جلی کی آواز سے تفاوت رکھتی ہے ایک علیحدہ مستقل حرف شمار کرتے ہیں لہذا اس تقدیر پر حروف ہجا تیس ہو جائیں گے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مخرج یعنی وہ جگہ کہ جہاں سے حرف پیدا ہوتا ہے

بنظر تحقیق ہر حرف کا علیحدہ ہے ورنہ آپس میں امتیاز باقی نہ رہے گا اور مخرج کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو اس کے پہلے ہمزہ مفتوحہ لاؤ اور پھر اس حرف کو ساکن پڑھو اور دیکھو کہ کس جگہ آواز ختم ہوتی ہے پس جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس حرف کا مخرج ہے۔ مثلاً جب تم اَبْ کہہ کر خاموش ہوئے تو تم دونوں لبوں کو ایک دوسرے پر چسپاں پاؤ گے پس تم کو معلوم ہو جائے گا کہ با کا مخرج لب ہے، (فائدہ) اقصیٰ بمعنی منتہی اعلیٰ بمعنی اوپر۔ علیا اس کا مؤنث ہے اسفل بمعنی نیچے سفلیٰ اس کا مؤنث ہے۔ حنک بمعنی تالو۔ حافہ بمعنی کنارہ۔ خیشوم بمعنی ناک کی اندرون جڑ۔ انسانوں کے دانت اکثر بتیس ۳۲ ہوتے ہیں سولہ ۱۶ اوپر کے تالو سے ملے ہوئے اور سولہ ۱۶ نیچے کے تالو سے ملے ہوئے۔ اور یہ چار قسم پر ہیں اول ثنایا یعنی آگے کے دانت جمع ثنیۃ کی ہے اور وہ چار ہیں دو اوپر کے دو نیچے کے جو وسط لب کے محاذ میں ہیں اور ان میں سے ہر ایک داہنے اور بائیں سے ممتاز ہو جاتے ہیں یعنی ثنیۂ علیا یمنی و ثنیۂ علیا یسری و ثنیۂ سفلی یمنی و ثنیۂ سفلی یسری۔ اسی طرح باقی آنے والے بھی ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتے ہیں دوم رباعیات۔ اور یہ بھی چار ہیں ثنایا سے ملے ہوئے ان کے داہنے اور بائیں جانب دو اوپر اور دو نیچے ان کو قواطع بھی کہتے ہیں۔ سوم۔ انیاب یعنی تیز نوک دار دانت۔ جمع ناب کی ہے اور وہ چار ہیں رباعیات کے بعد ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو اسرہ بھی کہتے ہیں یعنی کچلیاں۔ باقی ان کے علاوہ بتیس دانت رہے۔ ان کو اضراس کہتے ہیں یعنی داڑھیں اوپر نیچے داہنے اور بائیں پانچ پانچ ہیں اور تین قسم پر ہیں۔ اول ضواحک یعنی وہ دانت جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں اور یہ چار ہیں۔ دوم طواحن یعنی دندان آسیہ جمع طاحونۃ یا طاحنۃ کی ہے اور یہ بارہ ۱۲ ہیں۔ سوم نواجذ یعنی عقل کی ڈاڑھیں۔ جمع ناجذ کی ہے اور یہ چار ہیں اور بعض انسانوں کے نواجذ نہیں ہوتے اور اس صورت میں کل اٹھائیس ۲۸ دانت ہوں گے اور بعض انسانوں کے نواجذ آٹھ ہوتے ہیں اور اس صورت میں کل چونتیس ۳۴ دانت ہوں گے۔ مخارج کی تقسیم دو طرح کیجاتی ہے اول اجمالی اور وہ تین قسم پر ہے حلقی دو سطی و شفوی۔ حلقی وہ حرف ہیں جو حصہ حلق سے ادا ہوتے ہیں اور وہ کل سات ہیں الف ۱ ح ۲ ع ۳ ہ ۴ ء ۵۔ اور وسطی وہ حرف ہیں جو وسط زبان سے نکلتے ہیں اور ان کو لسانی بھی کہتے ہیں اور وہ اٹھارہ ۱۸ ہیں۔ ت ۶ ج ۷ د ۸ ر ۹ س ۱۰ ش ۱۱ ص ۱۲ ض ۱۳ ط ۱۴ ظ ۱۵ ک ۱۶ ل ۱۷ ن ۱۸ ی ۱۹۔ اور شفوی وہ حرف ہیں جو ہونٹوں سے نکلتے ہیں اور وہ کل چار ہیں ب ۲۰ ف ۲۱ م ۲۲ و ۲۳۔ دوم تفصیلی اور وہ جمہور کے نزدیک سولہ مخارج ہیں اور خلیل کے نزدیک سترہ پس انہوں نے حروف کا مخرج ہوای جوف دہن ایک اور زائد مانا ہے مصنفؒ نے جمہور کے مسلک کو اختیار فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں کہ حلق مخرج ہفت حرف ست الخ یہ قسم اجمالی میں سے ایک قسم کی طرف اشارہ ہے۔ اور حلق تقسیم تفصیلی کے اعتبار سے تین حصوں پر منقسم ہے۔

اول قولہ اقصائش مرہمزہ وہا والف را الخ یعنی حلق کا منتہی جو سینہ کی طرف ہے نہ کہ منہ کی طرف وہ خاص ہمزہ اور ہا اور الف کا مخرج ہے واشار بالترتیب الذکری الی ان مخرج الہمزۃ اسفل من مخرج الہا۔ والہا من الالف۔ دوم قولہ ومیانش مر عین وحارا الخ یعنی اور حلق کا درمیانہ حصہ عین مہملہ اور حا مہملہ کا مخرج ہے والعین اسفل من الحا فالترتیب الذکری اشارۃ الی ترتیب المحلی فی الکل وشریح قدم الحا۔ سوم قولہ واونائش مر غین وخارا الخ اور حلق کا ادنیٰ یعنی اس حلق جو دہن سے زیادہ قریب ہے غین معجمہ اور خا معجمہ کا مخرج ہے چہارم قولہ مخرج قاف اقصائے زبان ست ومحاذی آں از حنک اعلیٰ الخ یعنی زبان کی جڑ جو حلق کی طرف ہے مع کچھ حصہ اوپر کے تالو کے جو اس کا مقابل ہے قاف کا مخرج ہے پس ان دونوں کا مجموعہ اس کا مخرج ہے پنجم قولہ وکاف مقارن آں الخ اور کاف کا مخرج قاف کے مخرج کے مقارن ومتصل ہے اور قاف کی مثل اوپر اور نیچے دونوں امروں کا مجموعہ اس کا مخرج ہے یعنی مابین بیخ زبان اور وسط زبان مع کچھ حصہ اوپر کے تالو کے جو اس کے مقابل ہے کاف کا مخرج ہے پس اس کا مخرج قاف کے مخرج سے ذرا ورے ہے۔ ششم۔ قولہ ومخرج جیم وشین ویا وسط زبان ومحاذی آں از حنک اعلیٰ الخ یعنی وسط زبان مع کچھ حصہ اوپر کے تالو کے جو اس کے مقابل ہے جیم معجمہ اور شین معجمہ اور یا تحتانیہ کا مخرج ہے۔ ہفتم قولہ ومخرج ضاد اول یکے از دو حافۂ زبان الخ حافۂ زبان بمعنی زبان کا کنارہ خواہ داہنا ہو یا بایاں اور لفظ اول مضاف یکے کی طرف ہے اور متصل آں اضافت کے ساتھ یہ اضراس کی صفت ہے یا ضراس کا متصل اندبداں حافہ یعنی زبان کے دونوں کناروں میں سے کسی ایک کی جڑ سے لے کر شروع زبان کے ذرا ورے تک مع اُن اُوپر کی داڑھوں کے جو زبان کے اس کنارہ کی جڑ سے ملی ہوئی ہیں ضاد معجمہ کا مخرج ہے۔ مصنفؒ کے قول یکے از دو حافۂ زبان سے اس طرف اشارہ ہے کہ دونوں جانب دائیں اور بائیں سے ضاد کا ادا کرنا صحیح ہے پس دونوں جانب سے ضاد کا ادا کرنا بہت مشکل ہے اس سے کم داہنی جانب سے اس سے کم بائیں جانب سے۔ ضاد کو حرف مستطیل اور طویل بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس کا مخرج محل ممتد ہے۔ ہشتم قولہ۔ ومخرج لام اسفل آں الخ۔ یعنی اسفل مخرج ضاد تا آخر ای تا سر زباں الخ یعنی زبان کے دونوں کناروں میں سے کسی ایک کی جڑ سے ذرا ورے سے لے کر شروع زبان تک مع کچھ حصہ اُوپر کے تالو کے جو اس کے مقابل ہے لام کا مخرج ہے اور وہ اُوپر کا حصہ ضواحک اور انیاب اور رباعیہ اور ثنایا کے مسوڑے ہیں اور یہ کشر داہنی جانب سے ادا ہوتا ہے اس کا مخرج تمام حروف سے زیادہ وسیع ہے نہم قولہ۔ مخرج را مقارن آں الخ الف مقارن مخرج لام وبعد ادا یعنی مخرج را مہملہ از زاویہ وحنک آنچہ اسفل ست از تا دلام تا سر زبان۔ دہم قولہ ومخرج نون مقارن را وغنیشوم الخ۔ نون کا مخرج دو چیزوں کا مجموعہ ہے اول وہ جگہ جو مخرج را کا مقارن ہے یعنے سر زبان کا مع اوپر کے تالو کے جو

دوم خیشوم یعنی ناک کی اندرون جڑ۔ یازدہم قولہ ومخرج طا و دال مہملہ الخ یعنی سر زبان کا مع جڑ دونوں ثنایا علیا کے طا مہملہ اور تا مثناۃ فوقانیہ اور دال مہملہ کا مخرج ہے ان تینوں کو ذولقیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ ذلق اللسان بمعنی نوک زبان ہے اور یہ بھی زبان کی نوک سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوازدہم قولہ ومخرج صاد انا وسین طرف زبان الخ اور زبان کی نوک مع نوک دونوں ثنایا سفل کے صاد مہملہ اور زا معجمہ اور سین مہملہ کا مخرج ہے سیزدہم قولہ۔ ومخرج ظا و ذال وثا طرف زبان وطرف دو ثنیہ علیا الخ اور نوک زبان نوک دونوں ثنایا علیا کے ظا و ذال معجمتین اور ثا مثلثہ کا مخرج ہے ان حروف کو لثویہ بھی کہتے ہیں۔

وصاد زا وسین طرف زبان وطرف دو ثنیہ سفلی وظا و ذال وثا طرف زبان وطرف دو

مہملہ ۱۲ ای سر ۱۲ ہر دو معجمہ ۱۲

ثنیہ علیا وفا باطن لب زیریں وطرف دو ثنیہ بالا با میم و واو و ما بین دو لب و مر

از اصول معلوم می شود کہ بعضے مطلق ثنیہ گفتہ اند و تقیید بعلیا نکردہ ۱۲ مخرج ۱۲

خیشوم را و خلیست در میم مخرج نون خفی خیشوم ست مجہورہ حرفیست کہ دم از

نیز اگر فی الجملہ غنہ دارد ایں چار حرف شفویہ نامیدہ خود کہ از لب برمے آید ۱۲

جریان بندد و مہموسہ ضد آں ستشحک خصقہ شدیدہ حرفیست کہ صوتش در مخرج او بستہ

ای مر از جریان نہ بندد کہ ضعیف ست و اعتماد بر مخرج ضعیف ۱۲

شود اگر ساکنش خوانی اجدک قطبت یرخوہ خلاف آں متوسطہ مابین ہر دو لم یروعنا

دور از نہ گردد اگرچہ ابتدا دآں خواہی بجہت شدت نزدم مخرج خود ۱۲ ان

مطبقہ آنکہ زبان را برحنک اعلی منطبق گرداند مجموعہ آں صطظض و منفتحہ غیر آں مستعلیہ آنچہ زبان

را بحنک بر دارد صطظض خفق منخفضہ جز آں حروف الذلاقۃ کہ ہر رباعی وخماسی ازاں

اعلی ۱۲ الخ یعنی زبان حنک شود یا نشود پس مستعلیہ از مطبقہ عام ست ۱۲ ای سرعت در نطق فصاحت و خفت در کلام ۱۲

حرفے دارد بنقل مصمتہ مقابل آں حروف القلقلۃ کہ در وباشدت ضغطہ بود قد طبج۔

وقطبہ ہم گویند خیلی گویند قلقلہ شدت آواز ست و قلقلہ صیاح ہندی چیخ مارنا ۱۲

چہاردہم قولہ۔ ومخرج فا باطن لب زیریں وطرف دوثنیۂ بالا الخ نیچے کے ہونٹ کا اندرونی حصہ اور اُوپر کے دونوں ثنایا کی نوک فا کا مخرج ہے۔ پانزدہم قولہ ومخرج باو میم وواو مابین دو لب الخ اور دونوں ہونٹوں کا درمیان باموحدہ اور میم اور واؤ کا مخرج ہے پس دونوں ہونٹوں کی تری کا حصہ مل کر با، موحدہ کا مخرج ہے اور دونوں کی خشکی کا حصہ مل کر میم کا مخرج ہے اور دونوں کے کنارے مل کر اور بیچ کھلا رہ کر واؤ غیر مدہ کا مخرج ہے قولہ ومر خیشوم را دخلیست در میم ساکن نہ در متحرک زیرا کہ بوئے غنہ دارد وایں چہار اشفیہ و شفویہ گویند برحسب اختلاف در لفظ شفتہ از اصالت باو واؤ۔ شانزدہم قولہ۔ مخرج نون خفی خیشوم ست الخ خیشوم یعنی ناک کی اندرونی جڑ نون خفی کا مخرج ہے و نون خفی آں نونیست ساکن خفی بحدیکہ جز بغنہ دراں نماند وغنہ بالضم بمعنی (آواز دربینی) اور نون خفی عربی اور فارسی دونوں میں مستعمل ہوتا ہے لیکن اس کے تحقق کا محل خاص ہے پس عربی میں وہ حرف اخفا سے پیشتر ہوتا ہے اور حرف اخفا حروف پر ملون اور اربع حعہ اور بائے موحدہ اور الف کے غیر ہیں اور وہ پندرہ ہیں جیسے انقسکم اور انقض اور عنک اور فارسی میں وہ ہمیشہ مدہ کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے زبان و بدآن و دہ دن و بردن و زمین و بیں مخارج حروف کے بیان کرنے کے بعد اب مصنف صفات حروف کا بیان فرماتے ہیں ... اور صفت حروف کی وہ حالت ہے کہ جس سے حروف آواز میں ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا معلوم ہوں صفات کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل لازمہ جو حروف سے کبھی جدا نہ ہوتی ہوں۔ دوم عارضہ جو کسی صفت لازمہ کی وجہ سے یا کسی دوسرے حرف کے ملنے سے پیدا ہوتی ہو۔ صفات لازمہ مشہورہ پندرہ ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں اول تضادہ جس کی ضد کوئی دوسری صفت ہو۔ دوم غیر متضادہ جس کی ضد کوئی صفت نہ ہو صفات متضادہ دس ہیں جن میں سے پانچ صفتیں، پانچ کی ضد ہیں اول۔ قولہ مجہورہ حرفیست کہ دم از جریان بند د الخ یعنی مجہورہ وہ حرف ہے جو اپنی ادائگی کے وقت سانس کے جاری ہونے کو روک دے خواہ وہ متحرک ہی کیوں نہ ادا کیا جائے اس لئے کہ یہ حروف اپنی ذاتی قوت اور اپنے مخرج پر قوت اعتماد کی وجہ سے تلفظ کے وقت سانس کو جاری ہونے سے روک دیتے ہیں اگرچہ وہ سانس بعد میں جاری ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ان کی ادائگی میں آواز بلند ہو جاتی ہے اور اسی سبب سے اس کو مجہورہ کہتے ہیں اس لئے کہ جہر میں لغت میں بمعنی (آواز کو بلند کرنا) ہے جاننا چاہیئے کہ یہ حرف آپس میں اس صفت میں قوی اور ضعیف ہیں پس قاف اور دال اور طا اور وں سے زیادہ قوی ہیں۔ لیکن ہمسہ کے اعتبار سے سب کے سب قوی ہیں اور ان حروف کا مجموعہ "قُطْبٌ جَدٌّ طَلَبَ اذْ غَزَا خِنْدَقٌ" مطیعٌ ہے بمعنی جس وقت کہ لشکر مطیع نے جہاد کیا تو قطب کا سایہ گرم ہوا اور قطب ایک شخص کا نام ہے "خواہ وہ متحرک ہی کیوں نہ ادا کیا جائے" کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ حرکت باوجود یکہ سانس جاری ہونے کا سبب ہے

لیکن ان حروف پر جب حرکت آتی ہے تب بھی سانس بند ہو جاتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ ان حروف کی ذات حبس نفس کا سبب ہے۔ قولہ مہموسہ ضد آں الخ ای ضد مجہورہ۔ یہ مجہورہ کی ضد ہے پس مہموسہ وہ حرف ہے جو اپنی ادائگی کے وقت سانس کو جاری ہونے سے نہ روکے اگرچہ وہ ساکن ہی کیوں نہ پڑھا جائے کہ یہ حرف اپنے ذاتی ضعف اور اپنے مخرج پر ضعف اعتماد کی وجہ سے اس قدر قوت نہیں رکھتے جو سانس کو جاری ہونے سے روکیں اور جبکہ یہ سکون کے وقت بھی سانس کو نہیں روکتے لہذا معلوم ہوا عدم حبس نفس کا سبب ان کی ذات ہے اور ان حروف کو مہموسہ اس لئے کہتے ہیں کہ ہمس لغت میں بمعنی اخفا صورت یا آواز خفی ہے اور یہ حروف بھی ضعیف اور خفی ہوتے ہیں اور حروف مہموسہ دس ہیں جن کا مجموعہ ستشحثک خصفہ ہے بمعنی (عنقریب خصہ تجھ سے سوال میں الحاح کرے گی) الشحث بمعنی (الحاح در مسئلہ ست) اور خصفہ بمعنی (ایک عورت کا نام ہے) سوم قولہ شدیدہ حرفیست کہ صوتش الخ یعنی شدیدہ وہ حرف ہے کہ اگر اس کو ساکن پڑھا جائے تو اس کی آواز مخرج میں اتنی قوت سے ٹھیرے کہ بند ہو جائے اور سخت ہو اور دراز نہ ہو اگر اس کی درازی کا قصد کیا جائے جیسے اَحَدٌ کی دال اور حروف شدیدہ آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اَجِدُکَ قَطَبْتَ بَرٌ بمعنی (میں تجھ کو پاتا ہوں کہ تو ترش رُو ہوا یا تو نے شراب کو پانی میں ملایا) قطبت یا تو قطوبٌ سے ہے بمعنی (ترش رُو ہونا) یا قَطْبٌ بفتحتین سے ہے بمعنی (شراب کا ملانا) حروف شدیدہ جب متحرک ہوتے ہیں تو جس قدر آواز جاری ہوتی ہے وہ حرکت کی آواز ہوتی ہے اور حروف کو شدیدہ اس لئے کہتے ہیں کہ شدید لغت میں بمعنے سخت اور قوت کے ہیں اور یہ حروف بھی اپنے مخرج پر قوت اعتماد کی وجہ سے آواز کو جاری ہونے سے روکتے ہیں اور حبس شدیدہ پیدا کر دیتے ہیں۔ چہارم۔ قولہ رخوہ خلاف آں الخ یہ شدیدہ کی ضد ہے پس رخوہ وہ حرف ہے کہ اگر اس کو ساکن پڑھا جائے تو مخرج میں آواز اتنے ضعف سے ٹھیرے کہ آواز بند نہ ہو بلکہ جاری رہے اور نرم ہو اور اگر اس کو دراز کرنا چاہیں تو دراز ہو جائے جیسے اَشْ و اَثْ اور یہ تیرہ حروف ہیں جن کا مجموعہ حسّ شخصٌ ہَزَّ فَضٍّ غَضَّ ثَذٍ ہے (شخص نے مرد در رشت خو کے ہلانے تند کے آواز پست کرنے کو معلوم کیا۔ ہزّ بمعنی (ہلانا) فضّ بمعنی (مرد در شت خو) غضّ بمعنی (آواز پست کرنا) ثذٍ (ایک شخص کا نام ہے) اور رخوۃ لغت میں بمعنی (نرمی) ہے اور یہ حروف بھی نرم اور اپنے مخرج پر ضعیف الاعتماد ہوتے ہیں کہ آواز کو جاری ہونے سے نہیں روکتے ان حروف کو ستر حیہ بھی کہتے ہیں۔ پنجم۔ قولہ متوسطا مابین ہر دو الخ ای مابین شدیدہ و رخوہ اور متوسطہ وہ حرف ہے جو نہ تو اتنی زیادہ سختی رکھتا ہو کہ جس سے آواز مخرج میں بالکل بند ہو جائے اور نہ اتنی زیادہ نرمی رکھتا ہو کہ جس سے آواز مخرج میں پورے طور سے جاری رہے جیسے قُلْ اور یہ آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ لِمْ یَرْوُعُنَا ہے۔ لفظ لِمْ بکسر لام و فتح میم استفہامیہ

ہے اور یَرْدَعُ بصیغہ مضارع رَدْعٌ سے بمعنی دڑنا اور ڈرانا) وہ ہم سے کیوں ڈرتا ہے یا وہ ہم کو کیوں ڈراتا ہے اور احتمال ہے کہ لَمْ بفتح لام حرف سلب ہو اور یَرْدَعُ ماخوذ روایت سے ہو یعنی اس نے ہم سے روایت نہیں کی۔ جاننا چاہیئے کہ شدیدہ اور رخوہ کی تعریف میں سکون کا اعتبار اس لئے ہے کہ آپس میں امتیاز ہو جائے اس واسطے کہ حرکات واؤ اور یا اور الف کی اخوات ہیں اور یہ حروف بھی متوسطہ میں سے ہیں جو فی الجملہ شدت اور رخاوت رکھتے ہیں اور حرکات بھی جو ان کی اخوات ہیں رخاوت سے خالی نہیں پس حروف شدیدہ اور رخوہ پر حرکت کے وقت شدت اور رخاوت رکھتے ہیں اور حرکات بھی جو ان کی اخوات ہیں رخاوت سے خالی نہیں پس حروف شدیدہ اور رخوہ پر حرکت کے وقت شدت اور رخاوت میں پورا امتیاز جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا نہ ہوتا لہذا تعریف میں سکون کا اعتبار کیا۔ ششم قولہ مطبقہ آنکہ زبان را مُنْطَبِقَہ (بکسر باء و فتح آں) وہ حرف ہے جو اپنی ادائگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو کے ساتھ منطبق اور چسپاں کر دے اور اوپر کا تالو زبان پر مانند طباق کے ہو جائے اور زبان کو ڈھانک لے جیسے مطلع کی طاء اور یہ چار حروف ہیں جن کا مجموعہ صطظض ہے بتقدیم مہملتین بر معجمتین اور ان کو حروف اطباق بھی کہتے ہیں اور اطباق لغت میں بمعنی (کسی چیز کو کسی کے ساتھ منطبق کرنا) پس لفظ مطبقہ اگر بصیغہ اسم فاعل ہے جیسا کہ مصنف کے کلام زبان را بر حنک اعلیٰ منطبق گرداند سے کہ اس میں انہوں نے منطبق کرنا حروف مذکورہ کی صفت قرار دی ہے مستفاد ہوتا ہے تو اس وقت لفظ مطبقہ کا اطلاق حروف پر بطریق حقیقت ہوگا اور اگر وہ بصیغہ اسم مفعول ہے جیسا کہ مصنفؒ نے شرح اصول میں منفتحہ اور مستعلیہ اور منخفضہ کے بعد کہا ہے کہ صف اسماء الثلثۃ ای المنفتحہ والمستعلیہ والمنخفضہ علی صیغۃ اسم فاعل والمطبقۃ علی صیغۃ اسم المفعول۔ تو اس وقت مطبقہ حقیقت میں صفت زبان کی ہوگی اور اس وقت اس کا اطلاق ان حروف پر بطریق مجاز ہوگا اس لئے کہ یہ حروف انطباق کے سبب ہیں۔ ہفتم قولہ و منفتحہ غیر آں الخ یعنی غیر مطبقہ یہ مطبقہ کی ضد ہے پس منفتحہ وہ حرف ہے جو اپنی ادائگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو سے منطبق نہ کرے بلکہ زبان اور تالو کا درمیانی حصہ کھلا رہے اور تلفظ کے وقت ان کے درمیان سے ہوا نکلتی رہے اور یہ بچیس حروف ہیں۔ ہشتم۔ قولہ مستعلیہ آنچہ زبان را بحنک بردارد الخ یعنی مستعلیہ وہ حرف ہے جو اپنی ادائگی کے وقت اوپر کے تالو کی طرف اٹھائے۔ برابر ہے کہ زبان اوپر کے تالو کے ساتھ منطبق ہو یا نہ ہو پس مستعلیہ عام مطبقہ سے ہے۔ اسی واسطے اس کے حروف حروف مطبقہ ہیں اور خا اور عین اور قاف جن کا مجموعہ صطظض خفق ہے اور استعلاء لغت میں بمعنی "بلند ہونا" ہے اور ان کی ادائگی کے وقت بھی آواز اوپر کے تالو کی طرف بلند ہوتی ہے۔ نہم قولہ منخفضہ جز آں الخ یہ مستعلیہ کی ضد ہے اور حروف

منخفضہ حروف مستعلیہ کے ماسوا ہیں اور وہ بائیس حروف ہیں جن کی ادائگی کے وقت زبان تالو کی طرف نہ چڑھے بلکہ نیچے کی طرف رہے اور ان کو مستفلہ بھی کہتے ہیں۔ دہم قولہ حروف الذلاقہ کہ ہر رباعی و خماسی اور حروف ذلاقہ وہ ہیں جو ہونٹ اور زبان کے کنارے سے اس طرح ادا کئے جائیں کہ بہت سہولت سے ادا ہوں جس طرح پھسلتی جگہ سے کوئی چیز پھسل جاتی ہے اسی واسطے کہ یہ حروف تلفظ میں تمام حروف سے زیادہ خفیف ہوتے ہیں بنائی رباعی اور خماسی میں ثقیل کی وجہ سے ان حروف میں سے ایک نہ ایک حرف ضرور ہوتا ہے تاکہ اس میں کچھ نہ کچھ ہلکا پن آجائے گو بعض اسماء میں ایک حرف سے زائد بھی ہوتا ہے جیسے سَقَرجل اور جَعفر مگر بعض اسماء جیسے عَسجَدٌ بمعنی (سونا) اور دَھدَقَۃٌ بمعنی (قطع) اور زَہرَقَۃٌ بمعنی (شدت ضحک) اور عسطوس بمعنی (وقت) سو یہ شاذ پر محمول ہیں پس ہر رباعی اور خماسی حروف سے خالی ہوا یعنی ہے نہ کہ عربی اور یہ چھ حروف ہیں جن کا مجموعہ مرتفل ہے۔ لفظ مُر صیغہ امر کا ہے امر باصر سے اور بائے جادہ ہے جو مُر کے متعلق ہے اور نفل بفتح فا بمعنی غنیمت) اور بسکون فا بمعنی (عطیہ و عبادت جو واجب نہ ہو) اور ذلاقت لغت میں بمعنی فصاحت اور خفت کلام کے ہیں اور یہ حروف بھی ہلکے پن اور سُرعت کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ یازدہم قولہ۔ مصمتہ مقابل آل الخ یعنی حروف ذلاقت کے علاوہ وہ جو حروف ہیں وہ سب کے سب مصمتہ ہیں اور مصمتہ بصیغہ اسم مفعول بمعنی وہ چیز جس کا درمیانہ خالی نہ ہو لہذا وہ ثقیل ہوگی اور یہ حروف بھی حروف ذلاقہ کی نسبت ثقیل ہوتے ہیں لہذا ان کو مصمتہ کہتے ہیں اور یہ تیئیس حروف ہیں ان حرفوں کو ان کے مخرج سے مضبوط اور جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے ورنہ صاف ادا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک تو صفت متضادہ کا بیان تھا جن میں سے متوسط کے علاوہ سب کے سب ایک دوسرے کی ضد ہیں اور صفات غیر متضادہ چار ہیں۔ اول قولہ۔ حروف القلقلہ کہ در وباشدت ضغطہ یوجد الخ ضغطہ بالفتح بمعنی (فشار زبان) یعنی در حالت اسکان باوجود شدت آواز متصعد از سینہ فشار زبان اور مخرج آنہا پیدا شود۔ قلقلہ در لغت بمعنی جنبش و حرکت ست و ایں حرف نیز از جنبش شدید زبان در مخرج بحالت سکون پدید می آیند و سبب شدت و ضغط یعنی تنگی و مشقت دریں حروف آنست کہ اینہا مجہورہ اند و ہم شدیدہ جہر دم را از جریان منع می کند و شدت خروج آواز را منع بنماید و از اجتماع ایں ہر دو متکلم در وقت تلفظ محتاج باشد بقلقلہ لسان یعنی تحریک زبان از موضع آں تا آواز ایں حروف برآید و مخاطب بشنود و ایں معنی متکلم را جز بشدت و ضغطہ زبان حاصل نشود خصوصاً در وقت سکون اینہا۔ اور یہ پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ قد طبج ہے در تحقیق شئی مجوف پر مار گیا) طبج بصیغہ ماضی مجہول مصدر طبجٌ ہے بطار مہملہ و بائے موحدہ و جیم بمعنی (اس چیز پر کہ جس کا اندرونی حصہ خالی ہو مارنا) جیسے ڈھول

وغیرہ کا مدیر۔ قولہ حروف الصفیر مایشبہ الصفیر الخ لفظ یشبہ باب فتح سے یا افعال سے مضارع کا صیغہ ہے اور صفیر بروزن امیر بمعنی (آواز مرغ) اور حروف صفیرہ وہ حروف ہیں جو مرغ کی آواز کے ساتھ مشابہ ہوں یعنی ان کے تلفظ کے وقت ایک ایسی آواز نکلتی ہے جو مرغ کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔

حروف الصفیر مایشبہ الصفیر س ز ص را حرف مکرر ست و لام منحرف پس بدانکہ

ادغام متقاربین در مخرج یا صفت بقلب اول بتا نیست مگر بعارض و لیس حرف

بحرف در یک کلمہ یا تع ادغام ست نحو وطد و تد و حرف حلقی در حرف حلقی کہ ازاں

ادخل ست مدغم نشود مگر حاد رعین و ہا بقلب ہر دو بحا نحو اذ بحتہ و اذ بحاذہ و مگر خا

در غین و ادغام ضوی مشفر در متقارب و صفیر یہ در غیر ش و تا و استفعال و الف و ہمزہ

ممتنع ست صحیح ست ادغام ہا و عین در حا و حا در ہر دو بقلب آں بحا و جیم در شین

و با در میم و نا و میان غین و خا و میان قاف و کاف و میان طا و ظا و دال و ذال۔

دربیتین حروف ہیں صاد مہملہ اور زا معجمہ و سین مہملہ چونکہ یہ حروف کنارۂ زبان اور اطراف ثنایا سے نکلتے ہیں پس وہ آواز جو دانتوں کے درمیان سے نکلے گی لامحالہ آواز مرغ سے مشابہ ہوگی لہذا ان کو حروف صفیر کہتے ہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ وہ حروف جو غیر متقاربہ میں وہ سب کے سب مقابل قلقلہ کی صفت رکھتے ہیں لہذا چاہیئے کہ اس کا مقابل دوسری قسم ہو اور حروف صفیر تیسری قسم۔ جواب یہ ہے کہ بات تو ٹھیک ہے لیکن چونکہ مقابل قلقلہ کے واسطے اہل فن کے نزدیک کوئی مصطلح نام نہیں ہوا لہذا اس کو صفت مستقل قرار نہیں دیا بخلاف صفات سابقہ

کے کہان میں سے ہر ایک کے مقابل کا ایک جداگانہ نام ہے۔ سوم قولہ باحرف مکررست الخ یعنی تلفظ کے وقت یہ مکرر سنی جاتی ہے اس لئے کہ اس کے ادا کے وقت زبان کا کنارہ مصفت تکریر کی وجہ سے جو اس میں ہے دوبارہ اس کے مخرج تک پہنچتا ہے۔ چہارم قولہ ولام منحرف ست الخ یعنی اس کے تلفظ کے وقت زبان داخل حنک کی طرف لوٹتی ہے اور واؤ اور یا اور حروف لین ہیں اور لین لغت میں بمعنی "نرم" ہے اور ان کو حروف لین اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے مخارج کے وسیع ہونے کی وجہ سے بغیر کلفت لسانی کی نرمی سے نکلتے ہیں اور الف کو ہاوی کہتے ہیں بمعنی (صاحب ہوا) اس لئے کہ یہ ہوا میں ممتد ہوتا ہے اور کسی عضو کیساتھ تعلق نہیں رکھتا بخلاف واؤ کے کہ اس میں دونوں ہونٹ ملتے ہیں اور یا کے کہ اس میں زبان تالو کی طرف اٹھتی ہے اور شین معجمہ حرف تشفی ہے تشفی لغت میں بمعنی (پھیلنا) اور یہ بھی اپنے مخرج میں پھیل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مخرج طا کے قریب ہو جاتا ہے۔ ادغام کے موقوف علیہ سے جو بیان مخارج و صفات تھا فارغ ہونے کے بعد مصنفؒ اب ادغام بیان فرماتے ہیں۔ قولہ۔ پس بدانکہ ادغام متقاربین در مخرج یا صفت الخ یعنی جس طرح دو ہم جنس حرفوں میں ادغام ہوتا ہے اسی طرح ان دو حرفوں میں بھی ادغام ہوتا ہے جو مخرج یا صفت میں متقارب ہیں لیکن چونکہ ادغام اختلاف جنس کے ساتھ نہیں ہوتا لہذا اس میں قیاس یہ ہے کہ ادغام کرتے وقت پہلے حرف کو دوسرے حرف سے بدلا جائے خواہ وہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے ادراک کہ اصل میں اتدراک تھا یا دو کلموں میں جیسے دعت کہ اصل میں دعدت تھا۔ تو اگر بعارض ہاں البتہ اگر کوئی عارض اور مانع ہوگا تو اس وقت ادغام کے وقت خلاف قیاس دوسرے حرف کو پہلے حرف سے بدلا جائیگا جیسے ستد کہ اصل میں سیوٗدٌ تھا اس میں واؤ کو یا کر کے یا کو یا میں ادغام کر دیا اور برعکس نہیں کیا اس لئے کہ ثقل لازم آتا ہے اور ادغام تخفیف کے لئے ہوتا ہے۔ اب مصنفؒ موانع ادغام بیان فرماتے ہیں۔ اول قولہ۔ دلیس حرفے بحرے الخ یعنی اگر ادغام کے بعد کسی کلمہ کا بعض حرف کسی دوسرے کلمہ کے بعض حرف سے ملتبس ہو جائے تو اس وقت ادغام ممتنع ہے بشرطیکہ متقاربین ایک کلمہ میں ہوں جیسے وطدٌ بطا و دال مہملتین بمعنی (مضبوط کرنا) اور وتدٌ بتا رفوقانیہ و دال مہملہ بمعنی (میخ گاڑنا) پس اگر ان کی طا اور تا کو دال میں ادغام کیا جائے تو یہ دونوں ودٌ دوستی سے ملتبس ہو جائیں گے اور معلوم نہیں ہوگا کہ ان کی پہلی دال اصلی ہے یا طا سے بدلی ہوئی ہے یا تا فوقانیہ سے۔ قولہ دریک کلمہ یہ اس سے احتراز ہے کہ جب متقاربین دو کلموں میں ہوں جیسے من لک پس ان میں ادغام کے بعد اگرچہ ملک باب تفعیل کی ماضی کے ساتھ التباس لازم آتا ہے لیکن جب دوسرے کلمہ کا جدا ہونا ممکن ہے لہذا التباس کا دور ہونا بھی ممکن ہے۔ دوم قولہ۔ وحرف حلقی در حرف حلقی کہ ازاں ادخل ست الخ یعنی جیسا کہ التباس مانع ادغام ہے اسی طرح حصول ثقل

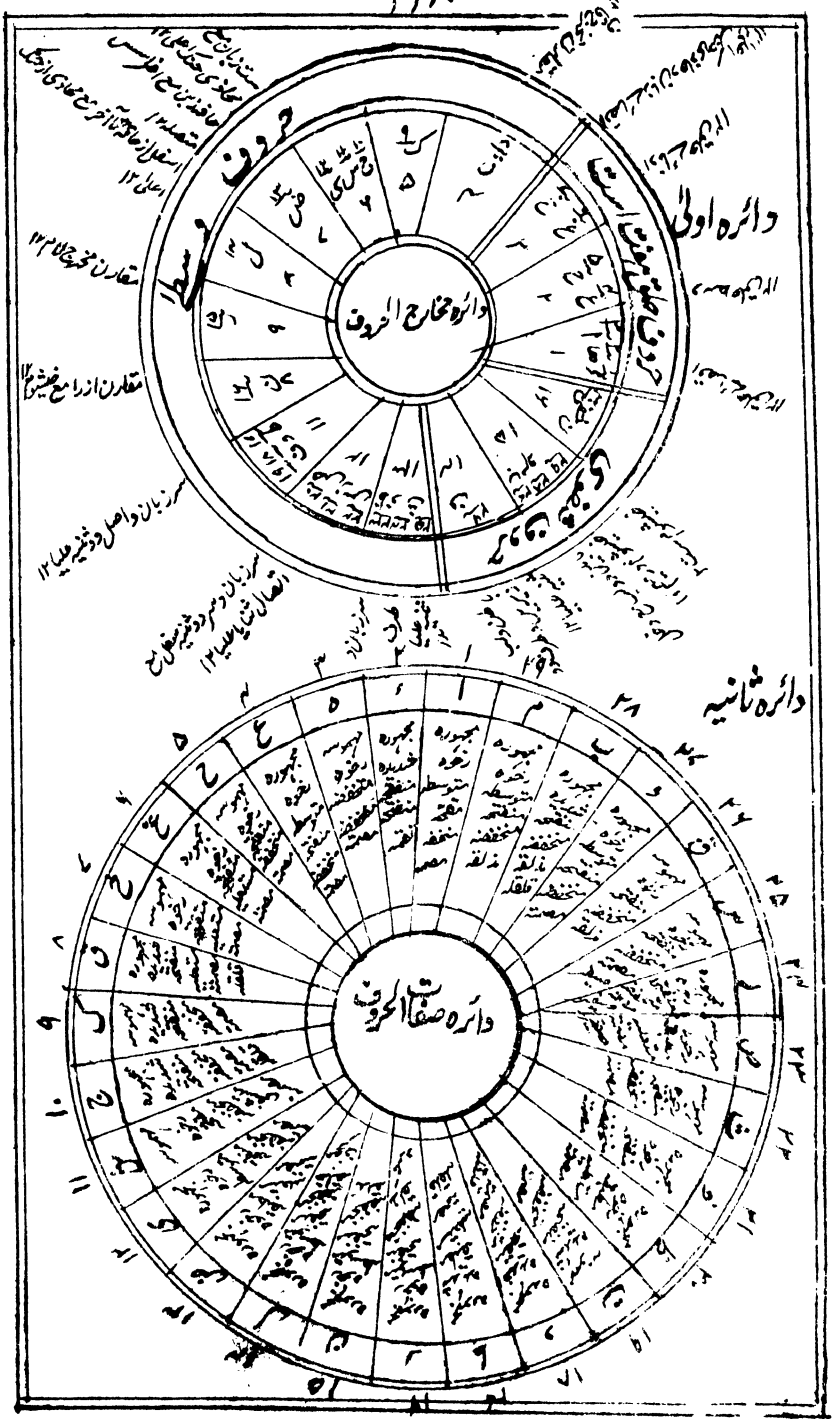
دائرہ اولی
دائرہ مخارج الحروف
دائرہ ثانیہ
دائرہ صفات الحروف

بھی مانع ادغام ہے لہذا وہ حرف حلقی جو ارفع ہے یعنی ادائگی کے وقت دہن کی طرف نزدیک ہے اس حرف حلقی میں جو حلق میں ادخل اور انزل ہے یعنی جو ادائگی کے وقت سینہ کی طرف نزدیک ہے مطلقاً مدغم نہیں ہوتا پس عین اور خائے معجمتین عین اور حا مہملتین میں مدغم نہیں ہوں گے نہ تو پہلے کو دوسرے سے بدلنے کے ساتھ اور نہ دوسرے کو پہلے سے بدلنے کے ساتھ اس لئے کہ اگر ارفع کو ادخل کے ساتھ بدل کر ادغام کریں تو ثقل زائد ہو جاتا ہے۔ لان الحرف الادخل فی الحلق اثقل من غیرہ کما یمنع الاخف فی الاثقل لان ذلک یوجب الاستثقال فاثقل الحروف الحلقیۃ الہمزۃ فالہاء ثم العین فالحاء ثم الغین المعجمۃ فالخاء المنقوطۃ اور اگر ادخل کو ارفع کے ساتھ بدل کر ادغام کریں تو دوسرے کو پہلے سے بدلنے کے ساتھ ادغام لازم آتا ہے اور یہ خلاف قیاس ہے۔

قولہ۔ مگر حا اور عین وہا بقلب ہر دو بحا الخ لیکن حا مہملہ جو ارفع ہے عین اور ہائے مہملتین میں جو ادخل ہیں مدغم ہو جاتی ہے لیکن یہ ادغام عین اور ہائے مہملتین کو (جو بعد میں ہیں) حا مہملہ سے (جو پہلے ہے) بدلنے کے ساتھ ہوگا اور یہ اگرچہ خلاف قیاس ہے حالانکہ قیاس پہلے کو دوسرے سے بدلنا ہے لیکن یہ قلب دل بستگی سے اولی ہے اس لئے کہ اس میں (ادخل کو ارفع سے بدلنے کی وجہ سے) قدرے تخفیف حاصل ہو جاتی ہے اور پہلے کو دوسرے سے بدلنا موجب ثقل ہے جیسے اذبحتو اکہ اصل میں اذبیح عتود تھا یعنی (بکری کے بچے کو ذبح کرنا) اور اذبتحاذہ کہ اصل میں اذبح ہبذہ تھا یعنی (اس کو ذبح کر) مصنف کا یہ قول دوسرے حروف کو پہلے حرف سے بدلنے کی نفی سے استثنا ہے۔ قولہ۔ و مگر خا در عین الخ اور خائے معجمہ کا ادغام جو ارفع ہے غین معجمہ میں جو ادخل ہے خا کو غین سے بدلنے کے ساتھ جائز ہے جیسے اسلغمنک کہ اصل میں اسلخ غمنک تھا یعنی (اپنی بکری کی کھال کھینچ) مصنف کا یہ قول ارفع کو ادخل سے بدل کر ادغام کیا گیا ہے لیکن اس کی وجہ جواز یہ ہے کہ مخارج حلق میں سے ان دونوں کا مخرج چونکہ دہن کی طرف زیادہ قریب ہے پس گویا کہ یہ حروف حلق سے خارج ہیں اور بمنزلہ حروف دہن ہیں اور اسی وجہ سے ان دونوں میں سے ہر ایک کا ادغام دوسرے میں جائز ہے جیسے اسلغمنک اور جیسے ابلغ خادما یہ اصل میں ابلغ خادما تھا (خادم کو پیام پہنچا دے)

سوم وادغام ضوی مشفر در متقارب الجای ممتنع ست یعنی ان حروف کا ادغام جن کا جامع لفظ ضوی مشفر ہے یعنی (اونٹ کا ہونٹ دبلا ہوا) ان حروف میں جو ان کے ساتھ مخرج یا صفت میں متقارب ہیں ممتنع ہے خواہ وہ ان حروف ہی میں سے کیوں نہ ہوں۔ لیکن متجانس میں جائز ہے مثلاً شین کا ادغام یا میں یا برعکس جائز نہیں ہے لیکن شین کا ادغام شین میں اور یا کا یا میں جائز ہے مگر ادغام متقارب کا حروف ضوی مشفر میں جائز ہے۔ اور اس امتناع کی وجہ یہ ہے کہ ان ساتوں حرفوں میں سے ہر ایک میں ایک ایسی صفت ہے کہ جس کا باقی رکھنا ضروری ہے اور ادغام کے وقت

(جو پہلے کو دوسرے کے ساتھ بدلنا ہے) باقی نہیں رہتی اور وہ صفت ضاد معجمہ میں استطاعت کی ہے اور واؤ اور یا میں لینیت کی اور میم میں غنہ کی اور شین معجمہ میں تشفی کی اور فا میں تافیف کی اور تافیف وہ ایک آواز ہے جو فا کے تلفظ کے وقت منہ سے نکلتی ہے اور راء مہملہ میں تکرر کی پس شین کا ادغام جیم میں باوجود شدت تقارب کے ممتنع ہے۔ چہارم قولہ وصفیریہ ورغیر شین الخ اور حروف صفیریہ کا ادغام غیر صفیریہ میں جو مخرج اور صفت میں متقارب ہیں صفت صفیر کے باقی رکھنے کی وجہ سے ممتنع ہے لیکن غیر صفیریہ کا ادغام صفیریہ میں جائز ہے۔ پنجم۔ قولہ۔ وتا در استفعال الخ اور تا استفعال کا ادغام فا کلمہ میں ممتنع ہے اس لئے کہ ادغام کی صورت میں اس کے سین کا جو ساکن الاصل ہے متحرک ہونا لازم آتا ہے اور اگر اس کو ساکن رکھتے ہوئے ادغام کریں تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے۔ فما اسطاعوا۔ جو قرأت حمزہ میں بسکون سین وادغام تا در طا آیا ہے حالانکہ اس میں اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے سو یہ ناور ہے اور یہ اصل میں استطاعوا تھا۔ ششم قولہ۔ والف وہمزہ ممتنع ست الخ اور الف کا ادغام اس کے متقارب میں ممتنع ہے اس لئے کہ اگر الف کو دوسرے حرف سے بدل کر ادغام کریں تو اس کی صفت لازمہ مرعیہ جو استطالت اور مد ہے جاتی رہے گی اور اس کے مثل بھی ادغام ممتنع ہے اس لئے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اس کا متحرک ہونا ممتنع ہے پس ادغام مذکور کی صورت میں مدغم فیہ کا ساکن ہونا لازم آتا ہے اور وہ ناجائز ہے لیکن ہمزہ کا ادغام صرف اس کے متقارب میں ممتنع ہے اس لئے کہ اس کی صفت لازمہ مرعیہ جو رفع صوت ہے باقی نہیں رہے گی لیکن ہمزہ کا ادغام اس کی مثل میں جائز ہے جیسا کہ مشدد الوضع میں مثل سأل کے باب تفعیل سے۔ قولہ ممتنع است یہ قول مصنفؒ ادغام علوی مشعر ہے کہ ہمزہ تک ہر ایک کے متعلق ہے۔ اب مصنفؒ وجوب اور جواز ادغام کی صورتیں بیان کرتے ہیں۔ قولہ صحیح ست ادغام ہا و عین در حا الخ یعنی او رعین کا ادغام حا میں صحیح ہے اور یہ ادغام بحسب قیاس ہے اس لئے کہ ان میں حروف حلقی ادخل کا ادغام اعلیٰ میں (جو اخف ہوتا ہے) ہے اور نیز پہلے حرف کو دوسرے سے بدلنا ہے جیسے اجبہ تحرامیاً (چور کی پیشانی پر مار اور ارفع تماماً (حاتم کو رفعت دے) لیکن ان میں ادغام سے اظہار اولیٰ ہے اس واسطے کہ ادغام تخفیف کے لئے ہوتا ہے اور حرف حلقیہ کا ادغام اگرچہ ان میں ادخل کا ادغام اعلیٰ میں کیوں نہ پایا جائے پھر بھی ثقل سے خالی نہیں ہیں اس وجہ سے کہ حروف حلقیہ خود ثقیل ہوتے ہیں قولہ۔ وحا در ہر دو بقلب آں بحا الخ اور پہلی صورت کے برعکس جائے مہملہ کا ادغام دونوں یعنی ہا اور عین میں صحیح ہے لیکن یہ ادغام دونوں کو حا سے بدلنے کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ اعلیٰ کا ادغام ادخل میں دوسرے حرف کو اول سے بدلنے کے ساتھ ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ادخل بہ نسبت اعلیٰ ثقیل ہوتا ہے پس ادخل اور

اعلیٰ کے اجتماع کی صورت میں اگر اعلیٰ کو ادخل کی جنس سے کریں تو ثقالت لازم آتی ہے اور ادغام سے مقصود تخفیف ہے لہذا ضرورتاً ادخل کو اعلیٰ کی جنس سے کرتے ہیں جیسے اذ بَّحَتْمُوْہُ وَاَذَّاذَّبَحْتُمْ تشدید حا جیسا کہ گذر چکا۔ قولہ۔ وجیم در شین و با در میم وفا الخ اور جیم کا ادغام شین میں (بقلب اول بثانی) صحیح ہے اور اسی طرح یائے موحدۃ کا ادغام میم اور فا میں (بابدال اول بثانی) صحیح ہے اس لئے کہ ضوی مشفر کا متقارب ضوی مشفر میں مدغم ہو جاتا ہے جیسے اخرج شَّاۃَ بتشدید ظین معجمہ اور ارکب مَّعنا بتشدید میم واضْرِب فَّلانًا بتشدید فا قولہ۔ و میان غین خا الخ اور غین اور خا مجمتین میں دونوں طرف سے ادغام صحیح ہے اور لفظ میان سے دونوں طرف سے جواز ادغام کی طرف اشارہ ہے جیسے بَلِّغْ خَلِیْلِیْ بتشدید خا (میرے دوست کو پیام پہنچا دے) اور اسْمَعْ غَمْزِیْ بتشدید غین معجمہ (میری بکری کی کھال کھینچ) وذکر ایں ہر دو ثانیاً بعد ذکر حروف حلق بجہت جواز ادغام ہر یک با دیگر یست قولہ۔ و میان قاف و کاف الخ اور نیز قاف اور کاف کے درمیان ادغام صحیح ہے جیسے خَلَقْکُمْ (بابدال قاف بکاف) وَلَکَ قَالَ (بابدال کاف بقاف) لیکن قاف کو کاف سے بدلنا اس کے برعکس سے قیاس سے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ قاف حروف حلق کے ساتھ کاف سے زیادہ قرب رکھتا ہے قولہ۔ و میان طا و ظا و دال و ذال و تا و ثا الخ یعنی ان چھ حرفوں میں سے ہر ایک کا ادغام باقی پانچ میں جو غیر متجانس ہیں پہلے کو دوسرے سے بدلنے کے ساتھ جائز ہے اس لئے کہ ان حرفوں میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ صفت اور مخرج میں متقارب ہے اور وہ حروف جو صفت اور مخرج میں متقارب ہوتے ہیں ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ پس ان کی تین مثالیں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ ہم ذکر کئے دیتے ہیں جیسے لَاتَّخِذْ لَظًا (بتشدید ظا معجمہ) تو ظالم سے منحالطت متذکر اور اَظْلَمُ (بتشدید طا مہملہ۔ اور اُمْدُدْ ذَیْلَکَ (بتشدید ذال معجمہ) اپنے دامن کو دراز کر۔ اور اَذْکَرَ کہ اصل میں اذ ذکر تھا بمعنی (یاد کیا) اور وَعُدْتُّ (بتشدید تا) اور لَبِثْتُّ (بتشدید تا) بمعنی (میں نے دیر کی) اور وَرِثَ التَّنُّوْرَ (بتشدید تا بمعنی (وہ تنور کا وارث ہوا) قولہ۔ و ہر شش در صاد و زا و سین الخ اور ان چھ حرفوں طا اور ظا اور دال اور ذال اور تا اور ثا میں سے ہر ایک کا ادغام صاد اور زا مجملہ در سین مہملہ میں صحیح ہے اس لئے کہ یہ تینوں حروف صفیر ہیں اور حروف غیر صفیر یہ حروف صفیر یہ میں مدغم ہو جاتے ہیں اور اس کی اٹھارہ مثالیں آتی ہیں جیسے رُبَّطَ اور حُفِّظَ اور لُفِّذَ اور لُفَّذَ اور سُکِّتَ اور وَرِّثَ صَابِرُوْا اور وَاَبِّدَ وَسَمِّعْ۔ پس پہلے چھ لفظوں میں سے ہر ایک کو صابروا اور زاہدوا اور سمع کے ساتھ ملا لینے سے اٹھارہ مثالیں ہو جاتی ہیں قولہ و در میان ہر سہ الخ اور ان تینوں حرفوں ص اور ز اور س کا ادغام آپس میں بھی جائز ہے

وتا و ثا ہر شش در صاد و زا و سین و در میان ہر سہ و تائے افتعال بعد حروف
مذکورہ ۱۲
مطبقہ طا گردد پس او غام صاد و ضاد جائز ست بقلب طا بجنس ما قبل
مہملہ ۱۲ معجمہ ۱۲
و آد غام طا واجب و او غام ظا جائز بقلب طا بآن دو بعکس و بعد دال و ذال و زائی
برائے تماثل ۱۲
دال شود پس او غام دال واجب ست و ذال جائز بقلب آں بدال و بعکس و زائی ہم
برائے تقارب در مخرج و تشارک در صفت ۱۲ ای تائے افتعال ۱۲
بقلب دال بآں و بعد تار دا کہ تا شود یا بعکس بود فالا دغام و اشمع و اشبہ شاذ و قبیل
تائے افتعال ۱۲
تا و زا و دال و ذال و سین و شین و صاد و ضاد و طا و ظا روا کہ بجا بعد بدل شود فید غم
بالضم مجہول ہر دو ۱۲ بالکسر مجہول ہر دو ۱۲
نحو خصّم و خصّم و خصّم و یتبعہما یخصّم و خصّم فتحا و کسرا و جارا ایضا خصم بضم الخا بضم
معرا ۱۲ و بعضے ہر دو ہم باقی دارند ۱۲
السیم و المصدر خصما م اخصام و اثبات الہمزۃ طریق ضعیف شاذ و ہیچیں تائے
بکسر طا و افتعا ۱۲ قیاس بر آں نمودہ ۱۲

اس لئے کہ حروف صفیریہ آپس میں مدغم ہو جاتے ہیں ان کی چھ مثالیں ہوں گی جیسے تشخص زید و تسمع (بتشدید زا معجمہ و سین مہملہ) و ترکز تصدید شنان (بتشدید صاد و سین) اور تقرس زید و تضدید (بتشدید زا و صاد) اور ان میں تین مثالیں متجانس کو متجانس میں ادغام کرنے سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ظاہر ہے قولہ وتائے افتعال بعد مطبقہ طا گردد الخ یعنی جب حروف مطبقہ جو صاد و ضاد و طا و ظا ہیں فائے افتعال کی جگہ واقع ہوں تو اس وقت تائے افتعال جو باب کی علامت اور فا کلمہ کے بعد ہے وجوباً طا مہملہ سے بدل جائے گی۔ قولہ پس او غام صاد جائز ست بقلب طا بجنس ما قبل الخ۔ پس صورت مذکورہ میں تا فوقانیہ کو طا مہملہ سے بدلنے کے بعد اگر فا کلمہ میں صاد یا ضاد ہے تو اس وقت صاد اور ضاد کا ادغام طا مہملہ میں اس کو جنس ما قبل سے بدلنے کے ساتھ جائز ہے پس اگر فا کلمہ صاد ہے

تو طا مہملہ صاد سے بدل جائے گی اور اگر ضاد معجمہ ہے تو ضاد سے بدل جائے گی پس جب صفی اور ضرب کو باب افتعال میں لے جائیں گے تو اس وقت دو صورتیں جائز ہیں پہلی فک ادغام جیسے اصطفی اور اضطرب اور یہ فک ادغام حسن اور اکثر ہے ان میں طا مہملہ تا افتعال سے بدلی ہوئی ہے دوسری ادغام بقلب طا بجنس ماقبل جیسے اصّفی و اضّرب ففی صورۃ الادغام ردّ الطا الی الصاد والضاد ولا یعکس لئلا یزدل فضیلتہما وہی صفیر الصاد المہملۃ واستقالۃ الضاد المعجمۃ وفیہما خلافا القیاس احدہما الثانی الی الاول والقیاس الاول الی الثانی وثانیہما ادغام حرف بصفیر وادغام حرف صفوی مشفر فی غیرہما وہو الطار لکن بعد قلبہا صاداً وضاداً۔ قولہ وادغام طا واجب اور اگر فا افتعال میں طا مہملہ ہے تو اس وقت اجتماع مثلین کی وجہ سے ادغام واجب ہے اور اس میں صرف یہی ایک صورت ہے جیسے اطّلب (تشدید یہ طا مہملہ) اصل میں اطتلب تھا دبناء قوقانیہ تا فوقانیہ کو طا مہملہ سے بدل کر ادغام کر دیا۔ قولہ وادغام ظا جائز بقلب طا ایّاں وبعکس الخ اگر فا افتعال میں ظاء معجمہ ہے تو اس وقت ظا معجمہ کا ادغام طا مہملہ میں مطلقاً جائز ہے خواہ ادغام طا مہملہ کو ظا معجمہ سے بدل کر کیا جاوے یا بعکس یعنی ظا معجمہ کو طا مہملہ سے بدل کر پس اظلم اور جبکہ اس کو باب افتعال میں لے جائیں تین وجہ جائز ہیں۔ پہلی فک ادغام جیسے اظطلم اور یہ صورت بہتر اور کثیر الاستعمال ہے دوسری ادغام بقلب ثانی بادل جیسے اظّلم (تشدید ظا معجمہ) اور اس صورت میں دوسرے کو پہلے سے بدلنا اگرچہ خلاف قیاس ہے لیکن یہ بھی کثیر الاستعمال ہے اس لئے کہ اس میں اس امر پر دلالت ہے کہ اس کا فاکلمہ ظا معجمہ ہے نہ کہ طا مہملہ تیسری ادغام بقلب اول بثانی جیسے اظّلم (تشدید طا مہملہ) اس میں قلب اگرچہ موافق قیاس ہے لیکن قلیل الاستعمال ہے قولہ۔ وبعد دال وذال وزائے دال شود الخ یعنی تا افتعال جب دال مہملہ اور ذال معجمہ اور زائے منقوط کے بعد واقع ہو تو وہ دال مہملہ سے وجوباً بدل جاتی ہے اس لئے کہ تا اور ان حروف کے درمیان صفت میں منافات ہے اسواسطے کہ تا مہموسہ شدیدہ سے ہے اور ذال اور زائے معجمتین مجہورہ رخوہ سے اور دال مہملہ مجہورہ سے پس تا کو دال مہملہ سے بدلتے ہیں کہ دال اس سے مخرج میں قریب ہے اور ذال اور زا سے صفت جہریہ میں موافق قولہ پس ادغام دال واجب ست الخ پس صورت مذکورہ میں اگر دال جو تا افتعال سے بدلی ہوئی ہے دال مہملہ کے بعد واقع ہو تو اس وقت اجتماع مثلین کی وجہ سے ادغام واجب ہے جیسے اِدّان (تشدید دال مہملہ) کہ اصل میں اِدتان تھا بمعنی دین لیا، قولہ وذال جائز بقلب آں بدال وبعکس الخ اور اگر وہ ذال معجمہ کے بعد واقع ہو تو اس وقت ادغام جائز ہے یا تو ذال معجمہ

کو دال مہملہ سے بدلنے کے ساتھ اور یہ صورت احسن اور اقوی اور موافق قیاس ہے یا بعکس یعنی دال مہملہ کو ذال معجمہ سے بدلنے کے ساتھ پس ذکر جیسے لفظ میں جبکہ اس کو باب افتعال میں لیجائیں تین وجہ جائز ہے۔ اول فک ادغام جیسے اِذْ دَکَرَ دوم ادغام بقلب اول بثانی جیسے اِدَّکَرَ (بتشدید دال مہملہ) سوم ادغام بقلب ثانی جیسے اِذَّکَرَ (بتشدید ذال معجمہ) قولہ۔ وزائی ہم بقلب دال بآں الخ اور اگر وہ زائے معجمہ کے بعد ہے تو اس وقت زاکا ادغام بھی اظہار کی طرح جائز ہے بلکہ اظہار یعنی فک ادغام زیادہ فصیح ہے لیکن زاکا ادغام جو ہوگا وہ صرف دال کو زا سے بدلنے کے ساتھ کہ وہ خلاف قیاس ہے) ہوگا اور اس کا عکس جائز نہیں ہے اس لئے کہ حروف صفیر اپنے غیر میں مدغم نہیں ہوتے پس زجر کو جب افتعال میں لیجائیں تو دو وجہ جائز ہیں اول فک ادغام جیسے ازدجر اور یہ زیادہ فصیح ہے کقولہ تعالےٰ مُزْدَجَرٌ دوم ادغام جیسے ازجر (بتشدید زا معجمہ) قولہ وبعد تا۔ واگر شا شود یا عکس بود فالادغام الخ یعنی جب تا افتعال بعد ثا مثلثہ کے واقع ہو تو اس کا ثا مثلثہ سے بدلنا جائز ہے اور اس کے برعکس بھی یعنی ثا مثلثہ کا تا فوقانیہ سے بدلنا یہ ابدال تو جائز ہے نہ کہ واجب لیکن ابدال کے بعد اجتماع مثلین اور سکون اول کی وجہ سے ادغام واجب ہے پس تذکر کو جب افتعال میں لے جائیں گے تو تین وجہ جائز ہیں۔ اول ادغام بقلب ثانی بادل جیسے اثّار (بتشدید ثا مثلثہ) دوم ادغام بقلب اول بثانی جیسے اتّار (بتشدید تا فوقانیہ سوم اظہار جیسے اثتار اور ادغام کی صورت میں قلب اول بثانی افصح ہے اور قلب ثانی بادل فصیح۔ وذکر فی شرح الہادی انہ اذا کان فاء افتعل تاء فیجوز بالبیان الاختلاف الحرفین فتقول فی افتعل من الثروۃ اثتر وثیتر وہو مشترک ویجوز الادغام وہو احسن لتقارب مخرجیہما مع انہما مہموسان۔ اور علامہ زمخشری اور ابن حاجب کے نزدیک ادغام واجب ہے اور سیبویہ کے نزدیک اظہار جائز ہے لیکن ادغام احسن ہے اس لئے کہ ادغام جب واجب ہوتا ہے کہ جب دونوں ہم مثل ہوں اور پہلا ساکن اس وجہ سے کہ اس وقت اظہار و بیان میں مشقت ہے اور صورت مذکورہ میں مثلین نہیں ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ جواز اور وجوب تا کو ثا سے یا ثا کو تا سے بدلنے کے اعتبار سے ہے لیکن ابدال کے بعد اجتماع مثلین اور سکون اول کی وجہ سے ادغام بالاتفاق واجب ہے۔ قولہ۔ واسّمع واشبہ شاذ الخ اور اسّمع بتشدید سین مہملہ اور اشبہ بتشدید شین معجمہ کہ اصل میں استمع اور اشتبہ تھے شاذ ہیں یعنی ان میں تا افتعال کو سین مہملہ سے اور شین معجمہ سے بدل کر ادغام کرنا شاذ ہے حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ پہلا دوسرے سے بدلا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا لہذا شاذ ہیں اور بعضوں نے شذوذ کی دو وجہ بیان کی ہیں۔ اول یہ کہ ان میں حروف صفیر یعنی سین مہملہ اور حرف ضوی مشفر یعنی شین معجمہ کا ادغام دوسرے میں ہے۔

دوم یہ کہ ان میں دوسرے کو پہلے سے بدلنا ہے قولہ۔ وقبل ثا وزا و دال وذال وسین وشین الخ یعنی جب ان دس حرفوں میں سے کوئی ایک حرف افتعال کے عین کلمہ میں واقع ہو تو اس وقت اس کی تا کا عین کلمہ کی جنس سے بدلنا جائز ہے نہ کہ واجب لیکن ابدال کے بعد اجتماع مثلین کی وجہ سے ادغام واجب ہے جیسے اعتبر وازدجر واستدی واعتذر واقتسر وانتشر واختصم وارتضی وارتطم واعتقل۔ مصنف نے صرف ایک مثال صاد پر اکتفا کیا ہے جیسے خصم وخصم بفتح خا و راول وکسر آں در ثانی۔ یہ اصل میں اختصم تھا تا رفوقانیہ کو جنس صاد سے بدل کیا پس دو صاد جمع ہوئیں اور دونوں کا ماقبل ساکن تھا اور قاعدہ ہے کہ دونوں متجانسین کے تحرک کی صورت میں جبکہ ان کا ماقبل ساکن ہو تو حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیدیتے ہیں لہذا پہلے صاد کی حرکت جو فتحہ ہے خا کو دیدی اور پھر صاد کا صاد میں ادغام کر دیا اِخصَّم ہوا۔ اب چونکہ خا کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزۂ وصل کی ضرورت نہیں رہی لہذا وہ گر گیا خصَّم بفتح خا ہوا۔ اور یہ لغت افصح اور اشہر اور موافق قیاس ہے اور بعض اہل صرف پہلے صاد کی حرکت فتحہ خا کو نہیں دیتے بلکہ گرا دیتے ہیں اور خا کو کسرہ عارضی دیتے ہیں اور یہ وہ جماعت ہے جو مطلق التباس کو مانع ادغام قرار دیتی ہے اور اس صورت میں بھی خا کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزۂ وصل گر جائے گا پس خِصَّم بکسر خا ہوا اور ان دونوں صورتوں میں عین کلمہ مفتوح رہے گا اور یہ دونوں وجہ مجہول میں بھی واقع ہیں جیسے خُصِم خِصِّمَ بضم خا و راول وکسر آں در ثانی۔ یہ اصل میں اُختُصِمَ بصیغہ ماضی مجہول تھا پس نقل حرکت کی صورت میں فا کو ضمہ ہوگا اور حرکت عارضی کی صورت میں خا کو کسرہ اور ان دونوں صورتوں میں عین کلمہ مکسور ہوگا قولہ ویُفتحان یخصم وخصم فتحًا وکسرًا الخ یعنی مضارع دونوں خا کے مفتوح اور مکسور ہونے میں صیغہ ماضی معروف کے تابع ہیں پس وہ ماضی جس کا فا کلمہ مفتوح ہے اس کا مضارع بھی مفتوح الفا ہوگا۔ اور اسی طرح امر بھی اور ماضی جس کا فا کلمہ مکسور ہے اس کا مضارع بھی مکسور الفا ہوگا اور اسی طرح امر بھی۔ قولہ وجاء ایضًا مُخصَم بضم الخ بضم المیم الخ کما جاء مُخصِم ومُختَصِم بفتح الخا وکسرہا یعنی جیسا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول میں رعایت ماضی اور مضارع کی وجہ سے خا کا فتحہ اور کسرہ آتا ہے اسی طرح ان میں ضمۂ میم کی رعایت اور موافقت کی وجہ سے خا کا ضمہ بھی آتا ہے لیکن یہ بطور ندرت ہے قولہ۔ والمصدر خصام خَصام اِختِصام الخ اور اس کے مصدر میں اختصامٌ کے علاوہ چار صورتیں اور درست ہیں۔ اول خَصام بکسر خا اور یہ اصل اور یہ موافق قیاس ہے۔ دوم خَصام بفتح خا اس لئے کہ فتح اخف ہے اور ان دونوں تقدیروں

تفعّل وتفاعل باجتلاب ہمزۂ وصل در مصدر و ماضی و امر نحو اظہر و اثاقل و ادغام
نہ در مضارع چہ آنجا ابتدا بساکن نیست ۱۲
لام ال در حروف مذکورہ و در تا و نون و را واجب ست ولام ساکن در را لازم
ای لام امر تعریف ۱۲ دہمچنیں در نام ۱۲ ادغام ۱۲
دور بواقعے جائز و نون ساکن در حروف لم یرد واجب و متحرک، جائز فصل صحیح
ست جمع دو یا سہ ساکن در وقف نحو واب و دو ساکن در نحو میم یکمین قاف
مطلقاً و در کلمۂ کہ ساکن اوّلش مدہ یا یائے تصغیر ست و دوم مدغم چوں خاصّۃ
ای صحیح ست بار دں وقف ہم ۱۲
وخویصۃ و در آ لحسن و اضربان و در لاہا اللہ وای اللہ و حذف الف دیا و فتح آں
ورہا اللہ ۱۲ وای اللہ ۱۲ ای فتحہا ۱۲
نیز رواست و حلقتا البطان شاذ و در غیر صور مذکورہ ساکن اول اگر مدہ است
برائے دفع اجتماع ساکنین ۱۲
یا نون خفیفہ بیفگنند و اگر حرکت دہند ای اوّل را در نحو لم ابلہ و دوم را در انطلق

افصح ہمزہ کا حذف ہے۔ سوم اِخصّام بکسر ہمزہ و خا چہارم اِخصّام بکسر ہمزہ و فتح خا۔ یہ اصل میں اختصام تھے پس تا کا کسرہ خا کو دیدیا گیا یا حذف کیا حذف کی صورت میں خا کو کسرہ دیدیا یا فتحہ اور ہمزۂ وصل بوجہ تحرک مابعد گر گیا۔ خصام بکسر خا و خصام بفتح خا ہوا یا وہ حرکت کے عارضی ہونیکی وجہ سے باقی رہا۔ اخصام بکسرتین و اخصام بکسر ہمزہ و فتح خا ہوا و اثبات الہمزۃ طریق ضعیف شاذ یعنی مصدر میں ہمزہ کا ثابت رکھنا اور ان حالیکہ اس کا مابعد متحرک ہو طریق ضعیف اور شاذ ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس باب کی ماضی ادغام کے بعد تفعیل کی ماضی سے ملتبس ہو جاتی ہے اور التباس مانع ادغام ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ التباس مذکور دونوں کے مضارع سے دور ہو جاتا ہے

قولہ۔ دہمچنیں تائے تفعل و تفاعل الخ اجتلاب بمعنی دکھینچنا یعنی تائے افتعال کی طرح جبکہ تائے تفعل

اور تفاعل ان دس حرفوں سے پیشتر واقع ہو تو اس کا ما بعد کی جنس سے بدل جانا جائز ہے پس ابدال مذکور کے بعد دو ہم جنس کے جمع ہونے کی وجہ سے پہلا دوسرے میں مدغم ہو جائے گا اور مصدر اور ماضی اور امر کے شروع میں ہمزۂ وصل لایا جائے گا تاکہ ابتدا بسکون نہ لازم آئے نہ مضارع اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں۔ کما لا یخفی جیسے قولہ واظہر واثاقل۔ یہ اصل میں تظہر اد تثاقل تھے تا زائدہ کو فا کی جنس سے بدلا دو ہم جنس جمع ہوئے پس ادغام کی صورت میں پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کو دیا اب چونکہ ابتدا بساکن ممکن نہیں تھا لہذا شروع میں ہمزۂ وصل لے آئے یہ دونوں مصدر اور ماضی اور امر کی مثالیں ہو سکتی ہیں باقی امثلہ کو ان دونوں پر قیاس کر لینا چاہیے جیسے اذّکّر واذّکار واذّابح واذّابین واذّاجر واذّاسرع واذّاسامع واذّابحع واذّاشابہ واذّاکلد واذّابر واذّارع واذّاعن واظّرف واظّاہر۔ مصنفؒ نے تا فوقانیہ اور جیم معجمہ کا ذکر نہیں کیا لیکن دوسرے اہل فن نے ان کو ذکر کیا جیسے اثّرب واثّابع واجّمع واجّاسر۔ قولہ ادغام لام ال۔ یعنی ال (بفتح ہمزہ وسکون لام) کے لام کلمہ کا ادغام حروف وگانہ مذکورہ اور تا اور نون اور راء مہملہ میں واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ لام تعریف کا ادغام ان تیرہ حرفوں میں جبکہ وہ ان سے پیشتر واقع ہوں واجب ہے جیسے التّاء والثّاء والدّال والذّال والرّاء والزّاء والسّین والشّین والصّاد والضّاد والطّاء والظّاء والنّون۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مصنفؒ نے لام ال کہا نہ کہ لام تعریف اس لئے کہ حروف تعریف کے تعین میں نحات کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک حروف تعریف صرف ہمزہ ہے اور بعض کے نزدیک صرف لام اور اکثر کے نزدیک مجموع الف ولام ہے۔ پس لام ال کے کہنے سے تینوں مذہب پر انطباق ہو گیا اور اگر لام تعریف کہتے تو صرف ایک مذہب پر انطباق ہوتا حالانکہ ادغام مذکور کو سب کے سب واجب کہتے ہیں قولہ۔ ولام ساکن ورد الازم الخ یعنی لام ساکن غیر تعریف کا ادغام راء مہملہ میں لازم اور واجب ہے جیسے کلّا بل یحبّرانّ وقل ربّ یسیجیہ کے نزدیک لغت عربی میں اس میں اظہار فصیح ہے اور رضی کے نزدیک غیر قرآن میں اظہار سے ادغام احسن ہے لیکن قرآن شریف میں واجب ہے۔ قولہ۔ وورد یوافی جائز الخ اور باقی حرفوں میں ادغام جائز ہے جیسے ہل نقلّ وہل نصرت وہنصرت لیکن نون میں قبیح ہے۔ کذا فی الرضی۔ قولہ۔ ونون ساکن ودرحرف لم یرد الخ بصیغہ مضارع معروف یا مجہول یعنی راس نے روایت نہیں کی یا وہ روایت نہیں کیا گیا) مطلب یہ ہے کہ نون ساکن کا ادغام خواہ وہ متعین ہی کیوں نہ ہو پانچ حرفوں میں جن کو جامع لفظ لم یرو ہے جائز ہے جیسے من لّبن ومن تّابع ومن یّحم ومن ثّرید ومن ذّال لیکن واؤ اور یا اور میم میں غنہ کا نون باقی رہنا افصح ہے اور راء اور لام میں بلا غنہ نون کے۔ لیکن ابو سعید کے نزدیک

میم مدغم میں غنہ میم ہے اس لئے کہ نون میم سے بدل جاتا ہے۔ اور ابی کیسان کے نزدیک غنہ نون ہے اس لئے کہ نون کا ادغام میم میں غنہ میں مشترک ہونے کی وجہ سے ہے اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ نون ساکن کو چار حالتیں عارض ہوتی ہیں پس اگر وہ باء موحدہ کے قبل واقع ہو تو میم سے بدل جاتا ہے جیسے مَنْبَغِی اور مَنْ بعد اور اگر حروف یرملون کے قبل واقع ہو تو مابعد کی جنس سے بدل کر مدغم ہو جاتا ہے واؤ اور یا اور میم میں غنہ کے ساتھ اور را اور لام میں بلا غنہ۔ اور اگر وہ حرف حلق کے قبل ہو تو اسوقت اس کا اظہار کرتے ہیں جیسے اِنْ اَنتم اور حروف مذکورہ کے علاوہ جو پندرہ حروف ہیں اگر وہ ان کے قبل واقع ہو تو مخفی رہتا ہے **قولہ** ومتحرک جائز الخ اور نون متحرک کا ادغام حروف لم یرمِ میں جائز ہے نہ کہ واجب جیسے سَمِعَ لَیْثٌ وَ سَمِیْعٌ لَیْثٌ (لیث موٹا ہوا) جاننا چاہیئے کہ مصنفؒ نے نون کا ذکر نہیں کیا حالانکہ دوسرے اہل فن نے حروف یرملون یعنی چھ حرفوں کا ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نون کا ادغام نون میں قبیل متجانسین سے ہے نہ کہ متقاربین سے اور یہاں مقصود متقاربین کا بیان ہے۔

فصل در اجتماع ساکنین۔ اس فصل میں اجتماع ساکنین کا بیان ہوگا کہ کس جگہ اور کس شرط سے اجتماع ساکنین جائز ہے اور کس جگہ منع۔ اور لفظ ساکنین جو تثنیہ ہے اس سے مراد تعدد ہے برابر ہے کہ صرف دو ساکن ہوں یا تین ساکن اس لئے کہ اس فصل میں تین ساکنوں کا بھی بیان آئے گا۔

قولہ صحیح ست جمع دو یا سہ ساکن در وقف الخ یعنی حالت وقف میں دو یا تین ساکنوں کا جمع ہونا مطلقاً جائز ہے برابر ہے کہ پہلا ساکن لین ہو یا نہ ہو اور دوسرا مدغم ہو یا نہ ہو اس لئے کہ وقف کا سکون بمنزلہ حرکت ہے وایضاً الوقف محل تخفیف دقطع اور وقف وہ آخر کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ساتھ ملنے سے روکنا ہے اور وہ دو قسم پر ہے۔ اوّل حقیقی کہ اس میں قطع وصل یعنی دوسرے کے ساتھ ملنے سے روکنا لفظاً ہوتا ہے جیسے اسجاع اور قوافی اور آیات قرآنی کے فواصل میں وقف ہوتا ہے۔ قولہ نحو دوات با تشدید دو سکون با۔ جمع دابۃ کی ہے یہ تین ساکنوں کی مثال ہے دو ساکنوں کی مثال جیسے آمین زید وعمران میں وقف حقیقی ہے۔ دوم جاری مجری وقف کہ اس میں اگرچہ قطع وصل لفظاً نہیں ہوتا لیکن قطع وصل معنی ہوتا ہے اور وصل معنی وہ ربط ہے جو اجزاء کلام کے درمیان ہوتا ہے پس قطع وصل معنوی ایک کا دوسرے سے مربوط نہ ہونا ہے اور قول دو ساکن در نحو میم عین قاف سے مصنفؒ کی مراد یہی ہے یعنی اس طرح حالت وقف میں دو ساکنوں کا میم عین قاف جیسوں میں جمع ہونا مطلقاً جائز ہے برابر ہے کہ پہلا ساکن لین ہو یا نہ ہو اور دوسرا مدغم ہو یا نہ ہو اور نحو میم عین قاف سے مراد وہ کلمات ہیں جو بطریق شمار ہوں اور ان میں ایک دوسرے میں ربط نہ ہو۔ اس کی اور مثال جیسے بشر بکر

وعشرین ثلثین اربعین۔ اس قسم کو عدد بھی کہتے ہیں یعنی شمار پس کلمات مذکورہ کی شمار اگرچہ علی سبیل التوالی والاتصال کیوں نہ ہو لیکن ترکیب اور ربط معنوی نہ ہونے کی وجہ سے وقف کا حکم رکھتی ہیں اور اس قسم میں بھی تین ساکنوں کا جمع ہونا جائز ہے جیسے دواب طیور رجال افجار۔ قولہ مطلقاً۔ یہ عموم دونوں قسموں کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ ہم نے ہر ایک کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ تین ساکنوں کا جمع ہونا کلام عجم میں بھی آیا ہے جیسے گوشت وماس ونیست لیکن چار ساکنوں کا جمع ہونا تمام لغات میں ہر حال میں ممتنع ہے۔ قولہ۔ در کلمہ کہ ساکن اوّلش مدہ یا یائی تصغیر ست الخ اور وقف حقیقی اور حکمی کے غیر میں دو ساکنوں کا جمع ہونا دو شرطوں کے ساتھ درست ہے۔ اوّل یہ کہ پہلا ساکن مدہ (یعنی واؤ یا الف) یا یائے تصغیر ہو۔ دوم یہ کہ دوسرا ساکن مدغم اسی کلمہ میں ہو جس میں پہلا ساکن مدہ یا یائے تصغیر ہے جیسے خاصّۃ وثمود اور یائے مدہ کی فرضی مثال یہ ہے سیر اور جیسے خُوَیْصَّۃ یہ خاصّۃ کی تصغیر ہے اور اس قسم کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں اور یہ جائز ہے جبکہ ایک کلمہ ہو اسی واسطے مصنفؒ لفظ کلمہ لائے ہیں اور اس کے غیر میں اجتماع ساکنین ناجائز ہے مگر چند جگہ میں ضرورتاً جائز ہے جس کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں۔ قولہ۔ در آ لحسن الخ اے آلحسن عندک وبلا ہمزہ دسکون لام) کیا حسن تیرے پاس ہے یعنی اجتماع ساکنین اس جگہ جائز ہے کہ جہاں ہمزۂ استفہام ہمزۂ وصل مفتوح پر آئے جیسے ہمزۂ لام تعریف تو ہمزۂ وصل کو حذف نہیں کرتے تاکہ انشا خبر سے ملتبس نہ ہو جائے بلکہ اس کو الف سے بدل لیتے ہیں۔ یہ اصل میں اَ اَلحسن تھا۔ پس دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل لیا اسی طرح آیمن اللہ یمینک کے الف جو ہمزہ کے بعد ہے) اور یا کے درمیان اجتماع ساکنین جائز ہے۔ یہ اصل میں اَ ایمنُ اللہ تھا بمعنے (آیا قسم خدا ست یمین تو)۔ جیسا کہ گذر چکا۔ ایمن بفتح ہمزہ وضم میم بمعنی (قسم) اور اس لفظ میں تیرہ لغت ہیں جو قاموس وغیرہ میں مذکور ہیں۔ قولہ۔ واضربانّ الخ یعنی اور اجتماع ساکنین اس جگہ درست ہے کہ جہاں نون ثقیلہ الف کے بعد ہو پس اس میں اضربانّ اور یضربانّ واصل ہیں اور اس میں یہ دو وجہ سے جائز ہے۔ اول یہ کہ نون ثقیلہ منزلہ جزء کلمہ ہے۔ دوم یہ کہ الف میں خفت ہے اسی وجہ سے اِضربُنّ اور اضربِنّ جائز نہیں ہیں اس لئے کہ نون ثقیلہ اگرچہ دونوں میں برابر ہے لیکن واؤ اور یا الف کی مثل خفت نہیں رکھتے۔ قولہ در لاہا اللہ الخ (بجر لفظ اللہ واثبات الف ہا دسکون لام مدغم) یعنی اور اجتماع ساکنین اس جگہ صحیح ہے کہ جہاں ہا تنبیہ لفظ اللہ پر حروف قسم محذوف کے عوض میں آئے۔ یہ اصل میں لاہ اللہ تھا حروف قسم کے حذف کر کے اس کے عوض میں ہا تنبیہ لے آئے اور لا زائدہ ہے جیسے قولہ تعالیٰ لا اقسم

ہیں اور اس کی وجہ جواز یہ ہے کہ ہا اپنے کلمۂ مابعد کے جز کے مرتبہ میں ہے اس لئے کہ وہ عوض میں حرف جر کے ہے جو بمنزلہ جر مجرور ہوا ہے پس گویا یہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہیں جن کا پہلا ساکن مدہ ہے اور دوسرا مدغم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ جب لفظ ہا اس میں تنبیہ کے لئے بمعنی اُنبّہ ہے لہٰذا اس کا مدخول منصوب ہونا چاہیئے تھا حالانکہ وہ مجرور ہے۔ جواب یہ ہے کہ معوض عنہ یعنی حرف جر کی رعایت کی وجہ سے ہے۔ قولہ وای اللہ الخ (بکسر ہمزہ وسکون یا ولام وجر للہ) یعنی اجتماع ساکنین اس جگہ درست ہے کہ جہاں لفظ ای (بکسر ہمزہ وسکون یا) جو حرف ایجاب ہے لفظ اللہ پر حرف قسم کے محذوف ہونے کے بعد داخل ہو یہ اصل میں ای واللہ تھا بمعنی (ہاں خدا کی قسم) واو قسم کو حذف کر دیا ای اللہ ہوا اور اس لفظ اللہ میں نصب اور جر دونوں جائز ہیں نصب تو اس وجہ سے کہ مخفوض بعد نزع خافض منصوب ہوتا ہے اور جر اس لئے کہ سیبویہ سے منقول ہے کہ وہ بمقتضائے مقسم بہ کو جائز رکھتے ہیں۔ قولہ۔ وحذف الف ویا وفتح آں الخ یعنی آخر کی دونوں مثالوں میں پہلے ساکن کا حذف بھی جو لا با اللہ ہا کا الف ہے اور ای اللہ میں یا ہے۔ جائز ہے اور کہہ سکتے ہو لا اللہ باتصال لام با حرف ہا و ای اللہ بوصل لام با ہمزہ اور نیز ای اللہ میں یا کا فتحہ بھی جائز ہے پس کہہ سکتے ہو ای اللہ بفتح یا قولہ وخلقتا البطان شاذ الخ باثبات الف تثنیہ وسکون لام۔ خلقتا اصل میں خلقتان تھا یہ خلقۃ کا تثنیہ ہے نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا بطانٌ بکسر با موحدہ بمعنی چوپایہ کا تنگ جس میں دو حلقے ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عرب کے قول التقت حلقتا البطان (بمعنی تنگ شتر کے دونوں حلقے مل گئے) میں دو ساکنوں کا جمع ہونا جو الف تثنیہ اور لام تعریف ہیں شاذ ہے اس لئے کہ اس کے جواز کی کوئی وجہ قیاسی نہیں پائی جاتی۔ یہ ایک مثل ہے جو سخت مصیبت کے وقت بولی جاتی ہے اس میں مناسبت یہ ہے کہ جب اونٹ موٹا تازہ ہوتا ہے تو تنگ کے کھینچنے وقت اس کے دونوں حلقے ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں اور جب وہ شدائد قحط کی وجہ سے دُبلا ہو جاتا ہے تو وہ دونوں حلقے خود بخود ملجاتے ہیں اور اونٹ کا دُبلا ہونا آفتِ عظیم کی علامت ہے یا یوں کہا جائے کہ اونٹ خواہ موٹا ہو خواہ دُبلا تنگ کے حلقے اس وقت ملتے ہیں کہ جب تنگ کو بہت سخت کھینچا جائے اور یہ اونٹ پر ایک سخت مصیبت ہوتی ہے۔ قولہ ودر غیر صور مذکورہ ساکن اول مدہ است الخ اور صور مذکورہ کے علاوہ میں اجتماع ساکنین جائز نہیں ہے پس تخفیف واجب ہے اور طریق تخفیف یہ ہے کہ اگر پہلا ساکن مدہ ہے خواہ وہ ایک کلمہ میں ہو یا دو میں یا نون خفیفہ ہے تو پہلے ساکن کو حذف کرتے ہیں جیسے قُلِ ادْعُ وخَفْ وقُولُوا شُهَدُوا

وبعنی الرَّجُلُ وَاضْرِبِ الرَّجُلَ ولا تُهِنِ الفقیرَ کہ اصل میں لا تہنین الفقیر (بانون خفیفہ) تھا بمعنی (فقیر کی ہرگز اہانت مت کرو) ولا تہین الفقیر علک ان ترکع یوما والدہر قد رفعہ (تو فقیر کی ہرگز اہانت مت کر شاید کہ تو کسی دن پست ہو جائے اور زمانہ اس کو بلند کر دے) اور لعل میں عل ایک لغت ہے۔

ولم یَلْدَہْ ورد ولم یردّ و کسرہ دریں باب اصل ست عدول ازاں نبود مگر برائے ای در تحریک ساکن ۱۲ ہائے سکتہ ۱۲

وجہی چنانچہ وجوب ضمہ در مذہیم جمع نہ در مانند علیہم وبہم واختیار ضمہ در واؤ

ضمیر وجمع نحو اخشوا اللہ و اصطفوا اللہ وجواز ش در جائیکہ بعد ساکن دوم ضمہ ضمہ ۱۲

اصل ست در کلمہ آں نحو قالتِ اخرُج وقالتِ مغزی نہ قالتِ اغزِ موا وآں امرو ای در کلمہ ساکن دوم یعنی ساکن دوم وضمہ اصلی در یک کلمہ باشد ۱۲

وان الحکم وجوب فتحہ در نون من بالام تعریف ودر نحو رُدّہا وضمہ در نحو رُدّہ و اصلہ ردد ہ ۱۲

اختیار فتحہ در الم اللہ وجواز فتحہ وضمہ در نحو ولم یردّ چوں ساکن دوم متحرک شود ۱۲ ردد ساکن ۱۲

باتصال ضمیر فاعل ونون تاکید بکلمہ کہ ازاں ساکن اول افتادہ است باز آید نحو جزء ۱۲

قُولا وقولنّ نہ رستاد قل الحق فلحمر ومن لحمر اکثر من فی لحمر ومن لحمر فصل بدانکہ از جملہ مبتدا ۱۲ خبر ۱۲

قولہ۔ اگر نہ حرکت دہند ای اول را الخ اور اگر پہلا ساکن نہ مدہ ہے اور نہ نون خفیفہ تو اس وقت یا تو پہلے ساکن کو حرکت دیں گے جیسے لمْ ابَلْہ بکسر لام وسکون ہا۔ یہ اصل میں اُبالی تھا بصیغہ مضارع متکلم مبالات سے جب لم جازمہ اس کے شروع میں آیا تو یا گر گئی لمْ ابال بکسر لام ہوا پھر اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف زائد کا قصد کیا اور لم کے پہلے عمل کو نسیاً منسیاً کر کے از سر نو لم کے عمل سے اس کے لام کو ساکن کیا پس کلمہ لم کے سبب سے دو ساکن جمع ہوئے الف ولام الف گر گیا لمْ ابَلْہ کہا

بسکون لام پھر اس کے آخر میں ہائے سکتہ لاحق ہوئی لام اور ہا میں اجتماع ساکنین ہوا اور مثال سے مقصود یہی اجتماع ساکنین ہے پس اس قاعدہ کی بنا پر پہلے ساکن یعنی لام کو حرکت کسرہ کہ وہ اس باب میں اصل ہے دیدی لم یَلِدْہ ہوا اور پہلے ساکن کو حرکت اس لئے دی کہ حذف پہلے ہی میں جاری ہوا تھا پہلے ہی کی حرکت دی تاکہ دونوں قسموں کا تصرف یکساں ہو جائے اور رضی میں ہے کہ پہلے کو حرکت اس لئے دی کہ پہلے کا سکون دوسرے ساکن کے تلفظ کے لئے مانع ہے اور قولہ نحو ابہ سے مراد وہ لفظ ہے کہ جس کا سکون اول ضروری نہ ہو **قولہ**۔ وددم را در انطلق ولم یلدہ ورہ ولم یرد الخ یا دوسرے ساکن کو ان جیسے لفظوں میں حرکت دیتے ہیں اور ان امثلہ کی مثل سے مراد وہ لفظ ہے کہ جس کا حرف آخر ساکن ہو اور پھر اس کے ماقبل کو کسی غرض کی وجہ سے ساکن کرتے ہیں اور وہ غرض یا تو مشابہت موزن ہے یا ادغام۔ قولہ انطلق ولم یلدہ بسکون لام وفتح قاف ودال اصل میں انطلِقَ اور لم یلِدْ بکسر لام وسکون قاف ودال تھے پس طلِقَ اور یلِدْ میں کتِفٌ کا وزن پایا گیا اور کتِفٌ میں اسکان عین جائز ہے لہذا کتف کی مشابہت کی وجہ سے ان کے لام کو ساکن کر دیا اب دو ساکن لام اور قاف اور لام اور دال جمع ہوئے دوسرے کو لام کے ماقبل کی حرکت کی رعایت کی وجہ سے فتح دیدیا اس کے بعد لم یلدہ میں ہائے سکتہ لاحق ہو گئی تاکہ حالت وقف میں اجتماع ساکنین نہ لازم آئے۔ پس اگر پہلے ساکن کو کسرہ دیں تو وہی کتف کا وزن ہوتا ہے کہ جس سے بچے تھے اور اگر اس کو ضمہ دیں تو اس سے اور زیادہ ثقیل تر سے حرکت دینا لازم آتا ہے **قولہ**۔ ورد ولم یرد الخ بصیغہ نام اصل میں اُرْدُدْ بسکون دال دوم تھا اور لم یَرُدَّ۔ بصیغہ مضارع مجزوم بلم اصل میں لم یَرْدُدْ بسکون دال دوم تھا ادغام کی وجہ سے پہلے دال کی حرکت اس کے ماقبل کو دیدی اب دو دالوں کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا دوسری دال کو حرکت دیدی اور پھر اُردد کا ہمزہ اس کی حاجت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا اور ان دونوں مثالوں میں دوسرے ساکن کو حرکات ثلثہ میں سے ہر ایک کے ساتھ حرکت دینا جائز ہے اما بالفتح لانہ اخف الحرکات واما بالکسر لانہ الاصل فی تحریک الساکن واما بالضم فلرعایۃ ضم العین پس اگر پہلے ساکن کو حرکت دیتے تو غرض مطلوبہ یعنی ادغام جو مفید تخفیف ہوتا ہے جاتا رہتا۔ **قولہ**۔ کسرہ در ین باب اصل ست الخ جبکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ بعض صورتوں میں حرکت دینا ضروری ہے لہذا اب مصنف اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس باب یعنی تحریک ساکن میں اصل کسرہ ہے لما قیل من ان الجزم فی الافعال عوض الجر فی الاسماء واصل الجزم السکون فلما ثبت بینہما التعارض وامتنع السکون فی بعض المواضع جعلوا الکسر عوضا منہ پس جبکہ ساکن کو کسرہ کے ساتھ حرکت دینا اصل ٹھیرا لہذا اس سے عدول بغیر کسی وجہ اور

ضرورت کے ہرگز نہ ہوگا اور وہ ضرورت رعایت اصل ہے یا مطابقت مابعد یا قبل یا تحصیل تفخیم یا تخفیف وغیرہا پس حرکت معدولہ ضمہ ہوگی یا فتحہ عام ہے واجب ہو یا مختار یا جائز اور یہ عدد دل آٹھ جگہ پایا جائے گا۔ اول قولہ۔ چنانچہ وجوب ضمہ در مذ الخ یعنی اس جگہ کہ جہاں پہلا ساکن مذ کی ذال ہو وہاں اس پر ضمۂ اصلی کی رعایت کی وجہ سے ضمہ واجب ہے یہ اصل میں مندْ بضم ذال تھا تخفیف کی وجہ سے نون اور ضمہ کو حذف کر دیا مُذْ بسکون ذال ہوا پس دوسرے ساکن کے ساتھ ملنے کے وقت مقتضائے اصل کی وجہ سے اس کی ذال پر ضمہ کو واجب کرتے ہیں اس میں رعایت اصل کے باوجود ضمہ ہیم کے ساتھ مطابقت بھی مقصود ہے جیسے مذ الیوم۔ دوم قولہ۔ میم جمع نہ در مانند علیہم وبہم الخ اور اس جگہ کہ جہاں پہلا ساکن میم جمع ہو بشرطیکہ وہ علیہم اور بہم جیسی میم کے غیر ہو وہاں پر بھی رعایت اصل کی وجہ سے ضمہ واجب ہے جیسے ضربتم الیوم وعلیکم المدین پس ان کے میم کی حرکت اصلی ضمہ ہے اس لئے کہ یہ اصل میں ضربتمُو وعلیکمُو تھے اسی وجہ سے ضمیر غائب وغیرہ کے لاحق ہونے کے وقت یہ اظہار واؤ کے ساتھ آتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ فاقتلوہُم حیث وجدتموہُم اس کے بعد تخفیفاً ضمہ اور واؤ کو حذف کر دیا اور میم ساکن ہوگئی پس دوسرے ساکن کے ساتھ ملنے کے وقت رعایت اصل کی وجہ سے میم جمع کو ضمہ دیتے ہیں قولہ در مانند علیہم وبہم الخ اس سے مراد وہ میم جمع ہے جو ہائے مکسورہ کے بعد ہو عام ازیں کہ وہ ہا بعد یا ساکن کے ہو یا کسرہ کے یا دونوں کے بعد جیسے علیہم القتال وبہم الاسباب وفیہم الجدال۔ پس اس جیسی میم جمع میں ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں لیکن کسرہ زیادہ مشہور ہے قولہ۔ واختیار ضمہ در واؤ ضمیر و جمع اور اس جگہ میں جہاں پہلا ساکن واؤ ضمیر یا واؤ جمع ہو اور ان کا ماقبل مفتوح ضمۂ اولیٰ اور مختار ہے اس لئے کہ ضمہ واؤ کے ساتھ موافق و مناسب ہے اور کسرہ جائز اس لئے کہ وہ اس باب میں اصل ہے اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ واؤ ساکن یا تو واؤ ضمیر ہوگی یا واؤ جمع یا ان کے غیر در ہر تقدیر پر وہ یا تو لام تعریف کے ساتھ متصل ہوگی یا اس کے غیر کے ساتھ۔ پس اگر واؤ ساکن واؤ ضمیر یا واؤ جمع ہے اور پھر وہ لام تعریف کے ساتھ متصل ہوئی تو اس وقت اس میں ضمہ مختار اور اولیٰ ہے جیسے اخشوُ اللہ واؤ ضمیر کی مثال ہے۔ یہ اصل میں اخشیو تھا یا الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اخشْو ہوا۔ جب لفظ اللہ معروف باللام اس کے ساتھ ملا تو اللہ کا الف وصل کی وجہ سے گر گیا واؤ اور لام میں اجتماع ساکنین ہوا پہلے ساکن یعنی واؤ کو ضمہ دیدیا اور اس میں کسرہ بھی جائز ہے لیکن وہ مرجوح ہے اور ایک قرأت میں اشتروُ الضلالۃ بفتح واؤ

بھی آیا ہے لیکن وہ شاذ ہے حالانکہ وہ واؤ ضمیر ہے اور اس میں ضمہ مختار ہے اور کسرہ جائز اور جیسے قولہ مصطفوا اللہ واؤ جمع کی مثال ہے یہ اصل میں مُصْطَفَوُونَ (بہ دو واؤ) تھا پہلی واؤ یا ہو کر الف سے بدل گئی اور پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا مُصْطَفُوْنَ ہوا بعد میں معرف باللام کی طرف اضافت کی وجہ سے پہلے سے نون اور وصل کی وجہ سے دوسرے سے الف گر گیا اب واؤ اور لام میں اجتماع ساکنین ہوا پس واؤ جمع کو ضمہ دیدیا اور اس میں کسرہ بھی جائز ہے لیکن مرجح واؤ اس میں واؤ جمع ہے یعنی علامت جمع نہ کہ واؤ ضمیر ورنہ ہل مصطفون ہولا رفاعلیت ہولا درست نہ ہوتا اور اگر وہ غیر لام تعریف کے ساتھ متصل ہوئی تو اس وقت اس میں ضمہ واجب ہے اور کسرہ جائز نہیں جیسے اخشوْنَ ومرتضوا ابنہ لیکن روایت ابو عمر کی بنا پر ایک قلیل جماعت کے نزدیک اس میں کسرہ بھی جائز ہے اور اگر واؤ ساکن ضمیر اور واؤ جمع کے غیر ہے تو اس وقت میں بھی کسرہ واجب ہے برابر ہے کہ وہ لام تعریف کے ساتھ متصل ہو جیسے لم الحرق او الف وصل یا اس کے غیر کے ساتھ جیسے لو استطعنا۔ چہارم قولہ وجواز ش درجائیکہ بعد ساکن دوم الخ یعنی ضمہ کا جواز مع جواز کسرہ اس جگہ ثابت ہے کہ جہاں دوسرے ساکن کے بعد ضمہ اصلی لفظاً یا تقدیراً در کلمہ آں دوسرے ساکن کے کلمہ میں ہو یعنی ضمہ اصلی مذکور اور ساکن دوم ایک کلمہ میں ہوں جیسے قولہ قالتُ اخرج بضمہ تا و کسر آں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وصل کی وجہ سے ہمزہ کے گر جانے کے بعد تائے ساکن علامت مؤنث اور خا میں التقاء ساکنین ہوا اور نیز دوسرے ساکن کے بعد را پر ضمہ اصلی لفظاً ہے لہذا پہلے ساکن کو را کی حرکت اصلی کی رعایت کی وجہ سے ضمہ دینا جائز ہے اور کسرہ بھی اس لحاظ سے کہ وہ اس باب میں اصل ہے یہ ضمہ لفظی کی مثال ہے اور جیسے قولہ قالت اغزی یہ اصل میں اُغْزُوِیْ بروزن انصری تھا زا کی حرکت ضمہ دور کرنے کے بعد واؤ کی حرکت زا کو دیدی پھر واؤ التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا اُغزی بکسر زا ہوا قالت کے ساتھ ملنے کی وجہ سے اس کا ہمزہ گر گیا پس تا اور یا میں التقار ساکنین ہوا اور نیز ساکن دوم کے بعد را پر ضمہ اصلی تقدیراً ہے لہذا پہلے ساکن کو زا کے ضمہ تقدیری کی رعایت کی وجہ سے ضمہ دینا جائز ہے اور کسرہ بھی اس لحاظ سے کہ وہ اس باب میں اصل ہے یہ ضمہ تقدیری کی مثال ہے۔ قولہ۔ وقالت ارموا دان امرد وان الحکم الخ یعنی اور تینوں مثالوں میں ضمہ جائز نہیں ہے بلکہ کسرہ متعین ہے جیسے قالت ارموا یہ اصل میں اُرْمِیُوْ بروزن اضربوا تھا یا اُس کا ضمہ ماقبل کی طرف منقول ہونے کے بعد التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی اُرْمُوْ بضمہ میم ہوا پس اس میں اگرچہ دوسرے ساکن یعنی را کے بعد میم پر ضمہ ہے اور غیر ساکن دوم

اور ضمہ ایک کلمہ میں ہیں لیکن ضمہ اصلی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے جو بسبب نقل ہو کر آیا ہے لہذا سیم کے کسرۂ اصلیہ کی رعایت کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ کسرہ اس باب میں اصل ہے قالت کی تا کو کسرہ دینا واجب ہے اسی طرح قولہ اِنِ امْرُؤٌ ہَلَکَ وبانِ تغیبہ، میں پہلے ساکن یعنی نون میں ضمہ جائز نہیں ہے بلکہ اس میں کسرہ متعین ہے اس لئے کہ اس میں اگرچہ ساکن دوم کے بعد ضمہ ہے اور نیز یہ دونوں ایک کلمہ میں ہیں لیکن چونکہ امرء کی حرکت رضمہ اور فتحہ اور کسرہ میں حرکت ہمزہ کے تابع ہوتی ہے جیسے جاءنی امرءٌ (بضم را) ورایت امرءً (بفتح را) ومررت بامرءٍ (بکسر را) لہذا اس میں را کا ضمہ اصلی نہ ہوا بلکہ عارضی پس پہلے ساکن یعنی نون پر بحسب اصل کسرہ واجب ہے (فائدہ) لفظ امرءٌ اور ابنم عجائب کلمات سے ہیں کہ جن کے وسط میں بھی اعراب جاری ہوتا ہے اور اسی طرح قولہ اِنِ الحکم الا للہ میں پہلے ساکن نون میں ضمہ جائز نہیں ہے بلکہ اس میں کسرہ متعین ہے اس لئے کہ اس میں اگرچہ دو ضمہ سے ساکن یعنی لام تعریف کے بعد ضمہ اصلی ہے لیکن وہ دونوں ایک کلمہ میں نہیں ہیں اس وجہ سے کہ لام تعریف ایک علیحدہ کلمہ ہے اور لفظ حکم علیحدہ کلمہ لہذا پہلے ساکن میں بحسب اصل کسرہ واجب ہے۔ قولہ وجوب فتحہ در نون من الخ۔ اور نون جارہ کے نون میں جبکہ وہ لام تعریف کے ساتھ متصل ہو تخفیفاً اور توالی کسرتین سے بچنے کیلئے فتحہ واجب ہے اس لئے کہ من کا استعمال لام تعریف کے ساتھ بہت ہے اور یہ موجب تخفیف ہوتا ہے جیسے من الناس لیکن جبکہ من کا نون ساکن غیر لام تعریف کے ساتھ متصل ہو تو وہاں کسرہ واجب ہے جیسے من ابنۃ اور اس وقت نون کا فتحہ ضعیف ہے۔ لانہا لم یکثر استعمالہا معہ کما کثر مع اللام فلا یعد عن الاصل وہو الکسرۃ اور لفظ من کے نون کا جبکہ وہ تعریف کے ساتھ ہو کسرہ اور حذف ضعیف ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں کثیر الاستعمال میں توالی کسرتین لازم آتا ہے اور دوسری میں حروف صحیح کا حذف مع بقاء کلمہ بر یک حرف لازم آتا ہے اور نون عن لام تعریف کے ساتھ مکسور ہوتا ہے اس لئے کہ وہ لام تعریف کے ساتھ کثیر الاستعمال نہیں ہے لہذا وہ اصل پر رہے گا جیسے عن الرجل اور اس میں نون کا ضمہ ضعیف ہے اس وجہ سے کہ غیر کثیر الاستعمال میں بلا وجہ کسرہ سے جو اصل ہے عدول لازم آتا ہے اور اسی طرح اس کے نون کا حذف بھی اسی بنا پر جو من میں مذکور ہوئی ضعیف ہے قولہ۔ وہ در یحورُہ یا اور اسی طرح رد ہا جیسے میں اس ساکن دوم میں جو مضاعف سے ہے اور پھر وہ ہا ضمیر مؤنث غائب سے پیشتر ہو فتحہ واجب ہے۔ یہ اصل میں اُرْدُدْ (بصیغہ امر تھا) جبکہ پہلی دال ادغام کے سبب سے ساکن ہوئی تو دوسری دال ساکن کو ہا کی رعایت اور مطابقت کی وجہ سے فتحہ دیدیا پس اس میں مضموم العین ومکسور العین اور مفتوح العین سب کے سب جبکہ وہ لایا لم وغیرہ سے مجزوم ہوں داخل رہیں گے جیسے

رُدَّ ہا و بَرَّ ہا و فَرَّ ہا و لَمْ یَرُدَّ ہا و لَا یَرُدَّ ہا۔ ششم قولہ وضمہ در نحو رُدَّہ الخ اور رُدَّہ جیسے میں یعنی اس جگہ میں جہاں دوسرا ساکن مضاعف سے ہو اور پھر وہ ضمیر مذکر غائب سے پیشتر ہو ضمہ واجب ہے اور یہ وجوب ضمہ ضمیر مذکر غائب کے ضمہ کی رعایت اور مطابقت کی وجہ سے ہے۔ یہ اصل میں اُرْدُدَہُ بصیغہ امر تھا پس اس میں رُدَّہ و بَرَّہ و فَرَّہ و لَمْ یَرُدَّہ و لَا یَرُدَّہ سب کے سب داخل ہیں قولہ و اختیار فتحہ در الم اللہ الخ اور الم اللہ میں جو مقطعات قرآنیہ سے ہے اس قرأت کی بنا پر جس میں الم کا اللہ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے پہلے ساکن میم کو فتحہ دینا مختار اور اولیٰ ہے اور کسرہ جائز اس میں دو ساکن میم اور لام تعریف جمع ہوئے پہلے ساکن میم کو فتحہ دیدیا اور یہ مختار اور اولیٰ ہے اس لئے کہ کسرہ کی صورت میں دو کسرہ جمع ہو جاتے جن کے درمیان یا ہوتی پس تفخیم جو لفظ اللہ میں مطلوب ہے جاتی رہتی اور ضمہ کی صورت میں زیادہ ثقل پیدا ہو جاتا اور یہ پڑھنے میں اس طرح ہوگا الف لام میم اللہ اور اخفش کے نزدیک کسرہ بھی جائز ہے اسی واسطے مصنفؒ نے لفظ اختیار کو اختیار کیا ہے۔ ششم قولہ وجواز فتحہ وضمہ در نحو رُدَّہ الخ یعنی فعل مضموم العین مضاعف کے دوسرے ساکن میں جبکہ وہ کسی اور ساکن کے ساتھ متصل نہ ہو فتحہ اور ضمہ جائز ہیں اور کسرہ بھی جیسے قولہ رُدِّ (بحرکات ثلثہ دال) فتحہ تو خفت کی وجہ سے ہے اور ضمہ رعایت عین کی وجہ سے اور کسرہ اصل کی وجہ سے اور فعل مفتوح العین مضاعف اور مکسور العین مضاعف کے دوسرے ساکن میں صرف کسرہ اور فتحہ جائز ہے جیسے عَضَّ اور فَرَّ و اِسْتَعِدَّ۔ و اذا اتصل الساکن الثانی من المضاعف بساکن آخر غیر لام التعریف وجب کسرہ ولا یجوز الفتح ولا الضم نحو رُدَّ ابْنُہ لانہ یقال عند الفک اُرْدُدِ ابْنَہ بکسر الدال الثانی وجوبا بالاجتماع الساکنین بینہ وبین با، ابن فعند ادغام الاول اللذ ادغام یبقی الثانی بالکسرۃ التی کانت قبلہ واذا اتصل الساکن الثانی من المضاعف بلام التعریف فالمختار کسرہ ولا نہ عند فک اللذ ادغام یقال اُرْدِدِ الکلب بالکسر لا غیر فکذا عند الادغام وقد یفتح الثانی من المضاعف عند اتصالہ بلام التعریف قال ؎ ثُمَّ الْمنازل بعد منزلۃ اللوی ۔ والعیش بعد اولئک الایام۔ (بفتح میم ذمہ) قولہ چوں ساکن دوم متحرک شود الخ قولہ بکلمہ یہ اتصال کے متعلق ہے اور قولہ باتصال یہ متحرک کے متعلق ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ کلمہ جس میں پہلا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے جبکہ اس کا دوسرا ساکن ضمیر فاعل یا نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے اتصال کی وجہ سے متحرک ہو اور نیز ضمیر فاعل اور نون تاکید کا اتصال اسی کلمہ کے ساتھ ہو کہ جس سے پہلا ساکن گر گیا ہے یعنی پہلا ساکن محذوف اور دوسرا ساکن کہ جس نے اب حرکت پائی ہے حقیقۃً ایک کلمہ میں ہوں تو پہلا ساکن علت سقوط کے زائل ہونے کی وجہ سے لوٹ آئے گا جیسے قولہ قولا قولن الخ یہ اصل میں اقول بردن انصر

تھے (بصیغہ امر) واؤ کی حرکت ماقبل کو دیدی۔ پس ہمزہ عدم احتیاج کی وجہ سے اور واؤ اجتماع ساکنین کے سبب سے گر گئے قل ہو اجب الف ضمیر فاعل اور نون تاکید اس کے ساتھ ملے تو دوسرا ساکن یعنی لام متحرک ہو گیا اور پہلا ساکن یعنی واؤ لوٹ آیا علی ہذا القیاس قُولُوا اور قولی میں پہلا ساکن لوٹ آیا قولہ نہ رمتا و قل الحق الخ اور رمتا اور قل الحق میں پہلا ساکن نہیں لوٹے گا اس لئے کہ رَمَتَا اصل میں کہ رَمَیَتْ تھا یا الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور رَمَتْ ہو اجب اس کے ساتھ الف تثنیہ ملا تو اتصال الف ضمیر کی وجہ سے اگرچہ دوسرا ساکن متحرک ہو گیا اور رَمَتا ہو الیکن چونکہ الف اس کلمہ کے ساتھ متصل نہیں ہوا کہ جس سے پہلا ساکن گرا ہے اس وجہ سے کہ تائے تانیث کے ساتھ متصل ہے اور تا علیحدہ کلمہ ہے لہذا اس کلمہ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور اجتماع ساکنین تقدیراً باقی رہے گا اور الف محذوف نہیں لوٹے گا۔ اور قولہ قل الحق بھی نفی کے تحت میں داخل ہے اس میں بھی پہلا ساکن واؤ نہیں لوٹے گا اس لئے کہ لام قل کی حرکت اتصال لام تعریف کی وجہ سے آئی ہے اور لام تعریف ساکنین سے ایک علیحدہ کلمہ ہے۔ لام قل کی حرکت کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اور وہ سکون کے حکم میں ہوگی اور جب وہ سکون کے حکم میں ہوئی لہذا التقاء ساکنین تقدیراً ہوگا اور پہلا ساکن نہیں لوٹے گا قولہ فلحمر و من لحمر اکثر الخ یعنی فلحمر یا اعادہ یا اور من لحمر بفتح نون کا استعمال فی لحمر یا عادہ یا و من لحمر یا سکان نون سے زیادہ ہے یہ کلام بمنزلہ استثناء ہے پس گویا یوں کہا گیا کہ ساکن اول در غیر نحو قولا و قولن یا زیادہ مگر در نحو فلحمر کہ مختلف فیہا ست تفصیل مقام یہ ہے کہ فلحمر و من لحمر اصل میں فی الاحمر و من الاحمر تھے الاحمر کا ہمزہ وصل وسط کلام میں ہونے کی وجہ سے گر گیا یا اور لام میں اور نون اور لام میں اجتماع ساکنین ہوا پس یا کو حذف کر دیا اور نون کو حرکت فتحہ دیدی فلاحمر اور مِنَ الاحمر ہوا اس کے بعد بقاعدہ یسال احمر کے ہمزہ کی حرکت نقل کر کے لام کو دیدی اور ہمزہ کو گرا دیا اب اہل صرف میں اختلاف ہوا بعض اس طرف چلے گئے کہ فی کی یا اور من کا سکون لوٹنا چاہیئے اس لئے کہ حذف یا اور تحریک نون اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہوا تھا اور وہ اب تحرک لام کی وجہ سے باقی نہیں لہذا فی لحمر باثبات یا اور من لحمر باثبات سکون نون پڑھنا چاہیئے۔ اور اکثر اس طرف گئے کہ لام اگرچہ متحرک ہو گیا لیکن چونکہ اس کی یہ حرکت عارضی ہے لہذا اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے پس گویا کہ اجتماع ساکنین تقدیراً باقی ہے لہذا فلحمر بحذف یا اور من لحمر بفتح نون پڑھنا چاہیئے اور فلحمر سے مراد وہ کلمہ ہے جس کا آخر مدہ ہو جیسے فی اور ذو اور پھر وہ اس معرف باللام کے ساتھ متصل ہو کہ جس کے لام کلمہ کے بعد ہمزہ قطعی ہو جیسے الاحمر تو اس میں فلحمر اور ذُلحمر بحذف یا و واؤ زیادہ مستعمل ہیں فی لحمر اور ذو لحمر باثبات یا و واؤ

اور من لحمر سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جس کا آخر ساکن غیر مدہ ہو جیسے من و اخشو اور پھر وہ معرف باللام مذکور کے ساتھ متصل ہو تو اس میں من لحمر اور اخشو لحمر بفتح نون و ضمہ واؤ زیادہ مستعمل ہیں من لحمر اور اخشو لحمر بسکون نون و واؤ سے جیسا کہ گذر چکا۔ فصل بدانکہ از جملہ تصریفات الخ یہ فصل وقف کے بیان میں ہے اور یہ بھی قبیل تصریفات لفظیہ سے ہے اور وقف لغت میں بمعنی روکنا ہے کہا جاتا ہے وقفت الدابۃ میں نے دابہ کو حرکت سے روک دیا اور اصطلاح اہل صرف میں وہ ہے جسکو مصنفؒ بیان کرتے ہیں کہ ای کلمہ را بعد پیوستن الخ یعنی کلمہ کو مابعد سے نہ ملانا عام ہے کہ بعد میں کوئی کلمہ ہو یا نہ ہو مثلاً صرف زید پر وقف صادق آتا ہے اور وقف کا حکم یہ ہے کہ دریں حال آخرش جز ساکن نبود یعنی آخر کلمہ میں سوائے سکون کے کوئی حرکت نہیں ہوتی پس حقیقت وقف میں دو چیزیں ضروری ہیں۔ اول یہ کہ آخر کلمہ کو ساکن پڑھنا۔ دوم یہ کہ سانس کو روکنا پس ایک امر کو لینے اور دوسرے کو چھوڑنے سے وقف حقیقۃً نہیں ہوگا بلکہ بعض وقف ہوگا جیسے افوا جا کو الف کے ساتھ پڑھا اور سانس نہ روکا تو وقف نہ ہوگا یا افوا جا کو بہ تنوین پڑھا مگر سانس روک دیا جب بھی وقف نہ ہوگا بلکہ الف کیساتھ پڑھا جائے اور پھر سانس کو روکدیا جائے جب وقف صحیح معنی میں ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ یہ تعریف دوم پر جو اقسام سے وقف ہے صادق نہیں آتی اس لئے کہ اس میں سکون کے علاوہ قدرے حرکت بھی ہوتی ہے اور قول مصنفؒ جز ساکن نبود اس سے انکار کرتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ جز ساکن سے مراد حرکت تامہ کی نفی ہے یعنی اس پر حرکت تامہ نہیں ہوتی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تعریف زید و عمر دیگر پر حالت تعداد یا تعلیم یا تذکر وغیرہ میں جو غیر وقف میں ہوتے ہیں صادق آتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ وقف سے یہاں مراد وہ وقف ہے جو الفاظ کو اپنے محاورات میں استعمال کرتے وقت ہوتا ہے اور اقسام مذکورہ وقف مذکور کی جنس سے نہیں ہیں۔ قولہ دنیہ وجوہ الخ اور وقف میں بہت سے وجوہ اور طرق ہیں جن کو اہل فن نے سولہ تک بیان کئے ہیں۔ اول اسکان محض یعنی روم اور اشمام سے خالی ہو دوم اسکان با روم۔ سوم اسکان با اشمام۔ مصنفؒ نے اپنے قول تنوین و حرکت آخر را سے لے کر و اشمام ضمہ ان ہی تینوں وجوہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وجہ اوّل۔ قولہ تنوین و حرکت آخر را بیفگنند ای بلا جواز روم حرکت و اشمام ضمہ یہ وجوہ ثلثہ مذکورہ میں سے پہلی وجہ ہے یعنی آخر کلمہ کی تنوین اور حرکت کو گرادیں بغیر روم اور اشمام ضمہ کے اور یہ وجہ مطلق متحرک میں چلتی ہے خواہ وہ مبنی ہو یا معرب منون ہو یا غیر منون لیکن منصوب منون اور تا تانیث اسمیہ میں یہ وجہ جاری نہیں ہوگی اس کا حکم دوسرا ہے جو عنقریب آئے گا پس اگر وہ غیر منون ہے تو حرکت کو گرادیں گے جیسے جاءنی ہولاء و اضرب یا زید

تصریفات وقف ست ای کلمہ را بما بعد نہ پیوستن دریں حال آخرش جز ساکن
نہ بود وفیہ وجوہ تنوین و حرکت آخر را بیفگنند یا جواز روم حرکت و اشمام ضمہ

فقط یا حرکت بمانند و تنوین را با خنش بدل کنند مطلقاً یا در منصوب مجرد از تا نہ
باقی دارند ۱۲
مرفوع و مجرور و روا یں افصح ست وقف عصاوری بر الف آید نون خفیفہ بعد
در لغت اول غیر فصیح است ابو حیان گوید ابو عثمان گفتہ لغت قوی ست از یمن کہ فصیح نیستند ۱۲
ضمہ و کسرہ بیفتد و محذوف باز آید و بعد فتحہ الف گردد چنانچہ نون اذن تا ے
در وقف ۱۲ زیرا کہ مثل تنوین ست ۱۲ بالاتفاق زیرا کہ مثل تنوین ست نحو قولہ تعالیٰ لنسفعا ۱۲
تانیث اسمیہ نہ در نحو نبت و مسلمات ہا شود و جارا الرحمت رواست نقل حرکت
از ہمزہ بساکن صحیح واز غیر ہمزہ جز فتحہ نہ در نحو ہذا جرذ من قفل و قلب ہمزہ باخت
فرد بعضے ۱۲
حرکتش بنقل آن بما قبلش اگر ساکن ست و بلا نقل اگر مفتوح و باخت حرکت ما قبل
حرکت ہمزہ ۱۲ حرکت ۱۲ حرکت ما قبل ۱۲ فرد بعضے ۱۲

در آیت احمد اور ایک جماعت اگر متک جیسے میں سین مہملہ یا شین معجمہ کو زیادہ کرتی ہے تاکہ خطاب مؤنث ملتبس خطاب مذکر سے نہ ہو جیسے اکرمتکس و اکرمتکش اور اگر وہ منون ہے تو حرکت اور تنوین دونوں کو گرادیں گے جیسے جاءنی زید مررت بزید۔ وجہ دوم یا تنوین و حرکت را بیفگنند یا جواز روم حرکت اور یہ وجہ ثلثہ مذکورہ میں سے دوسری وجہ ہے یعنی آخر کلمہ تنوین اور حرکت کو گرادیں یا جواز روم اور رد بالفتح را مہملہ و سکون واؤ لغت میں بمعنی طلب کرنا ڈھونڈنا اور اصطلاح میں یہ ہے کہ قاری آخر کلمہ کے ساکن کرنے کے وقت حرکت کا ایک جز اسی کی جنس سے نہایت باریک اور خفی ادا کرے تاکہ قریب کا سننے والا جان لے کہ حالت وصل میں آخر کلمہ پر حرکت تھی یہ وجہ بھی مطلق متحرک میں جاری ہو جاتی ہے مگر تانیث اسمیہ میں جیسے ضاربۃٌ اور میم جمع میں جیسے

ضرتم وعلیکم۔ اور متحرک بحرکت عارض ہیں جیسے یشاء قول باری تعالیٰ من یشاء اللہ یفضلہ میں لیکن روم مفتوح ہیں تمام قرار کے نزدیک اور نصحات میں سے فراء کے نزدیک ناجائز ہے اس لئے کہ روم میں بعض حرکت کا ادا کرنا ہوتا ہے اور فتحہ اپنی خفت کی وجہ سے اجزاء نہیں رکھتا لہذا جب اس کے بعض کے ادا کا قصد کیا جاتا ہے تو وہ پورا ادا ہوتا ہے پس اس کا جز اس کا عین ہے بخلاف ضمہ اور کسرہ کے کہ وہ اپنے ثقل کی وجہ سے تبعیض کو بسہولت قبول کر لیتے ہیں مگر نصحات میں سیبویہ وغیرہ روم کو تینوں حرکتوں میں برابر جائز رکھتے ہیں۔ ہکذا فی الرضی والارتشاف۔ وجہ سوم یا تنوین و حرکت آخر را بیفگنند باجواز اشمام ضمہ فقط الخ یہ وجوہ ثلاثہ مذکورہ میں سے تیسری وجہ ہے یعنی آخر کلمہ کی تنوین اور حرکت کو گرادیں مع جواز اشمام ضمہ اور اشمام لغت میں بمعنی کسی چیز کو ہلا دینا اور اصطلاح میں یہ ہے کہ متکلم آخر کلمہ کی حرکت ضمہ حذف کرنے کے بعد دونوں ہونٹوں کو اس طرح ملائے کہ ان کے درمیان خفیف سی کشادگی سانس نکلنے کے لئے باقی رہے تاکہ دیکھنے والا جانے کہ متکلم کا ہونٹوں کے ملانے سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ حالت وصل میں آخر کلمہ پر ضمہ تھا۔ ہکذا فی الجار بردی۔ چونکہ اشمام میں صرف حرکت ہوتی ہے اور آواز بالکل نہیں ہوتی لہذا نابینا تو مطلقاً اور بینا صرف اندھیرے میں اشمام کا ادراک نہیں کر سکتے بخلاف روم کے کہ اس میں چونکہ حرکت اور آواز دونوں ہوتے ہیں لہذا اس کا ادراک بینا اور نابینا دونوں کر سکتے ہیں لیکن ہر آدمی اس کا ادراک نہیں کر سکتا خواہ وہ بینا ہی کیوں نہ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ اشمام میں چونکہ دونوں ہونٹوں کا ملانا ہوتا ہے اور یہ ملاؤ غیر ضمہ میں نہیں ہوتا لہذا اشمام غیر ضمہ میں نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے مصنفؒ نے اشمام کی اضافت ضمہ کی طرف کی ہے لیکن یہ مطلق مضموم میں جاری ہو جاتا ہے سوائے ان مواضع ثلثہ کے کہ جن میں روم جاری نہیں ہوتا۔ وجہ چہارم ابدال تنوین یعنی آخری حرکت تو اپنے حال پر رہے اور تنوین میں حرکت کے مناسب حرف علت سے بدل جائے اور یہ وجہ لغت فصیحہ کی بنا پر صرف منصوب منون غیر ذات تا میں واقع ہے لیکن لغت غیر فصیحہ کی بنا پر تینوں حالتوں میں جائز ہے۔ اسی کی طرف مصنفؒ اشارہ کرتے ہیں کہ یا حرکت بماند و تنوین را الخ مطلب یہ کہ حرکت تو اپنے حال پر رہے اور تنوین کو مطلقاً یعنی تینوں حالتوں رفع نصب اور جر میں اسی حرکت کے مناسب حرف علت سے بدل لیا جائے یعنی مرفوع میں واؤ کے ساتھ اور منصوب میں الف کے ساتھ اور مجرور میں یا کے ساتھ بشرطیکہ اس اسم کے آخر میں تائے زائدہ جو حالت وقف میں ہا ہو جاتی ہے نہ ہو اس لئے کہ وہ حالت وقف پر ہوگا جیسے جاء زیدوا رایت زیدا و مررت بزیدی۔ اسی طرح اختو و اختا و اختی کہ اس کی تا

وقف میں ہا نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ داؤ محذوف سے بدلی ہوئی ہے پس گویا کہ اصلی ہے بخلاف تائی رحمۃ اور ضارتہ کے کہ وقف میں ہا ہو جاتی ہے۔ قولہ۔ یا در منصوب مجرد از تا الخ اس کا عطف مطلقاً پر ہے یعنی یا حرکت کو باقی رکھیں اور تنوین کو اخت سے بدلیں صرف اس منصوب بفتحہ میں جو اس تا سے خالی ہو جو وقف میں ہا ہو جاتی ہے نہ مرفوع اور مجرور میں جیسے رأیتُ زیدا اور یہ لغت پہلے لغت سے کہ جس میں اطلاق ہے افصح ہے۔ جاننا چاہیئے کہ پہلی شق میں بھی مجرد از تا کی قید معتبر ہے جیسا کہ ہم نے شرح میں بڑھائی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ رأیتُ مسلمات میں مسلمات اس تا سے خالی ہے جو وقف میں ہا ہو جاتی ہے پس اس کی تنوین کو حالت وقف میں الف سے کیوں نہیں بدلتے جواب یہ ہے کہ منصوب سے مراد مفتوح ہے نہ کہ مطلق حالت نصبی اسی واسطے ہم نے اوپر منصوب بفتح کہا ہے تاکہ یہ اعتراض نہ وارد ہو وجہ پنجم وقف بر الف اور یہ وجہ اس لفظ میں واقع ہے جو معرب ہو اور اس کے آخر میں الف مقصورہ ہو اسی کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں کہ وقف عصا و رحیٰ بر الف آید الخ اور عصا اور رحیٰ جیسے الفاظ کا وقف الف پر ہوگا اور عصا اور رحی سے مراد وہ کلمہ ہے کہ جس کے آخر میں الف ملفوظ ہو جیسے العصیٰ اور الرحیٰ یا محذوف جیسے عصیٰ و رحیٰ اس میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا کہ وہ اصلی ہو جیسے گذر چکا۔ یا زائد جیسے حُبلیٰ اور نیز عام ہے کہ کلمہ اسم ہو جیسے گذر چکا یا فعل جیسے دعا و رمیٰ یا حرف جیسے کلّا و بلیٰ۔ لیکن الف مقصورہ منون میں جبکہ اس پر وقف کیا جائے اختلاف ہے کہ وقف کا الف وہ وہی محذوف شدہ الف ہے کہ اب لوٹ کر آگیا ہے یا عوض تنوین ہے خلیل اور مبرد اور کسائی کے نزدیک الف تینوں حالتوں میں لام کلمہ سے ہے۔ اور سیبویہ اور ابو علی کے نزدیک حالت نصب میں تنوین سے بدل ہوا ہے اور حالت رفع اور جر میں لام کلمہ سے ہے۔ وجہ ششم قولہ۔ نون خفیفہ بعد ضمہ و کسرہ الخ یعنی نون خفیفہ ضمہ اور کسرہ کے بعد حالت وقف میں گر جائے گا اور حرف ساکن جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے علت حذف کے زائل ہونے کی وجہ سے لوٹ آئے گا جیسے اِضْرِبُوْ اور اضربی۔ یہ اصل میں اِضْرِبُنْ بضم با اور اِضْرِبِنْ بکسر با تھے۔ نون خفیفہ حالت وقف میں گر گیا پھر واؤ اور یا محذوف شدہ اجتماع ساکنین کے زائل ہونے کی وجہ سے لوٹ آئے اور اس وقت اگرچہ موقوف علیہ اور غیر موقوف علیہ میں التباس لازم آتا ہے لیکن التباس قرینہ سے دور ہو جائے گا۔ وجہ ہفتم۔ قولہ۔ و بعد فتحہ الف گردد الخ یہ بعد ضمہ پر معطوف ہے یعنی اور نون خفیفہ فتحہ کے بعد الف ہو جائے گا جیسا کہ نون اِذَنْ پس اضربَنْ بفتح یا بحالت وقف اضربا ہو جائے گا اور اگر تک اِذَنْ میں اِذَنْ بحالت وقف اذا ہو جائے گا۔

وجہ ہشتم۔ قولہ۔ تائے تانیث اسمیہ الخ یعنی تائے تانیث اسمیہ زائدہ جس حرکت کے ساتھ بھی وہ متحرک ہو ہر حالت میں ہا ہو جاتی ہے جیسے ضاربۃ وطلحۃ ورحمۃ لیکن دبنتْ جیسے میں ہا نہیں ہوتی یعنی وہ تا جو لام کلمہ کے عوض میں ہے بحالت وقف ہا نہیں ہوتی جیسے بنتْ واُختْ کہ اصل میں بنوٌ واخوٌ تھے اس لئے کہ تا بمنزلہ اصلی کے ہے اسی طرح وہ مسلمات جیسے میں نہیں ہوتی یعنی وہ تا جو جمع مؤنث کی علامت ہے بحالت وقف ہا نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ نون جمع مذکر کے مقابل ہے پس جیسا کہ مذکر میں وقف نون پر ہوتا ہے اسی طرح جمع مؤنث میں تا پر ہوگا۔ قولہ۔ وجاء الرحمت الخ بسکون التا یعنی تا تانیث اسمی بعض استعمال میں ہا نہیں ہوتی بلکہ اپنے حال پر رہتی ہے اور وقف بطرز اسکان ہوتا ہے لیکن یہ قلیل ہے۔ قولہ اسمیہ یہ تائے فعلیہ جیسے ضَرَبَتْ سے احتراز ہے پس یہ اپنے حال پر رہتی ہے۔ فرقا بینہما بین التا الاسمیۃ وجہہم قولہ۔ رواست نقل حرکت از ہمزہ الخ اور کبھی وقف ماقبل کی طرف نقل حرکت سے ہوتا ہے یعنی جبکہ کلمہ مہموز لام ہو اور پھر اس کا ماقبل حرف صحیح ساکن تو اس وقت وقف تینوں حالتوں میں ماقبل کی طرف نقل حرکت سے جائز ہے جیسے ہذا جزء ورایت جزءا ومررت بجزء کات ثلثہ درعین کلمہ باسکون ہمزہ لیکن اگر مہموز لام کا ماقبل حرف علت ساکن ہو جیسے ہو تو نقل حرکت نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ حرف علت پر حرکت خود دشوار ہوتی ہے۔ واز غیر ہمزہ جز فتحہ۔ یعنی اور اگر کلمہ مہموز لام نہ ہو تو اس وقت ساکن صحیح کی طرف نقل حرکت صرف حالت ضمہ اور کسرہ میں منحصر ہے اور نقل فتح جائز نہیں ہے جیسے ہذا بکر ومررت بِبَکرٍ بضم کاف وکسر آں باسکون را لیکن رایت بکرَ بفتح کاف باسکون را جائز نہیں ہے اس لئے کہ ضمہ اور کسرہ حرکت قوی ہیں لہذا ان کا نقل کے ذریعہ باقی رکھنا اولی ہے بخلاف فتحہ کے کہ وہ حرکت ضعیف ہے لہذا بحالت وقف اس کے حذف میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ اور ابو حیان فرماتے ہیں کہ نقل اس وقت ہے جبکہ غیر مہموز لام حرف صحیح ہو اور حرف علت نہ ہو جیسے دَلْوٌ وظَبْیٌ۔ قولہ۔ نہ در نحو ہذا جرءٌ ومن نقل الخ یعنی اور نقل حرکت غیر مہموز لام سے ہذا جرد من نقل جیسے الفاظ میں ناجائز ہے۔ تاکہ نقل حرکت کے بعد کلمہ واحدہ میں مُحْبَکْ اور دُہْلٌ کا وزن جو متروک الاستعمال ہیں نہ لازم آئے لیکن دو کلموں میں جائز ہے جیسے اِضْرِبْہُ دمنہ بنقل ضمۃ الہا الی الباء والنون فیصیر اِضْرِبُہُ ومنہ علی وزن جبک بخلاف مہموز کے کہ اس میں وہ دونوں وزنوں کے ایک کلمہ میں لازم آنے کو جائز رکھتے ہیں جیسے ہذا رِدْءُ دُ (بکسر را وضم دال باسکون ہمزہ) ہذا رِدْءُ دْ میں بکسر را بسکون دال اور جیسے مِنْ بُطْءُ (بضم با وکسر طا با سکون ہمزہ) مِنْ بُطْءُ میں بضم با وسکون طا۔ وجہ دہم۔ قولہ وقلب ہمزہ باخت حرکتش بنقل آں الخ یعنی اگر آخر

کلمہ میں ہمزہ ہے اور اس کا ماقبل ساکن تو اس وقت حالتِ وقف میں ہمزہ کو اس کی حرکت کے مناسب حرف علت سے بدلنا بعد نقل کرنے حرکت ہمزہ کے ماقبل کی طرف جائز ہے جیسے ہذا جُزُؤ و رأیت جُزْ ومررت بجُزْئی و بالنقل اگر مفتوح اور اگر اس کا ماقبل مفتوح ہے تو اس وقت ہمزہ کا بدلنا بلا نقل حرکت ہوگا جیسے کلا بفتحتین بمعنی (گھاس) ہیں۔ ہذا کلو ورایت کلا ومررت بکلی۔ و باخت حرکت ماقبل اگر ماقبلش مضموم ست یا مکسور۔ یعنی اور اگر ہمزہ کا ماقبل مضموم یا مکسور ہے تو اس وقت ہمزہ کو اس کی ماقبل کی حرکت کے مناسب حرف علت سے بدلنا جائز ہے برابر ہے کہ ہمزہ بذات خود مضموم ہو یا مفتوح یا مکسور۔ پس ماقبل مضموم ہونے کی صورت میں وہ واؤ سے بدل جائے گا جیسے اکمؤ بفتح ہمزہ و سکون کاف و ضم میم۔ یا ہمزہ میں ہذہ اکمو ورایت اکمو ومررت باکمُو بضم میم و سکون واؤ و در ہر سہ حال یہ جمع کماۃ بالفتح کی ہے۔ ایک قسم کی گھاس ہے جس کو سانپ کا چھاتا اور کبھی کہتے ہیں اور ماقبل مکسور ہونے کی صورت میں یاسے جیسے اہنأ صیغہ واحد متکلم مضارع میں اہنئ مصدر ہناءٌ ہے بمعنی خوش گوار شدن طعام یا ضرب۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمزہ کا ماقبل ساکن ہوگا۔ یا متحرک پس اگر ساکن ہے تو ابدال ہمزہ بنقل ہوگا لیکن اس میں ابدال ہمزہ کی حرکت کے مناسب حرف علت سے ہوگا۔ اور اگر متحرک ہے تو ابدال ہمزہ بلا نقل ہوگا۔ پس اگر مفتوح ہے تو اس میں ابدال نفس ہمزہ کی حرکت کے مناسب ہوگا اور اگر مضموم یا مکسور ہے تو اس میں ابدال ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کے مناسب ہوگا۔ وجہ یازدہم۔ قولہ۔ و تشدید آخری کہ متحرک ست الخ یعنی بحالت وقف آخر حرف کو مشدد کر کے پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ آخر حرف متحرک ہو۔ اور پھر وہ متحرک کے بعد ہو اور نیز آخر حرف صحیح ہو اور ہمزہ نہ ہو جیسے جَعْفَرٌ بتشدید را۔ پس اس قاعدہ میں چار شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ آخر حرف متحرک ہو نہ کہ ساکن پس یہ اِضْرِبْ (بصیغہ امر) جیسے سے احتراز ہو گیا اس لئے کہ حرف مضعف وقف گویا حرکت محذوفہ کے عوض میں ہے لہٰذا ساکن مشدد نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ آخر حرف متحرک کے بعد ہو نہ بعد ساکن پس یہ بکرٌ جیسے سے احتراز ہے تاکہ کئی ساکنوں کا اجتماع نہ لازم آئے۔ سوم یہ کہ آخر صرف حرف صحیح ہو نہ کہ حرف علت۔ پس یہ القاضی جیسے سے احتراز ہے۔ چہارم یہ کہ آخر حرف ہمزہ نہ ہو پس یہ کلاٌ جیسے سے احتراز ہے اس لئے کہ حرف علت اور ہمزہ دونوں خود حرف ثقیل ہیں اور پھر ان کی تشدید اور زیادہ ثقل کا موجب ہوگی اور یہ وجہ یعنی تشدید حالت وقف میں اور وجوہ کی بہ نسبت قلیل ہے اس لئے کہ اس سے محل تخفیف میں شدت لازم آتی ہے۔ وجہ دوازدہم زیادت الف

وراں تَوَانْ بفتح ہمزہ بغیر مد و بفتح نون و سکون آں دو لغت اند الخ۔ جاننا چاہیئے کہ ضمیر واحد متکلم میں

اگر مضموم ست یا مکسور و تشدید آخری کہ متحرک ست و بعد متحرک صحیح ست

چوں اہنی بر وزن اضرب ایں ہمزہ درہ لات تخلیہ یا شود ۱۲

نہ ہمزہ در اَنْ وَاَنْ دو لغت انا الف افزایند و قلّ مہ وانہ لازم ست ہائی سکتہ

درق و مثل مَ و جائز ست در الام و غلامی و ہو و لم یخش و ہر کلمہ کہ حرکت آخر دے

نہ اعراب ست و نہ شبہ اعراب یعنی محض حرکت بنا نحو ضرب و یاز ید و لا یجلمہ دو

ہنا و ہولا، و یار با و اَوْ و یا از ضربہ و منہ ضربہم و بہ و فیہ و ہم بیفتد و در وصل جائز

است فصیح ست یغزو یرم و لم یغزو لم یرمی و قلیل ست حذف ضمیر از لم تغز

و لم ترمی حذف اصل و قوافی بعضے یائی مرو قاض را باز آرند و یائے غلامی و

یائے ساکن القاضی و یا قاضی بیفگنند بخلاف المری و یائے مری و امالہ ای فتحہ

اختلاف ہے اہل بصرہ کے نزدیک ضمیر متکلم اَنْ بسکون نون و بفتح آں بدوں الف ہے۔ جیسے اَنْ فعلتُ اور الحاق الف بحالت وقف ہے جیسے فعلتُ انا۔ لیکن اہل کوفہ کے نزدیک ضمیر واحد متکلم انا یا الف ہے اور اس کا الف نفس کلمہ سے ہے۔ پس مصنفؒ کا قول مذکور اہل بصرہ کے مذہب پر مبنی ہے لیکن اَنا ضمیر متکلم بفتح نون میں کہ جس کے نون کے بعد الف بر عایت وقف لکھتے ہیں۔ دو مشہور لغت ہیں اول اَنْ بفتح نون بدوں الف در تلفظ۔ دوم اَنْ بسکون نون پس ان دونوں لغتوں میں بحالت وقف نون کے بعد الف زیادہ کرتے ہیں اور انا کہتے ہیں (یا الف بعد نون در تلفظ) و ہذا تا بعیان الفون الساکنۃ

لانہا حرف خفیفۃ ادلبیان فتحۃ النون۔ اور قول باری تعالیٰ لکنا ہو اللہ ربی۔ اسی قبیل سے ہے یہ اصل میں لکن انا تھا اسی واسطے اس میں وقف الف پر ہوا ہے اور یہ لکنّ مشددہ نہیں ہے اس لئے کہ لکنّ مشددہ میں وقف الف پر نہیں ہوتا اور نیز اس کا اسم منصوب ہوتا ہے نہ کہ مرفوع پس انا کے ہمزہ کی حرکت نون کو دے کر ہمزہ کو بقاعدۂ یسال حذف کر دیا اور نون کا نون میں ادغام کر دیا۔ پس انا مبتدا اول ہے اور ہو ضمیر شان مبتدا ثانی ہے اور اللہ مبتدا ثالث کہ اس کی خبر ربی ہے اور یہ جملہ ہو کر ہو مبتدا ثانی کی خبر ہے اور ہو اپنی خبر سے مل کر انا مبتدا اول کی خبر ہے اور اس کا عائد یائے متکلم ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہل بصرہ بحالت وصل بدون الف پڑھتے ہیں اور بحالت وقف زیادت الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اس لئے کہ اگر الف نہ بڑھائیں تو نون کا فتحہ وقف کی وجہ سے گر جائے گا اور اَنْ حرف ناصبہ مصدریہ سے التباس لازم آئے گا قولہ۔ وقل مہ دا الخ یعنی حالت وقف میں ما استفہامیہ غیر مجرور کے الف کو ہا سے بدلنا اور اَنْ ضمیر متکلم میں ہائے سکتہ کا الحاق کرنا قلیل ہے لیکن ما استفہامیہ مجرور میں ہا کا الحاق کرنا قلیل نہیں ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا کہ ما اگر مجرور بالضافت ہے تو الحاق ہا لازم ہے اور اگر بحرف جر ہے تو الحاق ہا جائز اور نیز اس صورت میں وقف الف کو ہا سے بدلنے کے ساتھ نہیں ہوگا اس لئے کہ ما استفہامیہ جبکہ مجرور ہوتا ہے تو اس کا الف گر جاتا ہے لہذا اس وقت وقف بطریق زیادت ہا ہوگا۔ وجہ سیزدہم۔ الحاق ہائے سکتہ۔ اور ہائے سکتہ وہ ہے جو آخر کلمہ میں بحالت وقف لاحق ہوتی ہے یا تو بیان اور ابقائے حرکت کے لئے یا بیان اور اظہار الف کے لئے یا اس لئے کہ اس کے بغیر وقف متعذر یا صحیح نہیں ہے اور یہ الحاق ہائے سکتہ تین قسم پر ہے کسی جگہ میں لازم کسی جگہ میں جائز اور کسی جگہ میں ممتنع۔ مصنفؒ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ لازم ست ہائے سکتہ ورق الخ یعنی ہائے سکتہ ق جیسے میں لازم ہے یہ وقی بقی سے امر کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو تعلیل کے بعد ایک حرف پر باقی رہ گیا ہو اور ماقبل سے منفصل ہو پس حالت وقف میں قہ کہنا واجب ہے اس لئے کہ اگر ہائے سکتہ لاحق نہ کریں اور اس کو متحرک چھوڑ دیں تو متحرک پر وقف لازم آتا ہے اور اگر ساکن کریں تو ابتدا ساکن لازم آتا ہے اور یہ دونوں ناجائز ہیں قولہ دمثل م الخ یعنی اور مثل م جیسی ترکیب میں ہائے سکتہ لاحق کرنا واجب ہے یعنی دکس کی مثل اور اس سے مراد وہ ترکیب ہے کہ جس میں ایسا کلمہ ہو جو لفظاً اور معنی مستقل ہو اور اس سے کچھ حذف ہونے کے بعد وہ ایک حرف پر رہ گیا ہو اور باعتبار لفظ تو اپنے ماقبل کا جز معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس کا جزو ہو جیسے ما استفہامیہ جبکہ وہ کسی اسم کا مضاف الیہ واقع ہو تو اس وقت الف کے حذف ہونے کی وجہ سے وہ ایک حرف پر رہ جاتا ہے اور باعتبار لفظ ماقبل کا جزو معلوم ہوتا ہے لیکن

حقیقت میں وہ اس کا جز نہیں ہے اس لئے کہ وہ اصل میں ایک مستقل کلمہ ہے جیسے مثل مَ بمعنی دکس کی مثل، پس اس میں بحالت وقف مثل مہ بالحاق ہائے سکتہ کہنا واجب ہے اور اس ترکیب میں ہائے سکتہ کے واجب ہونے کی وجہ مثل سابق کے ہے۔ قولہ۔ وجائز ست در الام وغلامی الخ اور ہائی سکتہ کا الحاق الام جیسے میں جائز ہے یعنی اس جگہ میں کہ جہاں حرف جر مثل الی اور علی کے ما استفہامیہ پر داخل ہوا اور اس کا الف محذوف ہو کر وہ ایک حرف پر رہ گیا ہو یہ اصل میں الی ما تھا اس کا الف بنا بر قاعدہ مذکورہ حذف ہو گیا الی ہم ہوا اور الی حرف جر ہے اور حرف جر ہا مدخول مفید معنی نہیں ہوتا۔ پس مدخول لازم ہوا اور جبکہ مدخول لازم ہوا تو مجموعہ الام بمنزلہ کلمہ واحدہ ہوا پس اس اعتبار سے کہ مجموعہ بمنزلہ ایک کلمہ کے ہے وقف بطرز امکان متعذر نہیں ہے اس لئے کہ ابتدا بساکن لازم نہیں آتا۔ لہذا جائز ہے کہ ہائے سکتہ نہ لاحق ہو اور اس اعتبار سے کہ وہ حقیقت میں کلمہ برأسہ ہے وقف متعذر ہے۔ کہ حذف الف کے بعد وہ ایک حرف پر رہ گیا پس اگر وقف بغیر ہا کریں تو ابتدا بساکن من وجہ لازم آتا ہے لہذا ہائے سکتہ کا لاحق کرنا جائز ہے اسی طرح سلام اور حتی ہیں جو علی اور حتی ملکے مخفف ہیں۔

اسی طرح غلامی جیسے میں ہائے سکتہ کا الحاق جائز ہے یعنی اس جگہ میں کہ جہاں کوئی اسم ضمیر متصل یک حرفی کی طرف مضاف ہو پس ان حضرات کے نزدیک جو غلامی کی یائے متکلم تو بحالت وصل متحرک پڑھتے ہیں وقف الحاق ہا کے ساتھ بھی جائز ہے اور اسکان ہا کے ساتھ بھی۔ اس کی یائے متکلم اگرچہ کلمہ برأسہ ہے لیکن چونکہ وہ ضمیر متصل ہے اور اپنے ماقبل سے جدا نہیں ہوتی پس اس اعتبار سے کہ وہ اپنے ماقبل سے جدا نہیں ہوتی مجموعہ غلامی بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہے لہذا وقف میں بطرز امکان متعذر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ابتدا بساکن لازم نہیں آتا۔ پس جائز ہے کہ ہائے سکتہ نہ لاحق ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ یاء متکلم کی حرکت بنائیہ کی محافظت کی وجہ سے ہائے سکتہ لاحق کریں اور جو حضرات بحالت وصل یا مذکور کو ساکن پڑھتے ہیں وہ بحالت وقف یا کو یا تو حذف کر دیتے ہیں یا ساکن رکھتے ہیں وجائز ست ہائے سکتہ در ہو دلم یخش یعنی ان دونوں میں بحالت وقف محافظت حرکت کے واسطے ہائے سکتہ کا لاحق کرنا جائز ہے۔ پس کہہ سکتے ہیں کہ ہُوَہْ ولَمْ یخشہ اور ان میں وقف سکون آخر کے ساتھ بھی جائز ہے اس لئے کہ یہ دونوں ایک حرف پر باقی نہیں ہیں تاکہ ان میں الحاق ہائے سکتہ کا لزوم متصور ہو قولہ وہر کلمہ کہ آخری الخ یعنی ہو اور لم یخش سے مراد صرف یہی دونوں نہیں ہیں بلکہ ان سے مقصود ہر وہ کلمہ ہے کہ جس کی آخری حرکت نہ اعراب ہو جیسے یضرب میں اور نہ شبہ اعراب یعنی نہ وہ حرکت بنائی ہو جو اعراب سے مشابہت رکھتی ہو بلکہ محض حرکت بنائیہ ہو پس معرب میں ہائے سکتہ لاحق نہ ہو گی اور نہ مشابہ

معرب ہیں۔ قولہ نحو ضرب دیا زید و لار جل یہ شبہ اعراب کی مثالیں ہیں اس لئے کہ ضرب، ضی میں اصل یہ تھا کہ وہ مبنی بر سکون ہوتی اس وجہ سے کہ بناء میں اصل سکون ہے اور اس کا مبنی بر حرکت ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ مضارع سے مشابہ ہے اور مضارع معرب ہے لہذا ماضی کی حرکت بمنزلہ حرکت اعرابی ہوئی پس اس میں ہا کا لاحق کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح یا زیدُ کا ضمہ اور لا رجلَ کا فتحہ مشابہ اعراب ہے اس لئے کہ یہ لفظ یا اور لا کے داخل ہونے سے پیدا ہوئے ہیں پس گویا یہ دونوں عامل ہیں۔ وکذا قبل و بعد خمستہ عشر مما بناؤہ عارض۔ پس ہائے سکتہ صرف ان کلمات میں لاحق ہوگی جن کی آخری حرکت محض بنائیہ ہے جیسے ہوا در انت اور لم یخش اور لم یدع اور لم یرم اور ضربن اور یضربن اور مسلمان اور مسلمون اور ہولا، بالمد اور وہ منادی مرخم جو اسم براسہ معتبر نہ ہوا ہو اور حرکت اعرابیہ میں ہا کے لاحق نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حرکت اعراب چونکہ عامل کی وجہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے لہذا اس کی محافظت الحاق ہا سے متصور نہیں ہو سکتی اور نیز اس کا حال چونکہ عامل سے معلوم ہو جاتا ہے لہذا الحاق ہا سے اس کے بیان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ رہی حرکت شبہ اعراب سو وہ اعراب کے حکم میں ہے۔ وجائز ست الحاق ہائے سکتہ بعد الف وہ مبنی محض چوں ہنادِ ہولا، بالقصر و یا بالمد اظہار الف بجہت بودنش حرف خفی پس گویند ھناہ و ہولاہ و یا رباہ اور یا رباہ اصل میں یا ربی تھا یائے متکلم الف سے بدل گئی منادی مضاف بسوئے یائے متکلم میں چار وجوہ آئی ہیں تفصیل نحو کی کتابوں میں ہے۔

وجہ چہلم حذف واؤ و یا اور یہ دو قسم پر ہے۔ اول واجب لہذا فرماتے ہیں کہ واؤ یا از ضربہ دمنہ ضربہم و بہ و فیہ و بہم نیفتد الخ یہ اصل میں ضربہ ہو اور منہو اور ضربہم ہو اور واؤ کے ساتھ اور بہی اور فیہی اور بہم یا کے ساتھ تھے پس حالت وقف میں ان سے واؤ اور یا وجوباً محذوف ہو جاتی ہے اور حذف مذکور کے بعد وقف واؤ اور یا کے ماقبل پر بطرز اسکان ہوتا ہے۔ پس کہیں گے ضربہ و فیہ دمنا و بہ بسکون ہا اور ضربہم اور بہم بسکون میم گو فیہ اور منہ میں اجتماع ساکنین لازم آتا ہے اور منہ اور عنہ میں ہا کی حرکت کو نون کو دینا بھی جائز ہے قولہ و در وصل جائز ست الخ اور حالت وصل میں حذف جائز ہے نہ کہ واجب لیکن متاخرین میں مختار یہ ہے کہ اگر ہا کا ماقبل متحرک ہو تو تلفظ میں واؤ اور یا کو حذف نہیں کرتے جیسے ضربہ اور بہ بتلفظ واؤ و یا لیکن کتابت میں حذف کر دیتے ہیں اور اگر ہا کا ماقبل ساکن ہو تو تلفظ اور کتابت دونوں میں حذف کر دیتے ہیں جیسے منہ و عنہ۔ دوم جائز اور وہ بحالت وقف اور در وصل فواصل و قوافی میں آخر کلمہ سے واؤ اور یائے غیر ضمیر کا حذف ہے اور یہ وجہ فعل معتل لام میں متحقق ہوگی چنانچہ مصنف فرماتے ہیں کہ فصیح است یعنی در مضارع بحذف واؤ و یا یعنی بحالت وقف اور در وصل فواصل و قوافی میں بغیر

اور یرم بحذف واو اور یا فصیح ہے اسی طرح یغزا اور یرمی باثبات آنہا بنا بر اصل فصیح ہے لیکن غیر فواصل و قوافی میں بحالت وصل ان کا ثابت رکھنا واجب ہے۔ و فصیح ست لم یغزو لم یرمی الخ اور بحالت وصل اور وقف فواصل و قوافی کی رعایت کی وجہ سے لم یغزو لم یرمی باعادۂ واؤ اور یائے محذوف فصیح ہے جیسا کہ لم یغزو لم یرم بلا اعادہ بنا بر اصل فصیح ہے۔ قولہ۔ و قلیل ست حذف ضمیر الخ یعنی اور فواصل و قوافی میں جمع مذکر کی واؤ ضمیر اور واحد مونث کی یائے ضمیر کا حذف قلیل ہے جیسے لم تغزو اصیغہ جمع مذکر سے اور رمی صیغہ واحد مونث مخاطبہ سے اور قولہ در فواصل و قوافی یہ بر سبیل تنازع فصیح اور قلیل میں سے ہر ایک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور فواصل جمع فاصلۃ کی ہے آواخر آیات کو کہتے ہیں اور اسجاع بھی فواصل کے حکم میں ہیں اور قوافی جمع قافیہ کی ہے اواخر ابیات کو کہتے ہیں۔ وجہ پانزدہم۔ اعادۂ یا محذوف۔ اسی کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں کہ بعضے یای مرو قاض را باز آرند اور بعض حضرات یا مرو کو جواری یری سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور یا قاض کو جو حالت رفع اور جر میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے بحالت وقف واپس لے آئے ہیں۔ اور جا مری و قاضی و مررت بمری و قاضی بسکون یا کہتے ہیں۔ اور اکثر حضرات واپس نہیں لاتے اور ما قبل یا پر بطرز اسکان وقف کرتے ہیں جیسے جا نی قاض و مررت بقاض۔ وجہ شانزدہم۔ حذف یائے غلامی و نحو آں کہ جس کی طرف مصنف اشارہ کرتے ہیں کہ وہماں بعضے یائے با بہ غلامی ساکن بود یا مفتوح دیائے ساکن القاضی الخ قاضی در حال دخول لام رفعاً و جراً یائے یا قاضی ای یا لیکہ آخر منادیٰ بعد کسرہ مضاف بحذف الف مری دیا مری ای بخلاف اسم فاعلی از ری یری از باب افعال کہ در دو در حال خواہد دخول لام نیز اثبات یا واجب است زیرا کہ عین کلمہ اش پیشتر حذف شدہ است اگر اکنوں یا را کہ لام است انداز ند کلمہ بدوں وجہ اعلالی بریک حرف اصلی ماند چہ میم زائد ست چوں در کرم دیا در مرمیا اعلال حذف شد و بحث امالہ۔ جاننا چاہیئے کہ جملہ تصریفات سے امالہ ہے اور وہ لغت میں بمعنی کسی چیز کو ایک جہت سے دوسری جہت کی طرف مائل کرنا ہے اور اصطلاح اہل صرف میں وہ ہے جس کو مصنف فرماتے ہیں کہ و امالہ اے فتحہ را مائل بکسرہ ساختن یعنی فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کرنا اس طرح سے کہ فتحہ پورا نہ ہو بلکہ ایسی حرکت ملفوظ ہو جو فتحہ اور کسرہ کے بین بین ہو یہاں تک امالہ کی تعریف جمع اور منعکس ہو گئی اگر فتحہ کے بعد الف ہو تو ایک اور تغیر ضروری ہے جس کو مصنف فرماتے ہیں کہ و بسوی الف را مائل بسوی ساختن یعنی فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کرنا اور الف کو یا کی طرف اس طور سے کہ الف صرف ملفوظ نہ ہو بلکہ ایک ایسا حرف ملفوظ ہو جو الف اور یا کے بین بین ہو اور یہ فتحہ اور الف

رامائل بکسرہ ساختن پس الف رامائل بیا باعث براں بودن الف قبل کسرہ

نحو عالم یا بعد کسرہ بیک حرف یا دو باسکون اول نحو کتاب و دو جدان چون

الف از واؤ بود کسرۂ غیر رآآ اثر نکند یا بعد یا باوصل یا فصل یک حرف نحو

سیال و شیبان و رائیت زیداً یا بدل از یا یا واؤ مکسور نحو سال و کادیا گشتن

الف یائے مفتوح در وقتے نحو دعا یا حبلی یا وقف امالہ سابق نحو رایت عماداً

یا لاحق در فواصل نحو والضحیٰ حرف مستعلی بعد الف باوصل تابد و حرف مانع امالہ

است و قبل الف ہم مد در باب خاف و طاب و صفا چنانچہ رای غیر مکسور

متصل الف و رائے مکسورہ کہ متصل الف است و بعد مانع مانع است

عام ہیں کہ اصلی ہوں یا عارضی جیسا کہ عنقریب ضمن اشکال میں معلوم ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ اکثر اہل حجاز امالہ نہیں کرتے بلکہ امالہ غیر اہل حجاز کا لغت ہے اور امالہ پر زیادہ حریص بنی تمیم اور اسد اور قیس اور عامۂ اہل نجد ہیں کذا فی شرح الاصول الاکبریہ۔ قولہ باعث براں ای بر امالہ۔ مصنفؒ نے امالہ کا باعث اور سبب سات وجوہ کو قرار دیا ہے جن کو بضمن تردیدات بیان کرتے ہیں۔ باعث اول قولہ بودن الف قبل کسرہ الخ یعنی الف کا ماقبل کسرہ بلا فصل واقع ہونا عام ہے کہ کسرہ اصلی وضعی ہو جیسے قول عالم یا بنائے جیسے قرآل یا عارضی جیسے من دار اس میں کسرۂ را بوجہ عامل عارضی ہے لیکن غیر را پر کسرہ

عارضی موجب ضعیف ہے جیسے من کلام میں کسرۂ میم کذا فی الاصول۔ باعث دوم قولہ یا بودن الف بعد کسرہ بیک حرف یا دو بسکون اول الخ یا الف کا کسرہ کے بعد واقع ہونا لیکن چونکہ الف کا کسرہ کے بعد بدوں فصل واقع ہونا متصور نہیں ہے اس لئے کہ الف کے ماقبل فتحہ کا ہونا ضروری ہے لہذا الف اور کسرہ کے درمیان فصل کا ہونا ضروری ہے عام ہے کہ یہ فصل ایک حرف مفتوح کے ساتھ ہو جیسے قولہ کتاب اس میں الف کسرۂ کاف کے بعد بفصل یک حرف مفتوح ہے یا دو حرف کے ساتھ کہ جن میں پہلا ساکن ہو جیسے قولہ دجدان اس میں الف کسرۂ داؤ کے بعد بفصل دو حرف جیم و دال واقع ہے کہ جن میں سے پہلا حرف ساکن ہے پس اگر تین حرف فاصل ہوں جیسے قسمت قنبار میں نے قنب کو بتا اور قنب کستان کی ایک قسم ہے) یا دو ہوں لیکن دونوں متحرک ہوں جیسے اکلت عنبا تو اس وقت امالہ جائز نہیں ہے۔ کذا فی المفصل۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ کسرہ جس قدر الف سے زیادہ قریب ہوگا امالہ اولیٰ ہوگا پس امالہ کتاب اولیٰ امالہ جلباب سے ہے اور جس قدر کسرہ زیادہ ہوں گے امالہ اولیٰ ہوگا پس امالہ جلباب اولیٰ امالہ جلبابٌ سے ہے۔ قولہ چوں الف بدل از واؤ بود کسرہ غیر را اثر نکند در جواز امالہ الخ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ بھی مذکور ہوا اس تقدیر پر ہے کہ جب الف بدل واؤ سے نہ ہو لیکن اگر وہ واؤ سے بدلا ہوا ہو تو امالہ ممتنع ہے برابر ہے کہ الف قبل کسرہ کے ہو جیسے من باب یا بعد کسرہ کے جیسے بتاج ان میں الف بدل واؤ سے ہے ہاں البتہ اگر کسرہ حرف راء مہملہ پر ہو پھر الف بدل واؤ سے ہو تو اس صورت میں امالہ درست ہے جیسے من تراب و من دار اس لئے کہ جب راء حرف مکرر ہے تو اس کا کسرہ بمنزلہ دو کسروں کے ہوگا لہذا امالہ کا سبب قوی ہوگیا باعث سوم قولہ۔ یا بودن الف بعد یائی خفیہ یا وصل یا فصل یک حرف الخ یعنی یا الف کا یائے تحتانیہ کے بعد یا وصل واقع ہونا جیسے قولہ سیال بروزن سحاب ایک مقام کا نام ہے اس میں الف یا کے بعد وصل واقع ہے یا بفصل ایک حرف جیسے قولہ شیبان بروزن نیسان۔ قبیلہ کا نام ہے اس میں الف یا کے بعد بفصل ایک حرف واقع ہے اور جیسے زید ترکیب رایت زیدا میں بحالت وقف با امالہ فتحہ دال بکسرہ و امالہ الف و قفبہ مبدلہ از تنوین بیا۔ باعث چہارم۔ قولہ یا بودن الف بدل از یا الخ یا الف کا یائے اصلی سے بدلا ہوا ہونا خواہ یہ فعل میں ہو جیسے قولہ سال کہ اصل میں سیل تھا باب ضرب سے یا اسم میں جیسے ناب کہ اصل میں نیب تھا بمعنی دندان نیش اور خواہ وہ واؤ سے بدلی ہوئی ہو جیسے اعلیٰ بصیغۂ ماضی اس کا مصدر اعلاؤ ہے یا بدلی ہوئی نہ ہو جیسے گذر چکا۔ باعث پنجم یا از واؤ مکسور الخ یعنی یا الف کا واؤ مکسور سے بدلا ہوا ہونا جیسے قولہ کاو کہ اصل میں گوو بروزن علم تھا علی ما ہو التحقیق۔ باعث ششم۔ قولہ یا گشتن

الف یائے مفتوح در وقت الخ یہ کہ الف کا بعض وقت میں یعنی دوسرے کلمہ میں یائے مفتوح ہو جانا جیسے قولہ دعا کہ اس کا الف دعی مجہول میں یا ہو جاتا ہے اور جیسے قولہ حبلی یعنی (حاملہ عورت) کہ اس کا الف حبلیان تثنیہ میں یا ہو جاتا ہے پس قال میں امالہ نہیں کریں گے اس لئے کہ اس کا الف دوسرے کلمہ میں یائے ساکن ہو جاتا ہے نہ کہ اس میں جیسے قیل اسی طرح عصا میں امالہ نہیں کریں گے اس وجہ سے کہ اسکا الف اسی کلمہ میں بوقت تصغیر یا ہو جاتا ہے نہ دوسرے کلمہ میں۔ پس کہا جاتا ہے عُصَیَّۃٌ پھر عُصَیَّۃٌ۔ لیکن سیبویہ نے اپنی کتاب میں عصا جیسے کہ الف میں جواز امالہ کی تصریح کی ہے۔ باعث ہفتم

قولہ یا وفق الالہ سابق الخ یعنی یا دوسرے امالہ کی موافقت کی وجہ سے امالہ کرنا خواہ وہ دوسرا امالہ اس امالہ سے سابق یعنی پہلے ہو جیسے قولہ رایتُ عمادًا کہ اصل میں عماداً بتنوین تھا جب وقف کیا تنوین الف سے بدل گئی عماد ا بالف ہوا پس جب پہلے الف میں اس بنا پر کہ وہ کسرہ کے بعد ہے امالہ ہوا تو دوسرے الف میں بھی امالہ کیا تاکہ دونوں الفوں کا حال ایک ہو جائے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ موافق ہو جائیں۔ **قولہ** - یالاحق در فواصل الخ یا وہ دوسرا امالہ اس امالہ سے متاخر ہو اور یہ قسم فواصل آیات قرآنی میں ہوگی اور اسجاع اور قوافی فواصل کے حکم میں ہیں۔ کذا فی الاصول جیسے قولہ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ چونکہ ان دونوں کا الف واؤ سے بدلا ہوا ہے لہذا ان میں امالہ نہ ہونا چاہیئے تھا لیکن فاصلہ لاحقہ یعنی وما قلی کی رعایت کی وجہ سے کہ اس میں الف یا سے بدلا ہوا ہے ان دونوں میں بھی امالہ کرتے ہیں۔ اسباب امالہ سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنفؒ موانع امالہ بیان فرماتے ہیں۔ اوّل

قولہ حرف مستعلی بعد الف الخ یعنی حرف مستعلی امالہ کے لئے مانع قوی ہے جبکہ وہ الف کے بعد ایک کلمہ میں متصل واقع ہو جیسے عاصمٌ یا وہ الف کے بعد ایک کلمہ میں منفصل تا بدو حرف واقع ہوا ایک حرف کے ساتھ منفصل واقع ہونے کی مثال جیسے باسطٌ دو حرف کے ساتھ منفصل واقع ہونے کی مثال جیسے معاریض مانعیت کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اگر امالہ کریں تو نیچے سے اوپر کی طرف جانا لازم آتا ہے اور یہ زیادہ دشوار ہے ولہذا باوجود فصل دو حروف ہم مانع ست حرف مستعلی کا الف کے بعد ایک کلمہ میں ہو کر مانع امالہ ہونا تو بالاتفاق ہے لیکن جبکہ الف اور کلمہ میں ہو اور حرف مستعلی دوسرے کلمہ میں تو اس وقت اس کے مانع میں اختلاف ہے جیسے قستمتہا صیغی باوصل واقع ہونے کی مثال ہے اور جیسے بہا عتمۃ بفصل یک حرف واقع ہونے کی مثال ہے اور جیسے لیس ولہ الزاما مفصلاً بفصل دو حرف واقع ہونے کی مثال ہے۔ قولہ تا بدو حرف یہ دو حرف سے زائد فصل واقع ہونے سے احتراز ہے پس یہ مانع امالہ نہیں ہے جیسے فزہا بسوط یا دو حرف مستعلیہ سات میں خاء وغین معجمتین

صاد ضاد طا ظا اور قاف۔ دوم قولہ وقبل الف ہم اور حرف مستعلی کا الف سے پیشتر واقع ہونا بھی مانع
امالہ ہے برابر ہے کہ وہ الف سے متصل واقع ہو جیسے مغاکم یا منفصل بیک حرف جیسے اضعاف اس لئے
کہ اس دقت اوپر سے نیچے کی طرف آنا لازم آتا ہے اور یہ اگرچہ زیادہ دشوار نہیں ہے تاہم دشواری کا سبب
ضرور ہے لیکن صورت فصل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس تقدیر پر ہے کہ جب حرف مستعلی مفتوح
نہ ہو اور الف کے ساتھ ایک کلمہ میں ہو جیسے خلاف اور خفاف اور اضعاف میں لیکن اگر وہ مفتوح ہے
جیسے ضوامن اور ضواعق تو امالہ بالاتفاق ممتنع ہے اور اگر ہر ایک علیحدہ کلمہ میں ہوں جیسے ھَبَطَا سالِمٌ
تو امالہ بالاتفاق جائز ہے جیسا کہ فصل بدو حرف کی صورت میں جیسے اختیار و اغتیابٌ ہذا ہو التحقیق
وقولہ فی الحاشیۃ ای بلا فصل یعنی حرف مستعلی قبل الف مانع ضعیف امالہ است چہ دریں صورت
اگر امالہ کنند لازم آید از بالا بپائیں آمدن و ایں دشوار نیست ولہذا منع نہ کند مگر آنکہ متصل الف باشد
مخالف ایں تحقیق ست۔ کذا فی الشروح قولہ و در باب خاف و طاب و صفا یعنی حرف مستعلی مانع امالہ
نہیں ہے جبکہ وہ الف سے پیشتر ہو جو واؤ مکسور سے بدل ہے جیسے خاف یا یا سے بدل ہے جیسے طاب کہ
اصل میں طیب تھا یا اس واؤ سے بدل ہے جو کبھی یا ہو جاتی ہے جیسے صفا کہ اصل میں صفو تھا کہ اس کے
مجہول ضمہ میں وہ یا ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ اسباب کمال قوت میں ہیں اور حرف مستعلی الف سے پیشتر
مانع ضعیف ہے لہذا وہ ان کے معارض نہ ہوگا۔ سوم قولہ۔ چنانچہ رائے غیر مکسور متصل الف الخ یہ حرف
مستعلی کے ساتھ منع امالہ پر تشبیہ ہے یعنی حرف مستعلی مانع امالہ ہے جیسا کہ رائے غیر مکسور یعنی مفتوح اور
مضموم متصل الف کے مانع امالہ ہے خواہ وہ الف سے پیشتر ہو یا الف کے بعد جیسے کرامٌ وہذا حمارک و
رایت حمارک۔ قولہ درائے مکسورہ کہ متصل الف ست و بعد مانع کہ حرف مستعلی و رائے مفتوح ست
واقع ست مانع مانع ست۔ یعنی مانع امالہ را از منع باز دارندہ است پس پہلے اور تیسرے مانع سے مراد
حرف مستعلی اور رائے مفتوح ہے اور دوسرے مانع سے مراد معنی لغوی یعنی روکنے والا۔ خلاصہ یہ
کہ جب رائے مکسورہ الف کے بعد متصل ہو اور مانع یعنی حرف مستعلی یا رائے مفتوح کے بعد ہو تو یہ
مانع کی منع کو دور کر دیتی ہے یعنی اس وقت امالہ جائز رہے گا جیسے قولہ صارف اور خارجٌ اور
ضاربٌ اور مع الابرار اور من الاسرار اور یہ اس لئے ہے کہ مانع کا تقاضا یہ ہے کہ امالہ نہ ہو اور الف
کے بعد کسرہ جواز امالہ کو چاہتا ہے لیکن کسرہ را بمنزلہ دو کسرہ ہونے کی وجہ سے مجوز قوی ہو گیا اور مانع
پر غالب آگیا اور اگر را مانع کے بعد ہے لیکن متصل الف نہیں جیسے مررتُ بقادر تو اس کے امالہ
میں اختلاف ہے اور اگر وہ الف کے بعد نہ ہو بلکہ الف کے قبل ہو جیسے قولہ باری تعالے من رِبَاطِ الخیلِ

یا یہ کہ الف کے بعد تو ہو لیکن مانع کے بعد نہیں ہے جیسے فاروق تو امالہ ممنوع ہے اس لئے کہ نیچے سے اوپر کو جانا لازم آتا ہے اور وہ زیادہ دشوار ہے۔

نحو صارف ورواست امالۂ فتح منفرد قبل ہائے تانیث یا رائے مکسورہ نحو

کہ بعد آں الف نباشد ۱۲

رحمۃ وحقۃ ومن الضرر والمحاذر ودراہم مبنی وحرف جر متی وانی وذا وجر ملی و

یا لا ورا تا لا روا نبود وتثنیہ یعنی الحاق الف ونون یا یا ونون بکلہ تا دلالت کند بر

در حالت رفع ۱۲ بعد فتحہ ورہ الف نصب وجر ۱۲

دو شئ از یک معنی نحو رجل رجلان وعین عینان پس الف اگر ثالث واز واؤ بود

اے بدل از واو ۱۲

حقیقۃ باشد یا مجازاً چوں زیدین کہ مفرد را تبدیل مے یابد بہ تثنیہ آورند تا بجنبیں ابوین وقمرین بتغلیب ۱۲

واؤ شود کثالث اصلی لم یمل وگرنہ یا گردد وہمزہ مبدد دہ اگر اصلی ثابت باند وگرنہ

چوں عصا وعصوان ۱۲ امالہ کردہ نہ شود ۱۲

واؤ شود وجوباً اگر از الف تانیث ست والا جواز اً وجمع کہ دلالت کند بر زیادہ بر دو

از یک معنی دو نوع ست صحیح کہ بواؤ یا یا ونون ست یا بالف وتا موضوع ست مر قلت

ان کرد احد دراں صحیح بود ۱۲ غالباً بر اے مذکر عاقل ۱۲

را ومکسر دو قسم ست قلیل کہ دلالت کند بر سہ تا دہ وزنش چہار ست افعل جمع فعل کہ

بالفتح ۱۲

قولہ۔ درواست امالۂ فتح منفرد الخ اور فتح منفرد یعنی اس فتح کا جو الف کے ساتھ نہ ہو امالہ جائز ہے بشرطیکہ وہ یا تو ہائے تانیث یعنی اس تا سے جو تانیث سے قبل ہو جو حالت وقف میں ہا ہو جاتی ہے اس میں جواز امالہ کی وجہ یہ ہے کہ ہائے مذکور الف کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے لفظاً تو خفت میں اور معنی تانیث میں اس لئے کہ الف بھی تانیث کے لئے ہوتا ہے یا وہ راء مہملہ مکسورہ کے قبل ہو اور

مفتوحہ کہ جس کے فتحہ کے امالہ میں کلام ہے ان دونوں تقدیروں میں سے ہر ایک تقدیر پر عام ہے کہ وہ حرف مستعلی ہو یا راء مہملہ یا ان کے غیر پس کل چھ صورتیں ہو جائیں گی تین تو یہ کہ وہ ہائے تانیث کے قبل ہو جیسے قولہ رحمۃ وحقہ وکدرۃ پہلی مثال اس فتحہ کی ہے جو غیر حرف مستعلی اور غیر حرف راء پر ہے اور یہ امالہ حسن ہے لہذا مصنفؒ اس کی مثال پہلے لائے ہیں۔ اور دوسری مثال اس فتحہ کی ہے جو حرف مستعلی پر ہے اور یہ متوسط ہے حسن اور نہ قبیح تیسری مثال اس فتحہ کی ہے جو راء مہملہ پر ہے لیکن چونکہ راء مفتوح قبل تا میں امالہ مستکرہ ہے لہذا مصنف نے اس کی مثال سے چشم پوشی کی اور تین یہ کہ وہ مفتوح راء مکسورہ کے قبل ہو جیسے من البقر۔ اور قولہ من الضرر ومن المحاذر بصیغہ اسم مفعول مصدر محاذرۃ ہے بمعنی ایک دوسرے سے ڈرنا۔ پس فتحہ راء میں امالہ قبیح ہے اس لئے کہ اسکا فتحہ بمنزلہ وقف کے ہے لہذا اس کا امالہ عمل کثیر کو چاہتا ہے جس کی طرف بغیر سبب قوی کے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ اور حرف مستعلی میں امالہ متوسط ہے یعنی کہ نہ حسن ہے اور نہ قبیح اس لئے کہ اس کا فتحہ اگرچہ دونوں کے برابر نہیں ہے لیکن اس کا استعلاء حسن کے منافی ہے اور فتحہ غیر راء اور نیابت مستعلی میں امالہ حسن ہے اس لئے کہ اس میں قبح کا مقتضی اور حسن کا مانع نہیں ہے بشرطیکہ وہ ہائے تانیث یا راء مکسورہ کے قبل ہو۔ راء مکسورہ کے قبل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امالہ اس فتحہ میں جو غیر الف اور بغیر ہا تانیث کے ہے دشوار ہے لہذا اس کا سبب داعی سوائے راء مکسورہ کے نہیں ہے اس لئے کہ اس کا کسرہ بمنزلہ دو کسروں کے ہوتا ہے۔ چہارم قولہ ودراسم مبنی پنجم قولہ حرف جز متی دانی و اذا الخ یعنی اسم مبنی اور حرف میں امالہ جائز نہیں ہے سوائے چند کلمات کے کہ ان میں امالہ درست ہے اول متی دوم انی یہ دونوں اسماء جازمہ افعال سے ہیں۔ سوم ذا یہ اسم اشارہ ہے۔ چہارم بلی یہ حرف ایجاب ہے پنجم یا یہ حرف ندا ہے۔ ششم لا جو ترکیب تالا میں ہے۔ مصنفؒ لفظ جزو جگہ لائے ہیں ایک تو متی سے پہلے دوسرے بلی سے پہلے اور یہ بعض اسم اور حرف میں فرق کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ واؤ عطف کافی تھا۔ جاننا چاہیئے کہ اسم مبنی اور حرف میں امالہ کا عدم جواز اس صورت میں ہے کہ جب یہ اپنے معانی پر باقی ہوں اس لئے کہ وہ ان دونوں میں تصرف کو جائز نہیں رکھتے لہذا ان میں امالہ بھی جائز نہ ہوگا اور نیز ان کا الف اصلی ہوتا ہے نہ واؤ یکسور سے بدل ہوتا ہے اور نہ یا سے اور نہ اس واؤ سے بدل ہوتا ہے جو کبھی یا ہو جاتی ہے لہذا ان میں امالہ کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی ہاں اگر یہ اپنے معانی سے منقول ہو کر کسی کا علم ہو جائیں تو اس وقت وہ اسم متمکن کے حکم میں ہو جائیں گے اور ان میں امالہ جائز ہوگا اور اسماء مبنیہ میں سے متی اور انی اور ذا کے استثنا کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں

جواب اور استفہام میں استقلال کی سبب سے اور اس وجہ سے کہ وہ ذکر فعل سے مستغنی کر دیتے ہیں بمنزلہ فعل ہیں یعنی اگر کوئی شخص کہے من فعل کذا تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ذالای فعلہ ذا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ اسیر تو اس سے دریافت کرتے ہیں کہ متی اے متی تسیر۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اعطیتہ مائۃ دینار تو کہا جاتا ہے کہ ائی اے من این اعطیتہ اور حرف بلی اور الا کی جو امالا میں ہے استثنا کی وجہ یہ ہے کہ حرف بلی جواب میں مستقل ہونے کی سبب سے اور اس وجہ سے کہ وہ ذکر جملہ سے مستغنی کر دیتا ہے بمنزلہ کلام مستقل کے ہے جیسے قول باری تعالےٰ الست بربکم قالوا بلیٰ ای بلا انت ربنا لہذا اس میں امالہ کیا جاتا ہے جیسے رمی اور قلی میں اور حرف یا جو ندا کے لیے ہے چونکہ فعل یعنی اُدعُو کی جگہ میں واقع ہوتا ہے لہذا اس نے امالہ میں فعل کا حکم لے لیا اور امالہ بفتح ہمزہ و کسرہ دونوں طرح آیا ہے اور دونوں تقدیروں پر اس میں لا فعل کی جگہ میں واقع ہے مثلاً تم نے کسی کو کہا کہ فعل اور پھر وہ کرنے سے باز رہا تو تم کہو گے کہ امالای لان کنت لا تفعل کذا لتکلم لام جارہ ان مصدر کنت فعل مع اسم لا تفعل کذا جملہ فعلیہ اس کی خبر اس کے بعد یہ فعل اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل مصدر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق تکلم کے ہوا جو باب تفعل سے امر کا صیغہ ہے اور اس کی تقدیم حصر کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ترک فعل کے سبب کے اہتمام کی وجہ سے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ (اس کام کے نہ کرنے کا سبب بیان کر) پس لام جار کو قیاساً حذف کر دیا اور کنت اور تفعل کذا کو بدول لا تخفیفاً حذف کر دیا اس کے بعد ما ئے زائدہ کو کنت کے عوض کنت کی جگہ میں لے آئے اور لائے نافیہ کو تفعل کے عوض قائم کر دیا آن مالا ہوا بعد میں نون کا ادغام میم میں کر دیا امالا بفتح ہمزہ ہوا اور چونکہ متعلق مودی متعلق ہے لہذا تکلم کو بھی حذف کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کی اصل ان کنت لا تفعل کذا فتکلم بجملہ شرطیہ ہے شرط اور جزا کو حذف کر کے لا نافیہ کو اس کے بجائے قائم کر دیا اور چوں کہ اس حرف کا جو شرط اور جزا کے قائم مقام ہو حرف شرط کے ساتھ مباشر ہونا مکروہ تھا لہذا ما زائدہ کو ان کے درمیان فاصل لے آئے اور پھر نون کا میم میں ادغام کر دیا امالا بکسر ہمزہ ہوا کذا فی خلیص الفصول الکبری۔ اور شرح اصول اکبریہ میں ہے کہ تقول لاحد مثلاً اخرج فاذا امتنع عن الخروج تقول امالای ان کنت لا تخرج فتکلم فحذف کان مع اسمہ وخبرہ بدلت لا وعوض عنہ ما وادغم النون فی المیم ویحذف الجزاء لدلالۃ الشرط والمقام۔ پس معلوم ہوا کہ اس جگہ کلمہ لا فعل سے مستغنی کر دیتا ہے لہذا اس نے امالہ میں فعل کا حکم لے لیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب حروف مذکورہ بمنزلہ افعال ہیں اور افعال میں امالہ شائع ہے جیسے رمی اور قلی لہذا وہ حروف مذکورہ میں بھی جو

جو بہتر لہ افعال ہیں امالہ جائز رکھتے ہیں۔ قولہ وتثنیہ لغت میں بمعنی دو کردن و بدو نسبت کردن دو دم گردانیدن ہے لیکن اصطلاح میں وہ ہے جس کو مصنف فرماتے ہیں یعنی الحاق الف و نون مکسور یا یا و نون مکسور بعد فتحہ بکلمہ ای اسم تا دلالت کند بر دو شئی از یک معنی خلاصہ یہ ہے کہ آخر اسم مفرد کو فتحہ دے کر الف اور نون مکسورہ بحالت رفعی یا یا اور نون مکسورہ بحالت نصبی اور جری لاحق کرنا تاکہ یہ لحوق ایک جنس کی دو شئی پر دلالت کرے جیسے قولہ رجلٌ و رجلانِ و رجلَیْنِ و عینٌ و عینانِ و عینَیْنِ و ابوان یعنی (اب اور ام) اور قمران یعنی (شمس و قمر) جیسے کلمات سوان میں تغلیب ہے پس ان میں تغلیباً ایک کو جو دوسرے کے ساتھ بعض اوصاف میں شریک ہے دوسرے کا عین قرار دے کر تثنیہ کر لیا۔ جاننا چاہیئے کہ اس امر میں اختلاف ہے کہ تعدد پر دلالت کرنے والا نفس کلمہ بشرط الحاق ہے یا الحاق الف و یا یا مجموع اور حق یہ ہے کہ تعدد پر دلالت کرنے والی وہ ہیئت ہے جو ملحق اور ملحق بہ کے اجتماع سے حاصل ہوئی ہے لیکن نون کو اس دلالت میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے کہ وہ بنا بر اختلاف رائیں یا تو حرکت مفرد یا تنوین مفرد کے عوض میں ہے اسی وجہ سے تثنیہ کا مدلول حالت اضافت میں باقی رہتا ہے اور نون باقی نہیں رہتا جیسے غلاما و غلامیہ جاننا چاہیئے کہ کبھی آخر مفرد میں الف مقصورہ ہوتا ہے یا الف ممدودہ تو اس وقت تثنیہ کے وقت اس میں کیا صورت ہوگی جس کو مصنف بیان بتلاتے ہیں کہ پس الف اگر ثالث واؤ بود الخ یعنی اگر مفرد میں الف مقصورہ تیسری جگہ میں واؤ سے بدلا ہوا ہو تو تثنیہ کے وقت وہ الف واؤ ہو جاتا ہے جیسے عصا میں عصوان و عصوین۔ قولہ۔ لثالث اصلی لم یل الخ یعنی الف مذکورہ تثنیہ کے وقت واؤ ہو جاتا ہے مثل اس الف ثالث اصلی کے کہ جس میں امالہ جائز نہیں ہے جیسے الیٰ و علیٰ کہ ان میں علمیت کے بعد تثنیہ کے وقت الف واؤ ہو جاتا ہے جیسے الوان و علوان۔ قولہ۔ وگرنہ یا گردد الخ اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ الف یا ہو جاتا ہے خواہ ثالث یا سے بدلا ہوا ہو جیسے رحیٰ یا وہ ثالث اصلی ہو کہ جس میں امالہ جائز ہے جیسے متیٰ یا ثالث نہ ہو عام ازیں کہ وہ واؤ سے بدلا ہوا ہو جیسے مصطفیٰ یا یا سے جیسے مہتدیٰ یا وہ دوسرے سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ تانیث کے لئے ہو جیسے حبلیٰ یا الحاق کے لئے ہو جیسے ارطیٰ (ایک درخت کا نام ہے) کہ یہ ملحق بجعفر ہے یا زیادت محض کے لئے ہو جیسے قبعثریٰ۔ پس ان سب صورتوں میں الف تثنیہ کے وقت یا ہو جاتا ہے جیسے رحیان و متیان و مصطفیان و مہتدیان و حبلیان و ارطیان و قبعثریان۔ قولہ و ہمزہ ممدودہ اگر اصلی ثابت ماند الخ اور ہمزہ ممدودہ اگر اصلی ہے یعنی وہ نہ کسی سے بدلا ہوا ہے اور نہ زائد ہو تو وہ تثنیہ میں ثابت رہے گا جیسے قرا میں

تقدیر ان قولہ دگرنہ واؤ شود الخ اور اگر وہ اصلی نہ ہو بلکہ زائد ہو یا بدل پس اگر زائد ہے تو اس کی زیادتی یا تو الحاق کے لئے ہوگی جیسے علباءٌ بالکسر یعنی رگِ گردن ملحق قرطاس ہے تانیث کے لئے جیسے حمراء اور اگر بدل ہے تو وہ یا تو واؤ سے بدل ہوگا جیسے کساءٌ یا یا سے جیسے رداءٌ۔ یہ کل چار صورتیں ہوئیں پس ہمزہ مکسورہ تثنیہ میں وجوباً واؤ ہو جاتا ہے اگر وہ تانیث کے لئے ہے جیسے حمراء میں جو احمر کا مؤنث ہے حمراوان مصنفؒ کی الف تانیث سے مراد ہمزہ ممدودہ ہے اس لئے کہ الف کا اطلاق ہمزہ پر شائع ہے جیسے الف استفہام اور الف لام تعریف۔ قولہ والا جوازاً الخ اور اگر وہ تانیث کے لئے نہ ہو بلکہ زائد الحاق کے لئے ہو یا بدل واؤ سے ہو یا یا سے تو ان تینوں صورتوں میں وہ تثنیہ میں جوازاً واؤ ہو جاتا ہے جیسے علباوان وعلیاءان وکساوان کسائان حمراوان حمرائان (فائدہ) نون تثنیہ کے لئے کسرہ اس واسطے اختیار کیا کہ کسرہ ثقل میں ضمہ اور فتحہ کے بین بین ہے اور اور تثنیہ بھی مفرد اور جمع کے بین بین ہے لہذا بین بین کو بین بین دیدیا گیا اور جملہ تصرفات سے جمع ہے جس کو مصنفؒ بیان کرتے ہیں قولہ وجمع کہ دلالت کند بر زیادہ الخ یعنی جمع کی دلالت دو شئی سے زیادہ پر ہوتی ہے ایک جنس سے پس جمع کا باعتبار وضع اولی مرتبہ تین ہے اور کبھی وہ جمع کا اطلاق دو پر بھی کرتے ہیں لیکن یہ اطلاق مجازی ہے نہ کہ حقیقی اگرچہ بعض امور شرعیہ میں اس کا اطلاق بر سبیل حقیقت دو پر بھی واقع ہے جیسے جماعت نماز اور احکام میراث میں قولہ دو نوع ست یہ وجمع کہ دلالت کند الخ کی خبر ہے یعنی اور جمع جو ایک جنس کی دو شئی سے زیادہ پر دلالت کرتی ہے باعتبار صیغہ دو قسم پر ہے اول۔ قولہ صحیح کہ بواؤ یا یا ونون ست یا بالف وتا الخ اول صحیح کہ جسمیں بناء واحد سلامت ہو یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے آتی ہے مذکر کے لئے بحالت رفع واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح اور بحالت نصب وجر یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح کے ساتھ ہوتی ہے جیسے زیدون وزیدین وضاربون وضاربین اور یہ دونوں حالتیں باعتبار اصل ہیں لیکن تعلیل کے بعد ہر حال میں واؤ اور یا کا ماقبل مفتوح ہوگا جیسے اعلون واعلین اور مؤنث کے لئے الف اور تا کیساتھ جیسے ہندات ومسلمات وثمرات۔ اگر کوئی کہے کہ مسلماتٌ جمع صحیح مسلمۃٌ کی ہے اور اس میں بنائے واحد سالم نہیں۔ جواب یہ ہے کہ سلامت مذکور سے مراد یہ ہے کہ وہ بنائے جمع کے وقت سلامت رہے اور مسلمات بنانے کے وقت مسلمتٌ تھا بعد میں تائے مطردہ کو جو تانیث پر دلالت کرتی ہے تکثیر کی وجہ سے حذف کر دیا۔ قولہ موضوع ست مر قلت را الخ ان دونوں میں سے ہر ایک قلت کے لئے موضوع ہے جس کا اطلاق تین سے دس تک ہے اور بعض کے نزدیک جمع صحیح بغیر لحاظ قلت وکثرت

مطلق جمع کے لئے آتی ہے اور ان کی دلیل باری تعالےٰ کا قول ہے۔ ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات الی آخرہ۔ ماقال اعد اللہ لہم مغفرۃ و اجرا عظیما۔ اور جو حضرات قلت کے قائل ہیں وہ اس آیت اور اس کی مثل کی توجیہ میں کہتے ہیں کہ جمع صحیح کی اصل وضع قلت کے لئے ہے لیکن استعمال میں اس کا اطلاق کثرت پر شائع ہے جیسا کہ جمع کا اطلاق قلت پر جیسے قول باری تعالےٰ یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء میں۔ قولہ۔ دوم مکسر الخ دوم مکسر کہ جمس میں بناء واحد سلامت نہ ہو جیسے رجل کی جمع رجال اور یہ جمع مکسر باعتبار معنی دو قسم پر ہے

اسم بود نہ اجوف و در اسم چہار حرفی کہ مؤنث بود بتقدیر تا و سوم ش مدہ بود و در

نعت ۱۲ یعنی مؤنث سماعی بود ۱۲

رجل و زمن و ضبع و قرد و ضلع و ضبع و نعمۃ داکتہ و جز آں نیز آید و مثل اقوس و اعین

بالکسر را جمع ارجل ۱۲ والے جمع ایں اوزان ہم ۱۲

شاذا فعال جمع فعل اجوف و قرد و جمل و فخذ و عجز و عنق و عدو و جمع

بفتحتین گردن ۱۲ بفتحتین شتر ۱۲ بالکسر را ۱۲ بالفتح را ۱۲

عنب و ابل اسماء شریف و میت صفۃ و در فرد و رطب و جاہل و جبان و جز آں نیز

ای فعیل ۱۲ بالفتح را ۱۲ بالکسر را ۱۲ صفت ۱۲

آید افعلۃ جمع اسم چہار حرفی کہ مذکر ست و سوم ش مدہ و مانند جیب و در نجد و فن

بفتح ہمزہ و کسر ہمزہ ۱۲ بدیں قید از فعل ممتاز شد ۱۲ بر سبیل المراد ۱۲

و جز آں نیز آید فعلۃ در ولد و شیخ و خلیل و غزال و غلام و کثیر کہ دلالت کند بر زیادہ

بالکسر چوں نعمۃ ۱۲ ای جمع لوزان مذکورہ بحسب سماع ۱۲

و بیش و زنش بسیار ست فعل جمع احمر و حمرا صفۃ و در فعل و فاعل و عمیمۃ و خوار

احترازا از جمع افعل اسم تفضیل و صمرا اسم ۱۲ بر وزن فعیلۃ ۱۲

و خوارۃ و فلک و اسد و بدنۃ و جز آں نیز آید فعل جمع فعال و فعال نہ مضاعف

بر وزن عنق ۱۲

اول۔ قولہ قلیل کہ دلالت کند الخ اور قلیل وہ جمع ہے جو باعتبار وضع تین سے دس تک دلالت کرے

اور اس کے چار وزن ہیں اول افعل الخ یعنی افعلٌ بفتح ہمزہ بسکون فا وضم عین کے وزن پر قیاساً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فعلٌ بفتح فا وسکون عین کے وزن پر اسم ہو اور اجوف نہ ہو جیسے افلس کہ جمع فلس کی ہے بمعنی پیسہ۔ قولہ اسم بود یہ صفت سے احتراز ہے جیسے صعبٌ قولہ نہ اجوف یہ قول اور بیع جیسے سے احتراز ہے کہ اس کی جمع افعالٌ کے وزن پر آتی ہے قولہ ودر اسم چار حرفیکہ مونث بود الخ اور سماعاً اسم چار حرفی کی جو مؤنث بتقدیر تا ہو اور اس کا تیسرا حرف مدہ ہو اس وزن پر جمع آتی ہے جیسے السنٌ و اذرعٌ و اعنقٌ کہ جمع لسانٌ و زراعٌ و عناقٌ کی ہیں۔ قولہ ودر رجلٌ و زمنٌ اسی طرح افعلٌ کے وزن پر سماعاً ان الفاظ کی جمع بھی آتی ہے جو فعلٌ بکسر فا کے وزن پر ہو جیسے قولہ رجلٌ بمعنی (پا) جمع ارجلٌ ہے۔ یا فعلٌ بفتحتین کے وزن پر ہو جیسے قولہ زمنٌ بمعنی (مرد یکہ از جانہ جنبد از جہت عذر) جمع ازمنٌ ہے یا فعلٌ بفتح فا وضم عین پر ہو جیسے قولہ ضبعٌ بمعنی گفتار جمع اضبعٌ ہے۔ یا فعلٌ بضمتین پر ہو جیسے قولہ فرطٌ۔ (فا کے ساتھ) بمعنی (وہ کام جو حد سے زیادہ گذر گیا ہو) جمع افرطٌ ہے۔ یا فعلٌ بکسر فا وفتح عین پر ہو جیسے قولہ ضلعٌ بمعنی (پسلی) جمع اضلعٌ ہے۔ یا فعلٌ بضم فا وسکون عین پر ہو جیسے قولہ ضنعٌ جمع اضنعٌ ہے یا فعلةٌ بکسر فا وفتح لام پر ہو جیسے قولہ نعمةٌ بمعنی مال دینکی جمع انعم ہے۔ یا فعلةٌ بفتحات پر ہو جیسے اکمة بمعنی ٹیلا جمع آکم ہے قولہ۔ وجز آں نیز آید الخ ان کے علاوہ اور دل کی بھی جمع سماعاً افعل کے وزن پر آتی ہے جیسے دارٌ اور نہارٌ کی جمع ادورٌ اور انہرٌ۔ جاننا چاہیئے کہ مصنف جہاں لفظ در لاتے ہیں وہاں اس سے ان کی مراد سماعاً و قلیلاً ہوتی ہے۔ قولہ۔ ومثل اقوس واعین شاذ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ فعل اجوف کی جمع اس وزن پر آتی ہے جیسے اقوس اور اعین کہ جمع قوسٌ اور عینٌ بفتح فا وسکون عین کی ہیں لہذا تمہارا قول نہ اجوف صحیح نہیں۔ مصنف اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں اگرچہ اس میں قیاس اقواس اور اعیانٌ تھا اس لئے کہ فعل اجوف کی جمع افعال کے وزن پر آتی ہے۔ دوم قولہ افعال الخ بفتح ہمزہ یہ قیاساً فعل بفتح فا وسکون عین کی جو اجوف واوی ہو یا یائی جمع آتی خواہ وہ اسم ہو جیسے اقوالٌ اور انیابٌ جمع قولٌ و نابٌ کی ہے۔ یا صفت جیسے اعوانٌ اور اضیافٌ جمع عونٌ بمعنی (مددگار) اور ضیفٌ بمعنی مہمان کی ہیں۔ قولہ و قرءٌ و حملٌ الخ۔ اسی طرح یہ قیاساً فعل بضم فا کی جمع آتی ہے خواہ وہ اسم ہو جیسے قولہ قرءٌ بمعنی حیض اور طہر یا صفت جیسے حرٌ بمعنی آزاد۔ اور فعل بکسر فا وسکون عین کی خواہ وہ اسم ہو جیسے قولہ حملٌ بمعنی (بار پشت) یا صفت جیسے بکرٌ (دوشیزہ) اور فعل بفتحتین کی خواہ اسم ہو جیسے قولہ جملٌ بمعنی (اونٹ) خواہ صفت جیسے

بطلٌ بمعنی دلیر) اور فَعِلٌ بفتح فا و کسر عین کی خواہ اسم ہو جیسے قولہ فخذٌ بمعنی (ران) خواہ صفت جیسے نکدٌ بمعنی (تنگ عیش) اور فعلٌ بفتح فا و ضم عین کی خواہ اسم ہو جیسے قولہ عجزٌ بمعنی (سُرین) خواہ صفت جیسے یقظٌ بمعنی (بیدار) اور فعلٌ بضمتین کی خواہ اسم ہو جیسے قولہ عنقٌ بمعنی (گردن) خواہ صفت جیسے کفورٌ بمعنی (ہم مثل) اور فعولٌ بفتح فا ناقص واوی کی خواہ صفت ہو جیسے قولہ عدوٌ بمعنی (دشمن) خواہ اسم بمعنی فلوٌ بمعنی (گھوڑے اور گدھے کا بچہ) پس یہ آٹھوں وزن اسم و صفت میں مشترک ہیں۔ قولہ۔ وجمع ابلٌ وعنبٌ اسما الخ اور یہ فعل بکسر فا و فتح عین اور فعولٌ بکسر عین کی جمع آتی ہے جبکہ یہ اسم ہوں جیسے قولہ عنبٌ بمعنی (انگور) اور ابلٌ بمعنی (اونٹ)۔ قولہ۔ وشریفا وسیت صفۃ الخ اور یہ نیز فعیلٌ صحیح کی اور فعیلٌ اجوف کی جمع آتی ہے جبکہ یہ صفت ہوں جیسے قولہ شریفٌ بمعنی (بزرگ) اور قولہ میتٌ۔ اور یہ سب کے سب قیاسی ہیں قولہ۔ ودرہ ورطب الخ اور یہ بحسب سماع جمع فعلٌ بفتح فا و سکون عین کی بھی جو صحیح العین ہوا آتی ہے جیسے قولہ فرہٌ بمعنی دیکھنا اور فعلٌ بضم فا و فتح عین کی جیسے قولہ رطبٌ بمعنی (تر چھوارہ) اور فاعلٌ کی جیسے قولہ جاہلٌ بمعنی (نادان) اور فعالٌ بفتح فا کی جیسے قولہ جہانٌ بمعنی (بزدل) قولہ وجزآں نیز آید الخ ای بحسب سماع جیسے فلذۃ بکسر فا بمعنی (پارۂ از جگر و گوشت و مال دار سیم و زر) جمع افلاذ ہے۔ اور جیسے ظعینۃٌ بمعنی (ہودج وزن کہ در ہودج باشد) جمع اظعانٌ ہے۔ اور جیسے ادامٌ بمعنی (نان خورش یعنی سالن) جمع آدام ہے۔ سوم قولہ افعلۃ۔ بفتح ہمزہ و سکون فا و کسر عین۔ یہ اسم چار حرفی مذکر کی جمع آتی ہے جس کا تیسرا حرف مدہ ہو جیسے طعامٌ (کھانا) جمع اطعمۃ ہے اور رغیف (روٹی) جمع ارغفۃٌ ہے۔ قولہ ومانند حبیب الخ اور افعلۃ جمع حبیب جیسے لفظ کی آتی ہے یعنی صفت مضاعف کی جو فعیل کے وزن پر ہو جیسے اجبۃٌ اور جیسے اعزۃ جمع عزیزٌ کی ہے قولہ ودر نجد وقن الخ اور یہ بحسب سماع فعلٌ بفتح فا و سکون عین کی جمع آتی ہے جیسے قولہ نجدٌ (بلندی زمین) اور فعلٌ بکسر فا کی جیسے قولہ قنٌ (غلام) جمع اقنۃٌ ہے قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ لکن بحسب سماع جیسے قرطٌ بضم قاف کی جمع اقرطۃٌ (گوشوارہ) چہارم قولہ فعلۃ در ولدٌ وشیخٌ الخ اور فعلۃٌ بکسر فا و سکون عین بحسب سماع جمع فعلٌ بفتحتین کی آتی ہے جیسے قولہ ولدٌ بمعنی (فرزند) جمع ولدۃٌ ہے اور فعل بفتح فا کی جیسے قولہ شیخ جمع شیخۃٌ ہے اور فعیلٌ کی جیسے قولہ خلیل بمعنی (دوست) جمع خلۃٌ ہے اور فعال بفتح فا کی جیسے قولہ غزالٌ (ہرن) جمع غزلۃٌ ہے اور فُعال بضم فا جیسے

قولہ غلام جمع غلمۃ ہے۔ شعر۔ جمع قلت چہار ست ابنیہ با افعل و افعال و فعلۃ افعلۃ۔ جمع مکسر کی قسم دوم۔ قولہ و کثیر کہ دلالت کند الخ ہے۔ اور کثیر وہ جمع ہے جو گیارہ پر اور اس سے زائد پر لامتناہی تک دلالت کرے لیکن استعمال میں اس کا اطلاق کبھی گیارہ سے کم پر بھی آجاتا ہے جیسے قولہ تعالےٰ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ اس کے اوزان تو بہت ہیں مگر مصنف نے اپنی اس کتاب میں کل بتیس وزن بیان کئے ہیں۔ اول قولہ۔ فعل جمع احمر و حمراء صفۃ الخ فَعْلٌ بضم فا و سکون عین کے وزن پر بحسب قیاس جمع اس صفت کی آتی ہے جو افعل اور فعلا کے وزن پر ہو جیسے قولہ احمر بمعنی (سُرخ مرد) اور قولہ حمراء بمعنی (سُرخ عورت) یہ احمر کی مؤنث ہے دونوں کی جمع حُمْرٌ ہے قولہ۔ دوم فعل و فاعل و عیمۃ الخ اور اس وزن پر سماعًا جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فعلٌ بفتح فا و سکون عین کے وزن پر ہو جیسے لُدُنٌ بمعنی (نرم) جمع لُدُنٌ ہے بضم لام اور جو فاعل کے وزن پر ہو جیسے باذل بمعنی (جوان) اونٹ جس کے دانت نکلے ہوں اور یہ آٹھویں یا نویں سال میں ہوتا ہے) اور جو فعیلۃٌ پر ہو جیسے قولہ عیمۃٌ بمعنی (ہودج) عُمٌ ہے اور جو فعال اور فعالۃ پر ہو ہر دو بفتح فا و تشدید عین جیسے قولہ خوار بمعنی (سُست و ضعیف و نرم) اور جیسے قولہ خورۃ بمعنی (زمین نرم و ناقۂ بسیار شیر دار) دونوں کی جمع خورٌ ہے۔ کذا فی الاصول۔ اور جو فعل بضم فا پر ہو جیسے قولہ فلک بمعنی (کشتی) جمع اور مفرد دونوں ایک صورت پر ہیں لیکن فرق اعتباری ہے بایں طور کہ مفرد بروزن قفل ہے اور جمع بروزن اُسُدٌ اور جو فعل بفتحتین پر ہو جیسے قولہ اسدٌ بمعنی (شیر) اور جو فعلۃ بفتحات پر ہو جیسے قولہ بدنۃ بمعنی شتر و گاؤ قربانی کہ بمکہ برند) قولہ وجز آں نیز آید الخ ای بحسب سماع جیسے نفساء بمعنی (زن زچہ) جمع نُفَسٌ ہے۔ دوم قولہ۔ فعل جمع فُعَّال و فِعال الخ اور فُعُلٌ بضمتین بحسب قیاس جمع فعال بفتح فا کی آتی ہے خواہ وہ اسم ہو جیسے اتانٌ بمعنی (گدھی) خواہ صفت جیسے صناع بمعنی (زن حاذقہ ماہر در صنعت) جمع اُتُنٌ اور صُنَّعٌ سے اور فعال بکسر فا کی خواہ اسم ہو جیسے کتابٌ خواہ صفت جیسے کناذٌ بمعنی (زن ضربہ) جمع کُتُبٌ اور کُنُزٌ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ فعال بالفتح اور بالکسر مضاعف نہ ہو پس اگر یہ مضاعف ہوں تو ان کی جمع اس وزن پر نہیں آئے گی جیسے جنان بالفتح اور کمام بالکسر بمعنی (غلاف شگوفہ) رہا عُنُنٌ جو جمع عنان کی ہے اور عضض جو جمع عضاض کی ہے سو یہ شاذ ہیں اور یہ فعیلٌ کی جمع آتی ہے خواہ اسم ہو جیسے سریر بمعنی (تخت) یا صفت جیسے نذیرٌ بمعنی (ڈرانیوالا) جمع سرر اور نذر ہے اور فعول بفتح فا کی خواہ اسم ہو جیسے عمودٌ بمعنی (ستون) خواہ صفت جیسے صبورٌ

بمعنی (صبر کرنے والا) جمع صمدٌ اور صبرٌ ہے لیکن جبکہ یہ دونوں صفت ہوں تو اس وقت ان کی اس وزن پر جمع آنے کی شرط یہ ہے کہ بمعنی مفعول نہ ہوں پس یہ قتیلٌ بمعنے۔

وفعیلٌ وفعولٌ در سقف بالفتح وخشن ونصف وقرادٌ وسفینۃ وجز آں نیز آید ودر ناقص سماعاً ۱۲

نیاید فُعلٌ جمع نوبۃ ودبرۃ وتخمۃ اسماً وفعلی افعل ودر رُدیاد حیلۃ وعدد وعجایۃ ای فعلۃ بالفتح اجوف واوی ۱۲ بروزن صرد ۱۲ بالضم ای مونث افعل التفضیل ۱۲

ونفساء نیز آید فِعَل جمع بدرۃٌ وفرقۃٌ اسماً ودر عددٌ وقتارۃٌ وعلجۃ وجز آں نیز آید۔ ای سماعاً ۱۲ بروزن رقبۃ ۱۲ بکسر فا وفتح عین ۱۲

فُعَلۃٌ جمع فاعل صفت عاقل کہ ناقص نہ بود ودر رسیدٌ وبرٌ وخبیث نیز آید فُعلۃٌ سماعاً ۱۲ بر سبیل اطراد ۱۲ بضم فا وفتح عین ۱۲

جمع فاعل کہ صفت عاقل بود وناقص ودر غوی وعریان وعدو وہادر نیز آید سماعاً ۱۲

فَعَلۃ در فعلٌ ودر قرد وقرط وجار اسماً ودر علج وہادرٌ وجز آں نادر ست فُعَلٌ جمع بالفتح نحو رطل در رطلۃ ۱۲ بضم فا ۱۲

فاعلٌ وفاعلۃ صفۃً ودر اعزل وسخل ونفساء نیز آید۔ فُعَّال جمع فاعل صفۃ ودر ظرد ۱۲ بضم فا وتشدید عین ۱۲

فاعلۃ وسخل ونفساء نیز آید فعال۔ جمع فعل نہ سیل واسمی بر حمل بروزن کتابٌ ۱۲

مقتولٌ اور رکوبٌ بمعنی مرکوب جیسے سے احتراز ہو جائے گا کذا فی الاصول۔ قولہ۔ در سقف وخشن الخ اور بحسب سماع یہ فعلٌ بفتح فا وسکون عین کی جمع آتی ہے جیسے قولہ سقف بمعنی (چھت) جمع سقف بضمتین اور فعلٌ بفتح فا وکسر عین کی جیسے قولہ خشن (سخت) اور بفتحتین کی جیسے قولہ نصف (سیاہ مگس) اور فُعال بضم فا کی جبکہ وہ اسم ہو جیسے قولہ قراد (چیچڑی) مشہور جاندار ہے جو کتے کے بدن پر ہوتی ہے۔

اور فعیلۃ کی خواہ اسم ہو جیسے قولہ سفینۃ (کشتی) خواہ صفت جیسے شجیعۃ (دلیر عورت) قولہ۔ وجرآں نیز آید الخ جیسے خشبۃ جمع خشبٌ ہے قولہ ودرناقص نیاید الخ اور یہ جمع ناقص میں نہیں آتی تاکہ آخر کلمہ میں حرف علت کا ضمہ کے بعد جو متروک ہے واقع ہونا نہ لازم آئے۔ اور عُمُن بضم ثانی مثلثہ وکسر نون جو جمع ثنیٌ بروزن فعیلٌ کی ہے نادر ہے بمعنی (چھ سال کی عمر کا اونٹ) یہ اصل میں ثنیٌ بضمتین تھا ضمہ نون کو کسرہ سے بدل کر بقاعدہ تلق یاکو حذف کر دیا۔ سوم قولہ فعل جمع توبۃ وبرقۃ الخ اور فعلٌ بضم فا وفتح عین قیاساً جمع فعلۃ بفتح فا وسکون عین کی آتی ہے جبکہ وہ اجوف واوی ہو جیسے قولہ نوبۃ بمعنی (باری) جمع نوبٌ ہے اور فعلۃٌ بضم فا وسکون عین کی جیسے قولہ برقۃٌ (وہ زمین کہ جسمیں پتھر اور مٹی اور ریت ہو) اور فعلۃ بضم فا وفتح عین کی جیسے قولہ تخمۃ فقد ہضمی) قولہ اسماً الخ یعنی ان تینوں وزنوں کی جمع فعلٌ پر جب آئے گی کہ یہ اسم ہوں اور فعلی بضم فا جو افعل اور تفضیل کا مونث ہے اس کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے جیسے فضلی جو افضل اسم تفضیل کا مونث ہے اس کی جمع فضلٌ ہے قولہ ودرروٗیا وحلیۃ الخ اور یہ سماعاً فعلی بضم فا اسمی کی جمع آتی ہے جیسے قولہ رُدیا بمعنے (آنچہ درخواب بیند) جمع رؤیٰ ہے اور فعلۃ بکسر فا کی جیسے قولہ حلیۃ بمعنی (زیور) جمع حلی ہے اور فعولٌ بفتح فا کی جیسے قولہ عدوٌ جمع عَدِیٌ ہے اصل میں عُدُوٌ تھا اور فعلۃ بضم فا کی جیسے قولہ عجمایۃ بمعنی (عصبٌ مرکبٌ عند سغ الدابۃ او کل عصبۃ فی ید او رجل) جمع عجیٌ ہے بروزن ہدیٌ اصل میں عجیٌ تھا اور فعلا بضم فا وفتح عین کی جیسے قولہ نفسا جمع نفس ہے بضم نون وفتح فا۔ چہارم قولہ فعل جمع بدرۃ الخ اور فعل بکسر فا وفتح عین کے وزن پر قیاساً جمع فعلۃ بفتح فا وسکون عین کی آتی ہے جیسے قولہ بدرۃ بمعنی (دس ہزار درہم کی تھیلی) جمع بدرٌ ہے اور فعلۃ بکسر فا کی جیسے قولہ فرقۃ بمعنی (گروہ) جمع فرقٌ ہے قولہ اسماً الخ یعنی ان دونوں کی جمع فعلٌ کے وزن پر جب آئے گی کہ جب یہ دونوں اسم ہوں نہ کہ صفت۔ قولہ درعدوٌ تارۃ الخ اور اس وزن پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعول بفتح فا کے وزن پر ہو جیسے قولہ عدوٌ یا فعلۃ بفتحتین پر ہو جیسے قولہ تارۃ۔ بمعنی ایک بار) اصل میں توررۃٌ تھا یا فعلۃ بکسر فا وسکون عین پر ہو جیسے قولہ علبۃ بمعنی (عجمی آتش پرست عورت) قولہ وجرآں نیز آید الخ ای بحسب سماع جیسے صیغۃٌ ومعدۃٌ جمع صیغ ومعدٌ ہے۔ پنجم قولہ فعلۃ جمع فاعل صفت الخ اور فعلۃ بفتحات پر قیاساً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فاعل کے وزن پر ہو اور اسم نہ ہو بلکہ مذکر عاقل کی صفت ہو اور ناقص نہ ہو جیسے طالبٌ کی جمع طلبۃٌ اور فاعل غیر عاقل کی جمع اس وزن پر نادر ہے جیسے لعقا جمع ناعق کی ہے کہا جاتا ہے

کہ نعق الغراب (کوا چیخنا) قولہ ناقص نہ ہو یہ داع جیسے سے احتراز ہے کہ اس کی جمع فعلۃ بضم فا پر آتی ہے۔ قولہ ودر سیدٌ و برٌ الخ اور یہ سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیلٌ کے وزن پر ہو جیسے قولہ سیدٌ۔ یا فعلٌ بفتح فا پر ہو جیسے قولہ برٌ بمعنی (راست گو و بسیار نیک) یا فعیلٌ پر ہو جیسے قولہ خبیثٌ جمع سادۃ اور بررۃ اور خبثۃ ہے۔ ششم قولہ فعلۃ جمع فاعل کہ صفت عاقل بود و ناقص الخ اور فعلۃ بضم فا و فتح عین قیاساً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فاعل کے وزن پر ہو بشرطیکہ وہ مذکر عاقل کی صفت ہو اور کلمہ ناقص ہو جیسے قضاۃٌ و ہداۃٌ اصل میں قضیۃٌ اور ہدیۃٌ تھے یہ جمع قاضی اور ہادی کی ہیں لیکن یہ غیر عاقل میں نادر ہے جیسے بزاۃ جمع باز کی ہے (ایک مشہور پرند ہے جس کو باز کہتے ہیں) قولہ ودر غویٌ و عریان الخ اور یہ سماعاً فعیلٌ کی جمع آتی ہے جیسے قولہ غویٌ بمعنی (گمراہ و کج فہم) جمع غواۃ ہے اور فعلانٌ بضم فا کی جیسے قولہ عریان بمعنی (برہنہ) جمع عراۃ ہے اور فعولٌ بفتح فا کی جیسے قولہ عدوٌ جمع عداتٌ ہے اور فاعل غیر ناقص کی جیسے قولہ ہادرٌ بمعنی (گرنے والا) جمع ہدرۃ ہے۔ اصول اکبری میں مصنف فرماتے ہیں کہ عداۃ اور عراۃ ظاہراً جمع عادی عاری کی ہیں نہ کہ جمع عدوٌ اور عریان کی لہذا یہ قیاس اور اطراد کے تحت میں داخل رہیں گے نہ کہ سماع کے تحت میں۔ ہفتم قولہ فعلۃ و فعل الخ اور فعلۃ بکسر فا و فتح عین سماعاً فعل بفتح فا و سکون عین کی جمع آتی ہے جیسے شیخ کی جمع شیخۃٌ۔ قولہ ودر قرد و قرط الخ اور نیز یہ سماعاً فعل بالکسر کی آتی ہے جیسے قولہ قردٌ بمعنی (بندر) جمع قردۃٌ ہے۔ اور فعلٌ بضم فا کی جیسے قولہ قرطٌ بمعنی (گوشوارہ) اور فعلٌ بفتحتین کی جیسے قولہ جارٌ کہ اصل میں جورٌ تھا بمعنی (ہمسایہ) جمع جیرۃٌ ہے۔ قولہ اسماً الخ یعنی ان سب کی جمع فعلۃ پر جب آئے گی کہ جب یہ اسم ہوں نہ صفت قولہ ودر علجٌ و ہادرٌ و جز آں الخ اور یہ جمع کا وزن علجٌ جیسے میں جو صفت ہے بروزن فعل بکسر فا بمعنی (گورخر فربہ قوی) اور ہادرٌ جیسے میں جو صفت ہے بروزن فاعلٌ اور ان کے غیر میں جیسے رجلٌ بمعنی (مرد) نادر ہے جمع علجۃ اور ہدرۃ اور رجلۃ ہے۔ ہشتم قولہ فعل جمع فاعل و فاعلۃ الخ اور فعل بضم فا و تشدید عین مفتوح پر قیاساً جمع فاعلٌ مذکر کی اور فاعلۃ مونث کی آتی ہے جبکہ یہ دونوں صفت ہوں جیسے راکع اور راکعۃ دونوں کی جمع رُکّعٌ ہے قولہ ودر اغزل و سخل الخ اور سماعاً جمع افعل کی بھی آتی ہے جیسے قولہ اغزل (مرد بے سلاح) اور فعل بفتح فا کی بھی جیسے قولہ سخل بمعنی (مرد ضعیف رذیل) اور فعلا بضم فا و فتح عین کی بھی جیسے قولہ نفساء (زن بچہ زادہ کہ آں را (بچہ) گویند) جمع عُزّل اور سُخّل اور نُفّس ہے۔ نہم قولہ فعال جمع فاعل صفت الخ اور

فُعّال بضم فا و تشدید عین جمع قیاسی فاعل صفتی کی آتی ہے جو صحیح اللام ہو جیسے جاہل کی جمع جہال اور فاسق کی جمع فساق اور ناقص واوی اور یائی میں کم آتا ہے جیسے غزا جمع غازی کی اور سرا، جمع ساری کی۔ کذا فی الاصول الاکبریہ قولہ و در فاعلۃ و سخل الخ اور نیز یہ فاعلۃ اور فعلٌ بفتح فا اور فعلا بضم فا و فتح عین کی جمع سماعی آتی ہے جیسے صادّۃ مصدر صدودٌ بمعنی (اعراض کرنا) اور جیسے قولہ سخل اور نفساء جمع صُدّادٌ اور سُخّالٌ اور نُفّاسٌ ہے دہم قولہ۔ افعال جمع فعل نہ سیل اور فعال بکسر فا و فتح عین پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فَعلٌ بفتح فا و سکون عین کے وزن پر ہو۔ قولہ نہ سیلٌ لیکن وہ اجوف یائی نہ ہو جیسے فیلٌ اس لئے کہ اس میں قیاس فعول ہے (اور نیز مثال یائی نہ ہو) خواہ اسم ہو جیسے عبدٌ اور رسولٌ اور نبیٌ جمع عبادٌ اور رسلٌ اور نبلاء خواہ صفت جیسے صعبٌ (دشوار) جمع صعابٌ ہے اور ضیاف جو جمع ضیف کی ہے شاذ ہے قولہ و اسمی بر جمل کہ مضاعف و اجوف نبود الخ اور نیز اس وزن پر بحسب قیاس اسم کی جمع آتی ہے جو فعلٌ بفتحتین کے وزن پر ہو جیسے قولہ جملٌ (اونٹ) بشرطیکہ وہ نہ تو مضاعف اور نہ اجوف جمع جمال ہے لیکن شطاط اور دیار جو جمع شَطَطٌ اور دارٌ کی ہیں شاذ ہیں۔ اور دارٌ اصل میں دَوَرٌ تھا۔ یا فعلۃ بفتح فا و سکون عین کے وزن پر ہو۔ جیسے قولہ قصعۃ (پیالہ) یا فعلۃ بفتحتین پر۔ جیسے قولہ رقبۃ (گردن) قولہ و اسم چار حرفی الخ اور نیز اس وزن پر اس اسم کی جمع آتی ہے جو چہار حرفی ہو اور اس کی چوتھی جگہ تانیث کا الف ہو جیسے انثیٰ جمع اناثٌ ہے قولہ۔ و جمع حذر و جواد اور نیز یہ فعل بفتح فا و کسر عین کی جمع آتی ہے جیسے قولہ حذر (پرہیز کرنے والا) اور فعال بفتح فا کی جیسے قولہ جواد (سخی) اور فعال بکسر فا کی جیسے قولہ ہجان (سپید اونٹ اور اونثنی) اس میں مفرد اور جمع دونوں ایک صورت پر ہیں۔ لیکن مفرد کا کسرہ کتاب کی مثل ہوگا اور جمع کا رجال کی مثل اور نیز اس میں مذکر اور مؤنث دونوں یکساں ہیں یقال ناقۃ ہجانٌ اور ابل ہجانٌ۔ کذا فی منتہی الارب اور فاعل کی جیسے تاجر قائم اور فعیل کی جیسے جید جمع جیاد ہے۔ اور فعیل فعیلۃ کی بشرطیکہ یہ دونوں نہ تو ناقص ہوں اور نہ بمعنی مفعول جیسے کریم و کریمۃ جمع کرام ہے لیکن ناقص میں جیسے تقیٌ اور تقیۃٌ اور بمعنی مفعول میں جیسے جریح اور ذبیحۃ بحسب سماع ہوگی۔ قولہ و فعلی و فعلان۔ اور نیز یہ جمع فعلیٰ کی جو فعلان کی مؤنث ہے آتی ہے ہر دو بفتح فا و سکون عین جیسے عطشیٰ مؤنث عطشانٌ کا ہے بمعنی (پیاسی عورت) جمع عطاش ہے۔ قولہ و فعلان فعلانۃ اور فعلان جو مذکر فعلانۃ کا ہے (ہر دو بفتح فا و سکون عین) اس کی جمع بھی اس وزن پر آتی ہے جیسے ندمان کہ مذکر ندمانۃ کا ہے بمعنی

کہ مضاعف و اجوف نہ بود و قصعۃٌ و رقبۃٌ و اسم چار حرفی کہ رابع او الف

چوں حبلیٰ و حبالیٰ و اناث و شرط است کہ مؤنث اسم تفضیل نہ بود چوں افضلی ۱۲

تانیث ست و جمع حذر و جواد و ہجان و فاعل و فعیل و فعیلۃ و فعلی فعلان

بفتح و دریں جا فرق میان مفرد و جمع بانقلاب حرکت ست ۱۲

و فعلان فعلانۃ و فعلان فعلانۃ و بطحاء و عشراء صفۃ و در قدح خفٌّ و سبعٌ

و رئعٌ و جمدٌ و لقتحہ و برمۃ و فصیل و سرحان اسماً و حسن و عیلۃ و افعل و فاعلۃ

بفتحتین ۱۲

صفۃً و جز آں نیز آید فعول جمع اسمی نہ اجوف وادی برفلس و حمل و قمر و ذکر

بر وزن دخول ۱۲ بیائے مجہول ۱۲ بالفتح ۱۲ بالکسر ۱۲ بالضم ۱۲

و بدرۃ بود و صفتے بر قاعد و ظریف و در نمر و ضلع و حجزۃ و عناق اسماً و کھل

بالفتح ۱۲ بعضے دراں ہم مطرد گویند ۱۲

صفۃً و جز آں نیز آید و فوجٌ و سوقٌ شاذ فعلان جمع فعیل و جمع فاعل و

جمع جز ۱۲

شجاع صفۃ و دبطن و جمل و ذیب و حاجز و زقاق و جز آں نیز آید فعلان

سماعاً ۱۲ بفتحتین ۱۲ جمع بالکسر ذوبان ۱۲ کرضوان ۱۲

جمع شجاع و اسمی بر ضرو و نحو تاج و عود و صفتی بر فعیل و در ضعیف و خرب

سماعاً ۱۲ مطرد ۱۲

(ہمشین مرد) جمع ندام ہے۔ قولہ: و فعلان فعلانۃ۔ ورنیز یہ جمع فعلان (بضم فا وسکون عین) کی جو مذکر فعلانۃ (بضم فا وسکون عین) کا ہے آتی ہے جیسے خمصان کہ مذکر خمصانۃ کا ہے (بھوکے اور دُبلے پیٹ والا مرد) جمع خماصٌ ہے۔ مصنفؒ اپنی کتاب اصول اکبری میں فعلی فعلان اور فعلان فعلانۃ کے مذکر و مؤنث کے درمیان واؤ عاطفہ لائے ہیں۔ عبارت اس طرح ہے و علیٰ ھذا ورد جید

وکنایز وعثمان وعزنی وندمان وندمانۃ وخمصان وخمصانۃ اور اس کی شرح میں اس طرح ہے ولصفۃ علی فعلان وفعلی بالفتح وفعلان وفعلانۃ بالفتح وفعلان وفعلانۃ بالضم۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع مذکور قیاساً صرف فعلی فعلان اور فعلان فعلانۃ بالفتح اور فعلان فعلانۃ بالضم میں نہیں ہے بلکہ مذکر ومؤنث دونوں میں ہے اور فعلار بفتح فا وسکون عین کی جیسے قولہ بطحار وہ زمین کہ جس میں سنگ ریزے ہوں اور پانی کی رو بہتی ہو اور مکہ مکرمہ میں ایک وادی کا نام ہے اور فعلا بضم فا وفتح عین کی جیسے قولہ عشرا (دس مہینہ کی حاملہ اونٹنی) قولہ صفۃ ای درحالیکہ ایں ہمہ صفت باشند یعنی لفظ عشرا سے لے کر عشرا تک کی جمع بحسب قیاس اس وزن پر جب آئے گی کہ جب یہ سب کے سب صفت ہوں۔ قولہ۔ ودر قدح وخفّ اور بحسب سماع اس وزن پر اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بکسر فا پر ہو جیسے قولہ قدح (تیر بے پر وپیکاں یعنی ناتمام تیر) اور جو فعل بضم فا پر ہو جیسے قولہ خفّ بالضم والتشدید بمعنی (موزہ) جمع قداح اور خفاف ہے۔ اور جو فعل بفتح فا وضم عین پر ہو جیسے قولہ سبع (درندہ) اور جو فعل بضم فا وفتح عین پر ہو جیسے قولہ ربع (اونٹنی کا سب سے پہلا بچہ جو فصل ربیع میں پیدا ہو) اور جو فعل بضمتین پر ہو جیسے قولہ جمد (بلند زمین) اور جو فعلۃ بکسر فا پر ہو جیسے قولہ برمۃ (پتھر کی ہنڈیا) اور جو فعیل پر ہو جیسے قولہ فصیل (اونٹ کا بچہ جس کا دودھ پینا چھڑا دیا گیا ہو یعنی اس کی ماں سے جدا کر دیا گیا ہو) اور جو فعلان بکسر فا پر ہو جیسے قولہ سرحان (بھیڑیا) اور شیر اور حوض کا پیچ۔ کذا فی شرح الاصول الاکبریہ۔ قولہ اسماً یعنی لفظ قدح سے لے کر سرحان تک کی جمع فعال کے وزن پر جب آئے گی کہ جب یہ اسم ہوں۔ قولہ۔ وحسن عیلۃ الخ اور نیز اس وزن پر سماعاً جمع اس لفظ کی آئے گی جو فعل بفتحتین کے وزن پر ہو جیسے قولہ حسن (نیک) اور جو فعلۃ بفتح فا وسکون عین پر جیسے قولہ عیلۃ بالیاء المثناۃ التحتیۃ بمعنی (ورد یشی) اور جو افعل پر ہو جیسے الدّ (سخت جھگڑالو) اور جو فاعلۃ پر ہو جیسے صائمۃ قولہ صفۃ ای دراں حالیکہ ایں ہمہ صفت باشند قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ۔ لکن بحسب سماع مثلاً فعول بفتح فا جیسے ذئوبٌ۔ اور فعلۃ بضم فا وفتح عین۔ جیسے دبلۃ۔ یا ذہم قولہ۔ جمع اسمی نہ اجوف وادی الخ اور فعول بضمتین پر قیاساً جمع اس اسم کی آتی ہے جو اجوف وادی نہ ہو۔ (برابر ہے کہ وہ صحیح العین ہو یا اجوف یائی ہو) اور فعل بفتح فا وسکون عین کے وزن پر ہو جیسے قولہ فلس۔ یا فعل بکسر فا وسکون عین پر جیسے قولہ جملٌ (بوجھ) اور قولہ نہ اجوف وادی یہ قولہ اور ریحٌ بکسر را جیسے سے احتراز ہے تاکہ جمع میں واؤ پر ضمہ نہ لازم آئے اور ریح اصل میں

رُوحٌ تھا بقاعدۂ میزان واؤ یا ہو گئی۔ یا فعل بضم فا وسکون عین پر ہو جیسے قولہ قمر یا فعل بفتحتین پر ہو جیسے قولہ ذکر (نر) یا فعلۃ بفتح فا وسکون عین پر ہو جیسے قولہ بدرۃ قولہ وصفتہ برقاعد د ظریفٌ الخ اور اس وزن پر جمع اس صفت کی آتی ہے جو فاعل کے وزن پر ہو جیسے قولہ قاعد (بیٹھنے والا) یا فعیل پر جیسے قولہ ظریف (زیرک) جمع قعودٌ اور ظرفٌ ہے قولہ۔ ودونہم ضلع الخ اور اس وزن پر سماعًا اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بفتح فا وکسر عین کے وزن پر ہو جیسے قولہ نمر (چیتا) اور فِعَلٌ بکسر فا وفتح عین پر ہو جیسے قولہ ضلع (پسلی) اور فعلۃ بضم فا وسکون عین پر جیسے قولہ حجزۃ بزا معجمہ وجیم بعد حا بمعنی (شلوار کا نیفہ اور ازار کے باندھنے کی جگہ کو کہ) اور فعال بفتح فا پر جیسے قولہ عناق (بکری کا بچہ) قولہ اسمًا ای وان حالیکہ ایں ہمہ اسم باشند قولہ کھل صفۃ الخ اسی طرح اس وزن پر جمع سماعًا اس صفت کی آتی ہے جو فَعِلٌ بفتح فا وسکون عین کے وزن پر ہو جیسے قولہ کھل (ادھیڑ عمر کا مرد) جمع کھول ہے قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ جیسے حمارٌ کی حمور اور خصّ بضم خا مضاعف کی جمع خصوص قولہ۔ وفوج وسوق شاذ الخ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ فعلٌ اجوف واوی کی جمع فعول پر آتی ہے جیسے فوج کی فوج اور ساق کی جمع سوق اور ساق اصل میں سَوْقٌ بفتحتین تھا لہٰذا تمہارا یہ کہنا کہ اجوف واوی ہو۔ غلط ہوا۔ مصنف جواب دیتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں۔ دوازدہم قولہ۔ فعلان جمع فعیل الخ اور فعلان بضم فا وسکون عین پر قیاسًا جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فعیلٌ اسمی کے وزن پر ہو جیسے رغیفٌ (گول روٹی) جمع رغفان ہے۔ کذا فی الاصول۔ قولہ وجمع فاعل وافعل الخ اور اس پر اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فاعلٌ صفتی کے وزن پر ہو بشرطیکہ وہ افعل تفضیل کے علاوہ ہو جیسے احمر کی جمع حمران (سُرخ مرد) یا فعال بضم فا پر ہو جیسے قولہ شجاع (دلیر) جمع شجعان ہے۔ قولہ صفۃ یعنی فاعل سے لے کر شجاع تک کی جمع اس وزن پر جب آئے گی کہ جب یہ صفت ہوں۔ قولہ ودر بطن وجبل الخ اور اس پر سماعًا اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بفتح فا پر ہو جیسے قولہ بطن (پیٹ) جمع بطنان ہے اور فعل بفتحتین پر ہو جیسے قولہ جمل جمع جملان ہے اور فعل بکسر فا پر ہو جیسے قولہ ذیب (بھیڑیا) جمع ذئبان ہے اور فاعل اسمی پر ہو جیسے قولہ حاجر (تالاب) جمع حجران ہے۔ اور فعال اسمی بضم فا پر ہو جیسے قولہ زقاق (کوچہ) قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ جیسے ذراع کی ذرعان۔ سیزدہم قولہ۔ فعلان جمع شجاع الخ اور فعلان بکسر فا وسکون عین کے وزن پر قیاسًا اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فُعَالٌ بضم فا کے وزن پر ہو خواہ وہ اسم ہو جیسے غراب (کوا) کذا فی الاصول خواہ صفت جیسے شجاع (دلیر) جمع غربانٌ اور شجعانٌ ہے قولہ واسمی بر صُرَد الخ

وصنوو فاعل وفعول وغزال وصوار وظلیم وجزآں نیز آید فعلی جمع فعیل بمعنی مفعول مطرداً ۱۲
بالفتح نحو قتیلہ ۱۲ بالفتح والقصر بروزن سکری ۱۲

ودر مریض وفاعل وفعیل وافعل وفعلان وجزآں نیز آید فعلی در حجل وظربان فقط سماعاً ۱۲
بفتحتین کبک ۱۲

فُعلاء جمع فاعل وفعیل وجبان وشجاع کہ صفت عاقلند ودر سمح وداسر ووُدُّ
بالفتح ۱۲ بالضم ۱۲ مذکر ۱۲

وخلیفۃ وجزآں نیز آید افعلاء جمع فعیل کہ صفت عاقل ست وناقص یا مضاعف
بالفتح ۱۲ بالفتح وکسر عین والف محمد دہ ۱۲۵

ودر صدیق وبین وجزآں نیز آید فعالیٰ جمع اسمی بر فعلاء وفعلیٰ وصفتے بر فعلیٰ کہ مذکر
سماعاً ۱۲ مطرداً ۱۲

ندارد وفُعلیٰ نہ اُنثیٰ افعل وفعلان فعلیٰ ودر رجع ذتیم دایمٌ وطاہر وعذراء ومہری
سماعاً ۱۲ مطرداً ۱۲

وجزآں نیز آید فُعالیٰ در فعیل بمعنی مفعول وفعلان فعلیٰ فعالی جمع فعلاء وجمع
بالضم والقصر کجاری ۱۲ بفتح فا وکسر لام وسکون ۱۲

اور اس وزن پر اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فُعلٌ اسمی بضم فا وفتح عین کے وزن پر ہو جیسے قولہ صُرَدٌ (ایک پرند ہے جس کو لٹورا کہتے ہیں) جمع صردان ہے قولہ۔ ونحو تاج وعود الخ اور اس پر اس اسم کی جمع آتی ہے جو فُعَلٌ بفتحتین پر یا فُعَلٌ بضم فا وسکون عین پر ہو بشرطیکہ یہ دونوں اجوف واوی ہوں۔ کذا فی الاصول۔ جیسے قولہ تاج کہ اصل میں تَوَجٌ تھا جمع تیجانٌ ہے اور جیسے قولہ عودٌ (لکڑی) جمع عیدانٌ ہے قولہ۔ وصفتی بر فعیل الخ اور اس وزن پر اس صفت کی جمع آتی ہے جو فعیل کے وزن پر ہو جیسے سریعٌ (تیز رو) جمع سرعانٌ ہے قولہ۔ ودر ضیفٌ وخرب الخ اور نیز اس وزن پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بفتح غلبہ راجوف یائی ہو جیسے قولہ ضیفٌ (مہمان) جمع ضیفان ہے اور فعل بفتح فا وکسر عین پر ہو جیسے قولہ خربٌ (دیران) جمع خربان ہے اور جو فعل بکسر فا وسکون عین پر ہو

جیسے قولہ صنوٌ (وہ شاخ جو دوسری شاخ کے ساتھ ساتھ ایک تنہ سے نکلی ہو) اور جو فاعل پر ہو جیسے حائط (دیوار و باغ) جمع حیطان ہے۔ اور جو فعول بفتح فا پر ہو جیسے قعودٌ (اونٹ جو ہر کام کے لئے سواری دے) اور جو فعال بفتح فا پر ہو جیسے قولہ غزال (ہرن) جمع غزلان ہے اور جو فعال بکسر فا پر ہو جیسے قولہ صوارٌ (گائے کا گلہ) جمع صیرانٌ ہے اور جو فعیل (اسمی یا پر ہو جیسے قولہ ظلیم (شتر مرغ) جمع ظلمان ہے قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ جیسے اَخٌ کہ اصل میں خوٌ بفتحتین تھا جمع اخوانٌ ہے اور رَوْضَۃٌ بفتح را و ہمہ جمع رضوانٌ ہے۔ چہاردہم قولہ۔ فعلیٰ جمع فعیل بمعنی مفعول الخ اور فعلی بفتح فا و سکون عین پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیل بمعنی مفعول پر ہو جیسے جریح بمعنی مجروح کی جمع جرحیٰ اور قتیل بمعنی مقتول کی جمع قتلیٰ۔ قولہ۔ و در مریض و فاعل الخ اور سماعاً اس کی جمع آتی ہے جو فعیلٌ بمعنی فاعل پر ہو جیسے قولہ مریضٌ جمع مرضیٰ ہے۔ اور جو فاعل پر ہو جیسے ھالکٌ جمع ہلکیٰ ہے۔ اور جو فعیل پر ہو جیسے میت کی جمع موتیٰ اور جو افعل صفت پر ہو جیسے احمق (بے وقوف) اور اجرب (خارش والا اونٹ) اور جو فعلان بفتح فا و سکون عین پر ہو جیسے سکران جمع سکریٰ ہے اور قولہ۔ وجزآں نیز آید الخ جیسے جَلَدٌ بفتح جیم و سکون لام بمعنی (سخت قوی) جمع جلدیٰ ہے۔ پانزدہم قولہ۔ فعلیٰ در حجل و ظربان فقط الخ اور فعلی بکسر فا و سکون عین پر سماعاً صرف دو لفظ کی جمع آتی ہے اول حجلٌ بفتحتین کی بمعنی (چکور) جمع حجلیٰ ہے۔ دوم ظربانٌ بفتح ظا معجمہ و کسر را مہملہ کی (بلی کی طرح ایک بدبودار جانور ہے) قولہ فقط یعنی دوسرے لفظ کی جمع اس پر نہیں آئی۔ شانزدہم قولہ فعلاء جمع فاعل و فعیل الخ اور فعلاء بضم و فتح عین مع المد پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فاعل کے وزن پر ہو جیسے عالم کی جمع علماء۔ اور جو فعیل بمعنی فاعل کے وزن پر ہو جیسے شریف کی جمع شرفاء اور جو فعال بفتح پر ہو جیسے قولہ جبان (بزدل) جمع جبناء ہے۔ اور جو فعال بضم فا پر ہو جیسے قولہ شجاع جمع شجعاء ہے۔ قولہ کہ صفت عاقل اند یعنی ان چاروں کی جمع اس وزن پر قیاساً جب آئیگی کہ جب یہ مذکر عاقل کی صفت ہوں۔ قولہ۔ و در سمیح و اسیر الخ اور اس پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو بفتح فا و سکون عین پر ہو جیسے قولہ سمح (جواں مرد) جمع سُمحاء ہے۔ اور جو فعیل بمعنی مفعول پر ہو جیسے قولہ اسیرٌ بمعنی مقید (قیدی) جمع اُسراء ہے۔ اور جو فعول بفتح فا پر ہو جیسے قولہ ودودٌ بمعنی (دوست) جمع وُدَّاد ہے۔ اور جو فعیلۃ پر ہو جیسے قولہ خلیفۃ تذکیر کے لئے آتا ہے لیکن کبھی اس کا اطلاق مؤنث پر بھی کر دیتے ہیں جمع خلفاء ہے۔ قولہ وجزآں نیز آید الخ جیسے یمینٌ (مرد فصیح) جمع یُمناء ہے اور اور جیسے خِلب بکسر خا معجمہ و سکون لام بمعنی مرد یکہ زناں اورا دست دارند و زناں رابرائے سخن مجبور

جمع غلبا ہے۔ ہفدہم قولہ افعلاء جمع فعیل الخ اور افعلاء بفتح ہمزہ وسکون فا وکسر عین والف ممدودہ پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیل کے وزن پر مذکر عاقل کی صورت ہو اور ناقص ہو یا مضاعف جیسے غنیؔ کی جمع اغنیاء (دولت مند) اور حبیبؔ کی جمع احبّاء قولہ ودر صدیق وبین الخ اور اس پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیل کے وزن پر ہو لیکن ناقص اور مضاعف نہ ہو خواہ اسم ہو جیسے طریق (راستہ) خواہ صفت۔ جیسے قولہ صدیق جمع اطرقلاد راصدقاء کذا فی الاصول اور جو فعیل پر ہو جیسے قولہ بین مبنی (ظاہر) جمع ابنیاء ہے قولہ وجز آں نیز آید الخ جیسے نصیبؔ کی جمع انصباء (حصہ) اور نمؔ کی جمع انماء (چغلخور) ہیجدہم۔ قولہ فعالی جمع اسمی بر فعلاء الخ اور فعالی بفتح فا بالف مقصورہ پر قیاساً اس اسم کی جمع آتی ہے جو یا تو فعلاء بفتح فا وسکون عین مع المد کے وزن پر ہو جیسے صحراء کی جمع صحاری یا فعلیٰ بفتح فا وسکون عین مع القصر پر ہو جیسے دعویٰ کی جمع دعاوی اور فتویٰ کی جمع فتاوے۔ یا فعلیٰ بکسر فا پر ہو جیسے ذفریٰ (گدی) کی جمع ذفاریٰ۔ اور شرح اصول اکبری میں فعلیٰ بضم فا کی جمع کو بھی اسی وزن پر لیا ہے جیسے سعدیٰ (نام عورت) کی جمع سعادیٰ قولہ وصفتی بر فعلی الخ اور اس وزن پر اس صفت کی جمع آتی ہے جو فعلیٰ بفتح فا وسکون عین مع القصر کے وزن پر ہو اور باعتبار لفظ اس کا مذکر نہ ہو جیسے حرمیٰ (بکری جو نر کی خواہش رکھتی ہو) کہا جاتا ہے کہ شاۃ حرمیٰ جبکہ وہ نر کی خواہش رکھتی ہو جمع حرامیٰ ہے۔ قولہ وفعلیٰ نہ انثی افعل الخ اور اس پر اس صفت کی جمع آتی ہے جو فعلیٰ بضم فا وسکون عین کے وزن پر ہو بشرطیکہ یہ فعلیٰ مؤنث افعل تفضیل کا نہ ہو جیسے خنثیٰ کی خناثی (ہیجڑا) اس لئے کہ فعلیٰ مونث افعل تفضیل کی جمع فعالی کے وزن پر نہیں آتی بلکہ فُعَلٌ بضم فا وفتح عین پر آتی ہے۔ قولہ وفعلان فعلی اور اس پر اس صفت کی جمع آتی ہے جو اس فعلان مذکر بفتح فا وسکون عین پر ہو کہ جس کا مؤنث فعلیٰ آتا ہے جیسے سکران (مست مرد) اس کا مؤنث سکریٰ ہے اس کی جمع سکاریٰ ہے۔ قولہ ودرد جمع ویتیم الخ اور اس وزن پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بفتح فا وکسر عین پر ہو جیسے قولہ دجمع (درد ناک) جمع دجاعیٰ ہے۔ یا فعیل پر ہو جیسے قولہ یتیم جمع یتامیٰ ہے (انسانوں میں وہ جس کا باپ مرگیا ہو) اور بہائم میں سے وہ جس کی ماں مرگئی ہو) یا فعیل پر ہو جیسے قولہ ایم بفتح ہمزہ وکسر یائے مشدّدہ (وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو باکرہ ہو یا ثیبہ) جمع ایامیٰ ہے۔ یا فاعل پر ہو جیسے قولہ طاہر (پاک) جمع طہاریٰ ہے۔ یا اس فعلاء صفتی پر ہو جو افعل اور افعلان کا مؤنث نہ ہو جیسے عذراء (باکرہ عورت) یا اس فعل بفتح فا پر ہو جس کے آخر میں یا، نسبت ہو جیسے قولہ مہریؔ (وہ اونٹ جو مہرہ بن حیدان کی طرف منسوب ہو)

فَعلی و فِعلی اسماً و فَعلی فَعلان و مَهریٌّ و سُریةٌ و سِعلاة و جِنطی و عَدَوِیٌّ و قِنسُوةٌ

و قَهوباة و در اہل و لَیلة و عشرین فَعالیٰ جمع ثُلاثی کہ ساکن العین بود و در
بفتح فا و کسر لام و تشدید یا ۱۲

آخرش یائے زائدہ مشدد و عَلبد و قوبد و حولایا و در صحراء و عذراء و انسان و
بالکسر ۱۲ سماعاً ۱۲

ظربان فعائل جمع فعیلة و نحو عجوزٌ و جمع جمامةٌ و رسالة و ذوابة و سفینة و حمولة
مطرد ۱۲

و شمائل و جرائض و قرینة و حُباریٰ و حزابیة اسماً و در انیل و ذنوب و خمرة و حرة

و جُمل نیز آید و فواعل جمع فاعل کہ اسم ست یا صفت مؤنث یا غیر عاقل و فاعلاء
بفتح فا و کسر عین ۱۲

و فاعلة و در غیر آں نیز آید و افاعل جمع مثل اجدل و اصبع و در رہط شاذ ست
بفتح ہمزہ و کسر عین ۱۲

و افاعیل جمع اقلیم و اقوال و در باطلٌ و حدیث و عروض شاذ ست۔

جمع قہاریٰ ہے بحذف یائے مشددہ قولہ۔ و در جز آں نیز آید الخ جیسے ہراوۃ بکسر ہا بمعنی دعصاء۔ جمع ہراوی ہے۔ نوزدہم۔ قولہ۔ فعالی و فعیل بمعنی مفعول الخ اور فعالی بضم فا و بالف مقصورہ پر سماعاً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فعیلٌ بمعنی مفعول پر ہو جیسے کسیرٌ بمعنی مکسور (ٹوٹا ہوا) جمع کسارلی ہے۔ اور اصول کبری میں ہے کہ فعیلٌ بمعنے فاعل کی جمع بھی اس پر آتی ہے جیسے قدیم کی جمع قدامیٰ۔ اور جو اس فعلان بفتح فا و سکون عین پر ہو کہ جس کا مؤنث فعلیٰ آتا ہے بعض شروح میں آتا ہے کہ یہ چار لفظوں میں منحصر ہے۔ کسلان کی جمع کسالیٰ (سست) اور عجفان کی جمع عجافیٰ اور عبران کی جمع عبارلی اور سکران کی جمع سکاریٰ۔ اور ان مثالوں میں فا کا فتحہ بھی جائز ہے کسالیٰ

وعجافی وعذاری وسکاری بستم۔ قولہ۔ فعالی جمع فعلاء الخ اور فعالی بفتح فا وکسر لام و بفتح یا در حالت نصب و باثبات یائے ساکنہ در حالت رفع و جر اور اس میں بحالت رفع و جر فعالٍ حذف یا کے ساتھ بھی جائز ہے جیسے جوارٍ کذا فی شرح الاصول الاکبریہ پس اس لفظ پر قیاساً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو فعلاء بفتح فا وسکون عین مع المد کے وزن پر ہو خواہ اسم ہو جیسے صحراء خواہ صفت جیسے عذراء (کنواری) پس ان جیسوں کی جمع بحالت نصب صحاری و عذاری۔ بفتح یا ہو گی اور بحالت رفع و جر بسکون یا اور ان دونوں حالتوں میں صحاریٰ اور عذاریٰ حذف یا کے ساتھ بھی جائز ہے اور اس جمع کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً ہمزہ کو حذف کریں اور پھر الف کو اس کے ماقبل کسرہ کی وجہ سے یا سے بدل لیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اولاً جمع صحاریٔ اور عذارئ بیاء مشدد بنائی جائے یا۔ میں طور کہ الف اور ہمزہ کو ان کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا سے بدل لیں اور پہلی یا کو دوسری میں ادغام کر دیں اور پھر اس کے بعد ایک یا کو تخفیفاً حذف کر دیں۔ قولہ۔ وجمع فعلیٰ در فعلیٰ اسماً الخ اس وزن پر اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعلیٰ بفتح فا یا فعلیٰ بکسر فا کے وزن پر ہو بشرطیکہ یہ دونوں اسم ہوں جیسے دعویٰ کی جمع دَعَاوِیْ اور ذکریٰ کی جمع ذکاری یا فُعْلیٰ بفتح فا پر ہو۔ ـــــــــ بشرطیکہ یہ فعلان بفتح فا کا مؤنث ہو جیسے عطشیٰ کہ مؤنث عطشان کا ہے۔ جمع عطاشیٰ ہے (بکسر شین) یا فِعْلٌ بفتح فا پر ہو جس کے آخر میں یا نسبت ہے جیسے قولہ نَہْرِیٌّ جمع نہاری ہے بکسر اہملہ یا فَعْلِیَّۃ بفتح فا وسکون عین وکسر لام وتشدید یا پر ہو جیسے قولہ سَرِیَّۃٌ بمعنی (کنیز کہ بجہت فراش) جمع سُرارِیٌّ ہے۔ یا فعلاۃٌ بکسر فا پر ہو جیسے قولہ سِعْلَاۃٌ (غول بیابانی) جمع سعالی ہے۔ یا فعلیٰ بفتحتین وسکون نون پر ہو جیسے حنبطیٰ (کوتاہ شکم) یا فَعْلیٰ بفتحتین و بالف مقصورہ پر ہو جیسے قولہ عَرْدَلیٰ (پرانا لمبا درخت اور بحرین میں ایک قریہ کا نام ہے) یا فَعْنَکُوْۃ بفتح فا وعین وسکون نون ضم لام وفتح واؤ پر ہو جیسے قولہ قَلَنْسُوَۃ (کلاہ) یا فَعْوَلَاۃٌ بفتح فا وعین پر ہو جیسے قولہ قَہْوَبَاۃٌ (تین شاخوں والا تیر) پس ان چاروں مثالوں میں سے پہلے زائد کو جو نون اور واؤ میں حذف کریں تو اس وقت ان کی جمع عنانط اور عداول اور قلانس اور قہاوب آئے گی۔ دقیل عدائل وقہائب علیٰ فعائل۔ قولہ۔ ودراہل دلیلۃ الخ اور اس پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعل بفتح فا پر ہو جیسے قولہ اہل یا فعلۃٌ بفتح فا پر ہو جیسے قولہ لیلۃ یا فِعْلَۃٌ بکسر فا پر ہو جیسے قولہ عشرین جمع آہالی لیالی اور عشاری ہے۔ بست و یکم قولہ۔ فعالیٰ جمع ثلاثی الخ اور فعالیٰ بفتح فا وکسر لام وتشدید یا پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو ثلاثی ساکن العین

ہو اور اس کے آخر میں یائے زائدہ مشددہ ہو لیکن وہ نسبت کی نہ ہو جیسے کرسیؔ کی جمع کراسیؔ اور کرکیؔ کی جمع کراکیؔ (ایک پرند ہے جس کو فارسی میں کلنگ کہتے ہیں) اور اس لفظ کی جمع آئی ہے جو فعلاء بکسر فا پر ہو جیسے قولہ علباء (گردن کا پٹھا) اور جو فعلاء بضم فا و فتح عین پر ہو جیسے قولہ قوباءؔ (ایک جلدی مرض ہے جس کو داد کہتے ہیں) اور جو فعلایا بفتح عین پر ہو جیسے قولہ۔ حولایا (نہروان کے ایک قریہ کا نام ہے) جمع علابی اور قوابی اور حوابی ہے قولہ۔ و در صحراو عذرا اور اس وزن پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعلاء بفتح فا مع المد کے وزن پر ہو خواہ اسم ہو جیسے قولہ صحراؔ خواہ صفت جیسے قولہ عذراء (دوشیزہ) اسی طرح انسانؔ اور ظربانؔ کی بھی جمع اس وزن پر سماعی آتی ہے جمع صحاری و عذارای و انایسیؔ و ظرابیؔ ہے بست دوم قولہ۔ فعائل جمع فعیلۃ الخ اور اوزان جمع کثیر سے فعائل ہے (بفتح فا و کسر ہمزہ بعد الف) پس اس وزن پر اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیلۃ کے وزن پر ہو لیکن وہ بمعنی مفعولۃ نہ ہو۔ برابر ہے کہ وہ اسم ہو جیسے صحیفۃؔ یا صفت جیسے نفیسۃؔ (عمدہ) جمع صحائف اور نفائس ہے کذا فی الاصول۔ یا فعول بفتح فا پر مؤنث ہو خواہ صفت ہو جیسے قولہ عجوزؔ (بڑھیا) خواہ اسم جیسے قدوم (بسولہ) جمع عجائز اور قدائم ہے۔ کذا فی الشرح قولہ۔ و جمع حمامہ و رسالہ الخ اور اس وزن پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعالۃ بفتح فا یا بکسر فا یا بضم فا پر ہو جیسے قولہ حمامۃ (کبوتر) و رسالۃ (کتاب و پیغام) اور ذوابۃ (کیسو) جمع حمائم اور رسائل اور ذوائب ہے۔ یا وہ لفظ فعیلۃ پر ہو جیسے قولہ سفینۃ (کشتی) یا فعولۃ بفتح فا پر جیسے قولہ حمولۃ (بوجھ) یا فعائل بفتح فا و ہمزہ پر جیسے قولہ شمائل (وہ ہوا جو شمال کی طرف سے چلتی ہے) یا فعائل بضم فا و کسر ہمزہ پر ہو جیسے قولہ جرائف (دفربہ و شتر بسیار خوار و بسیار پرہ و درخت بدنداں نہا) یا فعیلاء بفتح فا و کسر عین پر ہو جیسے قولہ قریثاء (نوعے از اطیب ثمر بحالت بسریت) یا فعالی بضم فا مع القصر پر ہو جیسے قولہ حباری (ایک پرند ہے) اس میں مذکر اور مؤنث اور واحد اور جمع یکساں ہیں اور اس کی جمع حبائر ہے یا فعالیۃ بفتحتین و کسر لام و تخفیف یا پر ہو جیسے قولہ حزابۃ (کوتاہ و درشت اندام) یقال رجلؔ حزابی الکان غلیظاً قصیراً۔ اگر دوسرے حرف زائد کو حذف کریں تو اس وقت اس کی جمع حزائب ہوگی اور اگر الف کو حذف کریں تو جمع حزابی بروزن فعالی بکسر لام ہوگی۔ کذا فی الاصول قولہ۔ اسمائی دراں حالیکہ ایں ہمہ اسم باشند۔ قولہ و در افیلؔ الخ اور اس پر سماعاً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فعیلؔ کے وزن پر ہو جیسے قولہ افیلؔ الخ (بچہ شتر سال دوم) اور اس لفظ کی جو فعولؔ بفتح فا پر مذکر کی صفت ہو۔ کذا فی شرح الاصول جیسے قولہ ذنوبؔ

(پانی سے بھرا ہوا ڈول اور لمبی دُم والا گھوڑا) جمع ذنائب ہے اور جو فَعلۃ بفتح فا پر ہو جیسے قولہ ضَرَبَۃٌ (سوت اور ریستان کا گوشت) جمع ضرائب ہے۔ اور جو فُعلۃ بضم فا پر ہو جیسے قولہ حُرَّۃٌ (زمین آزاد) جمع حرائر ہے قولہ وجزآں نیز آید الخ جیسے لیلٌ کی جمع لیائل اور ذبیحۃ کی جمع ذبائح اور شمال بالکسر بمعنی بایاں ہاتھ کی جمع شمائل ہے بست وسوم قولہ فواعل جمع فاعل الخ اور اوزان جمع کثیر سے فواعل ہے بفتح فا وکسر عین پس اس وزن پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو فاعل کے وزن پر اسم علم ہو جیسے حاتم اور خالد یا اسم غیر علم جیسے کاہلٌ (میانہ دوشانہ) جمع حواحم اور خوالد اور کواہل ہے۔ یا صفت مونث ہو جیسے حائض کی جمع حوائض یا صفت غیر عاقل جیسے ناہقٌ کی جمع نواہق ناخذ نُہاقٌ ہے بمعنی (گدھے کا آواز کرنا) اور جو فاعلاء بالمد وکسر عین پر ہو بشرطیکہ اسم ہو جیسے نافقاء (جنگلی چوہے کا سوراخ) جمع نوافق ہے اور جو فاعلۃ پر ہو خواہ اسم پر ہو جیسے کاغبۃٌ (پیش کتف اسپ) خواہ صفت جیسے ضاربۃ جمع ضوارب ہے قولہ ودر غیر آں نیز آید الخ لکن بحسب سماع جیسے جوہر کی جمع جواہر اور صَومَعَۃٌ کی جمع صوامع (آتش پرستوں کا عبادت خانہ) بست وچہارم۔ قولہ افاعل جمع مثل اجدل الخ اور اوزان جمع کثیر سے افاعل بفتح ہمزہ وکسر عین ہے پس اس وزن پر جمع قیاساً اس لفظ کی آتی ہے جو افعل کی صورت پر ہو عام ازیں کہ اس کا ہمزہ مفتوح ہو یا مکسور یا مضموم اسی طرح اس کا عین کلمہ مفتوح ہو یا مکسور یا مضموم لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اسم ہو جیسے قولہ اجدل (ایک شکاری پرند ہے جس کو فارسی میں چرغ کہتے ہیں) اور جیسے قولہ اُصْبُعٌ (انگلی) اس میں نو لغت ہیں ہمزہ کی تینوں حرکتیں باقی تینوں حرکتوں کے ساتھ پس تین کو تین میں ضرب دینے سے نو حرکتیں ہوگئیں جمع اجادل اور اصابع ہے قولہ ودر رہطٌ شاذ شست الخ اور رہطٌ کی جمع ارہط شاذ ہے (گروہ) اس لئے کہ وہ افعل کی صورت پر نہیں ہے بعضوں نے کہا ہے کہ ارہط بمعنی رہط آیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ارہط جمع کی جمع ہے پس رہطٌ کی جمع ارہُطٌ بضم الہا اور ارہُطٌ کی جمع ارہط پس ان دونوں تقدیروں پر ارہط جمع ارہُطٌ کی قیاسی ہوگی۔ کذا فی الشروح بست وچہارم قولہ افاعیل جمع اقلیم الخ اور اوزان جمع کثیر سے اَفاعیل بفتح ہمزہ ویای مدہ ہے اور اس وزن پر جمع قیاساً اس لفظ کی آتی ہے کہ جس میں تین حرف اصلی ہوں اور اس کے اول ہمزہ زائدہ ہو اور عین کے بعد لین زائدہ ہو جیسے قولہ اقلیم جمع اقالیم ہے اور جیسے قولہ اقوال جمع اقاویل ہے اور اقوال جمع قولٌ کی ہے قولہ ودر باطل الخ اور اس وزن پر باطلٌ اور حدیثٌ اور عروضٌ جیسے لفظوں کی جمع شاذ ہے جمع اباطیل اور احادیث اور اعاریض ہے وجہ شذوذ یہ ہے کہ اس جمع میں قیاس یہ تھا کہ اس کے مفرد میں چوتھا حرف لین زائد ہو بست وششم قولہ۔ تفاعل مثل تنضب و تجربۃ الخ اور اوزان جمع کثیر سے تفاعل بفتح تا وکسر عین ہے پس اس وزن پر جمع قیاساً اس لفظ کی آتی ہے جو چہار حرفی ہو اور اس کے اول میں تا زائدہ ہو جیسے قولہ تنضب بفتح تا وسکون نون وضم ضاد معجمہ (درخت ہے جس کی لکڑی سے تیر بناتے ہیں) اور جیسے تجربۃ بفتح تا وکسر را جمع تناضب اور تجارب ہے بست وہفتم۔

وتفاعل مثل تنصب وتجربة وتفاعيل مثل تمثال ومفاعل مثل مسجد ومحمدة ودر مطفل نيز آيد مفاعيل

بفتح تا وكسر عين ۱۲ سطر ۱۲ بفتح ميم وكسر عين ۱۲ بفتح ميم وكسر عين ۱۲

مثل ميعاد ودر ملعون نيز آيد ودر مُوسِر ومنكر شاذ ست وفعالل مثل بلغن وفعالين مثل

سملطا ۱۱ بفتح فا وكسر لام ۱۲ بفتح فا ولام ۱۲

سلطان وفعائل جمع رباعي مجرد ملحق بآں ودر خماسي بحذف خامس آيد وفعاليل

بفتح فا وكسر لام ۱۲ ل ۱۲

مثل قرطاس ملحق بآں وفعالة وافاعلة ومانند آں جمع اسم منسوب يا اعجمي وگاه ست كه جمع

۱۱ م ۱۲ ۱۲ ۱۲

بر لفظ واحد نيايد چوں نساء وجمع ما جمع كنند چوں اكالب وجمائل وبيوتات پس جمع بواو و

انيس جانبيا ۱۲ جمع جمع ست ۱۲

نون برائے لفظي مجرد از تاء علم ست مرمذكر عالم را نحو زيدون يا صفت ست نه افعل

فعلاء ونه فعلان فعلى ونه صفت مشترك وبيفتد در الف مقصوره وهمزهٔ تانيث واو شود

ففاعل مثل تمثال الخ اور تفاعيل بفتح تا فوقانيه بعد ميم ياء پر جمع اس لفظ كي آتي ہے جو پانچ حرفي ہو اور اس كے اول ميں تا زائد ہو اور اس كا چوتھا حرف مدہ جيسے قولہ تمثال بمعني (صورت) جمع تماثيل ہے۔ بسنت وشتم قولہ مفاعل مثل مسجد الخ اور مفاعل بفتح ميم وكسر عين پر قياساً جمع اس لفظ كي آتي ہے جس ميں تين حرف اصلي ہوں اور اس كے اول ميں ميم زائد ہو جيسے قولہ مسجد اور محمدة جمع مساجد اور محامد ہے قولہ ودر مطفل نيز آيد الخ اور اس وزن پر كثرت سے سماعاً اس لفظ كي جمع آتي ہے جو مُفعِل بضم ميم وسكون فا وكسر عين پر مؤنث كي صفت ہو جيسے قولہ مطفل ذات مادہ كہ بچہ دار (يعني بچہ والي مادہ) بست وہم قولہ مفاعيل مثل ميعاد الخ اور مفاعيل بفتح ميم دمد پر قياساً جمع اس لفظ كي آتي ہے جس ميں تين حرف اصلي ہوں اور اس كے اول ميں ميم زائد ہو اور عين كے بعد مدہ زائدہ جيسے قولہ ميعاد جمع مواعيد ہے قولہ ودر ملعون نيز آيد الخ اور نيز اس وزن پر بسبب سماع جمع اسم مفعول كي جو مفعول كے وزن پر ہوا تي ہے۔ جيسے قولہ ملعون جمع ملاعين ہے قولہ ودر موسر الخ اور مُوسِر بضم ميم وكسر عين بمعني تونگر اور مُنكِر بضم ميم وفتح كاف ميں يہ جمع شاذ ہے اس لئے كہ ان كي جو تيسري جگہ مدہ زائدہ نہيں ہے جمع مَياسِر اور مَناكِير ہے۔ سي ام قولہ فعالن مثل بلغن الخ اور فعالِنْ بفتح فا وكسر لام وزيادت

نون پر قیاساً جمع اس لفظ کی آتی ہے جو چہار حرفی ہو اور اس کا چوتھا حرف نون زائد ہو جیسے قولہ بلغن بکسر باء فتح لام وسکون غین معجمہ بمعنی بلاغت۔ جمع بلاغن ہے۔ سی و یکم قولہ فعالین مثل سلطان الخ اور فعالین بفتح فا دیائے مدہ پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جس میں تین حرف اصلی ہوں جیسے قولہ سلطان جمع سلاطین ہے اور جیسے شیطان جمع شیاطین ہے۔ سی و دوم قولہ۔ فعائل جمع رباعی مجرد الخ اور فعالل بفتح فا و کسر لام اول پر قیاساً اس لفظ کی جمع آتی ہے جو رباعی مجرد ہو خواہ اسم ہو جیسے قسطر (کتاب دان) جمع قساطر ہے خواہ صفت جیسے سنجل (شتر بزرگ و دختر فربہ و نیک جسم یعنی بڑی مشک) جمع سباجل ہے خواہ علم ہو۔ دمشق جمع دماشق ہے یا ملحق برباعی مجرد ہو بشرطیکہ وہ ملحق بتکریر لام ہو کذا فی الاصول جیسے قمطر جو کہ یہ ملحق برباعی مجرد بتکریر لام ہے جمع قماطر ہے اور دعفاقاً جو بدون تکریر لام ہے ملحق برباعی مجرد ہیں جیسے کوکب و جعدوق وغیرہ تو ان کی جمع فعالل کے وزن پر نہیں آئے گی بلکہ فواعل اور فعاول اور فیاعل اور فعائل وغیرہ کے وزن پر آئے گی کذا فی شرح الاصول۔ قولہ و خماسی الخ اور اسی وزن پر جمع خماسی کی پانچوں حرف کے حذف کے ساتھ آتی ہے جیسے قرنفل کی جمع قراناف اور سفرجل کی جمع سفارج۔ سی و سوم قولہ۔ فعالیل مثل قرطاس الخ اور فعالیل بفتح فا و بعد یا پر جمع رباعی مزید کی جس کا چوتھا حرف مدہ زائدہ ہوا آتی ہے خواہ وہ اسم ہو جیسے قولہ قرطاس (کاغذ) جمع قراطیس ہے اور جیسے قندیل کی جمع قناویل اور عصفور کی جمع عصافیر جیسے سراوح (بہت گوشت والی اونٹنی) جمع سراویح ہے قولہ ملحق بآل الخ اور اس کے ملحق کی بھی جمع اسی وزن پر آتی ہے بشرطیکہ الحاق بتکریر لام ہو جیسے جلباب کہ ملحق بقرطاس ہے بمعنی (چادر) جمع جلابیب ہے۔ سی و چہارم و پنجم قولہ فعالۃ و افاعلۃ و ما نند آں الخ اور اوزان جمع کثیر سے فعالۃ بفتح فا و کسر لام اول ہے اور افاعلۃ بفتح ہمزہ و کسر عین اور ان کی مثل وہ جو صیغہ منتہی الجموع کے وزن پر ہوں اور مدہ سے خالی ہوں لیکن لحوق تا کی وجہ سے صیغہ منتہی الجموع سے نکل گئے ہوں جیسے فواعلۃ اور مفاعلۃ۔ پس ایسے اوزان پر جمع قیاساً اسم منسوب کی یا عجمی کی آتی ہے اور اس میں یا حرف تردید منع خلو کے لئے ہے اسم منسوب کی مثال جیسے کشمیری یہ اسم منسوب بھی ہے اور عجمی بھی جمع کشامرۃ ہے اور اشعری کی جمع اشاعرۃ اور اعجمی کی مثال جیسے فرزین کی جمع فرازنۃ (شطرنج میں جو وزیر ہوتا ہے) اور فرعون کی جمع فراعنہ قولہ و گاہست کہ جمع الخ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جمع واحد کے لفظ پر نہیں ہوتی یعنی جمع کا مادہ مفرد کے جوہر سے نہیں ہوتا پس یہ جمع کی جمعیت بہ نسبت مفرد باعتبار معنی ہوتی ہے جیسے قولہ نساء کہ جمع امرأۃ کی ہے اور جیسے الوجمع ود کی اور اس کو جمع من غیر لفظ کہتے ہیں قولہ و گاہ جمع کند الخ اور کبھی جمع تکسیر کی پھر جمع تکسیر یا جمع صحیح بالف و تا کر لیتے ہیں لیکن اس وقت کہ جب جمع کو معنی میں جماعت کے

لے کر مفرد اعتبار کریں جیسے قولہ اکالب یہ جمع اکلب کی ہے اور اکلب جمع قلت کلب کی ہے کتا، اور قولہ جمال یہ جمع جمل بالکسر کی ہے اور جمال جمع کثرت جمل بفتحتین کی ہے (فائدہ) علامہ سیوطی مزہر اللغات میں فرماتے ہیں کہ کلام عرب میں سوائے لفظ جمل کے کوئی اور لفظ چھ مرتبہ جمع نہیں ہوا پس اس کی جمع ادنیٰ اجمل ہے پھر اجمال پھر جمائل پھر جمال پھر جمالات پھر جمالۃ (فائدہ) جاربردی میں ہے کہ جمع الجمع کا اطلاق نو سے کم پر نہیں آتا جیسا کہ جمع المفرد کا اطلاق تین سے کم پر نہیں آتا مگر مجازاً آجاتا ہے اور اصولیوں کی بحری میں ہے کہ جمع الجمع کا اطلاق نو افراد سے کم نہیں آتا چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ عندی انا عیم تو اس کے اس اقرار سے اس پر ستائیس روپیہ لازم ہوں گے اس لئے کہ نعم اسم جمع ہے لہذا اقل نعم تین ہوگا اور انعام چونکہ اس کی جمع ہے لہذا اس میں کم از کم تین نعم عود مانے پڑیں گے پس اس بنا پر اقل انعام نو ہوگا اور اناعیم جمع انعام کی ہے لہذا اس میں کم از کم تین انعام عود لینے پڑیں گے پس اقل اناعیم ستائیس ہوگا قولہ بیوتات یہ جمع بیوت کی ہے اور بیوت جمع کثرت بیت کی ہے اس مثال میں اشارہ ہے کہ جمع الجمع کبھی جمع تکسیر کی جمع سالم بھی ہوتی ہے اور جاربردی کی اس جگہ جمع سالم سے مراد صرف جمع بالف وتا ہے لیکن مصنف اصول میں واؤ اور نون کی بھی مثال لائے ہیں جیسے صُبرون جمع مُبرُ بضمتین کی ہے اور صُبرُ جمع صبور بفتح صاد کی ان جمع مکسر سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنف جمع سالم کا بیان شروع کر دیتے ہیں قولہ پس جمع بواؤ ونون الخ یعنی واؤ اور نون کے ساتھ جمع اس لفظ کی آتی ہے جو تا ملفوظ غیر معوضہ سے خالی ہو اور مذکر عالم یعنی عاقل کا علم ہو جیسے زید کی جمع زیدون پس قولہ مجرد از تا یہ اس سے احتراز ہے کہ جس میں تا تانیث ہو جیسے طلحۃ علم اور علامہ صفت پس ان کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آئے گی لیکن وہ کہ جس میں الف تانیث ہو جیسے سلمیٰ اور حبلیٰ اور حمراء۔ اگر یہ مذکر عاقل کا نام رکھدیئے جائیں تو اس وقت ان کی جمع بالاتفاق واؤ اور نون کے ساتھ آئے گی اور ملفوظ کی قید سے ان الفاظ کے نکلنے سے احتراز ہے کہ جن میں تا مقدرہ ہے جیسے ہند اور سعاد اور زینب پس اگر یہ مذکر عاقل کا نام رکھدیئے جائیں تو اس وقت ان کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ آئے گی جیسا کہ زید کہ جب یہ مؤنث کا نام رکھدیا جائے تو اس وقت اس کی جمع الف وتا کے ساتھ آئے گی اور غیر معوضہ کی قید سے ان الفاظ کے نکلنے سے احتراز ہے کہ جن میں تا ملفوظ محذوف کے عوض میں ہے پس اگر یہ کسی مذکر عاقل کا نام رکھدیئے جائیں تو اس وقت ان کی جمع حذف تا کے بعد واؤ اور نون کے ساتھ آئے گی۔ کذا فی شرح الاصول قولہ علم۔ یہ غیر علم سے احتراز ہے جیسے رجل کہ یہ علم نہیں ہے۔ قولہ علم مذکر۔ یہ علم مؤنث سے احتراز ہے جیسے ہند قولہ علم مذکر عاقل یہ علم مذکر سے جو لایعقل ہے احتراز ہے جیسے زید جبکہ اونٹ کا نام رکھدیا جائے

قولہ یا صفت ست الخ یعنی یا واؤ اور نون کے ساتھ اس لفظ کی جمع آتی ہے جو تائے مذکورہ سے خالی ہو اور مذکر عاقل کی صفت ہو جیسے ضاربٌ کی جمع ضاربون قولہ صفت مذکر عاقل یہ اس صفت سے احتراز ہے جو مؤنث عاقل کی صفت ہو اگرچہ وہ تا سے خالی کیوں نہ ہو پس ایسے لفظ کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آئے گی جیسے حائضٌ و مرضعٌ اور نیز یہ اس صفت سے احتراز ہے جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو جیسے بازلٌ قولہ نہ افعل فعلا اور نیز اس صفت کی واؤ اور نون کے ساتھ جمع بنانے میں شرط یہ ہے کہ وہ صفت نہ تو اس مذکر کی ہو جو افعل کے وزن پر ہوتا ہے کہ جس کی مؤنث فعلا بالمد پر آتی ہے جیسے احمر حمراء و نہ فعلان فعلی اور نہ وہ صفت اس مذکر کی ہو جو فعلان کے وزن پر ہوتا ہے کہ جس کی مؤنث فعلی آتی ہے جیسے سکران سکری و نہ صفت مشترک اور نہ وہ ایسی صفت ہو کہ جس میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں مثل فعیلٌ بمعنی مفعول جیسے جریحٌ کہا جاتا ہے رجلٌ جریحٌ و امراۃٌ جریحٌ اور فعول بمعنی فاعل جیسے صبورٌ کہا جاتا ہے رجلٌ صبورٌ و امراۃٌ صبورٌ پس ان تینوں صفتوں کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آئے گی مگر افعل تفضیل جو صفت مشترک ہے کہا جاتا ہے زیدٌ افضل من عمرو اور ہندٌ افضل من عمرو جبکہ اس کا اطلاق مذکر عاقل پر کیا جائے تو اس وقت اس کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ آئے گی کہا جاتا ہے رجالٌ افضلون۔ کذا فی شرح الاصول قولہ الف مقصورہ و ہمزۂ تانیث الخ اور الف مقصورہ اس جمع میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا ہے اور اس کا ماقبل اس پر دلالت کرنے کی وجہ سے مفتوح رہتا ہے جیسے مصطفٰی کی جمع مصطفون اور ہمزۂ ممدودہ تانیث اس جمع میں واؤ ہو جاتا ہے جیسے حمراء کی جمع حمراوان جبکہ یہ مذکر عاقل کا علم ہو۔ قولہ و ما سنون در سنۃ الخ و سنون بکسر سین و بضم آں نیز بحالت رفع و در سنین بحالت نصب و جر جو جمع سنۃ بفتح سین کی ہیں یعنی سال اور اصل میں سنوۃ اور سنہۃ تھا۔ جاننا چاہیے کہ اس کی جمع میں فا کلمہ کی حرکت کو بدلنا اس امر پر تنبیہ کے لئے ہے کہ اس میں اس جمع کو اس کے موضع اصلی سے متغیر کر دیا اور اس کا موضع اصلی علم مذکر عاقل ہے یا اس کی صفت اور قلون ط اور قلین بضم قاف و کسر آں نیز جو جمع قلۃ بضم قاف و تخفیف لام کی ہیں کہ اصل میں قلوۃ تھا (دو لکڑیاں کہ جس سے بچے کھیلتے ہیں ایک لمبی ہوتی ہے جس کو مقلا بکسر میم کہتے ہیں دوسری چھوٹی جس کو قلۃ کہتے ہیں اور اردو میں ان کو گلی ڈنڈا کہتے ہیں) اور ثبون اور ثبین بضم ثا و کسر آں نیز جو جمع ثبۃ کی ہیں بضم ثا مثلثۃ و تخفیف باے موحدہ کہ اصل میں ثبوۃ یا ثبیۃ تھا بمعنی گروہ و جماعت سواران اور وسط حوض (اور اہلون اور اہلین جو جمع اہل کی ہیں (گھر کے آدمی) اور ان کی مثل جیسے ارضون کہ جمع ارض کی ہے اور جیسے سنون بکسر میم کہ جمع سنۃ بکسر میم کی ہے اصل میں سنۃ تھا یہ سب کے سب خلاف قیاس

واما سنون در سنة قلون در قلة وثبون در ثبة واهلون در اهل ومانند آں بخلاف قیاس
بکسر سین ۱۲ بالضم والکسر ۱۲ کسان ۲
است وجمع بالف وتا برائے علم مؤنث ولفظی کہ در وتا نیث ست اسم بود یا صفت
نہ فعلاء افعل ونہ فعلی فعلان ولفظی مذکر کہ صفت غیر عاقل بود یا مراد را جمع مکسر نیامد
باشد تای تانیث در وبیفگنی وحکم الف وہمزہ از مثنی برانی وعین کسرۂ ضمہ اجوف
از کلیہ ہا بیان تصرفات ایں جمع ست ۱۲
فتحہ یا بدہ ہر حل واجوف نیز فتحہ خوانند وعین کسرۂ فتحہ وکسرہ وتمیم سکون نیز خوانند و
ناقص واوی واجوفش سکون وفتحہ وعین حجرۃ فتحہ وضمہ وتمیم سکون نیز خوانند وناقص
ای فعلۃ بالضم ۱۲
یائی واجوفش سکون وفتحہ یا صفت ومضاعف ہر سہ بر سکون ست فقط فُعَل کفُعلَۃ۔
وضمہ باتباع ندہند برائے ثقل آں بر داود بر ما قبل آں ۱۲

ہیں اس لئے کہ یہ مذکر عاقل کی جمع نہیں ہیں قولہ۔ وجمع بالف وتا برائے علم مؤنث الخ اور الف تا کے ساتھ جمع بحسب قیاس اس لفظ کی آتی ہے جو مؤنث کا علم ہو۔ برابر ہے کہ علامت تانیث تا ظاہرہ ہو یا مقدرہ یا الف ممدودہ جیسے سلمۃ کی جمع سلمات اور ہند کی جمع ہندات اور سلمیٰ کی جمع سلمیات اور سوداء کی جمع سوداوات۔ یہ سب عورتوں کے نام ہیں۔ قولہ ولفظی کہ در وتا نیث ست الخ اسی طرح جمع مذکور اس لفظ کی آتی ہے کہ جس میں حروف تانیث ہے خواہ وہ الف ممدودہ ہو یا مقصورہ یا تائے ملفوظہ ہو یا مقدرہ عام ازیں کہ وہ اسم ہو جیسے بشریٰ وصحرا وظلمۃ وارض جمع بشریات اور صحراوات اور ظلمات اور ارضات ہیں یا صفت جیسے جبلی ونفساء وضاربۃ جمع جبلیات اور نفساوات اور ضاربات ہیں لیکن صفت میں شرط یہ ہے کہ وہ نہ تو اس فعلا کے وزن پر ہو کہ جس کا مذکر افعل آتا ہے جیسے حمراء کا مذکر احمر ہے اور نہ اس فعلی پر ہو کہ جس کا مذکر فعلان آتا ہے جیسے کہ سکری کا مذکر سکران ہے پس ان دونوں قسم کی صفتوں کی جمع الف وتا کے ساتھ نہیں آئے گی اسلئے کہ جمع بالف وتا فرع جمع بواؤ دونوں کی ہے پس

جبکہ احمر اور سکران کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی لہذا ان کے مونث کی جمع بھی الف وتا کے ساتھ نہیں آئے گی قولہ ولفظی مذکر کہ صفت الخ اور اسی طرح الف وتا کے ساتھ جمع اس لفظ مذکر کی آتی ہے جو غیر عاقل کی صفت ہو برابر ہے کہ مذکر حقیقی ہو یا نہ ہو جیسے صافنٌ ذو ہ گھوڑا جو تین پاؤں پر کھڑا ہو کر چوتھے پاؤں کے سُم کے کنارہ کو زمین پر رکھتا ہو اور جیسے سجلٌ رجک یا مہر جمع صافنات اور سجلات ہیں اور اس لفظ مذکر کی کہ جس کی جمع تکسیر نہ آتی ہو اور غیر عاقل کا نام ہو جیسے سُرادِق بضم سین وکسر دال المعنی (بڑا پردہ جو بطور دیوار کے خیمے کے آگے کھینچتے ہیں اور گھر کا پردہ) جمع سُرادقات ہے پس جوالق کی جمع الف وتا کے ساتھ نہیں کریں گے اس لئے کہ اس کی جمع تکسیر جوالیق آتی ہے۔

قولہ وتائے تانیث در وبیفگنی الخ یہاں سے مصنف جمع کی تصرفات کا بیان فرماتے ہیں کہ مفرد کی تائے تانیث الف وتا کی جمع میں گر جاتی ہے تاکہ ایک شی پر دو علامتوں کا جمع ہونا لازم آئے جیسے مُسلمۃٌ کی تائے تانیث مسلمات میں گر گئی قولہ وحکم الف وہمزہ منتہی بدانی الخ یعنی برتنی قیاس کنی۔ خلاصہ یہ کہ اس جمع میں الف مقصورہ اور ہمزہ ممدودہ کا حال بحیثیت اثبات وابدال بعینہ وہ حال ہے جو تثنیہ میں بیان ہو چکا ہے جیسے حبلیٰ کی جمع حبلیات۔ اور ہمزہ ممدودہ اگر اصلی ہے تو وہ ثابت رہتا ہے جیسے قراء کی جمع قراءات اور اگر اصلی نہیں تو پھر اگر تانیث کے لئے ہے تو وہ واؤ ہو جاتا ہے جیسے حمراء کی جمع حمراوات ورنہ جواز اً واؤ ہو جاتا ہے جیسے علباء لحق بقرطاس میں علباوات وعلباءات جیسا کہ بحث تثنیہ میں گذر چکا۔ قولہ وعین ثمرۃ نا اجوف فتحہ یابد الخ یعنی جو کلمہ مفردہ بروزن فَعلۃٌ (بفتح فا وسکون عین) ہو تو اس کا عین کلمہ الف وتا کی جمع میں فا کلمہ کی رعایت کی وجہ سے مفتوح ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ اجوف نہ ہو جیسے ثمرۃٌ کی جمع میں ثمراتٌ بفتح تا وميم اور رَوضۃٌ کی جمع میں عین کلمہ مفرد کی طرح ساکن رہتا ہے جیسے رَوضاتٌ وبیضاتٌ بسکون واؤ ویا لیکن بنی تمیم اجوف میں بھی عین کلمہ کو مفتوح پڑھتے ہیں اور رَوضۃٌ وبیضۃٌ میں روضات وبیضات بفتح واؤ و یا پڑھتے ہیں قولہ وعین کسرۃ فتح بکسرۃ الخ یعنی وہ اسم جو فِعلۃٌ بکسر فا وسکون عین پر ہو تو اس کی اس جمع میں عین کلمہ میں فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں فتحہ تو خفت کی وجہ سے اور کسرہ رعایت فا کلمہ کی وجہ سے جیسے کِسرۃٌ (پارہ از ہر چیزے) کی جمع میں کسراتٌ بکسر کاف وفتح سین وکسراتٌ بکسرتین اور بنی تمیم اس کے عین کلمہ میں فتحہ اور کسرہ کو جائز رکھتے ہوئے سکون کو بھی برعایت مفرد جائز رکھتے ہیں جیسے کسراتٌ بکسر کاف وسکون سین قولہ وناقص واوی الخ اجوف الخ اور فِعلۃٌ مذکور کی جمع کے عین کلمہ میں جبکہ یہ ناقص واوی اور یائی ہو سکون اور فتحہ دونوں جائز ہیں جیسے رشوۃ کی جمع رشواتٌ بسکون شین

وفتحہ آں اور دیمۃٌ کی جمع میں دیماتٌ بسکون یا وفتح آں۔ یہ اصل میں دِوْمَۃٌ تھا بمعنی دباران دائم)۔
اور بَیْعَۃٌ کی جمع میں بیعاتٌ بسکون یا وفتح آں قولہ وعین جمعۃ فتحہ وضمہ الخ یعنی وہ اسم جو بر وزن فُعلۃ
بضم فا و سکون عین ہو تو اس کی جمع بالف وتا کے عین کلمہ میں فتحہ تو خفت اور فرق کی وجہ سے اور ضمہ
رعایت فا کی وجہ سے جائز ہیں جیسے حجرۃٌ کی جمع میں حُجُراتٌ بفتح جیم وضم آں۔ لیکن بنی تمیم اس کے
عین کلمہ میں ضمہ کو جائز رکھتے ہوئے سکون کو بھی بہ رعایت اصل جائز رکھتے ہیں قولہ وناقص یائی
واجوف واوی الخ اور رَکْوَۃٌ بضم فا وسکون عین کے ناقص یائی واجوف واوی اور یائی کے عین کلمہ میں بحالت
جمع مذکور سکون اور فتحہ دونوں جائز ہیں (تمہید اصل وخفت اور فتحہ مفرد اور جمع میں فرق کرنے کی
وجہ سے اور میزاس وجہ سے کہ وہ واؤ پر ثقیل نہیں ہے جیسے کُلْیَۃٌ (گردہ) میں کلیاتٌ بسکون لام و
فتحہ آں اور دولتٌ میں دولاتٌ بسکون واو و فتحہ آں قولہ اما صفت و مضاعف الخ البتہ ان تینوں
وزنوں کا عین کلمہ صفت اور مضاعف میں صرف سکون کے ساتھ ہوگا صفات کی مثال جیسے صَعْبَۃٌ
بر وزن تمرۃ میں صَعْبَاتٌ بسکون عین۔ اور صَفْرَۃٌ بر وزن کسرۃ میں صفراتٌ بسکون فا اور صُلْبَۃ
بر وزن حجرۃ میں صلباتٌ بسکون لام۔ مضاعف کی مثال جیسے مَدَّۃٌ بر وزن تمرۃ کی جمع میں مدات
اور شدۃ بر وزن کسرۃ کی جمع میں شدات اور مدۃ بر وزن حجرۃ کی جمع میں مُدَدٌ۔ قولہ۔ فعل کفعلہ
یعنی مؤنث بتقدیر یا تاجیسا کہ فَعْلٌ مثلث الفا بسکون عین پر ہو تو وہ تحریک اور سکون عین اور اختلاف
مذکورہ میں فَعْلَۃ مثلث الفا بسکون عین ملفوظ التا مذکور کی طرح ہے پس فعل مفتوح الفا کے عین کلمہ
میں جیسے ارض بحالت جمع صرف فتحہ ہوگا جیسا کہ فَعْلَۃٌ مفتوح الفا کے عین کلمہ میں فتحہ ہوتا ہے جیسے
رضات مثل تمرات کے اور فعل مکسور الفا کے عین اجوف میں جیسے غیرٌ بحالت جمع سکون اور فتحہ
جائز ہیں جیسا کہ فَعْلَۃٌ مکسور الفا کے عین اجوف میں جیسے غیراتٌ بفتح یا مثل دیماتٌ ودیماتٌ کے اور
فعل مضموم الفا کے عین کلمہ میں جیسے عُرْسٌ (طعام ولیمہ) بحالت جمع فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں
جیسا کہ فُعْلَۃٌ مضموم الفا کے عین کلمہ میں جیسے عُرُسَاتٌ بفتحتین اور عرسات بضم را مثل حجراتٌ اور حُجُرَاتٌ
کے جمع کے صیغوں سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنف ان الفاظ کا بیان کرتے ہیں جو معنی میں جمع کے
ہیں اور حقیقۃً جمع کے صیغے نہیں ہیں اور وہ دو قسم پر ہیں۔ اول اسم جنس جو بحسب اطلاق باعتبار وضع ایک پر اور
دو پر اور دو سے زائد پر اتنا ہے ذرا سی وجہ سے کہ اس کا اطلاق دو سے زائد پر آتا ہے یہ معنی میں جمع
کے ہے اور اسی اسم جنس کو مصنف بتلاتے ہیں کہ دو در معنی جمع بود آنچہ می آید الخ قولہ دو در معنی جمع بود
خبر ہے اور قولہ۔ آنچہ می آید الخ مبتدا ہے یعنی جس لفظ مفرد کے آخر میں تا لاحق ہو وہ معنی میں جمع کے ہوگا

ودر معنی جمع بود آنچہ می آید بلحوق تا یا آخر مفرد ش چوں کماۃ و بحذف تا یا یا از آخر نحو
انیس جادر اسم جنس و جمع شروع کردہ ۱۲
تمر و معدۃ و دوم و مثل رکب و خدم و ظرب و عبد و رجلۃ و رفقۃ و جاہل و عبید و لوام
بالضم اسم جمع رفیق ۱۲
و قصبار و شیوخ و عصابۃ و حراس و تصغیر ای تعیین لفظ تا دلالت کند بر حقارت یا
قلت مدلول و برائے تعظیم و ترحم نیز بود و تصغیر معرب بر نج وزن می آید ای وزن
صوری نہ معنی سہ حرفی بر فعیل چوں رجیل و طلیحۃ و عبیلی و رجیلان و زیدون و
بفتح فا و فتح عین یک از پنج وزن ست ۱۲
ہندیات و بصیری و بغیلبک و خمیسۃ عشر و عبید اللہ و ثلاثی مزید در باعی و خماسی اگر
حرف رابع آنہا مد بود فعیل چوں مضیرب و جعیفر و مغیرج و اگر بود فعیلیل چوں مضیریب و مطیطیس
قبل تصغیر یا بعد آں ۱۲

یعنی اسم جنس ہوگا جیسے کماۃ اس کا مفرد بغیر تا ہے اور اسی قسم کا اسم جنس قلیل ہے قولہ و بحذف تا یا یا از آخر الخ اس کا عطف بلحوق تا پر ہے یا وہ لفظ کہ جس کے آخر سے تا یا یا حذف کی جائے معنی میں جمع کے ہوگا یعنی اسم جنس ہوگا اور اس قسم کا اسم جنس کثیر ہے جیسے تمر اسم جنس ہے اور اس کا مفرد تمرۃ ہے۔ اور معدۃ بفتح میم و کسر عین اسم جنس ہے اور اس کا مفرد معدۃ ہے۔ یہ دونوں مثالیں اس اسم جنس کی ہیں کہ جن کے مفرد کے آخر سے تا محذوف ہو گئی ہے اور دوم اسم جنس ہے اور اس کا مفرد رومی ہے یہ اس اسم جنس کی مثال ہے کہ جس کے مفرد کے آخر سے یا محذوف ہو گئی ہے اور علی ہذا القیاس عربی و عرب و حبشی و حبش و ہندی و ہند و زنجی و زنج۔ دوم اسم جنس کہ جس کا اطلاق یا اعتبار وضع دو سے زائد پر آتا ہے پس رکب جو اسم جمع ہے اس کا اطلاق ایک سوار یا دو سواروں پر نہیں آئیگا اسم جمع کے اوزان بہت ہیں جن میں سے چند اوزان مصنف ضمن میں امثلہ کے بتلاتے ہیں پس ان اوزان میں سے فعل بفتح فا و سکون عین ہے اور یہ وزن فاعل میں آتا ہے جیسے قولہ رکب بمعنی

(شتر سواراں) یہ راکبٌ کا اسم جمع ہے۔ اور فعلٌ بفتحتین میں جیسے ولدٌ بسکون لام اسم جمع ولدٌ بفتحتین کا ہے اور ان کے علاوہ اور دل میں بھی آتا ہے جیسا کہ کتب مطولہ میں مذکور ہیں اور ان اوزان میں سے فعلٌ بفتحتین ہے یہ وزن فاعل میں آتا ہے جیسے قولہ خدمٌ یہ خادمٌ کا اسم جمع ہے اور فعلۃٌ بفتح فا میں جیسے خیمٌ اسم جمع خیمۃٌ کا ہے اور ان کے علاوہ اور دل میں بھی آتا ہے اور ان اوزان میں سے فعلٌ بفتح فا وکسر عین ہے جیسے قولہ ظربٌ یہ ظربانٌ بکسر را کا اسم جمع ہے اور اوزان اسم جمع سے فعلٌ بفتح فا وضم عین ہے جیسے قولہ عبدٌ (جماعت عبد) یہ عبدٌ کا اسم جمع ہے اور اوزان اسم جمع سے فعلۃ بفتح فا وسکون عین ہے یہ فعلٌ بضم عین میں آتا ہے جیسے قولہ رجلۃ یعنی (جماعت رجل) یہ رجلٌ بمعنی (مرد) کا اسم جمع ہے اور فعالٌ بضم فا میں آتا ہے۔ جیسے شجعۃ اسم جمع شجاع کا ہے اور اوزان اسم جمع سے فعلۃ بضم فا وسکون عین ہے یہ فعیلٌ میں آتا ہے جیسے قولہ رفقۃ یہ رفیق کا اسم جمع ہے اور فعلٌ بفتح فا وسکون عین میں آتا ہے جیسے سہمۃ اسم جمع سہمٌ کا ہے بمعنی حظ ونصیب ان کے علاوہ اور اوزان میں بھی آتا ہے اور اوزان اسم جمع سے فاعل ہے اور یہ فعلٌ بفتحتین میں آتا ہے جیسے قولہ حاملٌ یہ جملٌ کا اسم جمع ہے اور فعلۃ بفتحتین میں بھی آتا ہے جیسے باقرۃ اسم جمع بقرۃٌ کا ہے اور فاعل میں بھی آتا ہے جیسے صائم کہ یہ اسم جمع بھی ہے اور واحد بھی کذا فی الاصول اور اوزان اسم جمع سے فعیلٌ ہے یہ فعلٌ بفتح فا میں آتا ہے جیسے قولہ عبیدٌ اسم جمع عبدٌ کا ہے اور فعال بکسر فا میں آتا ہے جیسے حمیر اسم جمع حمارٌ کا ہے۔ ان کے علاوہ اور اوزان میں بھی آتا ہے اور اوزان اسم جمع سے فعالٌ بضم فا ہے یہ وزن فوعلٌ میں آتا ہے جیسے قولہ قوامٌ اسم جمع توأمٌ کا ہے وہ بچہ جو دوسرے بچہ کے ساتھ ماں کے پیٹ سے نکلے خواہ نر ہو یا مادہ) اور فعلٌ بفتح لام میں آتا ہے جیسے عراقٌ اسم جمع عرقٌ کا ہے (وہ ہڈی جس کا گوشت کھا لیا گیا ہو) ان کے علاوہ اوزان میں بھی آتا ہے اور اوزان اسم جمع سے فعلاء بفتح فا وسکون عین مع مد ہے یہ فعلۃٌ بالتحریک میں آتا ہے جیسے قولہ قصباءٌ اسم جمع قصبۃٌ کا ہے بمعنی نے دنیشکر (درختان سے ہر چیز کہ جس میں بانس کی طرح گرہیں ہوں اور فعلٌ بفتح فا میں آتا ہے جیسے اشیاء یہ اصل میں شیأ تھا اس میں قلب ہوگیا ہے یہ شئی کا اسم جمع ہے اور اوزان اسم جمع سے مفعولٌ بفتح میم وضم ہے یہ فعلٌ بفتح فا میں آتا ہے جیسے قولہ شیوخ یہ شیخٌ کا اسم جمع ہے اور فعالٌ بفتح فا میں آتا ہے جیسے تؤناء اسم جمع اتانٌ کا ہے (گدھی) ان کے علاوہ اور اوزان میں بھی آتا ہے اور اوزان اسم جمع سے فعالۃ بفتح فا ہے یہ وزن فاعل میں آتا ہے جیسے قولہ صحابۃ اسم جمع صاحبٌ کا ہے اور فعل بفتحتین میں آتا ہے جیسے جمالۃ اسم جمع جملٌ کا ہے قولہ وجز آں الخ جیسے عبدان و

وعبدی وعبدا بکسر عین و باو تشدید یدال یہ سب عبدٌ کے اسم جمع ہیں (فائدہ) اسم جنس اور اسم جمع میں یہ فرق ہے کہ اسم جنس کا اطلاق باعتبار وضع قلیل اور کثیر اور ایک اور دو اور اس سے زائد پر آتا ہے جیسے ماء پس ایک قطرہ کو بھی ماء کہہ سکتے ہیں اور نہر اور سمندر کے پانی کو بھی بخلاف اسم جمع کے کہ اس کا اطلاق جمع کی طرح باعتبار وضع دو سے زائد پر آتا ہے اور ایک دو پر نہیں آتا پس رجلٌ رکبٌ نہیں کہہ سکتے البتہ بعض اسماء اجناس جمع کے معنی مشہور ہیں اور ان کا اطلاق ایک اور دو پر نہیں آتا جیسے لفظ کمٌ کہ اس کا اطلاق ایک اور دو پر نہیں آتا سو یہ اطلاق باعتبار استعمال ہے نہ باعتبار وضع اور نیز ان میں دوسرا فرق یہ ہے کہ اسم جمع اور اس کے مفرد کے درمیان تا اور یا سے فرق نہیں کیا جاتا بخلاف اسم جنس کے کہ اس میں اور اس کے مفرد میں فرق کیا جاتا ہے جیسے رُومٌ اور رومیٌ اور تمرٌ و تمرۃ اور کماۃ اور کمأۃ اور اسم جمع اور اسم جنس اور جمع میں فرق کئی طرح سے ہے اول یہ کہ ان دونوں کے اوزان جمع کے اوزان سے مخالف ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ ان کا طریق بنا جمع کے طریق بنا کے غیر ہے جیسے رُومٌ اور رُومیٌ اور تمرٌ و تمرۃ کہ ان میں تغیر آخر کلمہ میں ہے اور وہ یا اور تا کا حذف ہے اور صیغہ میں نہیں ہے اس لئے کہ یا اور تا علیحدہ کلمے ہیں بخلاف جمع تکسیر کے کہ اس کے بناء کے وقت تغیر اس کے مفرد کی ذات میں ہوتا ہے اور وہ تغیر تحریک و اسکان و حذف و زیادت حرف و حرکت ہے گو فلکٌ جیسے میں تغیر تقدیری ہے۔ سوم یہ کہ مفرد مذکر کی ضمیر کا جمع کی طرف لوٹانا جائز ہے بخلاف اسم جمع اور اسم جنس کے کہ وہ چونکہ باعتبار لفظ مفرد ہیں لہذا مفرد مذکر کی ضمیر کا ان کی طرف لوٹانا جائز ہے چہارم یہ کہ اسم جمع اور جنس کی تصغیر ان کے صیغہ کی ہوتی ہے اور ان کو اس صورت میں مفرد کی طرف نہیں لوٹایا جاتا بخلاف جمع کثیر کے کہ تصغیر کے وقت اس کو مفرد کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ پنجم یہ کہ دس سے اوپر کی تمیز جمع واقع نہیں ہوتی بخلاف اسم جمع اور اسم جنس کے کہ یہ ان کی تمیز واقع ہو جاتے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی مذکور ہوا جمہور کا مذہب ہے اور اخفش کے نزدیک ہر اسم جمع کہ جس کے حروف اس کے حروف مفرد کے جنس سے ہوں وہ جمع ہے جیسے رکبٌ اور راکبٌ و جامل و جمل و باقر و بقرۃ اور فراء کے نزدیک ہر اسم جنس کہ جس کے حروف اس کے حروف مفرد کے جنس سے ہوں وہ جمع ہے اور وہ اسم جنس اور اسم جمع کہ جس کے حروف واحد کی جنس سے نہیں ہیں بالاتفاق جمع نہیں ہے جیسے ابلٌ اور غنمٌ کہ یہ دونوں اسم جنس ہیں پہلے کا مفرد بعیرہ ہے اور دوسرے کا شاۃ۔ پس یہ دونوں بالاتفاق جمع نہیں ہیں تصریفات لفظیہ میں سے تصغیر ہے جس کا اب مصنفؒ بیان کرتے ہیں **قولہ** تصغیر ای تغییر لفظ تا دلالت کند الخ یعنی لفظ کا وجہ خاص پر تغیر کرنا جس کو مصنفؒ عنقریب بیان کریں گے تاکہ یہ تغیر مدلول لفظ کی حقارت یا قلت

پر دلالت کرے خواہ متعلق تحقیر تقلیل سامع کے نزدیک مجہول ہو جیسے اسماء میں مثلاً رجلٌ کی تصغیر
میں رُجیلٌ پس اس میں سامع کو یہ معلوم نہیں کہ متکلم نے مرد کی کس چیز کی تحقیر و تقلیل کا ارادہ کیا ہے
یا معلوم ہو جیسے صفات میں مثلاً عالمٌ کی تصغیر میں عُلَیمٌ پس اس میں ظاہر ہے کہ متعلق تحقیر و تقلیل
موصوف کا علم ہے کذا فی الاصول۔ اور تقلیل یا تو صفت میں ہوگی جیسے اُجَیمِرُ و اُسَیودٌ یہ دونوں
قلت حمرت اور قلت سواد پر دلالت کرتے ہیں یعنی (کم سُرخ اور کم سیاہ) یا افراد میں جیسے دُرَیہِماتٌ
یہ افراد دراہم کی قلت پر دلالت کرتا ہے یعنی (تھوڑے دراہم) یا اجزاء زمان میں جیسے قُبَیلٌ و
بُعَیدٌ یہ دونوں اجزاء زمان کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی (تھوڑی دیر پہلے اور تھوڑی دیر بعد)
یا اجزاء مکان میں جیسے فُوَیقٌ و تُحَیتٌ یہ دونوں اجزاء مکان کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی (تھوڑا
اوپر اور تھوڑا نیچے) قولہ تغییر لفظ بمنزلہ جنس کے ہے اور اس کا مابعد بمنزلہ فصل کے مصنفؒ نے
تغییر لفظ کہا نہ تغییر اسم تاکہ فعل کی تصغیر کو بھی شامل ہو جائے اگرچہ یہ شاذ ہے جیسے ما احیسنہ
اور تصغیر زیادت کردن یا بودہ نہ کہا تاکہ اس تصغیر کو بھی شامل ہو جائے کہ جس میں الف و یا زیادہ
کرتے ہیں جیسے اُلَیفیا یا صرف الف جیسے دابۃ کی تصغیر میں دویبۃ۔ لیکن بصریین کے نزدیک
یہ اصل میں دُوَیبَۃٌ تھا یا ساکن بعد فتحہ کو الف سے بدل لیا جیسا کہ مَنْ اَحَبَّ کریمَتَاہُ میں (فائدہ)
جو لفظ تغییر یا کربنے اس کو مصغر کہتے ہیں اور جس میں یہ تغییر نہ ہوا سے مکبّر کہتے ہیں قولہ و برائے
تعظیم و ترحم نیز بود الخ اور کبھی تصغیر مسلمی کی تعظیم (یعنی کسی چیز کو بڑا بتلانے کے لئے) اور ترحم کے
لئے آتی ہے۔ تعظیم کی مثال جیسے قولہ شاعر۔ غُلَیٌّ انا س سوف تدخل بینہم ۔ دویہیۃٌ تصفر منہا
الانامِلُ۔ (عنقریب تمام آدمیوں کے گھروں میں بڑی بلا داخل ہوگی کہ جس سے انگلیاں زرد ہوجائیں
گی) اس میں دُوَیہیۃٌ تصغیر داہیۃٌ کی ہے جو تعظیم کے لئے ہے اور اس داہیۃ سے مراد موت ہے
ترحم کی مثال جیسے یا بُنَیَّ (اے میرے پیارے بیٹے) و یا اُخَیَّ (اے میرے پیارے بھائی) مصنفؒ نے
اصول میں ان دونوں کو مجاز میں داخل کیا ہے اور کہا ہے کہ قد یقصد بہ الترحم والتعظیم مجازاً لان التحقیر
ینا سب الترحم ویقتضیہ ایضاً بنا فی التعظیم ویفاوہ وقد یستعمل ما وضع لشیٔ فی ضدہ قولہ تصغیر معرب
پر پنج وزن آیدای وزن صوری نہ صرفی الخ اور اسم معرب کی تصغیر نہ اسم مبنی کی اس لئے کہ اس کا طریقہ
علیحدہ ہے جو آخر فصل میں آئے گا) یوزن صوری نہ صرفی پانچ وزنوں پر آتی ہے اور وزن صوری وہ ہے
جو صرف بحسب صورت ہوتا ہے یعنی اس میں سکون مقابلہ میں سکون کے اور حرکت کے مقابلہ میں حرکت
کے بخصوصہا معتبر ہوتا ہے بغیر اس کے کہ حرف زائد مقابلہ میں حرف زائد کے ہو اور حرف اصلی مقابلہ میں

حرف اصلی کے اور وزن صرفی وہ ہے جو بحسب تصریف ہوتا ہے یعنی اس میں سکون مقابلہ میں سکون کے اور حرکت مقابلہ میں حرکت کے بخصوصہا معتبر ہونے کے علاوہ مقابلہ حرف زائد کا حرف زائد سے اور حرف اصلی کا حرف اصلی سے بھی معتبر ہے پس صحائف اور افاضل اور فواضل اور مفاضل کا وزن صوری مفاعل ہے اور وزن صرفی پہلے کا فعائل ہے اور دوسرے کا افاعل اور تیسرے کا فواعل اور چوتھے کا مفاعل قولہ سہ حرفی بر فعیل الخ پانچ وزنوں میں سے پہلا وزن فُعَیل بضم فا و فتح عین و سکون یا ہے پس اس وزن پر اسم ثلاثی الاصل کی تصغیر آتی ہے جیسے قولہ رُجَیل یہ رجل کی جو تین حرف اصلی رکھتا ہے تصغیر ہے اور قولہ طُلَیحَۃ بفتح طا بر وزن فُعَیلۃ یہ طلحۃ کی تصغیر ہے اور قولہ جُبَیلی بفتح لام بر وزن فعیلی یہ جبلی کی تصغیر ہے اور قولہ رجیلان یہ رُجلان کی جو رجل کا تثنیہ ہے تصغیر ہے اور قولہ زُیَیدون یہ زیدون کی جو زید کی جمع ہے تصغیر ہے اور قولہ ہُنَیدات یہ ہندات کی جو ہند کی جمع ہے تصغیر ہے اور قولہ بُصَیری بکسر را بر وزن فعیلی یہ بصری منسوب کی تصغیر ہے اور قولہ بُعَیلبک یہ بعلبک مرکب منع صرف کی تصغیر ہے اور قولہ خُمَیسۃ عشر یہ خمسۃ عشر مرکب عددی کی تصغیر ہے اور قولہ عبید اللہ یہ عبد اللہ مرکب اضافی کی تصغیر ہے چونکہ تا و الف تانیث اور علامت تثنیہ و جمع اور مرکب کا دوسرا جزو ہر ایک علیحدہ کلمہ ہے لہذا یہ مثالیں سہ حرفی کی مثال کے منافی نہیں ہیں اور نیز تائے تانیث اور الف تانیث کے ماقبل کا فتحہ اور یائے منسوب کے ماقبل کا کسرہ اس وزن کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ تا تانیث اور الف تانیث کے قبل ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے اور یائے نسبت کے قبل ہمیشہ کسرہ قولہ و ثلاثی مزید و رباعی و خماسی الخ یعنی ثلاثی مزید اور رباعی مجرد مزید اور خماسی مجرد و مزید کی تصغیر فُعَیلل بضم فا و فتح عین و سکون یا و کسر لام پر آتی ہے بشرطیکہ ان کا چوتھا حرف تصغیر سے پیشتر یا تصغیر کے بعد مدہ نہ ہو لیکن خماسی میں پانچویں حرف کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کی تصغیر بوجہ نقل کے نادر و ضعیف ہے یہ تصغیر کا دوسرا وزن ہے جیسے قولہ مُعَیتِرٌ یہ مُضَرِّبٌ کی تصغیر ہے باب افعال سے اسم ظرف یا اسم آلہ اسم مفعول کا صیغہ ہے یہ ثلاثی مزید کی مثال ہے اور ثلاثی مزید سے یہاں مراد وہ ہے کہ جس میں تین حرف اصلی سے زائد حرف ہوں خواہ وہ ثلاثی مجرد سے کیوں نہ ہو جیسا کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا اور قولہ جُعَیفر یہ جعفر رباعی مجرد کی تصغیر ہے اور جیسے قولہ سُفَیرج یہ سفرجل خماسی مجرد کی تصغیر بحذف لام ہے رباعی مزید کی مثال جیسے قفیخر یہ قنفخر کی تصغیر بحذف نون ہے خماسی مزید کی مثال جیسے عصیرف یہ عصرفوط کی تصغیر بحذف دا دوطا ہے قولہ و اگر بود فعیلیل الخ اور اگر تصغیر سے پیشتر یا تصغیر کے بعد ان کا چوتھا حرف مدہ ہے تو اس وقت تصغیر فُعَیلل (دو یا دو دو لام) کے وزن پر آئے گی یہ تیسرا وزن ہے جیسے قولہ۔

مُفَیْعِیْلٌ مضروب ہے حضور ثلاثی مزید یعنی مذکور کی تصغیر ہے ان میں تصغیر سے پیشتر چوتھا حرف مدہ ہے اور جیسے قولہ قریطیس یہ قرطاس رباعی مزید کی کہ جس کا چوتھا حرف تصغیر سے پیشتر مدہ ہے تصغیر ہے اور جیسے قولہ خدیریس یہ خندریس خماسی مزید کی تصغیر ہے اس میں تصغیر کے وقت نون کو جو حروف زوائد سے ہے حذف کر دیا پس اس میں یا اگرچہ بالفعل مدہ رابع نہیں ہے لیکن حذف نون کے بعد وہ رابع ہو جاتا ہے قولہ وسکیران واجمال فعیلال ہے یعنی دو اسم جس کے آخر میں الف ونون زائدتان ہوں خواہ علم ہو جیسے عثمان یا صفت جیسے سکران اور وہ جمع جو افعال کے وزن پر ہو جیسے قول مصنفؒ اجمال ان سب کی تصغیر فُعَیْلَالٌ کے وزن پر آئے گی اگرچہ ان کا چوتھا حرف مدہ ہے اس لئے کہ الف سکران اور الف جمع اجمال کا باقی رکھنا ضروری ہے اس وجہ سے کہ الف ونون زائدتان یکبارگی حذف ہونے میں اور اپنے آخر میں تا کے نہ لاحق ہونے میں الف تانیث کے مشابہ ہیں لہذا الف تانیث کی طرح یہ بھی بحالہ باقی رہیں گے اور افعال کے الف کا الف جمع کی محافظت کے واسطے باقی رکھنا ضروری ہے اور یہ چوتھا وزن ہے ان کی تصغیر عثیمان وسکیران واجیمال سے قولہ وخماسی بروایت اخفش الخ اور اخفش کی روایت کے اعتبار سے اسم خماسی کی تصغیر فعیلیل بضم فا وفتح عین وسکون یا وکسر لام اول وثانی پر آئے گی جیسے قولہ سفیرجل یہ سفرجل کی تصغیر ہے اور اس میں روایت اخفش کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک اس کی تصغیر مکروہ ہے قولہ بدانکہ از دو زائد ثلاثی الخ اور ازاں تصغیر سے فارغ ہونیکے بعد اب مصنفؒ تصغیر کے وجوہ تغیرات بیان کرتے ہیں کہ ثلاثی مزید کے دو حرف زائد میں سے ایک کو جو عمدہ نہ ہو یعنی جو فضلہ اور قلیل النفع ہو گرا دیتے ہیں سوائے مدہ رابع کے اور اگر مدہ رابع ہو تو اُس کو یا کر لیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی جس میں دو حرف زائد ہیں ان میں سے ایک یا تو مدہ رابع ہوگا یا نہیں اگر نہیں ہے تو پھر دونوں فائدہ میں مساوی ہوں گے یا کم وبیش پس اگر کم وبیش ہیں تو فضلہ گر جائے گا اور عمدہ باقی رہے گا اور اگر مساوی ہیں تو اس وقت ان دونوں میں سے جس کو چاہو ثابت رکھو اور ان میں سے ایک مدہ رابع ہے تو اس وقت وہ دو جو یا یا ہو جائے گا اور ثابت رہے گا اور دوسرا اگر عمدہ ہے تو ثابت رہے گا ورنہ گر جائے گا جیسے قولہ مطلق در منطلق الخ پس منطلق ثلاثی مزید میں میم اور نون زائد ہیں لیکن میم عمدہ اور کثیر النفع ہے اس لئے کہ وہ شروع کلمہ میں واقع ہے اور صفت کے ساتھ خاص ہے اور اس کی علامت ہے اور مسمی اور ذات پر دلیل ہے اور نون انفعال کی دلیل ہے جو ذات کے صفات وعوارض میں سے ہے اور اسی وجہ سے غیر ثلاثی مجرد میں کوئی اسم فاعل غیر میم کے نہیں آتا بخلاف نون کے کہ وہ کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا لہذا اس کی تصغیر میں نون کو حذف کر دیا قولہ وقلیسۃ وقُلَیْسَۃٌ الخ اور کلنسوۃ کی تصغیر میں قُلَیْسُوَۃٌ باثبات نون وحذف واو اور قُلَیْسِیَۃٌ بحذف نون واثبات واو بقلب

خدیریس و نحو سکران و اجمال فعیلال و خماسی بروایت اخفش مُعَیْلِل چوں سفیرجل بکسر جیم

پس بدانکہ ازدو زائد ثلاثی جز مدہ رابع یکے را کہ عمدہ نبود بیفگنند و مدہ را یا گردانند چوں

مُطَیلِقٌ در منطلقٌ و قُلَیْنسَۃ و قلیسیۃ در قلنسوۃ و سُلَیْطِین در سلطان در واست مطیلیق

بتعویض یا از محذوف و از سہ زائدہ غیر عمدہ را حذف کنند مگر مدہ مذکور یا گردد چوں

مقیعس مُقَعْنِسِسٌ و جر بجیم در آخر سنجام و در رباعی جز مدہ مذکورہ زیادتی نماند و مدہ یا شود

چوں بعیثر در مبعثر مگر در نحو سکران و اجمال و حمار و قمر فصار کہ سکیران و اجیمال و حُمَیْر ار

و قمریفصار گویند الف تانیث مقصورہ غیر رابع بیفتد چوں حجیجب و حُبَیْلی و حور جحبلی و حولایا

ادبیا) دونوں جائز ہیں اس لئے کہ قلنسوۃ میں نون اور واؤ زائد ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی مدہ رابع ہے اور چونکہ تا تانیث کلمہ علیحدہ ہے لہذا سہ زوائد کے قبیل سے بھی نہیں ہے پس اگر واؤ کو حذف کریں تو قلینسۃ ہوگا اور اگر نون کو حذف کریں تو واؤ اپنے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا ہو کر باقی رہے گا قولہ وسُلَیْطِین در سلطان الخ اور سلطان میں دو حرف الف اور نون زائد ہیں جس میں سے الف مدہ رابع ہے لہذا اس کی تصغیر سُلَیْطِین میں الف اپنے ماقبل کسرہ ہونیکی وجہ سے یا سے بدل گیا اور نون کے عمدہ ہونے کی وجہ مطولات میں مذکور ہے ان شئت فارجع الیہ قولہ در واست مطیلیق الخ اور منطلق کی تصغیر میں مطیلیق بدو یا بھی درست ہے یعنی نون محذوفہ کے عوض میں دوسری یا کا لانا۔ قولہ واز سہ زائدہ غیر عمدہ الخ اور اگر ثلاثی مزید میں تین حرف زائد ہوں تو تصغیر کے وقت غیر عمدہ کو حذف کر دیتے ہیں لیکن اگر مدہ مذکورہ یعنی مدہ رابع ہے تو وہ حذف نہیں ہوگا بلکہ یا سے بدلجائیگا مقعنسس کی تصغیر میں مقیعس یہ ثلاثی مزید ملحق بہ احرنجم ہے اس میں تین حرف میم اور نون اور ایک سین زائد

ہیں پس میم کو عمدہ ہے باقی رکھا اور باقیوں کو حذف کر دیا اور جیسے احرنجام کی تصغیر میں حرینجیم یہ رباعی مزید کی مثال ہے اس میں ہمزہ اور نون اور الف زائد ہیں اور ان میں کوئی عمدہ رہے لہذا ہمزہ اور نون کو حذف کر دیا مگر جو الف حذف زوائد کے بعد مدہ رابع ہو جاتا ہے یا سے بدل کر ثابت رہے گا لیکن یاد رہے کہ مصنف کا اس جگہ حرینجیم کی مثال لانا مسامحۃ ہے اس لئے کہ احرنجام رباعی ہے اور اس کا بیان بعد میں کیا ہے اور اس جگہ ان کی مراد صرف ثلاثی مزید ہے لہذا مدہ رابع کو یا سے بدلنے کی مثال میں لفظ حمیر یہ احمرار کو اور مقعنسس تصغیر اقعنساس کو لانا چاہیئے تھا جیسا کہ اصول اکبری میں لائے ہیں قولہ و در رباعی جز مدہ مذکورہ الخ اور رباعی مجرد اور مزید میں سوائے مدہ رابع کے کوئی زیادتی باقی نہیں رہیگی خواہ وہ زیادتی عمدہ ہو یا غیر عمدہ اور پھر یہ مدہ اپنے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا سے بدل جائے گا جیسے مبعثر اور احرنجام کی تصغیر میں بُعَیثِر اور حُرَیجِیم پس مبعثر سے میم کو جو عمدہ ہے اور احرنجام سے ہمزہ اور نون کو حذف کر دیا اور الف رابع کو حذف زائدین کے بعد یا سے بدل لیا اور اگر مدہ رابع نہ ہو تو وہ بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے اقشعرار کی تصغیر میں قُشَیعِر۔ اسی واسطے مصنف نے شرح اصول میں اقشعرار کے ذکر کے بعد فرمایا ہے کہ فَاِنَّہٗ یُصَغَّرُ عَلٰی قُشَیعِرٍ بحذف الہمزۃ والالف والراء الاخیرۃ قولہ مگر در نحو سکران و اجمال الخ لیکن سکران اور اجمال اور حمار جیسے الفاظ میں جو بزیادت دو حرف ثلاثی مزید ہیں قانون سابق کے برخلاف مدہ رابع یا سے نہیں بدلے گا اور قمر مصاور رباعی مزید (بضم قاف و فتح فا) میں الف و ہمزہ بموجب قانون سابق حذف نہیں ہوں گے اور ان کی تصغیر سُکَیران اور اُجَیمال اور حمیر باثبات مدہ رابع بحال خود اور قمر یفصار بدول حذف زوائد ہوگی اس لئے کہ ان میں بدول ابدال و حذف کے بنائے تصغیر ممکن ہے اور الف و نون زائد اور الف جمع اور الف تانیث کی محافظت ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر زیادت مخل وزن نہ ہو تو حذف نہ ہوگی ورنہ ساقط ہو جائے گی جیسے عنکبوت کی تصغیر میں عُنَیکِب اور حجنفل کی تصغیر میں حُجَیفِل۔ اور سکران سے مراد وہ لفظ ہے جو الف و نون زائدتان کے سبب سے غیر منصرف ہو لہذا شیطان اور سرحان اور سلطان کہ جن کی تصغیر شُیَیطِین اور سُرَیحِین اور سُلَیطِین ہے خارج رہیں گے اور اجمال سے مراد وہ لفظ ہے جو افعال کے وزن پر جمع ہو لہذا وہ لفظ جو افعال کے وزن پر ہو اور جمع نہ ہو خارج رہے گا جیسے اعشار کہ اس کی تصغیر اُعَیشِیر ہے اور حمار سے مراد وہ لفظ ہے جس کا آخر میں الف ممدودہ تانیث کے لئے ہو لہذا وہ لفظ جس کے آخر میں الف تانیث کے لئے نہ ہو خارج رہے گا جیسے قرار و علباء و ایلاء پس ان سب میں ابدال ممتنع نہیں ہے قولہ کو بزالف تانیث مقصورہ الخ اور الف تانیث مذکورہ غیر رابع یعنی پانچواں یا زائد بوقت تصغیر گر جاتا ہے جیسے نجمی (بفتح

وجیم کہ میان آں جائے مہملہ ست ایک مرد کا نام ہے کہ تصغیر میں حُجَیْبٌ پس اس کا پانچواں الف گر گیا اور حولایا ایک مقام کا نام ہے الف تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے، کی تصغیر میں حُوَیْلِیٌ تصغیر کیوقت حولایا کے آخری الف کو جو چھٹی جگہ ہے گرا دیا حولای ہوا اور پہلا الف جو مدہ رابع ہے اپنے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا اور پھر یا کا یا میں ادغام ہو گیا حُوَیْلِیٌ ہوا اور منصرف ہو گیا اس لئے کہ منع صرف کا سبب جو الف تانیث تھا نہیں رہا قولہ و در جنطی اجیفط و جیبط آید الخ یعنی الف غیر تانیث چوتھی جگہ ہو یا زائد جیسے جنطی میں (بفتح حا مہملہ و با موحدہ و سکون نون زائد و طا مہملہ بالف مقصورہ) حذف ہو جاتا ہے اور نون باقی رہتا ہے اور اس تقدیر پر اس کا اعراب بحرکات ثلثہ ہوگا جیسے جینطٌ و جینطٍ و جینطَ اس لئے کہ حذف منسی کی وجہ سے اب حقیقۃً آخری کلمہ ہو گیا ہے اور اس میں نون کا حذف بھی جائز ہے لیکن حذف نون کے بعد الف چوتھی جگہ ہونے کی وجہ سے یا سے بدل جائے گا اور پھر یا بقاعدہ قاضٍ محذوف ہو جائے گی جیسے جیبطٌ اور اس تقدیر پر اس کا اعراب بحالت نصب لفظی ہوگا اور بحالت رفع و جر تقدیری جیسا کہ احمد میں قولہ و در اعلی اُعَیْلٍ و اعیل الخ یعنی اعلی کی تصغیر میں بحالت رفع و جر دو قول ہیں اول اُعَیْلٌ بسکون یا آخر اس لئے کہ اعلی کا چوتھا الف تصغیر کے وقت اپنے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا۔ دوم اعیلٍ بحذف یائے آخر اعیلی و ابدال تنوین ازاں لیکن چونکہ فتحہ ما قبل نہیں ہے لہذا بحالت نصب یا بالاتفاق سلامت رہے گی اور کلمہ مذکورہ . . . . ہر حال میں غیر منصرف ہے قولہ و ہمزہ وصل کماند الخ اور ہمزہ وصل تصغیر میں باقی نہیں رہتا جیسے قولہ اُبَیْنَۃٌ بر وزن طلیحۃ تصغیر امرأۃ میں اس لئے کہ بحالت تصغیر ہمزہ وصل کے مابعد (میم) کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل کی ضرورت نہیں رہتی قولہ۔ و گاہ در ثلاثی الخ اور نیز کبھی ثلاثی بلکہ رباعی سے جو کچھ بھی زائد ہو گرا دیتے ہیں خواہ وہ عمدہ یا غیر عمدہ خواہ مخل وزن ہو یا نہ ہو جیسے قولہ ضریبٌ تصغیر مضرب میں جو باب تفعیل سے اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ ہے اور تصغیر مصروف میں جو ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور ثلاثی سے مراد یہاں عام ہے خواہ مجرد ہو یا مزید لیکن اس میں حرف زائد ضرور ہو اور رباعی کی مثال جیسے زعفران کی تصغیر میں زُعَیْفِرٌ اور اس قسم کی تصغیر کو ترخیم کہتے ہیں اور یہ اصطلاح نحات کی اصطلاح کے علاوہ ہے اس لئے کہ نحوی آخر منادیٰ کے حذف کو ترخیم کہتے ہیں قولہ و باز آید محذوف در ثلاثی الخ یعنی جو کلمہ حذف کے بعد دو حرفی رہ گیا ہو تصغیر کے وقت اس کا محذوف اصلی واپس آجاتا ہے نہ کہ محذوف زائد اس لئے کہ تصغیر کے وزنوں میں سے سب سے کم فُعَیْلٌ ہے اور اس وزن پر تین حرف سے کم کلمہ کی تصغیر نہیں بن سکتی لہذا ایک حرف اصلی کا اعادہ کافی ہے اسی وجہ سے اس کلمہ میں جو بعض حروف کے حذف ہونے کی وجہ سے

در جنطی جبنیط و جبیط آید و در اعلی اعیلی و اعیل ہمزہ وصل نماند چوں مُرِیَاۃ و گاہ در

ثلاثی ہر چہ زائد ست بیفگند چوں حریف در مصرف و مصروف و ابن را تصغیر بُنَیِّم

نامند و باز آید محذوف و در ثنائی چوں مُنَیِّذ و عُمَیِّد و بُنَیَّۃ در ید و عِدَۃ و ابن و

بنت و ثنای مقدرہ و در مُوَیْتٌ کہ ثلاثی بود یا نماند نحو مُغَیْبَۃ و عُقَیْقَۃ و مبدل منہ بر دال

علت ابدال چنانکہ در جمع تکسیر نحو موازین دموازین و اعیاد و عُیَیْد در عید گویند تا مثلیں

نہ شود با عواد و عوید در عود و الف ثانیہ واؤ شود کبائے ضیراب و تالث یا گردد کانواو نحو

حُمَیِّر و دُوَلِیّ و اُسَیِّد و قِسِیّ و چوں جمع شود و یا در آخر کلمہ بعد یائے تصغیر آخر بیفتد

منسیا مانند عُطَیّ و مُعَیَّۃ مُوَیْعِطَۃ و مُعَاوِیَۃ و حَیّ در حوی و نزویلی منصرف شود بتغییر۔

تین حرف پر رہ گیا ہے محذوف کا اعادہ نہیں ہوتا جیسے اُنیس تصغیر اُنَیْسِیَان میں کہ اصل میں انا سٌ تھا اور وہ کلمہ جس کی بنا دو حرف پر ہے جیسے عن و ما تصغیر کے وقت اس میں یا زائد کرتے ہیں پس دو یا جمع ہو جائیں گی ایک دوسرے میں مدغم ہو جائیں گی جیسے عُنَیٌّ و مُوَیٌّ تصغیر عن و ما میں جبکہ یہ کسی کا نام ہوں اور وہ کلمہ کہ جس سے حرف اصلی اور حرف زائد حذف ہو کر دو حرف پر رہ گیا ہو تصغیر کے وقت آخیں صرف حرف اصلی لوٹ آئے گا جیسے اُکَیْل تصغیر کل میں جبکہ یہ کسی کا نام ہو یہ اصل میں اَکْل تھا پس وجہ مذکور کی بنا پر اس کا ہمزہ اصلیہ محذوف لوٹ آیا نہ کہ ہمزہ وصل قولہ منیذ یہ ندی جبکہ یہ کسی کا علم ہو تصغیر ہے یہ اصل میں منذ تھا۔ قولہ وعید یہ عدۃ کی جبکہ علم ہو تصغیر ہے اصل میں وعد تھا اس کی واؤ محذوف تصغیر میں لوٹ آئی اور تائے عوض جو بمنزلہ جزء کلمہ نہیں ہے محذوف ہو گئی۔ قولہ بنیۃ یہ ابن کی تصغیر ہے

جو اصل میں بَنُوٌ بفتحتین تھا واؤ خلاف قیاس حذف ہو گئی بعد میں با کو ساکن کر کے ہمزۂ وصل شروع میں لے آئے۔ قولہ بُنَیَّۃٌ یہ بنت کی تصغیر ہے جو اصل میں بَنُوَۃٌ تھا اگر کوئی اعتراض کرے کہ عدۃ اور ابن اور بنت سہ حرفی میں لہٰذا ثنائی کی مثال میں ان کو لانا صحیح نہیں۔ جواب یہ ہے کہ ابن کا ہمزۂ وصل جو تصغیر میں نہیں رہا کالعدم ہے اور عدۃ کی تا اگرچہ عوض کی ہے لیکن معوض عنہ کی جگہ میں نہیں ہے لہٰذا یہ بمنزلہ حرف نہیں ہوگی اور بنت کی تا اگرچہ معوض عنہ کی جگہ میں ہے لیکن چونکہ وہ تانیث کے لئے ہے لہٰذا علیحدہ کلمہ ہوگی بہرحال ان میں سے ہر ایک افراد ثنائی میں سے ہوگا۔ قولہ۔ وتائے مقدرہ در مؤنثی الف اور تصغیر میں تائے تانیث مقدرہ اس مؤنث کی جو سہ حرفی ہو واپس آجاتی ہے برابر ہے کہ وہ مؤنث تصغیر سے پیشتر سہ حرفی ہو جس کی مثال ہے ہنیدۃ ہند کی تصغیر جو تصغیر سے قبل سہ حرفی ہے یا چار حرفی ہو جسکی مثال ہے۔ عُنَیْقَۃ تصغیر عناق میں یہ اگرچہ تصغیر سے پیشتر تو چہار حرفی ہے لیکن جب اس کی تصغیر کی تو الف زائد کو گرا دیا اور کلمہ تین حرف پر رہ گیا اور تائے مقدرہ لوٹ آئی۔ قولہ۔ و مبدل سنہ بزوال علت اور تصغیر میں حرف مبدل سنہ علت ابدال کے زائل ہونے کی وجہ سے واپس آجاتا ہے جیسا کہ جمع تکسیر میں واپس آجاتا ہے جیسے قولہ مُوَیْزِیْنَ تصغیر میزان میں اور مَوَازِیْنَ جمع تکسیر میزان میں جبکہ موزان میں واؤ کو یا سے بدلنے کی علت اس کے ماقبل کا کسرہ تھا پس جب تصغیر و تکسیر میں یہ کسرہ نہیں رہا تو واؤ لوٹ آیا مویزین اور موازین ہوا چونکہ یہ قاعدہ لفظ عِیْدٌ جو واؤ سے ہے ٹوٹتا تھا اس لئے کہ یہ اصل میں عِوْدٌ بکسر عین و سکون واؤ تھا اور اس کی تصغیر اور جمع تکسیر عُیَیْدٌ اور اعْیَادٌ آتی ہے نہ کہ عُوَیْدٌ اور اعْوَادٌ۔ مصنفؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اعیاد و عُیَیْدٌ در عید گویند الخ یعنی اعْیَادٌ اور عُیَیْدٌ جو عِیْدٌ کی جمع تکسیر اور تصغیر ہیں ان میں واؤ بمقتضائے قاعدہ واپس آنا چاہیئے تھا مگر باوجود اس کے ان دونوں میں یا کو باقی رکھتے ہیں اس لئے تاکہ عُوُدٌ (بضم عین بمعنی لکڑی) کی جمع تکسیر اعواد اور تصغیر عُوَیْدٌ سے التباس نہ لازم آئے۔ قولہ الف ثانیہ واؤ شود الخ تصغیر میں دوسرا الف وجوباً واؤ ہو جاتا ہے جیسا کہ دوسری یائے زائد تصغیر میں واؤ ہو جاتی ہے جیسے ضُیَیْرِبٌ کی تصغیر میں ضویرب۔ برابر ہے کہ وہ دوسرا الف واؤ سے بدلا ہوا ہو جیسے باب میں بُوَیْبٌ۔ یا ہمزہ سے بدلا ہوا ہو جیسے آدم کہ اصل میں ادءم تھا تصغیر اُوَیْدِمٌ ہے۔ یا وہ زائد ہو جیسے ضَارِبٌ میں ضویرب یا اصلی ہو جیسے حائشا میں حویش یا مجہول الاصل ہو جیسے صاعۃ میں صویب پس اس کے الف کا حال معلوم نہیں۔ یہ صابٌ کا اسم جنس ہے بمعنی نخ لیکن اگر الف یا سے بدلا ہوا ہو تو دونوں امر جائز ہیں کہ وہ یا ہو جائے اور یہ راجح ہے جیسے ناب میں نُیَیْبٌ یا واؤ ہو جائے اور یہ مرجوح ہے جیسے نابٌ میں نُوَیْبٌ قولہ۔ وثالث یا کردد کالف الخ واؤ تصغیر میں

تیسرا الف یا ہو جاتا ہے جیسا کہ تیسری واؤ یا ہو جاتی ہے جیسے قولہ حُمَیِّرٌ بروزن فُعَیِّلٌ۔ یہ حمارٌ کی تصغیر ہے الف حمار کو یا کر کے یائے تصغیر میں ادغام کر دیا اور جیسے قولہ دُلَیٌّ بروزن فعیلٌ اصل میں دُلَیْوٌ تھا دلوٌ کی تصغیر ہے۔ اور جیسے قولہ اُسَیِّدٌ یہ اصل میں اُسَیْوِدٌ تھا اَسْوَدُ کی تصغیر ہے واؤ یا ہوئی اور پھر یا کو یا میں ادغام ہو گیا۔ قولہ وقلّ اُسَیْوِد اور اُسَیْوِدٌ بلا ادغام قلیل ہے (فائدہ) الف ثالث کا بوقت تصغیر یا ہونا اس وقت ہے کہ جب یہ مخل وزن نہ ہو ورنہ گر جاتا ہے جیسے مُخَیْطِبٌ تصغیر مخاطبٌ میں۔ قولہ چول جمع شوند دو یا (جب دو یا آخر کلمہ میں یائے تصغیر کے بعد جمع ہوں تو جمہور کے نزدیک آخری یا نسیاً منسیاً گر جائے گی گویا کہ وہ کلمہ ہی میں نہیں تھی اور اعراب باقی پر جاری ہوگا لیکن ابن مالک کے نزدیک پہلی محذوف ہوگی جیسے قولہ عُطَیٌّ تصغیر عطاء میں اور مُعَیِّنَة تصغیر معاویۃ میں۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ عطاءٌ اصل میں عطاوٌ تھا واؤ طرف میں الف کے بعد واقع ہونے کے وجہ سے ہمزہ ہو گیا پھر بوقت تصغیر واؤ لوٹ آیا اور اس کا تیسرا الف یا ہو گیا اور (یہ یا) یائے تصغیر کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے مکسور ہو گئی اور پھر واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا۔ پس تین یا جمع ہو گئیں آخری گر گئی اور پہلی کا دوسری میں ادغام ہو گیا اور اعراب ثلثہ ساقط شدہ یا کے ماقبل پر جاری ہو گئے اور چونکہ ثلاثی کے دو زائد میں سے غیر عمدہ گر جاتا ہے لہذا معاویہ میں الف گر گیا اور اس کی جگہ یائے تصغیر آ گئی پس واؤ بقاعدہ مرمیٌ یا ہو گیا تین یا جمع ہوئیں پہلی دوسری میں مدغم ہو گئی اور تیسری گر گئی مُعَیِّنَةٌ ہوا بفتح یائے مشدد اس لئے کہ یائے تانیث کے قبل صرف فتحہ ہوتا ہے اسی طرح قولہ اُحَیَّ تصغیر اَحْوَی میں یہ حَوَّةٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی (سیاہی مائل سبزی یا سرخی مائل بسیاہی) یہ اصل میں اُحَیْوِیٌ تھا آخری واؤ طرف میں کسرہ کے بعد ہونیکی وجہ سے یا ہو گئی احیوی ہوا پھر پہلی واؤ بقاعدہ سیٹی یا ہو گئی پھر یا تصغیر کا اس میں ادغام کر دیا۔ اُحَیٌّ ہوا (قبلات یا رات) اس کے بعد تیسری یا نسیاً منسیاً محذوف ہو گئی اور کلمہ باعتبار وصف اور وزن فعل کے غیر منصرف ہے اور تصغیر مانع دو وزن فعل نہیں ہے اور یہ مذہب مشہور اور موافق قیاس ہے کہا جاتا ہے اُحَیٌّ بضم یا رفعاً و اُحَیَّ بفتح یا نصباً و جراً بلا تنوین قولہ و نزد عیسیٰ الخ۔ اور عیسیٰ بن عمر کے نزدیک جو خلیل کے استاد ہیں یہ منصرف ہے اس لئے کہ حذف کی وجہ سے وزن فعل جو منع صرف کے دو سببوں میں سے ایک سبب تھا جاتا رہا جیسے خیرٌ اور شرٌ کہ اصل میں اخیر اور اشرٌ تھے حذف ہمزہ کی وجہ سے منصرف ہو گئے پس اس مذہب کی بنا پر کہا جائے گا کہ جاءنی اُحَیٌّ و رایتُ احیًّا و مررتُ باُحَیٍّ بحرکات ثلثہ مع التنوین اور ان دونوں مذہبوں کی بنا پر اعراب تینوں

وزن و وزنِ ابو عمر و اَخَیَ و اُخَیَّ بود و نزد بعضے اَخَیُو و اُخَیُوَ و بعضے اَخِیَ و اُخَیِ و در
بفتح یک قلیل نیست بلکہ باز دانستہ نمی شود ۱۲
جمع کثیر تصغیر نہ شود و بجائش مفرد آں را کہ مستعمل ست یا متروک تصغیر کنند پس
قیاسی غیر قیاسی ۱۲
جمع صحیح چوں غلیمون و دویرات و عبیدون در غلمان و دُوَر و عبادید یا جمع قلت
کنند بواو و نون یا با الف و تا ۱۲
مفرد ش را نحو غلیمۃ و دویرۃ و غیر و حسب و اسم عامل جائز نہ بود چنانکہ در فعل و
تصغیر کنندۂ ای جمع کثیر را قیاس نمودہ ۱۲ زیرا کہ بمعنی فعل ست ۱۲
حروف و اکثر مبنیات اند در بعضے اسمائے اشارات و موصولات می آید بزیادتی یا
برائے عدم صلاحیت ہر یکے موصوفیت ۱۲
قبل آخر و الف در آخر چوں ذیا و تیا و ذیان و تیان و اُولیا و اُولیان و الذیا و اللتیا
در رضی ۱۲ در ذا ۱۲ در ذان ۱۲ در اولاء بار ۱۲ در اولی القصر
و اللذیان و اللتیان و الذین و اللاتی و اللائی و اللذین و اللاتین و عشتنہ
در انسان ۱۲ در رضی
و اُعیلمۃ و اُحیمیۃ شاذ و نسبت ای الحاق یائے مشدد بآخر کلمہ بعد کسرۂ ما و الت
در صحاح و قیاس ہمیشہ بود ۱۲ زیرا کہ جوا بطلق نصف ہمیشہ افتد

حالتوں میں لفظی ہے اس لئے کہ یہ حذف نسبی کے قائل ہیں لہٰذا دوسری یا حقیقۃً آخر کلمہ اور محل اعراب ہوگی
جمہور کی طرف سے جواب یہ ہے کہ وزن فعل کا سبب حروف ابین میں سے شروع کلمہ میں زیادہ ہونا
ہے اور وہ اُحَیّ میں باقی ہے بخلاف خیر و شر کے کہ اس میں یہ زیادتی مانی نہیں رہی قولہ و نزد ابو عمر الخ
در ابو عمر کے نزدیک حالتِ رفع و جر میں اُحَیّ کسرہ یائے مشدد یا تنوین ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ احوی
اصل میں احوَ تھا بوقت تصغیر اُحَیوِ ہوا اس کے بعد اول یا کے ساتھ جمع ہونے کی وجہ سے اور واؤ
ثانی طرف میں کسرہ کے بعد ہونے کے سبب سے یا ہو گئے تین یا جمع ہوئیں پہلی دوسری میں مدغم ہوگئی
اُحَیِّ بضم یائے ثالثہ ہوا چونکہ حالت رفع و جر میں ضمہ اور کسرہ تیسری یا پر ثقیل تھا لہٰذا وہ ساکن
ہوگئی اور پھر یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اعداء اعراب دوسری یا پر جاری ہوگیا اور اس پر تنوین

یائے ثالثہ محذوفہ کے عوض میں ہے پس ان کے نزدیک تیسری یا کا حذف منوی ہے نہ کہ منسیاً اور حالت نصب میں اُجیٔ ہے باقی یائے ثالث مع الفتح بدل تنوین اس لئے کہ حالت نصب میں ثقل متصور نہیں ہے لہذا تیسری یا سلامت رہے گی۔ قولہ وعند بعضھم احیوٌ الخ اور بعض کے نزدیک اگرچہ تیسری یا منوی گر جاتی ہے لیکن پہلی واؤ سلامت رہتی ہے اور دوسری واؤ میں کسرہ کے بعد ہونے کی وجہ سے یا ہو کر حالت رفع اور جر میں یائے قاضی کی طرح گر جائے گی اور حالت نصب میں باقی رہے گی جیسے قولہ احیوٍ رفعاً وجراً اور قولہ احیوی نصباً۔ قولہ و بعضھم احیوی الخ اور بعض کے نزدیک اگرچہ پہلی واؤ سلامت رہتی ہے لیکن واؤ دو دم یا سے بدل جانے کے بعد تینوں حالتوں میں باقی رہے گی جیسے قولہ احیوی۔ بسکون یا رفعاً اور قولہ احیوی بفتح یا نصباً وجراً اور اس مذہب کی بنا پر حالت رفع میں اعراب تقدیری ہے اور حالت نصب وجر میں لفظی اس لئے کہ کلمہ غیر منصرف ہے قولہ ودرجمع کثیر تصغیر نہ شود الخ۔ اور جمع کثیر جو دس سے زیادہ پر دلالت کرتی ہے اس کی تصغیر بنا کے باقی رہتے ہوئے نہیں آتی۔ اس لئے کہ تصغیر قلت افراد پر دلالت کرتی ہے اور جمع کثیر کثرت پر لہذا ان میں منافات ہے البتہ جمع قلت تصغیر کے منافی نہیں ہے پس جمع کثرت کی تصغیر کے دو طریقہ ہیں اول۔ قولہ وبجائش مفرد آرند اول یہ کہ اس کے مفرد کی تصغیر کریں۔ اگر اس کا مفرد مستعمل اور موجود ہے اور اگر متروک ہے تو اس کا مفرد فرض کر کے تصغیر کریں اور پھر اس مفرد مصغر کی جمع صحیح واؤ اور نون کے ساتھ کریں اگر مفرد مذکر ہے اور الف وتا کے ساتھ اگر مفرد مؤنث ہے جیسے قولہ علیتمون بتشدید یا و دیرات بتخفیف یا و عبید یدون تصغیر غلمان ودور وعباد یہ میں اس لئے کہ غلمان جمع کثیر غلام کی ہے پس اولاً غلام کی تصغیر کی غُلَیِّم ہوئی اس کے بعد چونکہ یہ مذکر ہے لہذا اس کی جمع صحیح واؤ اور نون کے ساتھ کی اور دور بفتح الدال وبسکون واؤ جمع کثیر دار کی ہے کہ اصل میں دَوَرٌ بفتحتین تھا پس اولاً اس کی تصغیر دُوَیْرٌ بروزن فُعَیْلٌ کی اس کے بعد چونکہ دار مؤنث سماعی ہے لہذا اس کی جمع صحیح الف وتا کے ساتھ کی دُوَیْرَاتٌ ہوا اور عباد یہ بروزن فعالیل کا ورد ہے از مردم ودرہ ہر سہ ایسی جمع کثیر ہے جس کا مفرد مستعمل نہیں ہے لہذا اس کا مفرد مفروض بر اختلاف آرا عبد یہ یا عمید یہ عبدٌ دوا اور عمید بتقدیر پر تصغیر عُبَیْدٌ ہوگی بعد میں اس کی جمع صحیح دلذا اور نون کے ساتھ کریں گے البتہ تقدیر اول پر تصغیر بر قیاس قرطاس وقرطیس ہوگی اور تقدیر ثانی پر قیاس قندیل وقنیدیل ہوگی اور تقدیر ثالث پر بر قیاس عصفور وعصیفیر ہوگی۔ دوم قولہ یا جمع قلت مفروض الخ دوم یہ کہ جمع کثیر کے مفرد کے جمع قلت کی تصغیر کریں جیسے قولہ علیتہ تخفیف یا تصغیر غلمان میں تفصیل یہ ہے کہ جب غلمان کی تصغیر کا ارادہ کیا تو اس کے مفرد کی جمع قلت غلمۃ کو لیکر اس کی

تصغیر کرنا اور جمع کثیر کی تصغیر کے بنانے کے ان دونوں طریقوں میں مساوات اس وقت ہے جب کہ مفرد قابل جمع صحیح ہو اور غیر اس کی جمع قلت آتی ہو لیکن اگر مفرد قابل جمع صحیح ہو اور اس کی جمع قلت نہ آتی ہو جیسے شعر ہو و مساجد کہ شاعر اور مسجد کی جمع کثرت ہیں تو اس وقت اس کی تصغیر میں صرف مفرد کی طرف رجوع کرتا ہوگا جیسے شُوَیعِرُونَ وَمُسَیجِداتٌ اور اگر اس کی جمع قلت آتی ہے اور خود قابل جمع صحیح نہ ہو جیسے جمال کہ جمل کی جمع کثرت ہے تو اس وقت اس کی تصغیر میں صرف جمع قلت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جیسے اُجَیمالٌ اور اگر ایسا اتفاق پڑے کہ اس کا مفرد نہ تو جمع صحیح کے قابل ہے اور نہ اس کی جمع قلت آتی ہے جیسے مکاری اور حمران تو اس کی تصغیر لفظ میں ممتنع ہے قولہ دون مع وغیر وحسب الخ اور لفظ مع اور غیر اور حسب اور اسم کی جبکہ وہ عامل ہو جیسے انا ضاربُ زیداً میں ضاربٌ تصغیر دوست نہیں ہے جیسے فعل اور اسی طرح اسم فعل اور حرف اور اکثر منبیات کی جائز نہیں اس لئے کہ لفظ مع میں دو حرف ہونے کی وجہ سے فُعَیلٌ ممکن نہیں اور لفظ غیر اگرچہ اسم متمکن ہے لیکن اس کی تصغیر اس کے حرف استثنا اور حرف نفی سے مشابہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی اور لفظ حسبُ میں اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ اس میں معنی فعل پائے جاتے ہیں جیسے حسبک درہم ای کفاک اور اسم عامل میں اس لئے کہ وہ مشابہت فعل کی وجہ سے رفع و نصب دیتا ہے اور فعل میں تصغیر نہیں ہوتی پس ضُوَیرِبُ زیداً ناجائز ہے بخلاف اسم جر کے کہ اس کی تصغیر جائز ہے اس لئے کہ وہ اس وقت معنی فعل کی قوت پر نہیں ہے پس ضُوَیرِبُ زید باضافت کے ساتھ جائز ہے اور افعال و اسماء افعال اور حروف اور اکثر منبہات میں اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ موصوف ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور تصغیر قسم وصف سے ہے اور اسی وجہ سے فعل تعجب کی تصغیر کا آنا شاذ ہے جیسا کہ گذر چکا قولہ ما در بعضے اسمائے اشارات و موصولات لیکن بعض اسماء اشارات اور اسماء موصولات کی تصغیر برسبیل شذوذ آتی ہے اس لئے کہ یہ اسماء متمکنہ کے ساتھ تثنیہ اور جمع ہونے اور فاعل اور مفعول وغیرہ ہونے میں مشابہت رکھتے ہیں مگر چونکہ ان کی تصغیر خلاف قیاس آتی ہے لہذا مصنف فرماتے ہیں کہ ان کی تصغیر ماقبل آخر میں یا زیادہ کرنے اور پھر آخر میں الف زیادہ کرنے سے ہوتی ہے اور نیز ان کا پہلا حرف مفتوح رہے گا تاکہ اختلاف طریق عدم قیاس پر دلالت کرے جیسے قولہ ذیا و تیا و ذیان و تیان تصغیر ذا اور تا اور ذان و تان میں پس ان میں بوقت تصغیر حرف اخیر یعنی الف سے پیشتر یا تصغیر کو زیادہ کیا اور پھر الف کے بعد الف زیادہ کیا اس کے بعد پہلا الف یا ہوا اور پھر یا تصغیر اس یا میں مدغم ہو گئی اور

اور دوسری یا کو الف کی وجہ سے فتحہ دیدیا اور ان کا پہلا حرف ذال اور تا بنا بر وجہ مذکور مفتوح رہے گا اور جیسے اُولیٰکَ ذَا وَتَیا بالمد والقصر در اُولاء اُولیٰ بالمد والقصر اور جیسے الَّذَبَا وَالَّتَیا تصغیر الذی اور التی میں پس ان دونوں میں یائے سے پیشتر یائے تصغیر زیادہ کی اور پھر یا کا یا میں ادغام کر دیا اور آخر میں الف زیادہ کیا اور دوسری یا کو الف کی وجہ سے فتحہ دیا اور نیز یائے تصغیر کے ماقبل کو فتحہ دیا جیسا کہ اسماء متمکنہ میں فتحہ دیا جاتا ہے اور ان میں پہلا حرف یعنی دوسرا لام بنا بر وجہ مذکور مفتوح رہے گا اور جیسے قولہ اَلَّذَیَانِ وَالَّتَیَانِ تصغیر اَلَّذَانِ اور اَلَّتَانِ میں اور جیسے قولہ اَلَّذِیْنَ وَالَّتِیَّات تصغیر الذین اور اللاتی میں۔ پس بوقت تصغیر الذین میں یائے سے پیشتر یائے تصغیر کو زیادہ کیا اور پھر اس کے ماقبل کو فتحہ دے کر یا کا یا میں ادغام کر دیا اور پھر نون سے پیشتر جو نون جمع کی طرح دوسرے کلمہ کے حکم میں ہے الف زیادہ کیا اَلَّذَیْنَ ہوا اس کے بعد یہ الف حالت رفع میں واؤ ہو جاتا ہے اور اس کا ماقبل مضموم اور حالت نصب و جر میں یا ہو جاتا ہے اور اس کا ماقبل مکسور تا کہ تصغیر تثنیہ سے ملتبس نہ ہو اور اللاتی کی تصغیر میں اس کو اس کے مفرد التی کی طرف لے گئے یہاں تک کہ اللتیا ہوا اس کے بعد اس کی جمع الف وتا کے ساتھ کر لی پھر اللتیا میں جو الف تھا وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے دجو الف اور الف جمع میں تھا) گر گیا اللتیات ہوا قولہ وانیسیان وعشیشیۃ الخ یعنی انسان کی تصغیر میں قیاس اُنَیْسِیْنٌ بر وزن فنیعیل تھا بابدال الف رابع بیا جیسے قرطاس وقرطیس اور عشیۃ بتشدید یا بر وزن عطیۃ کی تصغیر میں عُشَیَّۃٌ تھا بر وزن مُعَیَّۃٌ بحذف یائے ثالث نسیاً منسیاً اور غلمۃ اور صبیۃ جو جمع قلت غلام اور صبی کی ہیں ان کی تصغیر میں قیاس غُلَیْمَۃٌ اور صُبَیَّۃٌ بتشدید بابر وزن طلیحۃ تھا لہذا انسان کی تصغیر انیسیان بزیادت یا واثبات مدہ رابع اور عُشَیَّۃٌ بتشدید یا بمعنی آخر نہار، کی تصغیر عُشَیْشِیَۃٌ بحذف یائے اول از یائے مشدد و زیادت شین بعد یائے تصغیر اور غلمۃ اور صبیۃ کی تصغیر اُغَیْلِمَۃٌ اور اُصَیْبِیَۃٌ بزیادت ہمزہ شاذ ہیں اس لئے کہ موافق قیاس نہیں ہیں جیسا کہ گذر چکا (فائدہ) جاننا چاہیئے کہ بعض اسماء کی وضع ہی وزن تصغیر پر ہے اور ان کی تکبیر مستعمل نہیں اس لئے کہ وہ ان کے نزدیک فی نفسہ مصغر ہیں جیسے حُمَیْلٌ (چھوٹا سا پرندہ ہے جو چڑیا کے مشابہ ہوتا ہے) اور جیسے کعیتٌ (بلبل) پس ان اسماء کی تصغیر نہیں ہوتی فان المصغر لایصغر اور نیز وہ لفظ جو صیغہ تصغیر کے مشابہ ہے اس کی بھی تصغیر نہیں آتی جیسے بُنَیْطِرٌ اور نیز وہ الفاظ جن کے معنی تصغیر کے معنی کے منافی ہیں ان کی بھی تصغیر نہیں آتی جیسے

کبیرؒ اور اسی قبیل سے اسمائے باری تعالےٰ اور اسمائے انبیاء علیہم السلام ہیں اور جملہ تصرفات لفظیہ سے نسبت ہے اور نسبت لغت میں بمعنی ربط اور علاقہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ ہے جس کو مصنف بتلاتے ہیں قولہ ونسبت ای الحاق یائے مشدد بآخر کلمۃ یعنی کلمہ کے آخر میں یائے مشدد کا کسرہ کے بعد لاحق کرنا تاکہ یہ الحاق مدلول کلمہ کے ساتھ کسی چیز کی وابستگی اور تعلق پر دلالت کرے۔ چونکہ حروف علت میں سے یا خفیف ہے اور اکثر زیادہ ہوتی ہے لہذا معنی نسبی کے لئے مقرر کی گئی اور یائے متکلم سے التباس دور کرنے کے لئے مشدد کر دی گئی اور چونکہ شدت اتصال کی وجہ سے یہ بمنزلہ جزء ملحق بہ ہوگئی لہذا اس کلمہ کا اعراب یائے مذکور پر جاری ہوگیا پس اس مجموعہ کو منسوب اور اصل کلمہ کو منسوب الیہ کہتے ہیں جیسے قولہ عربیؒ (وہ چیز جو عرب سے وابستہ ہو یعنی عرب والی) پس عرب اسم جنس ہے اور عربیؒ اس کا واحد۔ قولہ ویائے مشدد برائے مبالغہ الخ یعنی اور یائے مشددہ جیسے نسبت کے لئے آتی ہے اسی طرح یہ مبالغہ کے لئے بھی آتی ہے جیسے قولہ احمریؒ (بہت سرخ) اور نیز یائے مشددہ بزیادت تا کلمہ کو مصدر کے معنی میں کرنے کے لئے آتی ہے جیسے فاعلیۃؒ (فاعل ہونا) مفعولیۃؒ (مفعول ہونا) اور یہ بیان محض یائے نسبت کے معنی کو زیادہ

کند بر وابستگی چیزے بمدلول آں نحو عربیؒ یائے مشدد برائے مبالغہ نحو
بدیں عید نحو گرسنی خارج شد ۱۲

احمریؒ و برائے مصدریت بزیادتی تا نیز آید بفعل و حرف لاحق نہ شود مگر آنکہ علم شوند

پس بیفتد در دنیائے تانیث چوں رجل کوفیؒ و امراۃ کوفیۃؒ و دو زیادتی تثنیہ و جمع صحیح
در منسوب بگوئد ۱۲

شبہ آں مگر آں کہ علم گردند و معرب بحرکت نحو قنسرینی یائے مشدد و بعد اکثر از دو حرف
ای بیقتد

مثل کرسیؒ و شافعیؒ و بخاتیؒ و مرمیؒ در کرسیؒ و شافعیؒ و بخاتیؒ و مرمیؒ و رواست ورد
بتقدیم یائے موحدہ بر غائے معجمہ ۱۲

مرمیؒ دو او را بعد ضمہ در نحو حضرمیؒ و یائے مکسور از یائے مشدد کہ قبل آخر صحیح ست
ای بیقتد ۱۲

واضح کرنے کے لئے ہے اس لئے کہ الاشیاء تعرف باضدادہا زیادۃ معرابا اور یائے نسبت فعل اور حرف کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے معنی نسبت کی صلاحیت نہیں رکھتے ہاں اگر یہ کسی کا علم ہو جائیں تو اس وقت یائے نسبت کا لاحق کرنا جائز ہے جیسے تغلبیؓ اور یزیدیؒ اور لمیؒ نام کسے کہ لم بسیار گفت) قولہ پس بیفتد در وتائے تانیث الخ یعنی وہ لفظ جس میں تائے تانیث ہو جب اس کے آخر میں یائے نسبت لاحق ہو تو وہ تا مطلقاً گر جاتی ہے تاکہ تائے تانیث وسط میں نہ ہو جائے اور پھر مؤنث کی صفت میں دو تائے تانیث کا جمع ہونا اور مذکر کی صفت میں تانیث کا ابقا جو مکروہ ہے لازم نہ آوے اور اس صورت میں کہ جب موصوف مونث ہو تو دوسری تائے تانیث مطابقت کی وجہ سے آخر میں زیادہ کرتے ہیں جیسے قولہ رجلٌ کوفیٌ و امراۃ کوفیۃٌ نسبت کہ نہیں قولہ و دو زیادتی تثنیہ الف اور بوقت لحوق یاء نسبت تثنیہ کی دونوں زیادتیاں الف و نون اور جمع صحیح کی دونوں زیادتیاں واؤ اور نون گر جاتی ہے جیسے زیدان اور زیدون کی نسبت میں زیدیٌ - رہا فرق سو وہ قرینہ سے ہو جائیگا قولہ و شبہ آں اسی طرح اس لفظ کی دونوں زیادتیاں جو تثنیہ یا جمع کے ساتھ مشابہ ہیں گر جاتی ہیں جیسے اثنان و عشرون کی نسبت میں اثنیٌ اور عشریٌ قولہ مگر آں کہ علم گردند ہاں اگر تثنیہ اور جمع کسی کا نام ہو کر معرب بحرکات ثلثہ ہوں تو اس وقت ان کی یہ زیادتیاں بحالت نصب نہیں گریں گی اس لئے کہ اعراب بحرکت کے وقت یہ تثنیہ اور جمع کے حکم سے خارج ہو کر بمنزلہ مفرد ہو گئے جیسے قنسرینیٌ نسبت قنسرین میں (ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے) یہ اصل قِنَّسْرِین بکسر قاف و فتح نون مشدد و سکون سین) کی جمع ہے بمعنی دیرینہ یا پیر سال خوردہ ، اس پر علامت جمع زیادہ کر کے قنسرین کیا اور شام کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام رکھدیا - مصنف نے اعراب بحرکت کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ تثنیہ اور جمع اور ان کی شبہ میں جبکہ یہ کسی کا نام ہوں اہل عرب کے دو مذہب ہیں بعض تو ان کو معرب بحرکات فرض کرتے ہیں جیسا کہ یہ علمیت سے پیشتر تھے جیسے عذرہ قنسرون در رایت قنسرین و مررت بقنسرین پس یہ حضرات تو بوقت نسبت تثنیہ اور جمع کی زیادت کو حذف کرتے ہیں تاکہ دو اعراب کا جمع ہونا لازم آوے جیسے قنسریٌ اور فلسطیٌ نسبت قنسرین اور فلسطین میں اور بعض حضرات نون پر اعراب جاری کرتے ہیں اور ان کو دوسرے اسماء غیر منصرف کی طرح اسم واحد اعتبار کرتے ہیں جیسے ہذا قنسرین بضم نون و رایت قنسرین بفتح نون و مررت بقنسرین بکسر نون اور یہ حضرات بوقت نسبت تثنیہ

اور جمع کے زوائد کو حذف نہیں کرتے اس لئے کہ یہ معرب بحرکت ہونے کی وجہ سے تثنیہ اور جمع کے حکم سے نکل کر مفرد کے مرتبہ میں ہوگئے جیسے قنسرینیؒ اور فلسطینیؒ نسبت قنسرین اور فلسطین میں پس معلوم ہوا کہ زیادت جمع اور تثنیہ کے باقی رکھنے کا دارومدار اعراب بحرکت پر ہے لیکن چونکہ اعراب بحرکت بغیر علمیت متحقق نہ تھا لہذا معطوف علیہ یعنی مگر آنکہ علم گردند کا ذکر کیا قولہ دیائے مشدد بعد اکثر الخ جو یائے مشدد دو حرفوں سے زیادہ کے بعد واقع ہو تو وہ بوقت نسبت گر جاتی ہے اس لئے کہ چار یاؤں کا کسرہ کے ساتھ جمع ہونا ثقیل ہے جیسے قولہ کرسیؒ و شافعیؒ و بخاتیؒ و مرویؒ۔ پس پہلا کرسیؒ یا مشدد کا منسوب ہے کہ جس میں یا مشدد تین حرف کے بعد ہے اور کرسیؒ منسوب الیہ یعنی تخت ہے اور دوسرا شافعیؒ کا منسوب ہے کہ جس میں یا مشدد چار حرف کے بعد ہے اور شافعیؒ منسوب الیہ یعنی امام شافعیؒ ہے کہ جن کا نام محمد بن ادریس ہے اور شافعی منسوب الیہ بھی یا نسبت کی ہے اور یہ اپنے دادا شافع بن سائب کی طرف منسوب ہیں اور تیسرا بخاتیؒ کا منسوب ہے کہ جس میں یا مشدد چار حرف کے بعد ہے اور بخاتیؒ جو منسوب الیہ ہے بختیؒ کی جمع ہے اور بختیؒ منسوب ہے بمعنی (نوع شتر منسوب بہ بخت نصر) جاننا چاہیئے کہ بخاتیؒ منسوب الیہ بروزن فعالیؒ بتشدید غیر منصرف ہے خواہ وہ کسی کا علم ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ یہ بختیؒ کی جمع ہے لیکن جبکہ یہ علم ہو کر منسوب ہو تو اس وقت یہ منصرف ہوگا اس وجہ سے کہ یا مشدد نہیں گی وجہ سے یہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر تھا حذف ہوگئی اور چوتھا مرویؒ (بصیغہ اسم مفعول کا جبکہ وہ علم منسوب ہے اس کی پہلی یا واؤ سے بدلی ہوئی ہے اور دوسری یا اصلی ہے پس جب ان کلمات کے آخر میں یاء نسبت لاحق ہوئی تو یاء مشدد آخری محذوف ہوگئی اور ظاہر اصورت منسوب اور منسوب الیہ ایک ہی ہوگی لیکن فرق قرینہ سے ہوگا اور اس قدر مثالوں کا لانا یا مشدد میں تعمیم بتلانے کے لئے ہے۔ قولہ بعد اکثر از دو حرف یہ اس یائے مشدد سے احتراز ہے جو دو حرفوں کے بعد ہو پس اس کا حکم عنقریب آئے گا قولہ درواست در و مرویؒ الخ اور مرویؒ کی نسبت میں مرویؒ بھی جائز ہے یعنی اس جگہ کہ جہاں پہلی یا مشدد سے زائد ہو اور دوسری اصلی تو جائز ہے کہ پہلی یا کو حذف کریں اور دوسری کو واؤ سے بدل کر اس کے ماقبل کو فتحہ سے بدل لیں۔ قولہ و واؤ رابع بعد ضمہ الخ اور واؤ حرف عنف جو کلمہ میں چوتھی جگہ ضمہ کے بعد واقع ہو نسبت کے وقت ثقیل ہونے کی وجہ سے گر جاتی جیسے قولہ حربیؒ نسبت حربون جبکہ یہ علم ہو قولہ دیائے مکسور از

نحو سیدیؒ و مُیمیؒ در مہیم کہ نہ تصغیر مہوم ست زیرا کہ در و مہیمیؒ گویند و یائی اول

در فعیل و فعیلۃ و فُعَیل کہ ناقص اند۔ و دوم واؤ شود و عین فتحہ یابد مثل غنویؒ و

برائے خفت ۱۲

قُصویؒ چنانکہ در تسمیہ تحویؒ و واؤ و یائے فعولۃ و فعیلۃ کہ نہ مضاعف اند و نہ اجوف

و عین فتحہ یابد ۱۲

مثل شنئی و حنفی و مبرد در عدوۃ عدویؒ گویند و یائے فُعَیلۃ غیر مضاعف مثل

یعنی فعولۃ معتل ۱۲ بیضۃ ۱۲ بضم فا و فتح عین ۱۲

جہنی و اُموی کسرہ میانہ سہ حرفی فتحہ گردد مثل نَمَری و شَقَری و در ابل رواکہ بماند

در جہینۃ نام قبیلہ ۱۲ در امیۃ نام قبیلہ ۱۲ ای در غلاتی بکسر عین ۱۲

یائے آخر ثالث کہ بعد کسرہ یا یا بود واؤ شود و بعد فتحہ گردد نحو عَمَوِیؒ و حَیَوِیؒ و

مقدر باشد یا ظاہر ۱۲ برائے کراہت اجتماع کسرات و یاآت

طَوِیؒ در رابع بیفتد یا واؤ شود و بعد فتحہ گردد نحو قاضیؒ و قاضویؒ و جز آں بیفتد

بنابر قول اول ۱۲ بنابر روایت ثانی ۱۲

نحو مشتریؒ و در مَحِیؒ بعد حذف یائے خامس مَحَیؒ و مَحَوِیؒ گویند الف ثالث واؤ شود

با قبات یائے مشدد اول ۱۲ کہ آخر اسم مقصور باشد

نحو فَتَوِیؒ چنانچہ در رابع اگر اصلی ست یا الحاقی در راست حذف آں نحو اَعْشَوِیؒ

در فتوی و حصی ۱۲ زائد ۱۲ ہمچو اعشی ۱۲

و اَرْطَوِیؒ و ارطاویؒ و اگر بیفتد یا واؤ شود در جمل جملیؒ و جَمَلَوِیؒ و جُمَلاویؒ و در خامسہ

برائے آنکہ زائد ست ۱۲ برائے مشابہت اصلی ۱۲

مشدد الخ اور یائے مشدد سے یائے مکسور گرجاتی ہے بشرطیکہ وہ اس حرف صحیح سے پیشتر ہو جو آخر کلمہ ہے اس لئے کہ چار یاؤں کا دو کسروں کے ساتھ جمع ہونا ثقیل ہے جیسے قولہ سیدیؒ بسکون یائے نسبت سیدؒ بتشدید یا میں پس اس میں بوقت نسبت دوسری یا مع کسرہ کے محذوف ہو گئی قولہ و مُیمیؒ در مُہَیم الخ اور مُہَیمیؒ بسکون یائے اول و تشدید یائے ثانی مُہَیمؒ بتشدید یا کی نسبت سے

جو مہیم اجوف یائی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ کہا جاتا ہے رَئِیسَۃُ الحَیِّ تَہِیمُہُ اس کو محبت نے حیران اور فریفتہ کر دیا) نسبت کے وقت دوسری یا کو مع کسرہ کے حذف کر دیا اور اس مُہَیِّم کو کہ جس کی نسبت مُہَیْمِیٌّ (بسکون یائے اول و تشدید یائے ثانی) بیان کی گئی ہے مہوم کی تصغیر خیال کرنا غلط ہے جو تہویم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی (سر فرو افگندن از خواب) اس لئے کہ تصغیر مہوم کی نسبت مُہَیْمِیٌّ (پانچ یائے کے ساتھ) ہوگی اس وجہ سے کہ جب مہوم کی تصغیر بنائی گئی تو ایک واؤ گر گئی اور دوسری واؤ جو یائے تصغیر کے بعد ہے بقاعدہ سَیِّدٌ یا سے بدل گئی اور پھر یائے تصغیر کا یا میں ادغام ہو گیا مہیم ہوا بعد میں جب یائے نسبت لاحق ہوئی تو بغرض تحصیل تخفیف میم سے پیشتر یائے ساکن بعوض واؤ محذوفہ زائد کر دی گئی مُہَیْمِیٌّ ہوا قولہ و یائے اول در فعیل الخ اور فعیل (بفتح فا و کسر عین) اور فُعَیْلَۃٌ (بضم فا و فتح عین) جبکہ ناقص ہوں تو اس وقت ان میں دو یاؤں کا جمع ہونا لازمی ہے پس بوقت نسبت ان کی پہلی یائے زائد گر جاتی ہے اور دوسری یا واؤ سے بدل جاتی ہے اور عین کلمہ پر یعنی آخر حرف کے ماقبل پر فتحہ آجاتا ہے اگر اس پر فتحہ نہ ہو جیسے قولہ غَنَوِیٌّ نسبت غَنِیٌّ و غُنَیَّۃٌ میں اور جیسے قولہ قَصَوِیٌّ نسبت قصیٌّ بروزن فعیل (بضم فا و فتح عین میں ایک مرد کا نام ہے) قولہ چنانچہ در تحیۃ تَحَوِیٌّ یعنی فعیل اور فعیلۃ اور فعیل میں پہلی یائے زائد گر جاتی ہے اور دوسری یا واؤ ہو جاتی ہے ماقبل آخر فتحہ پاتا ہے جیسا کہ تَحِیَّۃٌ (بفتح تا و کسر حا و فتح یا مشدد) میں بوقت نسبت پہلی یا گر جاتی ہے اور دوسری یا واؤ ہو جاتی ہے اور پھر اس کا ماقبل مفتوح ہو جاتا ہے یہ اصل میں تحیۃ بلا ادغام بروزن تفعلۃ تحایا باب تفعیل کا مصدر ہے پس بوقت نسبت اس کی پہلی یا کو گرا دیا اور دوسری یا کو واؤ سے بدل لیا اور پھر اس کے ماقبل کو فتحہ دیدیا تَحَوِیٌّ ہوا۔ قولہ و واؤ و یائے فعولۃ و فعیلۃ الخ یعنی جو اسم غیر مضاعف اور غیر اجوف فُعُولَۃٌ (بضم عین) کے وزن پر ہو خواہ ناقص ہو یا غیر ناقص اور فُعَیْلَۃٌ بفتح فا و کسر عین کے وزن پر غیر ناقص ہو (اس لئے کہ فعیلۃ ناقص کا حکم گذر چکا) تو اس کی واؤ اور یا بوقت نسبت گر جاتی ہے اور عین کلمہ مفتوح ہو جاتا ہے جیسے قولہ شَنُوءَۃٌ نسبت شَنُوءَۃٌ میں (ایک قبیلہ کے باپ کا نام ہے) اور جیسے عَدَوِیٌّ نسبت عَدَوَۃٌ میں اور جیسے قولہ حَنَفِیٌّ نسبت حَنِیفَۃٌ میں۔ بر آمل بن نُجَیم کا لقب ہے بخلاف مضاعف اور اجوف کے کہ ان میں واؤ اور یا ثابت رہتی ہے جیسے ضَرُورِیٌّ و قَوْلِیٌّ و شَدِیدِیٌّ و طَوِیلِیٌّ نسبت ضرورۃ و قولۃ شدیدۃ و طویلۃ میں۔ قولہ و مبرد در عدوۃ الخ یعنی فعولۃ ناقص میں عَدَوِیٌّ باثبات ہر دو واؤ کہتے ہیں قولہ و یائے فعیلۃ غیر مضاعف

اور یائے فعیلۃ بضم واو فتح عین مضاعف میں گر جاتی ہے خواہ صحیح ہو یا ناقص ہو یا اجوف مگر ناقص میں دوسری یا واو ہو جاتی ہے جیسے قولہ جُہَنِیٌّ نسبت جُہَیْنَۃ میں اور قولہ اُمَوِیٌّ نسبت اُمَیَّۃ کہ اصل میں اُمَیْوَۃٌ تھا اور اُمَیَّۃ میں اُمَیِّیٌّ یائے مشدد کو اپنے حال پر رکھنے کے ساتھ بھی آیا ہے اور جیسے سُوَرِیٌّ اور غَیْنِیٌّ نسبت سُوَیْقَۃ اور غَیْنَۃ میں قولہ غیر مضاعف یہ مُدَیْدٌ جیسے سے احتراز ہے اس لئے کہ اس میں مُدَیْدِیٌّ یا دوں حذف یا آتا ہے اور حُرَیْبِیٌّ نسبت حُرَیْبَۃ میں (موضع اور قبیلہ کا نام ہے) شاذ ہے۔ قولہ کسرہ میانہ سہ حرفی الخ یعنی اگر کلمہ سہ حرفی مکسور العین ہو تو نسبت میں اس کا عین کلمہ مفتوح ہو جاتا ہے اس لئے کہ دو کسروں اور دو یاؤں کا قلیل الحاد میں پے در پے آنا مکروہ ہے جیسے قولہ نَمِرِیٌّ بفتح میم نسبت نَمِرٌ بکسر میم ہیں بمعنی (چیتا) اور جیسے قولہ شَعِرِیٌّ بفتح قاف نسبت شَقِرٌ بکسر قاف میں ایک قسم کے مشہور پھول ہے جس کو لالہ کہتے ہیں یا نسبت فَقِرَۃٌ میں (ایک قبیلہ کا نام ہے) قولہ دَوَرِیٌّ اور بابِلِیٌّ اور بابِ ابِلٌ میں جائز ہے کہ عین کلمہ کا کسرہ رعایت کسرہ فا کلمہ کی وجہ سے بحالہ رہے یا بحسب قاعدہ مذکورہ فتحہ سے بدل جائے قولہ یائے اخیر ثالث الخ یعنی یائے اخیرہ تیسری جگہ کسرہ یا یا کے بعد واقع ہو تو وہ بحالت نسبت واؤ ہو جاتی ہے اور اس کے ماقبل کو فتحہ دیدیا جاتا ہے اور نیز یائے مذکورہ عام ہے کہ مقدرہ ہو یا ظاہرہ جیسے قولہ عَمَوِیٌّ نسبت عَمٍ میں کہ اصل میں عَمِیٌّ بکسر میم تھا کہا جاتا ہے (بِلٌ عَمِیَ القلب ای جاہل یا بقاعدہ قاعل گر گئی پس بوقت نسبت اس کی یائے مقدرہ واؤ سے بدل گئی اور ماقبل کو فتحہ دیدیا۔ اور جیسے قولہ حَیَوِیٌّ نسبت حَیٌّ بتشدید یا میں اس میں یا ثالث بعد یا کے واقع ہے اور جیسے قولہ طَوَوِیٌّ نسبت طَیٌّ بتشدید یا میں یہ اصل میں طَوِیٌّ تھا جب بوقت نسبت یائے آخری واؤ ہو گئی تو طَوِیٌّ کی پہلی واو جو یا ہو گئی تھی علت ابدال کے زائل ہونے کی وجہ سے لوٹ آئی اور مفتوح ہو گئی طَوَوِیٌّ ہوا قولہ در رابع بیفتد یا واؤ شود الخ اور یا اخیرہ جو چوتھی جگہ کسرہ کے بعد ہو خواہ مقدرہ ہو یا ظاہرہ بوقت نسبت اس کا حذف اور واؤ سے ابدال دونوں جائز ہیں لیکن بصورت ابدال واؤ کا ماقبل مفتوح ہو جائے گا جیسے قولہ قاضیٌ بحذف یائی اصلی وقاضَوِیٌّ بابدال یا بواؤ قاضی کی نسبت میں۔ قولہ وجز آں بیفتد الخ یعنی وہ یائے آخر جو چوتھی جگہ کے علاوہ پانچویں یا چھٹی جگہ واقع ہو بوقت نسبت گر جائے گی۔ جیسے قولہ مشتریٌ (بیائے) نسبت مشتری میں جو اشتراء سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور جیسے ستلیٌ نسبت مستفتیٌ میں قولہ دو رمیٌ الخ اور محیٌ جو تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اصل

میں مُحیِیٌ البسہ یا بروزن مُصَرِّفٌ تھا اس کی یائے آخر بقاعدہ قاضٍ گر گئی پس اس میں جائز ہے کہ بوقت نسبت یا کو جو کلمہ کے پانچویں جگہ ہے اور بقاعدہ قاضٍ حذف ہو گئی ہے محذوف رکھنے کے بعد مُحیِیٌ کہیں دبہ چہارم یا اور نیز اس میں یہ بھی جائز ہے کہ یائے مذکور کو حذف رکھنے کے بعد مشدد اول سے ایک اور یا کو حذف کریں اور دوسری یا کو واؤ سے بدلیں بلکہ یائے زائد کو حذف کریں اور اصلی کو واؤ سے بدلیں اور مُحیَوِیٌ کہیں قولہ الف ثالث واؤ شود او یعنی تیسرا الف جو اسم مقصور کے آخر میں ہوتا ہے بوقت نسبت واؤ ہو جاتا ہے برابر ہے کہ وہ واؤ سے بدلا ہوا ہو جیسے عصا میں عصوِیٌ یا نہ جیسے فتیٰ میں بمعنی (جوان) فتوِیٌ یا اصلی ہو جیسے اذا میں جبکہ وہ علم ہو اذوِیٌ جیسا کہ وہ الف جو چوتھی جگہ واقع ہو بوقت نسبت واؤ ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ یا تو اصلی ہو (یا اس طور کہ وہ نہ تو زائدہ ہو اور نہ کسی سے بدلا ہوا ہو جیسے لتا اور حتی میں یا بدلا ہوا ہو لیکن حرف اصلی سے ہو جیسے اعلیٰ اور ادعیٰ میں یا الحاقی زائد ہو قولہ در واسط حذف آں لیکن الف الحاقی میں دو وجہ اور بھی جائز ہیں اول اس کا حذف دوم اس کو واؤ سے بدلنے کے بعد اس سے پیشتر الف کا زیادہ کرنا جیسے قولہ اعشوِیٌ نسبت اعشی بروزن افعل میں اس میں الف چوتھی جگہ ہے اور واؤ اصلی سے بدل ہے یعنی رتبا کور اور جیسے قولہ ارطوِیٌ نسبت ارطیٰ بروزن فعلیٰ میں یہ ملحق بجعفر ہے اور اس کا الف جو چوتھی جگہ ہے الحاقی ہے بمعنی وایک کہ واد درخت ہے جس کو وانٹ کہتا ہے اور اس کے پھل عنّاب کی طرح ہوتے ہیں) اور حذف الف الحاقی کی مثال جیسے ارطیٰ اور اس کو مصنفؒ نے بیان نہیں کیا۔ قولہ ارطاوِیٌ یہ اس کی مثال ہے کہ جس میں الف الحاقی کو واؤ سے بدلنے کے بعد اس سے پیشتر الف زیادہ کیا ہے۔ مصنف نے اس کا قاعدہ بیان نہیں کیا پس مصنف نے اس جگہ ترک مابینبغی کو اختیار کیا قولہ وگرنہ ہفتد یا واؤ شود الخ اور اگر الف رابع نہ تو اصلی ہے اور نہ الحاقی بلکہ تانیث کا ہے یا زائد محض تو ان دونوں صورتوں میں جائز ہے کہ اس کو گرا دیں یا واؤ سے بدل لیں لیکن بہ تقدیر ابدال اس کے پیشتر الف بھی زیادہ کرنا جائز ہے جیسے قولہ حبلیٰ نسبت حبلیٰ میں بحذف الف اس کا الف نہ اصلی ہے اور نہ الحاقی بلکہ تانیث کا ہے اور جیسے قولہ حُبلَوِیٌ الف مذکور کو واؤ سے بدلنے کی مثال ہے اور جیسے قولہ حبلاوِیٌ الف مذکور کو واؤ سے بدلنے اور پھر اس کے ماقبل الف کے زیادہ کرنے کی مثال ہے قولہ و در خامسہ حقیقی یا حکمی الخ یعنی وہ الف جو کلمہ میں پانچویں جگہ حقیقۃً ہو یا حکماً

حقیقی یا حکمی حذف ست فقط نحو حباریٰ و جمزی ہمزۂ ممدودہ اگر اصلی
کہ بعد الف زائد افتادہ ۱۲

است نزد اکثر بماند مثل قراءیٰ و اگر برائے تانیث ست واؤ شود وجوبًا
در قراء بروزن فعال بمعنی متعدد ۱۲

نحو حمراوی و اگر نہ جوازًا مثل کساء و علباء و یا در نحو سقایۃ و حولایا ہمزہ گردد
در حمراء ۱۲ اصلہ کساء ہمزۂ آں بدل از اصلی ۱۲ - بروزن خعالۃ بالکسر و الضم ۱۲

و در رای و رایۃ بماند یا ہمزہ شود یا واؤ و ظبی و ظبیۃ و غزو و غزوۃ و مانند آں
برائے مشابہت ظبیٰ در سکون ماقبل ۱۲

تغییر نیابد مگر بحذف تا در نزد یونس در آنچہ بتاست عین فتحہ یا بدو یا واؤ
بقیاس صحیح ۱۲ و زجاج نحویان ۱۲ و نزد او تا کالف و یا در نحو ظبیۃ و غزوۃ

شود و در اسم دو حرفی رد محذوف واجب ست یا ممتنع یا جائز بگویند
کہ حرفے از اں افتادہ ۱۲ اگر باصحت لام محذوف الفا یا محذوف العین ست

در لخ دستٌ اخوی دستہی در شیۃ شویٌ در عدۃ عدیٌ و در سہ سہیٌ
بر دو محذوف ۱۲

و در دم دمیٌ دد مویٌ و در حر حریٌ و حرحی و فم فمیٌ و فوہیٌ و در ابن و ابنۃ
بر رد محذوف ۱۲ اصلہ حرح ۱۲

ابنیٌ و بنویٌ و اسم اسمیٌ و سمویٌ و ابنم ابنمی و ابنی و بنوی۔

نسبت میں صرف حذف ہوگا اور الف خامسہ حکمی سے مراد وہ الف ہے جو چوتھی جگہ ہو اور اس کلمہ کا دوسرا حرف متحرک ہو پس ایسے کلمہ کے الف کو وہ پانچواں شمار کرتے ہیں اس لئے کہ حرف میانہ کی حرکت کو وہ بمنزلہ حرف اعتبار کرتے ہیں جیسے قولہ حباریٰ نسبت حبار اے (با لف مقصود) میں یہ الف خامس حقیقی کی مثال ہے اور جیسے قولہ جمزیٰ نسبت جمزیٰ (با لف مقصورہ) میں بمعنی تیز رو گدھا) یہ الف خامس حکمی کی مثال ہے کہ حرکت اوسط کو بمنزلہ حرف

کے شمار کر لیا ہے۔ اسی طرح لفظ مصطفیٰ اور مرتضیٰ کی نسبت میں مُصْطَفِیٌّ اور مُرْتَضِیٌّ بحذف الف خامس کہیں گے پس لفظ مُصْطَفَوِیٌّ اور مُرْتَضَوِیٌّ جو عبارت عربیہ میں واؤ کے ساتھ پایا جاتا ہے غلط ہے جیسا کہ جاربردی نے تصریح کی ہے کہ قولہ العامۃ مصطفویؒ خطأ والصواب مصطفیؒ اور نیز مصنف نے شرح اصول میں اُس کی تصریح کی ہے لیکن فارسی میں اس الف کو واؤ سے بدل لیتے ہیں جیسا کہ خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں کہ ؎ دریں چمن گل بیخار کس نہ چید آری ؛ چراغ مصطفوی باشرار بولہبی ست۔ قولہ ہمزہ ممدودہ اگر اصلی ست الخ اور ہمزہ ممدودہ اگر اصلی ہے یعنی نہ تو زائد ہے اور نہ حرف اصلی سے بدل ہے اور نہ تانیث کے لئے تو اکثر کے نزدیک وہ نسبت میں اپنی اصالت کی وجہ سے ثالث رہتا ہے جیسے قولہ قرائیؒ نسبت قرا میں۔ اور بعض کے نزدیک وہ واؤ سے بدل جاتا ہے اس لئے کہ ہمزہ واؤ سے زیادہ ثقیل ہے۔ قولہ واگر برائے تانیث ست الخ اور اگر ہمزۂ مذکورہ تانیث کے لئے ہے تو اس وقت وہ وجوباً واؤ سے بدل جائے گا اس وجہ سے کہ ہمزہ واؤ سے زیادہ ثقیل ہے جیسے قولہ حمرادیؒ نسبت حمرا میں اور صحرادیؒ نسبت صحرا میں اور بعضوں نے اثبات ہمزہ کی بھی روایت کی ہے قولہ واگر نہ جواز آ الخ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی ہمزہ ممدودہ نہ اصلی ہے اور نہ تانیث کا بلکہ وہ اصلی حروف سے بدل ہے یا الحاق کا ہے تو ان دونوں صورتوں میں وہ جوازاً واؤ ہو جاتا ہے جیسے قولہ کساوِیؒ اس کا ہمزہ واؤ اصلی سے بدل ہے پس اس میں کسائیؒ اور کسائیؒ دونوں جائز ہیں اور جیسے رداوِیؒ اس کا ہمزہ یا اصلی سے بدل ہے اس میں رِوائیؒ اور رِدائیؒ دونوں جائز ہیں اور جیسے قولہ علباویؒ ملحق بقرطاس ہے اس کا ہمزہ الحاق کے لئے ہے اس میں عُلبائیؒ اور عُلباوِیؒ دونوں جائز ہیں قولہ ویا در نحو سقایۃ الخ یعنی وہ یائے سالم جو الف زائد کے بعد اور یائی نسبت سے پیشتر واقع ہو ہمزہ ہو جاتی ہے۔ قولہ سقایۃ بکسر سین مہملہ میں سقائیؒ بمعنی پیمانہ شراب وظرفیکہ بداں آب خورند) اور جیسے قولہ حولایا بروزن فعلایا میں حولائیؒ قولہ ودر رائے درایۃ بماند الخ اور اس یائے کو جو الف اصلی کے بعد اور یائے نسبت سے پیشتر واقع ہو ثابت رکھنا یا ہمزہ یا واؤ سے بدلنا تینوں طرح جائز ہیں جیسے قولہ رائیؒ اور درائیؒ کی نسبت میں رایئیؒ (باثبات یا) اور رائیؒ (بقلب یا ہمزہ اور رادوِیؒ (بقلب یا بواؤ) رایۃ بمعنی نیزہ اور رائیؒ اس کی جمع ہے قولہ وظبیۃ وعزۃ الخ یعنی وہ لفظ جس کے آخر میں واؤ یا یا بعد ساکن صحیح کے ہو تو وہ بوقت نسبت ثابت رہے گی اور اس میں کوئی تغیر نہیں ہوگا ہاں اگر ان کے بعد تا ہوگی تو وہ حذف ہو جائے گی۔ جیسے قولہ ظبیؒ وظبیتیؒ میں ظبیؒ اور عزۃ وعزتیؒ میں عزیؒ اور ان کی مثل اُسوۃ اور رشوۃ اور قینۃ اور رقیۃ میں اُسوِیؒ اور رشوِیؒ اور قینیؒ

اور مُصحح۔ لیکن یونس نحوی کے نزدیک جن الفاظ میں تا ہے ان میں تغیر ہوتا ہے بایں طور کہ ان کا عین کلمہ مفتوح ہو جائے گا اور اگر لام کلمہ یا ہے تو وہ واؤ ہو جائے گا جیسے ظبیۃٌ میں ظَبْیٌ (بفتح عین و ابدال یا بواؤ) اور عزوۃٌ میں عَزْوٌ (بفتح عین) قولہ۔ و در اسم دو حرفی الخ یعنی کہ وہ اسم جس سے حرف اصلی حذف ہو کر دو حرف پر رہ گیا ہو نسبت کے وقت اس محذوف کا واپس آنا تین قسم پر ہے واجب یا ممتنع یا جائز پس واجب دو صورتوں میں ہے اول یہ کہ کلمہ باعتبار اصل متحرک الاوسط ہو اور اس کا لام کلمہ نسیاً منسیاً محذوف ہو گیا اور اس کے عوض میں ہمزۂ وصل نہ آیا ہو جیسے اَخٌ اور اَبٌ اور سَتٌ کہ اصل میں اخوٌ اور ابوٌ اور سَتَۃٌ بفتح عین کلمہ تھے اور ستٌ بمعنی (سُرین و حلقۂ دُبر) پس ان کا لام کلمہ خلاف قیاس حذف ہو گیا اور اس کے عوض میں ہمزۂ وصل نہیں آیا۔ دوم یہ کہ کلمہ ناقص اور محذوف الفا ہو جیسے شِیَۃٌ (بکسر شین و فتح یا) کہ اصل میں وِشیۃٌ بکسر واؤ تھا بمعنی (نشان و نون مخالف کل اعضائے اسپ) کذا فی الجاربردی وغیرہ اس کا فا کلمہ حذف ہو گیا اور پھر شین کلمہ امکان تلفظ کی وجہ سے مکسور ہو گیا اور ممتنع بھی دو صورتوں میں ہے اول یہ کہ اس کا لام کلمہ صحیح ہو اور فا کلمہ محذوف جیسے عِدَۃٌ کہ اصل میں وَعْدٌ تھا دوم یہ کہ لام کلمہ صحیح ہو اور عین کلمہ محذوف جیسے سَنَۃٌ کہ اصل میں سَتَۃٌ تھا بمعنی (سُرین و حلقۂ دبر) اور وجوب و امتناع کے علاوہ صورتوں میں ردِّ محذوف جائز ہے اور وہ تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ ساکن الاوسط ہو اور اس کا لام کلمہ محذوف ہو کہ جس کے عوض میں ہمزہ نہ آیا ہو جیسے دَمٌ کہ اصل میں دَمْوٌ بسکون میم تھا اس کا لام کلمہ بغیر عوض محذوف ہے اور سیبویہ کے نزدیک اس کی اصل دَمَیٌ بفتح عین ہے دوم یہ کہ متحرک الاوسط اور محذوف اللام کہ جس کے عوض میں ہمزۂ وصل آیا ہو جیسے ابنٌ اور ابنۃٌ کہ اصل میں بَنَوٌ اور بَنَوَۃٌ بفتح عین کلمہ تھے پس ان کے لام کلمہ کو نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور اس کے عوض میں ہمزۂ وصل لے آئے۔ سوم یہ کہ ساکن الاوسط ہو اور محذوف اللام کہ جس کے عوض میں ہمزۂ وصل آیا ہو جیسے اسمٌ کہ اصل میں سِمْوٌ بسکون میم تھا واؤ کو نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور اس کے عوض میں ہمزۂ وصل لے آئے قولہ۔ بگویند در اخ و دست الخ پس اخٌ اور ستٌ میں اخَوِیٌّ اور سَتَوِیٌّ بر وجہ مذکور ہا محذوف کہنا واجب ہے یہ متحرک الاوسط محذوف اللام منسیاً کہ جس کے عوض میں ہمزۂ وصل نہیں آیا کی مثالیں ہیں قولہ و در شیۃٌ الخ اور شیۃٌ میں اَشْوِیٌّ یا عادۂ محذوف و بفتح شین و قلب یا بواؤ کہیں گے شین کو فتحہ دینا اور یا کو واؤ سے بدلنا اس وجہ سے ہے کہ شین بوقت حذف مکسور تھا پس یا کلمہ ثلاثی کے آخر میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور ایسی یا کا حکم یہ ہے کہ وہ واؤ ہو جاتی ہے اور اس کا ماقبل مفتوح ہو جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا۔ یہ ناقص محذوف الفا کی مثال ہے جس کا محذوف نسبت میں وجوباً واپس آجاتا ہے

ونزد اخفش در وقت ردِ محذوف آنچہ در اصل ساکن ست ساکن بود و در اُخت و بنت
چوں دم و حر و اسم ۱۲ در نسبت ۱۲
مانند اخ و ابن و نزد یونس اختی و بنتی و در کلتا کہ اصلش کلوی بود کلوی و نزد یونس کلتی و
بہ نسبت ۱۲
کلتوی و کلتاوی و لاحق میشود بجمع مکسر اگر نام شخصی بود یا گروہی یا مر او را واحد موافق
بایدال العین ۱۲ جلوی ۱۲ مثل جبلاوی کہ گذشت ۱۲ الہمیہ ۱۲ مستخرجہ ۱۲ بہ نسبت ۱۲ ۱۲ ۱۲
نبود چوں مدائنی و انصاری و محاسنی و الارد کنند بواحدش نحو مسجدی و بمرکب اگر علم
تحذف ۱۲ ولا تحذف ۱۲ تحذف نسبت ۱۲ تحذف ۱۲
پس از غیر اضافی جزو دوم بیفگنند چوں بعلی و تابلی و از اضافی اگر کنیت ست یا مدلول جزو
در تابط شرا کہ علم باشد ۱۲
دوم معلوم و در اضافت مقصود ست جزو اول را چوں زبیری و رسولی و الاثانی نحو امرئی
معلوم و مشہور یعنی مضاف الیہ ۱۲ ہمان جزو دوم ۱۲
و مانند رازی و رجلی مروزی و بدوی و ہندوانی عبقسی و عبشمی و عبدری شاذ ست
خلافی قیاس ۱۲
برای شمشیر ضرب ہندو ۱۲ در عبد الشمس ۱۲ در عبد الدار

قولہ و در عدۃ عدی الخ اور عدۃ کی نسبت میں عدی کہیں گے یہ صحیح اللام محذوف الفا کی مثال ہے جسکی نسبت میں محذوف کا واپس آنا ممتنع ہے۔ قولہ و در سنہ سہی اور سنہ (بمعنی مذکور) میں سہی کہیں گے یہ صحیح اللام محذوف العین کی مثال جس کی نسبت میں محذوف کا واپس آنا ممتنع ہے قولہ و در دم دمی و در موی الخ اور دم میں دمی (بغیر رد محذوف) اور موی (بفتح میم مع رد محذوف) دونوں جائز ہیں رد محذوف کی صورت میں سکون یا اور جمہور کے نزدیک بفتح میم ہوگا اس لئے کہ میم حذف لام کے بعد متحرک ہوگئی تھی پس رد کے وقت بھی وہ متحرک ہی رہے گی اور فتحہ اس لئے دیا کہ وہ اخف ہے اور اخفش کے نزدیک وہ یا باعتبار اصل ساکن رہے گی اور اگر اس کی اصل دمیٌ مانی جائے تو بوقت نسبت یا واؤ سے بدل جائے گی یہ ساکن الاوسط محذوف اللام کی مثال ہے جس کے عوض میں ہمزہ وصل نہیں آیا ہے پس اس میں محذوف کا واپس آنا جائز ہے قولہ و در حرحری و حرحری الخ اور حرح اصل میں جرح بکسر حا مہملہ و سکون راء و ثاء معجمہ (فرح زدن) یہ مذکورہ یا لاصورت کی دوسری مثال ہے پس اس میں بھی حرحری (بر د محذوف) دونوں جائز ہیں

اور ردِّ محذوف کی صورت میں سیبویہ اور جمہور کے نزدیک بفتح را ہوگا اور اخفش کے نزدیک بسکون را۔ قولہ دم فمیؒ وفوہیؒ الخ اور فمؒ بمعنی (منھ) اصل میں فوہٌ (بفتح فا وسکون واؤ وھا) ہا کو حذف کر دیا بعد میں واؤ کو میم سے بدل لیا پس بوقت نسبت فمیؒ (بدون ردِّ محذوف) اور فوہیؒ (بردِّ محذوف دونوں جائز ہیں یہ مذکورہ بالا صورت کی تیسری مثال ہے۔ قولہ ابنؒ وابنتہؒ الخ اور ابنؒ اور ابنتہؒ میں ابنیؒ (بدون ردِّ محذوف وابقائی عوض) اور بنویؒ (بردِّ محذوف بدون عوض) دونوں جائز ہیں یہ متحرک الاوسط ومحذوف اللام معوض بہمزہ کی مثالیں ہیں اور اس میں ابنویؒ باجتماع عوض اور معوض عنہ جائز نہیں ہے قولہ واسم اسمیؒ وسموی الخ اور اسم میں اسمیؒ (بدون ردِّ محذوف وابقائے عوض) اور سموی (بحرکات ثلثہ سین وفتح میم ونزد اخفش بسکون میم وبردِّ محذوف وحذف عوض) دونوں جائز ہیں یہ ساکن الاوسط ومحذوف اللام معوض بہمزہ کی مثال ہے قولہ وانعم وابنمیؒ الخ یعنی جبکہ ابنؒ میں میم زائد کر دیں تو اس وقت اسی کی نسبت میں تین وجہ جائز ہیں اول ابنمیؒ (باثبات عوض ومیم بدون ردِّ) چونکہ نسبت میں اس کا میم مکسور ہے لہٰذا جمہور کے نزدیک اتباع میم کی وجہ سے اس کا نون مکسور ہوگا اور بعض کے نزدیک بفتح نون ہے دوم ابنیؒ (بحذف میم وبدون ردِّ) سوم بنویؒ (بردِّ محذوف واسقاط ہمزہ ومیم)۔ قولہ ونزد اخفش در وقت ردِّ الخ یعنی جو حرف ردِّ محذوف کے وقت اصل وضع میں ساکن تھا گو استعمال میں وہ متحرک ہوگیا ہے اخفش کے نزدیک وہ اب بھی ساکن ہی رہے گا پس دمؒ اور اسمؒ اور غدؒ اور حرؒ اس کے نزدیک دَمْوِیؒ اور سَمْوِیؒ اور غَدْوِیؒ اور حَرْحِیؒ بسکون عین ہوں گے اور جمہور اور سیبویہ کے نزدیک بحسب سماع مفتوح العین ہوں گے قولہ ودر اخت بنت الخ جاننا چاہیئے کہ اُختؒ اور بنتؒ کی نسبت میں اختلاف ہے اور یہ اصل میں اَخَوَۃٌ اور بَنَوَۃٌ (بتحریک تاء) تھے واؤ کو نسیا منسیا حذف کر دیا اور تا کو ان کے عوض کا لازم کر دیا اور خا کو ساکن کر کے ہمزہ کو ضمہ دیدیا اور نون کو ساکن کر کے باکو کسرہ دیدیا تاکہ یہ حذف اور لزوم پر دلالت کرے۔ وھذا لا یخرج التاء عن کونہا للتانیث کذا فی شرح الاصول۔ پس سیبویہ کے نزدیک اُختؒ اور بنتؒ نسبت میں اخ اور ابن کی طرح ہیں اس لئے کہ تا نسبت میں محذوف ہو جاتی ہے۔ پس اُختؒ میں اَخَوِیؒ کہیں گے جیسا کہ اَخٌ میں اَخَوِیؒ اور بنت میں بنویؒ جیسا کہ ابنؒ میں حذف ہمزہ کے ساتھ بنویؒ اور مانند اخ وابن سے مصنف کی مراد صرف ردِّ محذوف ہے بغیر لحاظ جواز ووجوب کے اسلئے کہ ابنؒ میں ردِّ محذوف واجب نہیں ہے اور بنتؒ میں واجب ہے اور اخٌ میں واجب اور اُختؒ میں بھی واجب۔ پس عبارت مذکورہ اُختؒ اور بنتؒ میں ردِّ محذوف اور حذف تا کے لئے ہے کما لا یخفی علی اللبیب کذا فی شرح۔ اور یونس کے نزدیک ان کی نسبت میں تا کا باقی رکھنا واجب ہے اس لئے کہ جب وہ محذوف

کے عوض میں ہے تو گویا وہ اصل ہے پس ان کے نزدیک اُنثیٰ اور بنتیٰ ہوگا کذا فی البحار بروی قولہ وبکتاوی اور کلتا ہوگا کا مؤنث ہے اصل میں کلوی بروزن ذکریٰ تھا واؤ کو تا سے بدل لیا تاکہ وہ تانیث پر دلالت کرے اور تانیث پر دلالت کرنے کے لئے الف پر اکتفا نہیں کیا اس لئے کہ الف ضمیر کے ساتھ حالت نصبی وجری میں یا سے بدل جاتا ہے جیسے رایت کلتیہما پس واؤ کا تا سے ابدال تانیث کی تاکید کے لئے ہے لوقت نسبت کلویٌ کہیں گے (بحذف الف وتا وردہ واو بفتح لام) اس کی نسبت میں تا کو حذف کر دیا اس لئے کہ وہی مذکر و مؤنث کے درمیان فارق تھی پس وہ تا تانیث کے مثل ہوگئی اور الف کو اس وجہ سے حذف کیا کہ وہ اعراب تھا اور نسبت کے بعد اعراب بحرکت یا پر جاری ہوگیا اور یونس کلتا کی تا کو عوض محذوف ہونے کی وجہ سے تانیث سے خارج کرتے ہیں پس ان کے نزدیک یہ عوض محض ہے اور وسط میں ہونے کی وجہ سے اس میں تانیث کی بو تک نہیں ہے اور ان کے نزدیک صرف الف تانیث کے لئے ہے۔ پس اس تقدیر پر یہ کلمہ مذکور باب جبلی سے ہوگا اور اس کی نسبت قیاس جبلی پر آئے گی جیسے قولہ کلتیٌ بحذف الف فقط و کلتویٌ بابدال الف بواو و کلتاویٌ بزیادت الف قبل واو قولہ۔ ولاحق می شود بجمع مکسر الخ یعنی یائے نسبت جمع مکسر کو لاحق ہوتی ہے جبکہ وہ کسی شخص یا شہر یا قبیلہ کا نام ہو یا کسی جماعت اور گروہ کا یا اس کا واحد موافق قیاس نہ ہو برابر ہے کہ اس کا واحد نہ ہو جیسے عبادید یا ہو لیکن اس صورت میں وزن منتہی کا قیاس اور مقتضیٰ یہ ہو کہ اس کی جمع اس جمع کے غیر ہے جیسے قولہ مدائنیٌ نسبت مدائن میں مدینہ کی جمع مکسر ہے پہلی صورت کی مثال ہے بایں طور کہ اگر یہ کسی شخص کا نام رکھدیا جائے تو اس وقت اس کی نسبت میں مدائنیٌ کہیں گے اور مدائن ایک شہر کا نام ہے پس اس صورت میں بھی اس کی نسبت میں مدائنیٌ کہیں گے اور جیسے انصاریٌ نسبت انصار میں اور انصار اصل میں ناصرٌ کی جمع مکسر ہے بعد میں اصحاب اہل مدینہ میں سے ایک جماعت کا نام ہوگیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی تھی دوسری صورت کی مثال ہے اور جیسے محاسنیٌ نسبت محاسن میں یہ تیسری صورت کی دوسری شکل کی مثال ہے یہ حسنٌ بالضم کی جمع برخلاف مقتضیٰ واحد ہے اس لئے کہ مفاعل بحسب قیاس جمع مفعل کی آتی ہے نہ کہ فعلٌ کی تیسری صورت کی پہلی شکل کی مثال ہے جیسے عبادیدیٌ نسبت عبادید میں کہ اس کا مفرد مستعمل نہیں ہے اگرچہ فرضی ہے جیسا کہ بحث تصغیر میں گذر چکا قولہ والا رد کند بواحدش الخ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی وہ جمع کسی شخص یا شہر یا قبیلہ یا گروہ کا نام نہ ہو یا اس کا مفرد موافق قیاس ہو تو وہاں نسبت کے وقت جمع کو مفرد کی طرف لوٹاتے ہیں اور یائے نسبت اس کے مفرد کے آخر میں لاحق کرتے ہیں جیسے قولہ مسجدیٌ نسبت مساجد میں اس لئے کہ نسبت سے مقصود یہ ہے کہ وہ منسوب اور منسوب الیہ کے درمیان ملابست پر دلالت کرے اور اس غرض کے

پورا کرنے کے لئے مفرد کافی ہے اور اسی وجہ سے نسبت میں علامت تثنیہ اور جمع کو حذف کر دیتے ہیں بخلاف مدائن جیسے کہ وہ علمیت کی وجہ سے معنی جمعیت پر نہیں رہا اور مانند انصار کے وہ علم کی طرح ہو گیا اور علم کا اس کے لفظ پر باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ مقصود فوت نہ ہو جائے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ مدائن اور انصار کی نسبت میں مدنی اور ناصری اشتباہ کی وجہ سے مخل مقصود ہیں قولہ و ہر مرکب اگر علم ست الخ یعنی یائے نسبت مرکب اضافی اور امتزاجی اور اسنادی اور توصیفی کے ساتھ لاحق ہوتی ہے بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک علم ہو اور نیز ان کے ساتھ اس کا لحوق وجہ مخصوص کے ساتھ ہوتا ہے جس کو مصنف فرماتے ہیں کہ پس از غیر اضافی الخ یعنی غیر مرکب اضافی سے (برابر ہے کہ وہ اسنادی ہو یا توصیفی یا امتزاجی متضمن بحرف) بوقت نسبت دوسرے جز کو گرا دیتے ہیں اور یا کو پہلے جز کے ساتھ لاحق کرتے ہیں اس لئے کہ دوسرا جز محل تغیر ہونے کی وجہ سے بمنزلہ تائے تانیث ہے وایضاً اذ التفظ بالجز الاول من العلم یتبادر ذہن السامع الی تمامہ فکانہ لم یحذف منہ شئی کذا فی شرح الاصول۔ جیسے قولہ بعلیؒ نسبت بعلبک میں یہ مرکب امتزاجی ہے غیر متضمن بحرف اور جیسے خمستہ عشر میں خمسیؒ اور اس وقت اگرچہ خمستہ کے منسوب سے ملتبس ہو جاتا ہے لیکن وہ قرائن پر اعتماد کرنے کی وجہ سے نسبت کرتے ہیں اور جیسے قولہ تابطیؒ نسبت تأبط شرا میں یہ مرکب اسنادی ہے جو ایک شخص کا لقب ہو گیا ہے اور اس کا قصہ مشہور ہے۔ قولہ واز اضافی اگر کنیت ست الخ اور مرکب اضافی اگر کنیت ہو یعنی اس کے شروع میں ابن یا بنت یا اب یا ام ہے جیسے ابن زبیر و ابو عمرو ام سلمہ یا وہ کنیت تو نہیں ہے لیکن دوسرے جز کا مدلول معلوم و مشہور ہے اور اضافت میں مقصود یعنی وضع کے وقت واضع کا قصد اولاً بالذات دوسرے جز میں تھا اس کے بعد پہلے جز کو اس کی طرف مضاف کر دیا جیسے عبد الرسول تو ان دونوں صورتوں میں بوقت نسبت پہلے جز کو گرا دیتے ہیں اور یا کو دوسرے جز کے ساتھ لاحق کرتے ہیں جیسے قولہ زبیریؒ نسبت ابن زبیر میں اور جیسے قولہ رسولیؒ نسبت عبد الرسول میں اس لئے کہ لفظ ابن مشترک ہے اور اس کی طرف نسبت کرنے سے نہ تو مقصود حاصل ہوتا ہے اور نہ تمیز حاصل ہوتی ہے اسی طرح عبد الرسول میں لفظ عبد اعلام کثیرہ میں مشترک ہے اور مقصود بالذات نہیں ہے قولہ والا ثانی اور اگر مرکب اضافی نہ تو کنیت ہے اور نہ اس کا دوسرا جز معلوم و مقصود ہے تو اس وقت دوسرے جز کو گرا دیتے ہیں جیسے قولہ امرئیؒ نسبت امرأ القیس میں پس اس میں اضافت سے مقصود دوسرا جز نہیں ہے بلکہ اس میں قبیلہ کی طرف مضاف ہے۔ ویقال فی عبد مناف منافیؒ بحذف الصدر لخوف اللبس بعبدی فی عبد القیس کما یقال فیہ قیسیؒ لخوف اللبس بعبدی فی عبد مناف وقال سیبویہ سالت الخلیل عن قولہم فی عبد مناف منافی فیقال اما القیاس فکما ذکرت لک الا انہم قالوا منافی لخوف اللبس۔ قولہ۔ و مانند رازی الخ اور مثل رازی بزیادت الف و زائے معجمہ کے

ویصاغ من اسم الشئ فعّال لعاملہ وصاحبہ وفاعِلٌ لصاحبہ ومفعلۃ لمکان کثر فیہ فصل

ابدال وحذف حروف ابدال کہ نہ برائے ادغام ست چہار دہ اند انصبت یوم جد طاہ نمل

اما ہمزہ می آید بدل از حرف لین ورد ابتہ وعالم وبازو شمۃ ومؤقد واز ہا وعین در ماواباب

بحر والف از واو ویا واو ہا وہمزہ چول طائی وآل ویا از واو والف وہمزہ چول صیم وصبیۃ

وجبلی واز یکے از دو یا سہ حرف تضعیف دار نون سماعاً کثیر چول دینار واملیت وتقیت

وانا سی ونزد بعضی املیت واملت ودلغت مستقلند واز عجم دیا وسین وشاد ضفادی

وثعالی وسادی وثالی وولوا از یا والف وہمزہ نحو نہود میم از واو ودرہم۔

نسبت ری بتشدید یا میں شاذ ہے شہر کا نام ہے اور قیاس اس میں رَیَوِیٌّ تھا اور رجلٌ مَرْوَزِیٌّ بزیادت زائے معجمہ نسبت مروٌ میں شاذ ہے شہر کا نام ہے اور قیاس مَرْوِیٌّ تھا۔ مصنف نے یہاں مروزیٌّ سے پیشتر رجلٌ موصوف کو اس وجہ سے بڑھایا ہے کہ وہ غیر انسان کی نسبت میں مرویٌّ بحسب قیاس کہتے ہیں کہا جاتا ہے ثوبٌ مرویٌّ گویا وہ انسان اور غیر انسان میں فرق کرتے ہیں اور بَدَوِیٌّ بفتح دال نسبت بدو بسکون دال میں بمعنی بادیہ شاذ ہے۔ کذا قال المصنف۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ اس میں قیاس بدویٌّ بسکون دال تھا اس لئے کہ منسوب الیہ بسکون دال ہے لیکن اس کی دال کو فتحہ اس لئے دیا تاکہ وہ حضریٌّ کی مثل ہو جائے اس وجہ سے کہ وہ اس کا قرینہ ہے اور ہندوانیٌّ بکسر ہا وضم آں بزیادت واو والف ونون یعنی شمشیر ہندی نسبت ہند میں شاذ ہے اور اس میں قیاس ہندیٌّ تھا یہاں پر بھی سابق کی طرح انسب یہ تھا کہ مصنف ہندوانیٌّ کی جگہ سیفٌ ہندوانیٌّ کہتے اس لئے کہ وہ ہندوانی سے سیف ہندوانی مراد لیتے ہیں اور غیر سیف میں ہندیٌّ کہتے ہیں اسی طرح عبقسیٌّ نسبت عبد القیس میں اور عبشمیٌّ نسبت عبد الشمس میں اور عبدریٌّ نسبت عبد الدار میں شاذ ہے حالانکہ ان میں قیاس پہلے

جز کا حذف ہے مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ دونوں کلموں کے بعض حروف خلاف قیاس حذف کئے گئے اور نوادر الاصول میں ہے کہ ان میں قیاس دوسرے جز کا حذف ہے قولہ ویصاغ من اسم الشئ الخ اور کبھی شئی کے اسم سے معنی نسبت کے ادا کرنے کے لئے فعّال بفتح فا و تشدید عین کا صیغہ اسی شئے کے عامل یعنی اس کے بنانے والے اور اس کا پیشہ رکھنے والے کے لئے مشتق کیا جاتا ہے یا اسی شئی کے صاحب کے لئے یعنی اُس کے لئے جو اس شئی سے ملک یا صفت یا بیع یا خدمت وغیرہ کے ساتھ ملابس ہو جیسے حدّاد بمعنی لوہار پس یہ حدید سے اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ وہ حدید کے بنانے والے پر دلالت کرے اور جیسے بخّار بمعنی برطعی اور جیسے تمّار بمعنی تمر کا بیچنے والا جیسے لبّان بمعنی (مالک لبن و بائع او) مادہ لبن ہے بفتحتین بمعنی دودھ اور جیسے جمّال بمعنی (اونٹ کا خادم یعنی شتربان) قولہ وفاعل لصاحبہ الخ اور کبھی شئی کے اسم سے صرف اسی شئی کے صاحب کے لئے فاعل کا صیغہ بنایا جاتا ہے جیسے تامر بمعنی صاحب تمر اور لابن بمعنی صاحب لبن (فائدہ) ابن مالک فرماتے ہیں کہ فعال اکثر حرفت اور صوغ کے لئے آتا ہے اور فاعل بمعنی صاحب شئی اور کبھی ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور کبھی ان دونوں کا غیر ان دونوں کے قائم مقام ہو جاتا ہے فعّال بمعنی فاعل کی مثال جیسے ظلام بمعنی ظالم اسی سے ہے قول باری تعالیٰ ما انا بظلام للعبید اور فاعل بمعنی فعّال کی مثال جیسے حائک بمعنی (کپڑے کا بُننے والا) ان دونوں کے غیر کی مثال جو ان دونوں کے قائم مقام ہو جیسے امرأۃ معطار اگر بمعنی کثیر العطر ہے تو فعّال کے قائم مقام ہو جاوے گا اور اگر بمعنی صاحب عطر ہے تو فاعل کے قائم مقام ہو جاوے گا قولہ ومفعلۃ لمکان کثر فیہ الخ اور کبھی افادۂ نسبت کے لئے شئی کے اسم سے وزن مَفْعَلَۃ بفتح میم و عین اس شئی کے مکان کے لئے مشتق کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس مکان پر دلالت کرے جس میں اس اسم کا مدلول کثرت سے پایا جاتا ہے جیسے ماسدۃ بمعنی (وہ جگہ جس میں شیر بہت ہوں) اور یہ حقیقت میں نسبت کا صیغہ نہیں ہے لیکن مشابہ نسبت ہے گویا کہ وہ مقام منسوب شیر ہے اور جیسے مفعاۃ بمعنی وہ جگہ جس میں افعی بہت ہوں قولہ فصل ابدال وحذف اس دربیان مواقع حذف و بیان ایں کہ کدام حرف آید اور حذف سے یہاں مراد حذف سماعی ہے اس لئے کہ مقام تمثیل میں جو مثالیں مذکور ہوئی ہیں ان سب میں حذف بحسب سماع ہے اور ابدال سے بھی مراد ابدال سماعی ہے اگرچہ بعض مقام میں سماعی اور قیاسی متشارک ہیں لیکن مقام تمثیل میں جو مثال لائے ہیں وہ صرف سماعی کی لائے ہیں اس وجہ سے کہ مسئلہ قیاسی بقانون خود بحث اعلال و تخفیف ہمزہ میں مفصلاً گذر چکی ہیں اور یہاں ان کا اعادہ بے تحصیل حاصل ہے قولہ حروف ابدال الخ ابدال کبھی ادغام کے لئے ہوتا ہے اور کبھی غیر ادغام کے لئے پس وہ ابدال جو ادغام کے لئے ہو اس کے حروف متعین نہیں ہیں

اس لئے کہ ابدال لوغامی ہر متقارب فی المخرج والصفت میں جو بھی ہو سکتا ہے وہ چودہ حروف کے ساتھ خاص نہیں ہے لیکن وہ ابدال جو غیر ادغام کے لئے ہوتا ہے اس کے حروف جمہور کے نزدیک چودہ ہیں جو اس عبارت میں مندرج ہیں انصت یوم جدّ طاہ زلّ (وہ شخص خاموش رہا جس روز جدطاہ کو لغزش ہوئی) جدطاہ نام ہے اور علامہ زمخشری صاد مہملہ اور زائی معجمہ کو ان حروف سے کم کرتے ہیں اور سین مہملہ کو زیادہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حروف ابدال تیرہ ہیں جن کا مجموعہ استجرہ یوم طال ہے اور بعض حضرات سات حروف اور بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حروف ابدال اکیس ہیں چودہ تو وہ جو مذکور ہوئے اور سات وہ ہیں جن کا مجموعہ فقشر عبث ہے بمعنی (پس قشر نے عبث فعل کیا) اور ابدال سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی ابدال واقع ہوگا تو ان حروف کے سوا نہیں ہوگا نہ یہ کہ یہ حروف ہمیشہ مبدل ہوتے ہیں اور نیز ان کا ابدال تمام حروف سے نہیں ہوتا بلکہ بعض کا بعض سے ہوتا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اور ابدال ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھنے کو کہتے ہیں جیسے الف کا قال اور باع میں واؤ اور یا کی جگہ رکھنا نہ یہ کہ ایک حرف کو حذف کر کے دوسرے کو اس کے عوض میں لے آئیں پس ابنٌ میں ہمزہ کو اور اُخت در بنتٌ اور عدۃٌ میں تا کو واؤ سے بدل نہیں کہیں گے اسی وجہ سے اختٌ اور بنتٌ کا وزن فعۃٌ کہا جاتا ہے نہ کہ فعلٌ۔ کذا فی شرح الاصول۔ قولہ اما ہمزہ می آید الخ اور ہمزہ حرف لین یعنی حرف علت ساکن سے بدل ہوتا ہے جیسے قولہ دَآبۃٌ بفتح ہمزہ اصل میں الف کے ساتھ تھا الف کو ہمزہ سے بدل لیا اور اب اس میں اگرچہ التقاء ساکنین علی حدہ پایا جاتا ہے لیکن وہ التقاء ساکنین سے احتراز میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے ہمزہ کو فتحہ دیتے ہیں اور جیسے قولہ عالمٌ بسکون ہمزہ الف سے بدل ہے اور جیسے بازٌ بسکون ہمزہ (ایک شکاری پرند ہے) اس کا ہمزہ الف سے بدل ہے اور الف واؤ سے یہ اجوف واوی ہے اس لئے کہ اس کی جمع اَلواز آتی ہے اور جیسے قولہ شئمۃٌ بکسر شین و ہمزہ اصل میں یا کے ساتھ تھا بمعنی (طبیعت) اور جیسے مؤقِدٌ ہمزہ یہ ایقادٌ سے اسم فاعل ہے بمعنی (آگ کا روشن کرنا) اصل میں موقِدٌ بواؤ تھا قولہ واز ہا دعین الخ اور ہمزہ کبھی ہا اور عین سے بدل آتا ہے جیسے قولہ ماہ ہمزہ کو ہا سے بدلنے کی مثال ہے اصل میں مَوَہٌ بفتحتین تھا واؤ بحسب قیاس الف ہو گیا اور ہا بحسب سماع ہمزہ ہو گئی اس کی جمع اَمواہٌ اور میاہٌ اور تصغیر مُوَیہٌ آتی ہے اور جیسے قولہ اُباب بحر اصل میں عباب بحر بضم عین مہملہ تھا عین کو ہمزہ سے بدل لیا بمعنی معظم ماء الجو کثرتہ وارتفاعہ۔ لیکن ماء اور اُباب میں ابدال لازم ہے اور امثلہ سابقہ میں جائز۔ ابن حاجب تمام اسماء مبدلہ مذکورہ کو شاذ کہتے ہیں اور اُباب بحر کو اشذ۔

قولہ والف از واؤ و یا الخ اور الف چار حرفوں سے بدل آتا ہے واؤ سے اور یائے تحتانیہ سے اور ہا سے اور ہمزہ سے جیسے قولہ طائی یہ طَیِّئٌ بروزن سیِّدٌ کی نسبت ہے مادہ طوءٌ ہے دوسری یا کو بحسب قیاس تخفیفاً حذف کر دیا اور پھر پہلی یا کو خلاف قیاس الف سے بدل لیا طائی ہوا۔ کذا فی شرح الاصول وفی الاربعۃ جیسے قولہ آل کسائی

کے نزدیک اس کی اصل اَوَل بفتحتین ہے اس لئے کہ اس کی تصغیر اُوَیل ہے اس وقت یہ واؤ کو الف سے بدلنے کی مثال ہو جائے گی اور بصریین کے نزدیک اس کی اصل اہل ہے اس وجہ سے کہ اس کی تصغیر اُہَیل ہے اور اس صورت میں ہا کو الف سے بدلنے کی مثال ہو جائے گی لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اہل کی ہا کو اولاً ہمزہ سے بدل کرتے ہیں بعد میں ہمزہ کو الف سے نہ کہ ابتداءً ہا کو الف سے۔ علامہ رضی فرماتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ہا کو الف سے بدلنا ثابت نہیں بخلاف ہمزہ کے کہ اس کو ہا سے بدلنا ثابت ہے اور اس صورت میں یہ الف کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال ہو جائے گی۔ پس لفظ اَل بنا بر اختلاف اقوال الف کو واؤ سے اور ہا سے بدلنے کی مثال ہو جائے گی اور اگر مصنف اس طرح فرماتے ہیں کہ الف از یاد واؤ آید و ہا و ہمزہ تو مثال اور مشمل لہ میں الف و نشر مرتب ہو جاتا قولہ دیا از واؤ الف و ہمزہ الخ اور یائے تحتانیہ بدل واؤ اور الف اور ہمزہ سے ہوتی ہے جیسے قولہ صُیَّم بضم صاد مہملہ و تشدید یا اصل میں صُوَّم تھا جمع صائم کی ہے اور جیسے صَیَبِیَّۃ بکسر صاد اصل میں صَبَوِیَّۃ تھا یہ صبی کی جمع ہے اور صبی اصل میں صَبَیُوٌ بروزن فعیل تھا اور جیسے حُبلیٰ بیائے ساکنہ بعد لام اصل میں حُبلی بالف مقصورہ تھا پس الف یا سے بدل گیا۔ قال الرضی فی الوقف انّ فزارۃ و ناسًا من قیس یقلبون کل الف فی الآخر یاء سواء کانت للتانیث کحُبلیٰ او لا کمشی۔ اور یا کے ہمزہ سے بدل ہونے کی مثال جیسے تُوضَّئتُ کہ اصل میں تَوَضَّأتُ ہمزہ تھا قولہ واز یکے از دو یا سہ حرف تضعیف اور یا کثرت سے سہ ماعدا و حرف تضعیف یا تین حرف تضعیف میں سے ایک سے بدل آتی ہے اور اسی طرح وہ کثرت سے سہ ماعدا نون سے بدل آتی ہے جیسے قولہ دینار کہ اصل میں دِنَّارٌ بتشدید نون تھا اس لئے کہ اس کی جمع دنانیر آتی ہے جیسے اَنلَیتُ کہ اصل میں اَلَلتُ تھا یقال اَلَلتُ الکتاب دو حرف تضعیف میں سے ایک کو یا سے بدلنے کی مثالیں ہیں پہلی مثال میں پہلے حرف کو بدلا ہے اور دوسری میں دوسرے کو اور نیز پہلی مثال ابدال اول تضعیف دونوں کی ہے بخلاف دوسری کے کہ وہ صرف ابدال تضعیف کی ہے اور جیسے قَصَّیتُ کہ اصل میں قَصَصتُ بسہ صاد تھا مصدر تقصیص ہے بمعنی دنا خن تراشنا) تین حرف تضعیف میں سے ایک کو یا سے بدلنے کی مثال ہے اور جیسے اناسیّ بتشدید یا اصل میں اناسین تھا جمع انسان کی ہے یہ بدول تضعیف نون کو یا سے بدلنے کی مثال ہے اور بعض کے نزدیک اَلَیتُ اور اَلَلتُ دو لغت مستقل ہیں نہ یہ کہ اَلَیتُ فرع اَلَلتُ کی ہے قولہ واز لین و با و سین و ثا الخ اور یہ یا بدل آتی ہے عین مہملہ اور یائے موحدہ اور سین مہملہ اور ثائی مثلثہ سے جیسے ضفادی کہ اصل میں ضفادع تھا جمع ضِفدَعٌ کی ہے بمعنی (مینڈک) اس میں عین یا ہو گیا اور جیسے ثعالی کہ اصل میں ثعالب تھا جمع ثعلب کی ہے بمعنی (لومڑی) اور جیسے سادی کہ اصل میں سادس تھا اور جیسے ثالث کہ اصل میں ثالث تھا قولہ دو واؤ از یا و الف و ہمزہ الخ اور واؤ تین حرف سے بدل آتی ہے یائے تحتانیہ سے اور الف سے اور ہمزہ سے جیسے ہُوَیہ نہی سے مبالغہ کا صیغہ ہے اصل میں نَہْوِیٌّ بر وزن صَبُورٌ تھا پس یا واؤ ہو گئی اور پھر واؤ کا ادغام

واز لام تعریف در لیس من امبر امصیام فی امسفر واز نون در مانند عنبر و شنبار، وصم بکم از ما

و در بنام و طامہ اللہ علی الخیر واز باد و رینات مخر و مازلت را تما و من کثم و لون از و لولام در

صنعانی و لعن و تا از یاد و او و سین و با و صاد چوں اتلج و طست و ذ و عالت و لحصت و ہا

از تا و ہمزہ نحو ہرقت و ہرحت و ہیاک و ہن فعلت فعلت و یا ہناہ و از الف در مہ و نہ

و لام از نون و ضاد در اصیلال و الطجع و طاو دال از تا نحو حضط و فزد و اجد معاو و و لج

و جیم از یائی مشدد در حالت وقف نحو فقیج و از مخفف نحو حجتج و استجت و رواست ابدال صاد

از سین کہ قبل غین و خا و قاف و طا بود نحو اصبغ و صلح و مس سقر و صراط و ابدال زائے از سین و

واؤ میں ہوگیا حالانکہ قیاس یہ تھا کہ واؤ یا ہو کر یا میں مدغم ہو جاتی۔ واؤ کے الف سے بدلنے کی مثال جیسے اٰدم کہ جمع آدم کی ہے۔ کہ الف جمع میں واؤ ہوگیا اور ہمزہ سے بدلنے کی مثال جیسے جُوَنٌ کہ اصل میں جُوَنٌ ہمزہ تھا جمع جونۃٌ کی ہے بمعنی (ڈبہ عطر) قولہ و میم از واؤ الخ اور میم بدل آتی ہے واؤ سے۔ جیسے فمٌ کہ اصل میں فوہٌ تھا پس ہا حذف ہوگئی اور واؤ میم سے بدل گئی اور نیز وہ لام تعریف سے بدل آتی ہے۔ جیسے لیس من امبر امصیام فی امسفر کہ اصل میں لیس من البر الصیام فی السفر تھا سفر میں روزہ رکھنا بھلائی سے نہیں ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس کو آپ نے بنی حمیر کے جواب میں فرمایا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا تھا کہ لیس من البر صیام فی امسفر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی کے زبان کے مطابق جواب دیدیا۔

قولہ واز نون در مانند عنبر الخ اور میم بدل آتی ہے نون ساکن سے جبکہ وہ بائے موحدہ سے پیشتر ایک کلمہ میں واقع ہو جیسے قولہ عنبر ایک خوشبو کا نام ہے اور جیسے شنبار بروزن فعلار بفتح فلا عورت جس کے دانت آبدار ہوں یا دو کلموں میں جیسے صُمٌ بکمٌ اس میں صمٌ کا نون تنوین میم سے بدل ہوگیا اور یہ ابدال نون ساکن میں لازم ہے

اور نون متحرک کا میم سے ابدال جوازی ہے جیسے قولہ بنام کہ اصل میں بنانٌ تھا بمعنی دسلانگشت ہا اور جیسے طامہ اللہ علی الخیر اصل میں طانہ اللہ تھا مادہ طیٌن ہے بمعنی (اللہ نے اس کا خمیر خیر پر کیا) اور بعض کے نزدیک طامہ اور طانہ دو لغت مستقل ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کی اصل نہیں ہے قولہ واز با الخا اور میم بدل آتی ہے باء موحدہ سے جیسے قولہ بنات مُخیر کہ اصل میں بخیر تھا بمعنی (بخار کی بیٹیاں یعنی ابر سفید جو موسم گرما سے پیشتر بخارات سے پیدا ہوتا ہے اور جیسے مازلتُ راتمًا کہ اصل میں راتبًا تھا بمعنی ثابتًا یعنی (میں ہمیشہ ثابت مقیم رہا)۔ اور جیسے من کثیم کہ اصل میں کثب بفتحتین تھا اور کثب بثا مثلثہ بمعنی نزدیکی قولہ ونون از واو ولام الخا اور نون بدل آتا ہے واؤ سے اور لام سے جیسے صنعانیٌ نسبت صنعا میں (یمن کے ایک قریہ کا نام ہے) اصل میں صنعاوی تھا اس لئے کہ بوقت نسبت ہمزہ واؤ سے بدل جاتا ہے واؤ کو نون سے بدل لیا اور جیسے لَعَنٌّ بتشدید نون کہ اصل میں لَعَلَّ بتشدید لام تھا اور بعض کے نزدیک لَعَنٌّ اور لَعَلَّ دو لغت مستقل ہیں قولہ وتا از یا واؤ وسین الخا اور تا بدل آتی ہے یا تحتانیہ سے اور واؤ اور سین مہملہ سے اور باء موحدہ سے اور صاد مہملہ سے جیسے شتان کہ اصل میں ثنیان تھا اور جیسے قولہ اَتْلَجَ کہ اصل میں اَدْلَجَ تھا بمعنی (داخل کیا) سین سے بدلنے کی مثال ہے اور جیسے طُستٌ کہ اصل میں طسٌّ بتشدید سین تھا اس لئے کہ اس کی جمع طوس آتی ہے بمعنی (تشت) اور جیسے ذعالت کہ اصل میں ذعالب تھا جمع ذعلوبٌ کی ہے بمعنی (پارچہ کہنہ) باکوتا سے بدلنے کی مثال ہے اور جیسے لُصتٌ کہ اصل میں لَصٌّ بتشدید صاد مہملہ تھا ہر دو بحرکات ثلثہ لام بمعنی (چور) قولہ وہا از تا وہمزہ الخا اور ہا بدل آتی ہے تائے فوقانیہ سے جیسے رحمہ بحالت وقف اور ہمزہ سے جیسے قولہ ہرقتٌ کہ اصل میں ارقت تھا مصدر ارَاقَةٌ ہے بمعنی (گرانا) اور جیسے قولہ حَرحتٌ کہ اصل میں ارحتٌ تھا مصدر راحَةٌ ہے بمعنی (راحت پہنچانا) اور جیسے ہیَاکَ کہ اصل میں ایاک تھا ضمیر منصوب منفصل ہے اور جیسے ہن فَعَلْتَ فَعَلْتُ کہ اصل میں ان فَعَلْتَ فَعَلْتُ اور جیسے یاہُنَاہُ کہ اصل میں ہُنَاوُ بواؤ تھا بمعنی ہنٌ واؤ بر قیاس کساءٌ ہمزہ ہوگیا اس کے بعد ہمزہ ہا سے بدل گیا قولہ واز الف الخا اور نیز ہا بدل آتی ہے الف سے جیسے ما استفہامیہ اور ضمیر متکلم میں بحالت وقف مہ اور انہ قولہ ولام از نون وضاد الخا اور لام بدل آتا ہے نون اور ضاد معجمہ سے جیسے اُصَیْلَالٌ کہ اصل میں اُصَیْلَانٌ تھا جمع اصیل کی تصغیر ہے بمعنی (عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت) اور جیسے اِلْطَجَعَ کہ اصل میں اِضْطَجَعَ تھا باب افتعال سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی (پہلو پر سویا) قولہ وطا ودال از تا الخا اور طا اور دال مہملتین بدل آتے ہیں تائے فوقانیہ سے لیکن طا جو کہ تائے ضمیر سے بدل آتی ہے جبکہ لام کلمہ حروف مطبقہ یعنی صاد وضاد وطا وظا میں سے ہو جیسے قولہ حُصْطٌ کہ اصل میں حُصتٌ تھا یہ حَوْصٌ سے واحد متکلم کا صیغہ ہے بمعنی (سینا) اور جیسے خفضط کہ اصل میں خفضت تھا اور جیسے احط کہ اصل میں احطت تھا اور جیسے

حفظط کہ اصل میں حفظت تھا۔ اور دال مہملہ بدل آتی ہے تائے ضمیر سے اور تائے افتعال وغیرہ سے جیسے قولہ فُزْدُ کہ اصل میں فُزْتُ تھا مصدر فوزٌ ہے بمعنی (کامیاب ہونا) اور جیسے اِجْدَ مَعْوًا کہ اصل میں اجتمعوا تھا اور جیسے دولج کہ اصل میں تولج تھا بمعنی (موضع دخول وخشیاں) قولہ وجیم از یائے مشدد الخ اور جیم حالت وقف میں یائے مشدد نسبتی سے بدل آتی ہے جیسے قولہ فقیمج کہ اصل میں فقیمیٌّ تھا قبیلہ فقیم کی طرف منسوب ہے اور نیز وہ یائے مخفف سے وقفاً اور وصلاً بدل آتی ہے جیسے قولہ حجج کہ اصل میں حجی تھا اور جیسے اَمُسَجْ کہ اصل میں اَمُسَیْتُ تھا اور قاعدہ ہے کہ مشدد کا بدل مشدد ہوتا ہے اور مخفف کا بدل مخفف پس فقیمج بتشدید جیم ہوگا اور حجج اور اُمَسَجْ بہ تخفیف جیم۔ قولہ در واست ابدال صاد از سین الخ اور صاد کا سین سے بدلنا جائز ہے جبکہ وہ غین اور خائے معجمتین اور قاف اور طاء مہملہ سے پیشتر بلا فاصلہ یا بفاصلہ یک حرف یا دو حرف، یا سہ حرف واقع ہو جیسے قولہ اَصْبَغَ کہ اصل میں اَسْبَغَ تھا بمعنی (کامل کیا) اور جیسے صلخ کہ اصل میں سلخ تھا بمعنی (کھال کھینچی) یہ سین کے غین اور خا سے پیشتر بلا فاصلہ یک حرف واقع ہونے کی مثالیں ہیں اور جیسے مَسَّ صقر کہ اصل میں سقر تھا یہ سین کی قاف سے پیشتر بلا فاصلہ واقع ہونے کی مثال ہے اور جیسے صراط کہ اصل میں سراط تھا یہ سین کی طا سے پیشتر بفاصلہ دو حرف واقع ہونے کی مثال ہے اور جیسے مصالیق کہ اصل میں مسالیق تھا یہ مسلاقٌ بکسر سین کی جمع ہے یہ سین کے قاف سے پیشتر بفاصلہ سہ حرف واقع ہونے کی مثال ہے۔ اور بعض کے نزدیک مصالیق لغت مستقلہ ہے نہ کہ فروع مسالیق کی کہا جاتا ہے خطیبٌ صَلَاقٌ وَمِصْلَقٌ وَمِصْلَاقٌ وَسَلَّاقٌ وَمِسْلَقٌ وَمِسْلَاقٌ بمعنے بلیغ قولہ وابدال زائے از سین وصاد الخ اور زائے معجمہ بدل آتی ہے سین اور صاد مہملتین سے جبکہ وہ دال مہملہ سے پیشتر واقع ہوں اور ساکن بھی ہوں جیسے قولہ یزْدُل کہ اصل میں یَسْدُل تھا مصدر سَدْلٌ ہے بمعنی (لٹکانا) اور جیسے فَزْدَی کہ اصل میں فَصْدَیْ بیائے متکلم۔ یہاں تک تو ابدال کا بیان تھا اب مصنف حذف کا بیان شروع کرتے ہیں۔ قولہ و آمدہ است حذف الخ اور دو حرف تضعیف میں سے ایک کا حذف جائز ہے جیسے قولہ اَحَسْتُ کہ اصل میں اَحْسَسْتُ بدو سین تھا بروزن اَکَمْتُ پہلے سین کی حرکت ماقبل کو دے کر دو سینوں میں سے ایک سین کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔ اور جیسے مَسْتُ بفتح میم وکسر آں اصل میں مَسِسْتُ بکسرتین تھا پس اگر پہلے سین کو بدول نقل حرکت حذف کریں تو بکسر میم ہوگا اور ماند سے مراد یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متحرک اس کے ساتھ منضم ہو قولہ و تا یا طا در استطاع الخ اور لفظ استطاع اور لستطیع سے تا کا یا طا کا حذف کرنا جائز ہے پس تقدیر اول پر استاع یستیع ہوگا اور تقدیر ثانی پر استاع یستیع ہوگا لیکن پہلی صورت دوسری سے بوجہ زیادت تا اور اصالت طا کے اقویٰ اور اکثر ہے قولہ و تائی اول در یسع الخ

صاد کہ قبل والند وساکن بنحو یزدل وفرزدی وآمدہ است حذف یکے از دو حرف تضعیف
مہملہ ۱۲ مہملہ ۱۲ در یدل ۱۲ در فدری ۱۲ دال حرف اول است ۱۲
مانند احسست ومست بفتح وکسر میم وتایا طاد رستطاع ویستطیع وتای اول در یتبع ویتقی و
در احسست ۱۲ تخفیف نون ۱۲
از ینجاست تق اللہ واتخذ در استتخذ زوما وبلعنبر وعلماء وملماء در بنی العنبر وعلی الماء ومن الما
بحذف لام ۱۲ بحذف ثانی ۱۲
واز تغیرات سماعی حذف در ید ودم وغد واسم واخ واب وحم وبن وفم وابن واخت
از فوقوہ ۱۲ از فوقوہ ۱۲ از فوقوہ ۱۲ از فوقوہ ۱۲ اصلہ یدی ۱۲ اصلہ دمو ۱۲ اصلہ غدو ۱۲ اصلہ سمو ۱۲ اصلہ اخو ۱۲ اصلہ ابو ۱۲ اصلہ حمو ۱۲ اصلہ بنو ۱۲ اصلہ فوہ ۱۲ اصلہ ابن ۱۲ اصلہ اخو ۱۲
وبنت وجزا نست فصل حروف زوائد ای حروفیکہ زیادتی برائے غیر الحاق وتضعیف جزا آں نیاید
از بنوۃ ۱۲ بتدا ۱۲ بتدا ۱۲
ہویت السمان ست دلیل زیادتی حرف اشتقاق ست کہ دلیل اصالت نیز بود ای فرع بودن
خبر ۱۲ دوست داشتم زنان عزیز را ۱۲ سہ است ۱۲ سمن ۱۲ ای اصالت وزیادت ہر دو از اشتقاق مشاخۃ میشود ۱۲
لفظی مر لفظی را دعلامتش موافقت ہر دو ست در مادہ ومعنی وعدم نظیر کہ ہم دلیل اصالتست
ای علامت اشتقاق ۱۲ ای اصل وفرع ۱۲ چنانچہ دلیل زیادت است ۱۲

اور تبع اور تقی سے جو وسع اور وقایہ سے باب افتعال کے صیغے ہیں پہلی تا ساکنہ کا حذف جائز ہے پس تسع اور تقی بفتح تا رہیں گے چنانچہ اسی تقی مخفف سے تق اللہ امر کا صیغہ ہے پس تائے مضارع کے حذف اور وقف آخر کے بعد تق رہ گیا اور استتخذ میں دوسری تائے ساکنہ کا حذف لازم ہے پس استخذ کہیں گے اور استخذ باب افتعال سے ہے جو تخذ بتا، فوقانیہ اور خاء ذال معجمتین سے ماخوذ ہے اور تخذ تیخذ باب علم سے ہے بمعنی اخذ یاخذ قولہ وبلعنبر کہ علماء الخ یعنی مثلین یا متقاربین میں سے پہلے کا حذف جائز ہے اس جگہ کہ جہاں دوسرے کے سکون کی وجہ سے ادغام متعذر ہو جیسے قولہ بلعنبر کہ اصل میں بنی العنبر تھا۔ عنبر بفتح عین مہملہ وسکون نون وفتح بائے موحدہ ورائے مہملہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اور بنی اصل میں بنیین تھا نون بوجہ اضافت گر گیا اور یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی پس نون ولام جمع ہوئے اور چونکہ ادغام کی شرط دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے اور یہاں وہ مفقود ہے لہٰذا ادغام متصور نہیں پس تخفیفاً پہلے حرف یعنی نون کو حذف کر دیا بلعنبر ہوا وعلی ہذا القیاس۔ علماء اور ملماء کہ اصل میں علی الماء اور من الماء تھا متجانسین اور متقاربین جمع ہوئے اور چونکہ دوسرے یعنی لام کے سکون کی وجہ سے ادغام

متعذر تھا لہذا تخفیفاً پہلے کو یعنی علیٰ سے لام کو اور من سے نون کو حذف کر دیا قولہ و از تغیرات سماعی حذف در ید اور من جملہ تغیرات سماعی کے ان الفاظ میں حذف واقع ہے جیسے یَدٌ کہ اصل میں یَدیٌ تھا اور دمٌ کہ اصل میں دمیٌ تھا بمعنی خون اور غدٌ کہ اصل میں غدوٌ بمعنی (فردا) ان کا آخر حذف ہو گیا اور اعراب ماقبل پر جاری ہو گیا اور اسمٌ کہ اصل میں سِموٌ بسکون میم تھا اور سُموٌ بضم کے نزدیک کلمہ پر اسہے بمعنی (بلند کرنا) اور بعض کے نزدیک وسْمٌ کا مقلوب ہے جو بمعنی داغ رکھنا ہے پس فا کو لام کی جگہ اور عین کو فا کی جگہ لے آئے دونوں تقدیروں پر واؤ گر گئی اور سین ساکن ہو گیا اور چونکہ ابتدا بالساکن ممکن نہیں تھا لہذا شروع میں ہمزۂ وصل لے آئے اور جیسے اَخٌ کہ اصل میں اَخوٌ تھا اور اَبٌ کہ اصل میں اَبوٌ تھا اور جیسے حمٌ کہ اصل میں حمؤٌ بفتحتین تھا بمعنی (عورت کے رشتہ دار اور خاوند کے خاندان سے دیور وسسر وغیرہ) اور ہنٌ کہ اصل میں ہنوٌ بفتحتین تھا بمعنی (شرمگاہ) ان کا آخر حرف حذف ہو کر اعراب ماقبل پر جاری ہو گیا اور فمٌ کہ اصل میں فوہٌ تھا ہا کو حذف کرنے کے بعد واؤ کو میم سے بدل کر اس پر اعراب جاری کر دیا اور ابنٌ کہ اصل میں بنوٌ تھا واؤ کو حذف کرنے کے بعد اس کے عوض میں ہمزۂ وصل لے آئے اور اُختٌ اور بنتٌ کہ اصل میں اُخوۃٌ اور بنوۃٌ بفتحتین تھے ہمزہ کو ضمہ دیدیا اور با کو کسرہ دین کو ساکن کر دیا اور لام کو حذف کر کے تائے تانیث کو اس کے عوض کر کے اس کی جگہ قائم کر دیا قولہ وجز آنست الخ ان کے علاوہ اور الفاظ بھی ہیں جن میں حذف واقع ہے جیسے ناسٌ ولا اُبالِ ولا اَدْرِ واذاً لیسر ولم یکُ کہ اصل میں اُناسٌ اور لا اُبالِی اور لا اَدری اور اِذا یُسری اور لم یَکُن تھے منجملہ تغیرات اور تصرفات کے حرف الزیادت کی بحث ہے یعنی حروف زوائد کی جن کو اس فصل میں بیان کریں گے قولہ حروف زوائد الخ یہ مبتدا ہے قولہ۔ ای حروفیکہ زیادتی برائے غیر الحاق وتضعیف جزآں نیاید۔ حروف زوائد سے جو مراد ہے یہ اس کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ غیر الحاق اور غیر تضعیف کے لئے جو حروف زائد ہوتے ہیں وہ ان کے علاوہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کا مجموعہ ہویت السمان ہے بمعنی دیں نے موٹی عورتوں کو دوست رکھا اس لئے کہ الحاق تضعیفی کے لئے زیادت کبھی ان حروف زوائد سے ہوتی ہے اور کبھی ان کے غیر سے جیسے شملل اور جلبب ہاں الحاق غیر تضعیفی کے لئے زیادتی کبھی ان ہی حروف زوائد سے ہوتی ہے جیسے قلنسی اور ارطی اور جہور اور تضعیف غیر الحاقی کے لئے زیادتی کبھی ان حروف سے ہوتی ہے اور کبھی ان کے غیر سے جیسے علم اور جرب لیکن غیر الحاق اور غیر تضعیف کے لئے جو زیادتی ہوتی ہے وہ ان ہی حروف میں منحصر ہے۔ قولہ۔ ہویت السمان ست الخ یہ مبتدا مذکور کی خبر ہے یعنی حروف زوائد مجموعہ یہ ہیں کیا مازنی نے جواب میں یہ شعر پڑھا کہ ہویت السمان شیبنی وقد کنت قدما ہویت السمان دیں نے موٹی عورتوں کو دوست رکھا پس انہوں نے مجھکو اپنی محبت سے بوڑھا کر دیا اور تحقیق میں قدیم سے موٹی عورتوں کو دوست رکھتا تھا مبرد نے کہا کہ میں حروف زوائد دریافت کرتا ہوں اور آپ شعر پڑھتے ہیں مازنی نے کہا کہ میں نے دو مرتبہ

جواب دیا۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ ایک شاگرد نے اپنے اُستاد سے حروف زوائد کو دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ سالتمونیہا (یعنی یہ حروف ہیں) شاگرد یہ سمجھا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے پیشتر تم نے سوال کیا تھا اور میں نے جواب دیا تھا لہذا شاگرد نے کہا ماسالناک الا ہذہ المنوبۃ (میں نے صرف اسی مرتبہ سوال کیا ہے) اُستاد نے فرمایا کہ اَلْیَوْمَ تَنْسَاہُ (یعنی (اسی دن تو اس کو بھول جائے گا) شاگرد نے سمجھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں بیان کروں گا تو تو بھول جائے گا لہذا شاگرد نے کہا واللہ لا انساہ (خدا کی قسم میں نہیں بھولوں گا) استاد نے کہا قد اجبتک بالحمق مرتین (اے احمق میں نے تجھ کو دو مرتبہ جواب دیا) اہل فن نے ان حروف کے جمع کرنے میں بہت طبع آزمائی کی ہے جن کی تعداد تیس عبارات تک پہنچتی ہے جن کو صاحب نوادر الاصول نے اپنی شرح میں جمع کیا ہے مَنْ اراد فلینظر فیہ۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ زیادتی حروف کی ادلہ چار ہیں کہ جن سے معلوم ہوگا کہ کلمہ میں کونسا حرف زائد ہے اور کونسا اصلی۔ **قولہ** دلیل زیادتی حرف یکے اشتقاق ست الخ پس حرف کے زیادہ ہونے کی یہ پہلی دلیل اشتقاق ہے اور یہ ہی اشتقاق حرف کے اصلی ہونے کی بھی دلیل ہے **قولہ** ای فرع بودن لفظے مر لفظے را الخ یہ اشتقاق کی تفسیر ہے یعنی ایک لفظ کا دوسرے لفظ کی فرع ہونا والاشتقاق ان تجد بین اللفظین تناسبا فی اللفظ والمعنی وہو علی اثلثۃ انواع صغیر وہو ان یکون بینہما تناسب فی الحروف والترتیب نحو ضرب من الضرب وکبیر وہو ان یکون بینہما تناسب فی اللفظ دون الترتیب نحو جذب من الجذب (یعنی کھینچنا) اور اکبر وہو ان یکون بینہما تناسب فی المخرج دون الحروف نحو کعق من النہق۔ کذا فی مراح الارواح **قولہ** وعلامتش ہر دو ست الخ اور اشتقاق کی علامت یہ ہے کہ اصل اور فرع دونوں مادہ یعنی (حروف اصلی اور معنی میں موافق اور متشارک ہوں پس جو حروف فرع اور اصل دونوں میں پایا جائے وہ اصلی ہوگا اور جو فرع میں پایا جائے نہ اصلی میں وہ فرع میں زائد ہوگا جیسے مضروب کی میم اور واؤ کہ اصل یعنی ضرب میں نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی حرف اصل میں پایا جاوے نہ فرع میں وہ اصل میں زائد ہوگا جیسے کراہیت مصدر کا الف اور یا اور تاکہ فرع یعنی کرہ میں نہیں ہیں **قولہ** وعدم نظیر کہ ہم دلیل اصالتست الخ یعنی زیادت حرف کی دوسری دلیل عدم نظیر ہے اور یہی عدم نظیر اصالت حرف کی بھی دلیل ہے اور عدم نظیر یعنی نظیر کا نہ ہونا لیکن اصطلاح میں یہ ہے کہ اصالت حرف یا زیادت حوف کی تقدیر پر کلمہ کا اوزان عرب سے خارج ہونا یعنی اگر کسی حرف کو اصلی قرار دینے کی صورت میں کلمہ اوزان عرب سے خارج ہو جاتا ہے تو وہ حرف زائد ہوگا نہ کہ اصلی جیسے قرنفلی بضم فا کے نون کو اگر اصلی قرار دیں تو اس کا وزن فعلل ہوگا اور یہ وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا اور اگر اس کو زائد قرار دیں تو وزن فنعلل ہوگا اور خروج لازم نہیں آئے گا اس لئے کہ مزید کے اوزان محصور نہیں ہیں اسی طرح اگر کسی حرف کو زائد قرار دینے کی صورت میں کلمہ اوزان عرب سے خارج ہو جاتا ہے

تو وہ اصلی ہوگا نہ کہ زائد جیسے مِلْحَمٌ بکسر میم وفتح واؤ تشدید طا، کی میم کو اگر زائد و واؤ کو اصلی قرار دیں تو اس کا وزن مفعلٌ ہوگا اور یہ وزن موجود نہیں ہے اور اگر میم کو اصلی اور واؤ کو زائد قرار دیں تو اس کا وزن فعولٌ ہوگا اور یہ وزن موجود ہے جیسے عِسْوَةٌ بمعنی قوی شدید۔ دلیل سوم وغلبہ زیادت در محلش الخ اور زیادت حرف کی تیسری دلیل غلبۂ زیادت ہے یعنی زیادت کا غلبہ ہونا یعنی اگر حروف زوائد میں سے کوئی حرف ایسے محل میں واقع ہو کہ اس محل میں وہ اکثر زائد ہوتا ہے تو وہ زائد قرار دیا جائے گا بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو جیسے مَدْیَنَ کی میم نکہ یا دشہر کا نام ہے، پس اس کا وزن مفعل ہوگا نہ کہ فیعل اس لئے کہ میم اکثر اول کلمہ میں زائد ہوتی ہے دلیل چہارم

ای خروج کلمہ از وزن عرب بر تقدیر اصالت حرف یا زیادت وغلبۂ زیادتش در محلش و
تفسیر عدم النظیر ۱۲ — شقاق ۱۲

ترجیح یکی بر دیگر اما اشتقاق قوی ترین دلائل ست ولہذا ابلغ فعلن بود از بلغ وترنموت
ای از ترجیح — بروزن ۱۲

تفعلوت از ترنم وسنبتۃ فعلتۃ از سنبت با عدم نظیر ہر سہ میم مراجل اصلیست از
بروزن ۱۲ — فعللۃ با وصف کثرت آں در کلام عرب ۱۲ — در کلام عرب ۱۲

جہت مُرَجَّل با غلبۂ زیادتش در اول وہر کلمہ کہ محتمل دو اشتقاق ست گیرد جملی باشند
اشتقاق ۱۲

ہر دو وجہ ست اما ہم فعلی بود وہم افعل لوجود لغیر آرط واراط واگر نہ ترجیح یکی چوں ملک اصلہ
در اول کلمہ بلا ترجیح یکے ۱۲ — کہ واضح باشد ۱۲

ملاک نزدیک ابو عبیدہ مفعل بود از لاک یعنی اَرْسَلَ نزدیک یعنی مفعل از لواکت یعنی
واں کہ مایست ۱۲

رسالت ونزد ایں کیسان فعال از ملک بر تقدیر فقد اشتقاق ودلیل زیادت حرف
مبتدا ۱۲۱ — متعلق مبتدا ۱۲۱

قولہ ترجیح یکے بر دیگر الخ زیادت حرف کی چوتھی دلیل دو دلیلوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ہے یعنی اگر دو دلیلیں معرض ہوں کہ ایک زیادتی حرف کو اور دوسری اصالت حرف کو چاہتی ہے پس اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مرجح ہے تو اس کو ترجیح دیں گے ورنہ دونوں صورتیں جواز کے درجہ میں رہیں گی لیکن اشتقاق یعنی عدم نظیر اور غلبۂ زیادت کے قوی ترین دلیل ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک

بھی اس کے ساتھ معارض نہیں ہو سکتا۔ قولہ ولہذا بلغن فعلن الخ اور اسی وجہ سے کہ اشتقاق قوی تر دلیل ہے بلغن بکسر باو فتح لام وسکون غین یعنی دبلاغت، جو بلغ سے ماخوذ ہے بروزن فعیل ہوگا یعنی اسکا نون زائد ہوگا اس لئے کہ اشتقاق ترجیح عدم نظیر پر رکھتا ہے اگرچہ فعلن کی عدم نظیر اس بات کی مقتضی ہے کہ اس کا نون اصلی ہو بروزن قمطر کے اس لئے کہ قمطر کا وزن شائع ہے اور ترقوۃ (بفتح تا، فوقانیہ وسکون راو مہملہ وفتح نون وضم میم) یعنی گمان آوازکنندہ بوقت کشیدن) بروزن تفعلوت ہوگا یعنی اس کی واؤ اور دونوں تائیں زائد ہوں گی اس وجہ سے کہ یہ ترنم سے مشتق ہے اگرچہ تفعلوت کی عدم نظیر اس امر کو مقتضی ہے کہ اس کی دونوں تائیں اصلی ہوں بروزن عفرفوط اس وجہ سے کہ عفرفوط کا وزن شائع ہے اور سبتہ (بفتح سین وسکون نون وفتح تائے فوقانیہ بمعنی دہر) بروزن فعلۃ ہوگا یعنی اس کی دونوں تائیں زائد ہوں گی اس لئے کہ یہ سنت بمعنی دہر سے مشتق ہے اگرچہ وزن فعلۃ کی عدم نظیر اس امر کو مقتضی ہے کہ اس کی پہلی تا اصلی ہو بروزن فعلۃ کریہ وزن شائع ہے جیسے دحرجۃ قولہ باعدم نظیر ہر سہ یعنی ان تینوں وزنوں کی عدم نظیر ہونے کے باوجود مقتضائے اشتقاق کو ترجیح دی اس لئے کہ اشتقاق قوی ترین دلیل ہے پس ان تینوں مثالوں میں اشتقاق کو عدم نظیر پر ترجیح ہے۔ یہاں تک اشتقاق کی عدم نظیر پر ترجیح کا بیان تھا۔ اب مصنف اشتقاق کی غلبۂ زیادت پر ترجیح کا بیان کرتے ہیں۔ قولہ وبمیم مراجل اصلیست الخ مراجل بروزن فعائل بمعنی جامہائے منقش کی میم اصلی ہے اس لئے کہ مرجل بضم میم اول وفتح ثانی بروزن مفعل بمعنی جامۂ منقش کی دوسری میم اصلی ہے اس وجہ سے کہ اگر اس کی دوسری میم کو زائد قرار دیں تو اس کا وزن مفعل ہوگا اور یہ وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا لہذا اس کی فرع مراجل میں بھی بحکم اشتقاق میم اصلی ہوگی حالانکہ میم کا اول کلمہ میں غلبۂ زیادت اس امر کو مقتضی ہے کہ مراجل کی میم زائد ہو قولہ وبہ یعنی کلمہ محتمل دو اشتقاق ست الخ یعنی اگر کسی کلمہ میں دو قسم کے اشتقاق کا یا (اس سے اکثر کا) احتمال ہے کہ ایک احتمال حرف کی زیادتی کو چاہتا ہے اور دوسرا اس کی اصالت کو تو ایسی حالت میں دونوں وجہ درست ہوں گی یعنی دونوں اشتقاق کے مقتضا کے موافق حکم کریں گے بشرطیکہ یہ دونوں اشتقاق جلی ہوں یعنی لفظاً و معنی میں مشترک اور واضح ہوں جیسے ارطی (بفتح ہمزہ وطا مہملہ ایک درخت ہے جسکو اونٹ کھاتا ہے) پس اس کو فعلی کے وزن پر بھی کہنا جائز ہے اور اس وقت اس کا ہمزہ اصلی ہوگا اور الف زائد اور افعل کے وزن پر بھی اور اس وقت اس کا ہمزہ زائد ہوگا اور الف اصلی اور یہ دونوں امر اس لئے جائز ہیں کہ اس میں دونوں استعمال آئے ہیں کہا جاتا ہے یعیر آرط بروزن فاعل آرط کا سر مشتق ہے بمعنی (اونٹ ارطی کا چرنے والا) پس اس استعمال کی بنا پر ارطی کا ہمزہ اصلی ہوگا اور الف زائد

جعفر کے ساتھ الحاق کے لئے ہوگا۔ اور کہا جاتا ہے بعیرٌ راطٍ بمعنی اونٹ ارطی کا چرنے والا۔ راطٍ اصل میں راطیٌ تھا جیسے قاضٍ کہ اصل میں قاضیٌ تھا پس اس استعمال کی بنا پر ارطی کا ہمزہ زائد ہوگیا اور الف جو یا سے بدلا ہوا ہے اصلی ہوگا اور دونوں اشتقاق لفظاً معنیً ظاہر ہیں لہذا اس میں دونوں اشتقاق کے مقتضی کا اعتبار کرنا جائز ہے قولہ واگر نہ ترجیح کے الخ اور اگر دونوں اشتقاق جلی اور واضح نہ ہوں بلکہ ایک جلی ہو اور دوسرا خفی تو جلی کو خفی پر ترجیح دی جاوے گی جیسے قولہ مَلَک بفتحتین بمعنی فرشتہ اور یہ اصل میں ملاک تھا پس اس امر میں تو سب کا اتفاق ہے کہ مَلَکٌ مخفف مُلاکٌ کا ہے اس لئے کہ اس کی جمع ملائک اور ملائکۃ آتی ہے لیکن اختلاف اصالت میم اور زیادت ہمزہ میں ہے پس ابو عبیدہ کے نزدیک اس کا وزن مفعلٌ ہے اور لاک سے مشتق ہے بمعنی اَرْسَلَ کہا جاتا ہے لَاکَ فلانٌ ای ارسلہ اس نے اس کو بھیجا۔ بقاعدہ یسأل ہمزہ کا فتح اس کے ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا اور بعض یعنی کسائی کے نزدیک اس کا وزن مَعْفَلٌ بتقدیم عین برفاء ہے اور اُلوکتٌ سے مشتق ہے بمعنی رسالت پس اس تقدیر پر یہ ملاکٌ کہ اصل میں ملک ہوگی پہلے قلب مکانی کی بایں طور کہ ہمزہ کو لام کی جگہ لے گئے اور لام کو ہمزہ کی جگہ لے آئے ملاکٌ ہوا اس کے بعد ہمزہ کو بقاعدہ مذکور حذف کر دیا اور ان دونوں تقدیروں پر ملکٌ مصدر میمی ہے بمعنی مفعول یعنی مُرسَلٌ اور نیز ان دونوں تقدیروں پر میم زائد ہوگی اور ہمزہ اصلی ہوگا اور ابن کیسان کے نزدیک اس کا وزن فَعَالٌ ہے اور مَلِک بحرکات ثلثہ میم سے مشتق ہے بایں معنی کہ مَلَک یعنی فرشتہ ان تمام امور کا مالک و متصرف ہوتا ہے جن کے لئے خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے اور اس تقدیر پر میم اصلی ہوگی اور ہمزہ زائد ان تینوں اشتقاقوں میں سے پہلے دونوں اشتقاق اگرچہ بحسب معنی ظہور یا خفا میں متساوی ہیں لیکن دوسرے میں قلب کی وجہ سے ضعف لفظی ہے اور تیسرے میں باعتبار معنی خفا بھی ہے اس لئے کہ مَلَک بفتحتین فرشتہ اور مَلِک میں مناسبت ظاہر نہیں ہے مگر یہ کہا جائے کہ مَلِک تصرفات پر قدرت رکھنے کو کہتے ہیں اور فرشتہ بھی تصرفات پر قادر ہوتا ہے اور بحسب لفظ بُعد بھی اس وجہ سے کہ وزن فعالٌ نادر ہے لیکن شافیہ اور اس کی شروح سے مذہب کسائی مرجح اور مختار معلوم ہوتا ہے۔ یہ جو کچھ بھی مذکور ہوا وجوہ اشتقاق کی تقدیر پر تھا لیکن اگر اشتقاق نہ پایا جائے تو اس وقت زیادت حرف کی دلیل عدم نظیر ہوگی جو اسباب معرفت میں سے دوسرا سبب ہے جس کو اب مصنف بیان فرماتے ہیں قولہ و بر تقدیر فقدا شتقاق الخ یعنی دلیل اشتقاق کے نہ پائے جانے کی صورت پر زیادت حرف کی دلیل یہ ہے کہ کلمہ یا اس کی اُخت (یعنی لفظاً معنیً مشارک) اکابرۃ پر اصالت حرف اور اِن عرب سے خروج لازم آئے یعنی اگر کسی حرف کو اصلی قرار دیں تو کلمہ یا اس کے مشارک میں عدم نظیر لازم آتا ہے لہذا اس وقت زیادتی حرف کا علم کریں گے جیسے کنتالٌ (بضم کاف) کا نون بمعنے

(کوتاہ) پس اگر اس کے نون کو اصلی قرار دیں تو اس کا وزن فُعْلَلٌ ہوگا بضم فا و فتح لام اولیٰ اور کلام عرب میں یہ وزن نہیں پایا جاتا لہذا نون زائد ہوگا بر وزن قُنْعَلٌ جیسے قُنْفُذٌ پس بر تقدیر اصالت حرف خود کلمہ کے اوزان عرب سے خارج ہونے کی مثال ہے اور جبکہ کُنْتَالٌ (بضم کاف) کے نون کو زائد قرار دیا لہذا اسکی اُخت کِنْتَالٌ بکسر کاف میں بھی نون کو زائد قرار دیں گے اگرچہ اس میں بر تقدیر اصالت نون خروج لازم نہیں آتا اس واسطے کہ اس وقت اس کا وزن فِعْلَلٌ بکسر فا و فتح لام اولیٰ ہوگا اور وہ موجود ہے جیسے جِرْدَحَلٌ (بمعنی عادی و شتر بزرگ اندام نر باشد یا مادہ) اور قِنْفِخْرٌ بکسر قاف و فتح فا و سکون نون (بمعنی جسیم مُخَنْفِسًا بضم حا معجمہ و فا کا نون (ایک جانور ہے جسکو گبریلا کہتے ہیں) زائد ہوگا اس لئے کہ ان دونوں کے اصالت نون کی تقدیر پر اگرچہ اوزان عرب سے خروج لازم نہیں آتا اس وجہ سے کہ قِرْطَعْبٌ اور قرطعاء پائے جاتے ہیں لیکن ان کے اصالت نون کی وجہ سے لازم آتا ہے کہ ان کی اخت قُنْفُخْرٌ بضم قاف و فتح فا و خُنْفِسَاءُ بضم خا و فتح فا میں بھی نون اصلی ہو حالانکہ ان میں اگر نون کو اصلی مانیں تو یہ اوزان عرب سے خارج ہو جاتے ہیں لہذا پہلے دونوں میں بھی اُن کی اُخت کی وجہ سے نون کو زائد قرار دیں گے۔

قولہ واگر بر زیادت ہم خروج لازم آید الخ اور اگر زیادت حرف کی تقدیر پر بھی خروج لازم نہ آئے جیسا کہ اصالت حرف کی تقدیر پر لازم آتا ہے تو وہ حرف زائد ہوگا یعنی اگر کسی کلمہ میں ایسا حرف ہو جو بر تقدیر زیادت و اصالت دونوں حالتوں میں خروج کو واجب کرتا ہے تو اس وقت وہ زائد قرار دیا جائے گا اسلئے کہ جب حرف زائد زیادت و اصالت میں دائر ہو تو اس کو زائد قرار دیں گے اس وجہ سے کہ اوزان مزید کثیر ہونے کی وجہ سے غیر منضبط ہیں۔ جیسے نرجس کا نون۔ یہ نرگس کا معرب ہے پس بر تقدیر اصالت نون اس کا وزن فِعْلِلٌ بکسر لام اول ہوگا اور بر تقدیر زیادت نون تفعیلٌ بکسر عین ہوگا اور یہ دونوں وزن اسما میں نہیں پائے جاتے لہذا وجہ مذکور کی بنا پر نون زائد ہوگا و حکم بزیادت بر تقدیر خروج بہر دو تقدیر در ہمہ حال ست مگر آنکہ زیادتش دراں محل نیاید ایں وقت حکم باصالت آں کنند اگرچہ خروج بہر دو تقدیر است جیسے مَرْزَنْجُوش کی میم (بفتح میم و زا معجمہ بعد ہملہ و ضم جیم) ایک خوشبودار گھاس ہے یہ مرزنگوش کا معرب ہے پس اس کی میم کو اصلی قرار دیں یا زائد دونوں صورتوں میں عدم نظیر لازم آتا ہے اسلئے کہ مفعلول اور مفعنلول دونوں کلام عرب میں نہیں پائے جاتے لیکن چار حرف اصلی سے پیشتر اول کلمہ میں میم کی زیادۃ شبہ فعل کے ماسوا میں بعید ہے لہذا میم اصلی رہے گی عدم نظیر کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنف غلبۂ زیادت کا بیان کرتے ہیں **قولہ** واگر بر ہیچ تقدیر خروج نبود الخ اور اگر زیادت و اصالت دونوں تقدیروں پر کلمہ یا اس کی اُخت کا خروج اوزان عرب سے لازم نہیں آتا تو اس وقت زیادت حرف

کی دلیل اس حرف کی زیادت کا غلبہ ہے اس موضع میں کہ جس میں وہ حرف واقع ہے چونکہ غلبۂ زیادت کا جاننا مواضع زیادت کے جاننے پر موقوف ہے لہذا مصنفؒ اس کا بیان فرماتے ہیں قولہ غالب ست زیادتی حرف تضعیف الخ یعنی تین حرف اصلی کے ساتھ حرف تضعیف کی زیادتی غالب ہے خواہ وہ زیادتی الحاق کے لئے ہو یا غیر الحاق کے لئے جیسے قولہ کرّم تکریر عین برائے غیر الحاق اور جیسے قولہ قردد تکریر راء برائے الحاق بجعفر یعنی (بلند زمین) یہ دونوں تضعیف یک حرفی کی مثالیں ہیں اور جیسے قولہ عصبص تکرار عین دلام ملحق بسفرجل بروزن فعلعل بمعنی (عصب سخت) اور جیسے قولہ مرمریس تکرار فاء وعین ملحق بسلسبیل بروزن فعفیل بمعنی (سخت ہراست) سے مشتق ہے جاننا چاہیئے کہ حروف تضعیف وتکریر میں زائد وہ سرا ہوتا ہے اس لئے کہ تکرار اسی سے پیدا ہوتی ہے اور نیز دوم مرتبہ دوم میں ہے اور وہ زیادت کا مرتبہ ہے لہذا اس کا زیادہ ہونا اولیٰ ہے

ای اگر حرف زائد اصلی گویند لازم آید کہ آں کلمہ یا خنثش از وزن پیروں رود

خروج کلمہ یا خنثش ازاوزاں بود بر اصالت کنوں کنتال ونون قنفخر وخنفسار اگر

خبر ۱۲ خروج ۱۲ کہ موافق آں در حرف معنی ست ۱۲ جعیم ۱۲ جانور سیاہ ۱۲

بر زیادت ہم خروج لازم آید نیز زائد ست کنوں ز جس مگر آنکہ زیادتش دراں محل

نیاید کیسم مرزنجوش واگر ہیچ تقدیر بر خروج نہ بود دلیل زیادت غلبہ ست غالب ست

ای غلبۂ زیادت حرف در جنسی کہ واقع ست ۱۲ حرف ۱۲ کلمہ یا انحت آں ۱۲ از زیادت اصالت ۱۲

زیادتی حرف تضعیف باسہ حرف اصلی چوں کرم وقردد وعصبص ومرمریس وبکریرا

معنی زیاد ۱۲ از آں ۱۲ الکوم ۱۲ بمعنی آباد ۱۲

فاتہار وانہ بود وزلزل وفوقیت ربا عی است نہ از باب تکریر وہمزہ میم دراول باسہ

نزد کوفیاں بروزن فعلل وفعللت ۱۲ بدوں تکریر سین ولام ۱۲

حرف اصلی فقط وطرد ست میم دراسم فاعل ومفعول ظرف ومصدر آلا اگرچہ باز یادہ از

سہ بود ویا باسہ حروف دیا زیادہ مگر دراول رباعی غیر مضارع والف دواؤ باسہ حرف اصلی

لیکن سیبویہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بدون تعین زائد ہے اس لئے کہ تکرار ہر ایک سے ہو سکتی ہے

اور خلیل فرماتے ہیں کہ پہلا زائد ہے اس لئے کہ رسم جیسے میں پہلے حرف کے سکون کی وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ پہلا زائد ہو پس اسی طرح اس کے غیر میں بھی پہلا زائد ہوگا قولہ۔ وتکریر فانہا روانہ لو ذا اور صرف فا کا تکرار بدون تکرار عین یا لام جائز نہیں ہے لانہ اذا ان یتکرر قبل العین او بعدہ فان کرر قبلہ فیودی الی الادغام وہو متعذر لاستلزام الابتداء بالسکون وان اتیت بالہمزۃ فقد یلتبس وان کرر بعدہ یلزم تکرار الحرف مع الفصل بحرف اصلی ولم یثبت مثلہ فی نفہم۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ زلزل اور قوقیت میں صرف فا کا تکرار ہے اور ان کا وزن فعفعل اور فعفلت ہے۔ پس مصنفؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ وزلزل وقوقیت رباعی ست الخ یعنی زلزل اور قوقیت رباعی ہیں نہ کہ تکریر ثلاثی سے اس لئے کہ اگر زلزل میں فا اور عین دونوں کو مکرر کہیں اور قوقیت میں دونوں حرف علت کو زائد کہیں تو کلمہ دو حرفی رہ جائے گا اور اگر اس میں صرف فا کو یا صرف عین کو مکرر کہیں اور قوقیت میں صرف واؤ کو یا صرف یا کو زائد کہیں تو محکم لازم آتا ہے لہذا یہ رباعی ہیں۔ وقد قیل اصلہ قوقوت کذا فی شرح الاصول چونکہ اس باب کے شروع میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس باب کے لانے سے مقصد اس زیادتی کا بیان کرنا ہے جو الحاق و تضعیف کے علاوہ ہو لہذا اس جگہ تضعیف کا بیان غلبہ زیادت کے لحاظ سے ہے نہ کہ بیان حروف زوائد کے لحاظ سے ہے۔ قولہ وہمزہ ومیم ورادل الخ یعنی ہمزہ اور میم اول کلمہ میں صرف تین حرف اصلی کے ساتھ اکثر زیادہ ہوتے ہیں جیسے اکرم میں ہمزہ اور ینبغ تبقدیم النون علی الباء بروزن مجلس میں میم ایک موضع کا نام ہے، اور لفظ کی قید سے ہمزہ ابل خارج ہوگیا کیونکہ یہاں وہ دو حروف اصلی کے ساتھ ہے اور نیز ہمزہ اصطبل خارج ہوگیا کیونکہ یہاں وہ چار حروف اصلی کے ساتھ ہے لہذا ان دونوں میں ہمزہ اصلی ہوگا قولہ ومطرد ست میم الخ اور میم کی زیادتی اسم فاعل اور اسم مفعول اور اسم ظرف اور مصدر میمی اور اسم آلہ میں مطرد اور قیاسی ہے اگرچہ وہ تین زائد کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو یعنی خواہ وہ تین حرف کے ساتھ ہو جیسے مکرم کہ باب افعال سے اسم فاعل اور اسم مفعول اور ظرف اور مصدر میمی ہے یا تین سے زائد کے ساتھ جیسے مُتَقَبِّلٌ و مُسْتَخْرِجٌ و مُبَعْثِرٌ اور مُتَدَحْرِجٌ اور ثلاثی مجرد سے بھی اسم مفعول اور ظرف اور مصدر میمی اور آلہ میں وہ زائد ہوتی ہے بلکہ آلہ میں میم کی زیادتی ثلاثی مجرد کے ساتھ مختص ہے اس لئے کہ اس کے ماسوا میں لفظ مابہ سے تعبیر کرتے ہیں جیسے مابہ الاکرام قولہ۔ ویاباسہ حرف الخ اور یائے مضارعہ اکثر تین حرف اصلی کے ساتھ زائد ہوتی ہے جیسے یرمع بروزن یفعل بفتح یا (بچوں کا ایک قسم کا کھلونا ہے) یا تین سے زائد کے ساتھ جیسے سکفیۃ بضم سین وفتح لام وسکون حائے مہملہ وکسر فا وتخفیف یائے تحتانیہ یعنی کچھوا الجملہ وہ اس رباعی کے اول میں جو مضارع کے علاوہ ہو اصلی ہوتی ہے

اور رباعی سے یہاں مراد غیر ثلاثی ہے اس لئے کہ شارحین اس کی مثال یستعور بمعنی ذباب الخیل اور جاز کے ایک شہر کا نام ہے لائے ہیں اور اس کی یا اصلی ہے بروزن فعلول جیسے عصفور اور یہ خماسی مزید ہے نہ کہ رباعی اسی وجہ سے مصنفؒ نے اصول میں رباعی کی جگہ غیر ثلاثی کہا ہے بخلاف مضارع کے کہ اس کے اول میں یا زائد ہوتی ہے جیسے یدحرج۔

یا زیادہ مگر اول و نون اگر ثالث ست و ساکن یا آخر کلمہ بعد الف و مطرد ست در
زیادت نون ۱۲

مضارع و بعضے ابواب و تا مطرد ست در تفعیل و بعضے ابواب و مانند رغبوت
عطف بر نون ۱۲ چوں نضرب ۱۲ پنجمین جحال ۱۲ مقصد ۱۲

و سین در باب استفعال و الام کم آید و ہا کمتر بل نیاید بقول بعضے نحو زیدل و عبدل
عطف بر تا ۱۲ از لام ۱۲ در تیدل ۱۲ در عبدل ۱۲

و ہمزہ چوں غالب متعدد بود ہمہ زائد باشد اگر ممکن ست نحو اہجری و الا حرفے کہ
زیادہ ممکن یعنی کہ بر تقدیر بر زیادتی ہمہ از جملہ حروف اصلی کمتر زائد شود غالبا الزیادۃ ۱۲

مستلزم خروج نہ بود چوں میم مدحرج نہ یائش و طائے قطوطی نہ نونش بوجود مفعل
از ان مذکور ان عرب ۱۲ نا مفعل بوجود مفعل

و فوعل نہ فعیل و فعولی و اگر ہر دو موجب خروج اند پس آخری کہ زیادتش زیادہ بود
نا فوعل نہ فعیل و فعولی قرار دادہ شود ۱۲ کلام عرب ۱۲

از دیگر چوں واؤ کوالل نہ ہمزہ اش اگرچہ فوعل و فعائل ہر دو یابند و اگر ہیچ کدام باعث
ملحق بجعفر ۱۲ الحق قرار دادہ شود ۱۲

خروج نہ شود و در کلمہ فک ادغام بود باشبہ اشتقاق بر شقی ترجیح دہند یکے

قولہ الف و واؤ یا سہ حرف ۱۲ اور الف اور واؤ کی زیادتی تین حرف اصلی کے ساتھ مطرد ہے جیسے ضارب اور کتاب اور جوہر اور کوثر بمعنی بسیار یہ کثرت سے مشتق ہے اسی طرح ان دونوں کی زیادتی تین حرف سے زائد کے ساتھ مطرد ہے جیسے سرداح بکسر سین و سکون را ہملہ جائے مہملہ (لمبی اونٹنی) بروزن فعلال اور جیسے کوالل بروزن فوعل بمعنی رکوتاہ، البتہ واؤ اول کلمہ میں اصلی ہوگی جیسے ورنتل بروزن فعلل ملحق

بسفر جل ہے (بمعنی شر دامر عظیم) پس اس کی واؤ اصلی ہے اور نون زائد۔ قولہ مگر واؤ اول یہ واؤ سے
استثنا ہے نہ الف سے اس لئے کہ الف اول میں واقع نہیں ہوتا قولہ۔ ونون اگر ثالث ست وساکن الخ۔
یعنی نون کی زیادتی مطرد ہے جبکہ وہ تیسری جگہ ساکن واقع ہو یا آخر کلمہ میں الف کے بعد آئے جیسے شَرَنْبَثٌ
بمعنی شیر اور جیسے غضبان عطشان وعثمان۔ قولہ و مطرد ست در مضارع الخ اور نون کی زیادتی
مضارع اور بعض ابواب میں مطرد اور قیاسی ہے جیسے نَضْرِبُ اور اِنْفِعَالٌ اور اِحْرِنْجَامٌ اور قَلَنْسَتہ۔
قولہ۔ و تا مطرد ست در تفعیل الخ اور تا کے فوقانیہ کی زیادتی تَفْعِیل اور تَفْعِلَۃ مصدر میں مطرد ہے اسی طرح
بعض دیگر ابواب میں بھی اس کی زیادتی مطرد ہے جیسے تَفَعُّل اور تَفَاعُل وانْتِفَعَال واسْتِفْعَال وتَفَعْلُل
وغیرہ اور نیز وہ رَغْبُوتٌ جیسے کلمہ میں مطرداً زائد ہوتی ہے یعنی مصدر میں جو مبالغہ کے لئے ہو۔
قولہ و سین الخ یعنی سین مہملہ کی زیادتی باب استفعال کے تمام صیغوں میں مطرد ہے۔ قولہ اما لام
کم آید الخ اور لام کی زیادت کم ہے اول اور اوسط میں تو اس کی زیادتی نہیں پائی جاتی البتہ بعض
الفاظ کے آخر میں پائی جاتی ہے اور ہا کی زیادت لام سے بھی کم ہے بلکہ بقول بعض یعنی مبرد ہا زائد نہیں
ہوتی اسی واسطے انہوں نے اس کو حرف زوائد سے شمار نہیں کیا جیسے قولہ زُیْدَلٌ در زید و عَبْدَلٌ در عبد
زیادت لام کی مثالیں ہیں اور جیسے اَہْرَاقَ زیادت ہا کی مثال ہے کہ اصل میں اَرَاقَ تھا بمعنی (بہایا)۔
باب افعال سے ماضی کا صیغہ ہے ہمزہ کو ہا سے بدل لیا ابدال کے بعد چونکہ ہا کے فاکلمہ ہونے کا گمان ہوتا تھا
لہذا اس کو ساکن کر کے ہمزۂ وصل لے آئے اور ہراق بھی آتا ہے اور مبرد جو زیادت ہا کا انکار کرتے ہیں
ان پر اَہْرَاقَ یُھَرِیْقُ اِھْرِیَاقًا فَھُوَ مُھَرِیْقٌ وَاُہْرِیْقَ یُھَرَاقُ فَھُوَ مُھْرَاقٌ واللام منہ اہْرَقَ سے احتراز
وارد نہیں ہوگا اس لئے کہ اَہْرَقَ یُہْرِقُ اِہْرَاقًا آتا ہے جیسا کہ اَرَاقَ یُرِیْقُ اِرَاقَۃً آتا ہے پس یہ دونوں
لغت مستقل ہیں اور اہراق یہریق اہریاقا ان میں سے کسی ایک کی فرع ہے پس اگر یہ اہرق یہرق کی
فرع ہے تو اس کی ہا تمام صیغوں میں اصلی ہوگی اور ماضی معلوم اور مضارع مجہول اور اسم مفعول اور
ظرف میں الف زائد ہوگا اور ان کے ماسوا میں یا زائد ہوگی اور اگر یہ اراق یریق کی فرع ہے تو ہا زائد
ہوگی پس اس وقت نہ ہا کی اصالت کا یقین ہے نہ اس کی زیادت کا لہذا ان پر اعتراض وارد نہیں
ہو سکتا۔ فان قیل فعند وضوح الامرین یحکم بہما والا لزم الترجیح بلا مرجح کما مر قلنا ان کان فمحل القطع
بزیادۃ الہا قلنا انما یحکم بالوجہین اذا ثبت زیادۃ الحرفین فہہنا یحکم بفرعیۃ اہراق لاہرق لان
لاراق زیادۃ الہا لم تثبت زیادۃ الالف والیا ثابتا قطعا قولہ چوں غالب متعدد بود الخ اگر کسی کلمہ
میں غالب الزیادۃ متعدد ہوں تو سب کے سب زائد ہوں گے بشرطیکہ ان سب کی زیادت ممکن ہو

بایں معنی کہ ان سب کو زائد ماننے پر کلمہ تین حرف اصلی سے کم پر نہ رہ جائے جیسے قولہ اجیری بکسر ہمزہ وجیم بروزن افعیلی بمعنی عادت وشان پس اس میں ہمزہ اور یا الف تینوں زائد ہیں لیکن پھر بھی تین حرف اصلی یعنی جر موجود ہیں۔ **قولہ**۔ والا حرفیکہ مستلزم خروج نہ بود الخ اور اگر سب کی زیادت ممکن نہ ہو بایں معنی کہ سب کی زیادت کی صورت میں کلمہ دو حرف پر رہ جاتا ہے تو جس حرف کی زیادت خروج وزن کو مستلزم نہ ہو وہ زائد ہوگا جیسے مدین کہ اس کی میم زائد ہے نہ یا حالانکہ اس میں میم اور یا دونوں غالب الزیادۃ ہیں پس اگر دونوں کو زائد قرار دیں تو دال اور نون دو حرف اصلی باقی رہ جاتے ہیں لہذا ان میں سے کوئی ایک ضرور زائد ہوگا زیادت یا کی صورت میں یہ بر وزن فعیل ہوگا اور یہ وزن کلام عرب میں نہیں پایا جاتا لیکن زیادت میم کی صورت میں یہ بر وزن مفعل ہوگا اور یہ وزن پایا جاتا ہے جیسے مدخل لہذا میم زائد ہوگی نہ یا۔ اسی طرح قطوطی کی دوسری طا زائد ہے نہ الف (ایک جگہ کا نام ہے) اس میں طا بنظر تکرار عین اور واؤ اور الف حروف زوائد سے غالب الزیادۃ ہیں پس اگر ان سب کو زائد کہیں تو دو حرف اصلی یعنی قاف اور طا باقی رہ جاتے ہیں پس اگر دوسری طا کو اصلی اور الف کو زائد قرار دیں تو یہ بر وزن فعولی ہوگا اور یہ وزن نہیں پایا جاتا اور اگر طا مذکور کو زائد اور الف کو اصلی قرار دیں تو یہ بر وزن فعوعل ہوگا۔ **قولہ**۔ واگر ہر دو موجب خروج اند الخ یعنی اور اگر دونوں میں جس کو بھی زائد قرار دیں کلمہ اوزان عرب سے خارج ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں جس حرف کی زیادت دوسرے کے بہ نسبت زیادہ ہوگی وہ زائد قرار دیا جائے گا جیسے کوالل اور یہ وزن پایا جاتا ہے جیسے عثوثل لہذا اس کی دوسری طا زائد ہوگی نہ الف۔ رہا واؤ سو وہ ہر حالت میں زائد ہوگا اس کا واؤ زائد ہوگا نہ کہ ہمزہ بمعنی (کوتاہ) اسلئے کہ بر تقدیر زیادت واؤ اس کا وزن فوعل ہوگا اور بر تقدیر زیادت ہمزہ اس کا وزن فعالل ہوگا پس یہ دونوں وزن اگرچہ نایاب ہیں لیکن چونکہ واؤ وسط کلمہ میں ہمزہ سے اکثر زیادہ ہوتی ہے لہذا واؤ زائد ہوگی نہ کہ ہمزہ اور اس کا وزن فوعل ہوگا ملحق بہ سفرجل۔ **قولہ**۔ واگر ہیچ کدام باعث خروج نہ شود الخ یعنی اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کی بھی زیادت سے خروج وزن لازم نہیں آتا اور نیز کلمہ میں دو حرف متجانسین کے پائے جانے کے باوجود فک ادغام ہے جو حرف تکریر کی زیادت کو الحاق کے لئے چاہتا ہے اور پھر اس کے ساتھ صرف ایک شق پر شبہ اشتقاق بھی پایا جاتا ہے جو دوسرے حرف کی زیادت کو چاہتا ہے تو ایسی حالت میں ان دونوں حرفوں میں سے ایک کی زیادت کو ترجیح فک ادغام کی وجہ سے ہوگی یعنی اس حرف کو زائد کہیں گے جس کی زیادت کو فک ادغام مقتضی ہے۔ اور بعض حضرات شبہ اشتقاق کی وجہ سے دوسرے حرف کی زیادۃ کو ترجیح دیتے ہیں یعنی وہ اس حرف کو زائد خیال کرتے ہیں

کہ جس کی زیادت کو شبہ اشتقاق مقتضی ہے اور شبہ اشتقاق یہ ہے کہ ایک لفظ دوسرے لفظ کے مادہ سے بغیر مناسبت معنوی کے پایا جاوے پس لفظ یاجج بفتح جیم اول (ایک مقام کا نام ہے) یا تو بروزن فعلل ہوگا بزیادت جیم برائے الحاق بہ جعفر اگر ترجیح دلیل فک ادغام سے دیجائے پس عدم ادغام دلیل زیادت جیم کی ہے اس لئے کہ ملحقات میں ملحق اور ملحق بہ کے وزن کی محافظت کی وجہ سے ادغام ممتنع ہے اگرچہ اس صورت میں بنائے مہمل یعنی یاج لازم آتی ہے یا بعض کے نزدیک بروزن یفعل ہوگا۔ اور اس وقت اس میں یا زائد ہوگی اور جیم اصلی اس لئے کہ اس میں اَجّ سے مناسبت لفظ کی وجہ سے شبہ اشتقاق پایا جاتا ہے کہا جاتا ہے اَجَّ النَّارُ آگ روشن ہوئی اور اس صورت پر فک ادغام کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی لہذا اس کو شاذ پر محمول کریں گے قولہ واگر شبہ ہر دو شق ست الخ اور اگر ہر دو شق پر شبہ اشتقاق پایا جاتا ہے یعنی دو حرفوں میں سے جس حرف کو بھی زائد کہا جائے شبہ اشتقاق لازم آتا ہے تو اس وقت ان دونوں میں سے ایک کی زیادت کو ترجیح بالاتفاق دلیل فک ادغام سے ہوگی اگر اس میں فک ادغام ہے یعنی حرف کی زیادت کو فک ادغام مقتضی ہے اس کو زائد قرار دیں گے اس لئے کہ شبہ اشتقاق دونوں صورتوں پر موجود ہے جیسے قولہ مہدد (ایک عورت کا نام ہے) پس اس میں خواہ میم کو زائد کہیں یا دال کو شبہ اشتقاق دونوں صورتوں پر لازم آتا ہے اس لئے کہ مہدٌ بمعنی دگھوارہ وگستردن) اور مَدٌّ بمعنی توڑنا دونوں پائے جاتے ہیں پس مہدٌ سے شبہ اشتقاق کی بنا پر تو میم اصلی ہوگا اور دال زائد الحاق کے لئے اور اس وقت یہ بروزن فعلل ہوگا اور مدٌ سے شبہ اشتقاق کی بنا پر میم زائد ہوگی اور دال اصلی اور اس وقت اس کا وزن مفعلٌ ہوگا لیکن چونکہ فک ادغام مرجح موجود ہے لہذا میم اصلی ہوگا اور دال زائد الحاق کے لئے اس لئے کہ صورت الحاق میں ادغام بوجہ محافظت وزن ناجائز ہوتا ہے اور اگر دال اصلی ہوتی تو مقرہ در مرّ کی طرح اس میں ادغام ہوتا قولہ واگر بفک نہ بود ترجیح بشبہ بود الخ یعنی اور اگر دو حرفوں میں سے ایک کی زیادت پر شبہ اشتقاق پایا جائے اور فک ادغام نہ ہو تو اس وقت ترجیح بالاتفاق دلیل شبہ اشتقاق سے ہوگی بشرطیکہ وزن اغلب اس کا معارض نہ ہو اس لئے کہ اس وقت کوئی اور مرجح موجود نہیں ہے اور اگر وزن اغلب اس کا معارض ہو تو اس وقت جمہور تو دلیل شبہ اشتقاق سے ترجیح دیتے ہیں یعنی جبکہ ایک لفظ کے دو حرفوں میں سے اس حرف کو زائد کہیں کہ جس کی زیادت کو شبہ اشتقاق مقتضی نہیں ہے تو اس وقت وہ کلام عرب کے وزن اغلب پر ہو جاتا ہے اور اگر اس حرف کو زائد کہیں کہ جس کی زیادت کو شبہ اشتقاق مقتضی ہے تو اس وقت وہ وزن مغلوب پر ہو جاتا ہے لہذا ایسی حالت میں جمہور تو ان دونوں میں سے ایک کی زیادت کو ترجیح دلیل شبہ اشتقاق

بفک ادغام و بعضے بشبہہ پس یاجج یا فعلل بود بزیادتی جیم برائے الحاق یا بفعل

اگر بفک ادغام ترجیح دہند ۱۲ تام مقام ۱۲

لوجود اَجَ واگر شبہہ بر ہر دو شق ست ترجیح بفک ادغام ست چوں مہدد او جود

نام نزے ۱۲

مہدّ و ہدّ واگر بفک نہ بود ترجیح بشبہہ بود و نزد بعضے بوزن اغلب پس مظب یا

ترجیح بعد آوردن وزن اغلب و دیگر باشد ۱۲

مفعل باشد لوجود وظب نہ مظب و رمان فعلان ۱۲ بود لوجود رم و نزد بعضے فعال

بزیادۃ میم واصالت واؤ ۱۲ بمعنی دام پس وزنش فوعل باصالت میم و زیادت واؤ نبود ۱۲ ۔ وزن اغلب ۱۲

کہ ایں وزن در بابش اغلب ست واگر شبہہ بہر دو تقدیر ست ترجیح دہند

ای اسمائے اشجار و اثمار ۱۲ یعنی بر تقدیر وزن اغلب وغیر آں ۱۲

بوزن اغلب و بعضی باقیس پس حومان نہ فوعال از حمن ست بل فعلان از حوم

باصالت میم و زیادت واؤ از مرق ۱۲

کہ اغلب ست و مورق مفعل بود نہ فوعل کہ اگرچہ دراں اقیس ست اما مغلوبیت

وزن فعلان از فوعال ۱۲ بزیادت میم و اصالت واؤ از ورق ۱۲

واگر اغلبیت نہ بود ہر دو برابر ند چوں اُرجوان اُفعلانست یا فُعلوان واگر شبہہ اصلا نہ بود

یکے از دو وزن را و شبہہ اشتقاق بہر دو تقدیر بود ۱۲ ای بہر دو تقدیر ۱۲

سے دیتے ہیں نہ وزن اغلب سے اور بعض صرفی دلیل وزن اغلب سے دوسرے حرف کی زیادت کو ترجیح دیتے ہیں مگر پہلا مذہب اصلح ہے۔ لجواز ان یکون ردہ الی اغلب الوزنین فی لغت العرب ردّ الی ترکیب مہمل وردہ الی غیر اغلب الوزنین بشبہہ الاشتقاق ردّ الی ترکیب مستعمل والردّ الی الترکیب المستعمل اولی پس لفظ مظب (بالفتح ظائے معجمہ) مکہ معظمہ کے قریب ایک موضع کا نام ہے) بروزن مفعل ہوگا بزیادت میم واصالت واؤ اس لئے کہ اس وقت اس کا ماخذ وظب ہوگا اور وہ کلام عرب میں پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے وظب علی الشئی وظوبا ای دام۔ (وہ اس چیز پر ہمیشہ رہا ہمیشہ رہنا) نہ بروزن فوعل بزیادت واؤ واصالت میم اس لئے کہ اس وقت اس کا ماخذ مظب ہوگا اور یہ کلام عرب میں نہیں پایا جاتا لہذا دلیل شبہ اشتقاق سے میم کی زیادت کو واؤ کی زیادت پر ترجیح دی اور اس جگہ وزن اغلب معارض

نہیں ہے۔ کذا فی شرح الاصول الاکبری والجار بردی۔ معارض کی مثال جیسے قولہ رُمّان بضم را مہملہ وتشدید میم بمعنی انار بروزن فُعّلان ہوگا بزیادت نون واصالت حرف تضعیف اس لئے کہ اس وقت اس کا ماخذ رَمَّ ہوگا اور وہ پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے رَمَّ الشئ بمعنی اس نے اس چیز کی اصلاح کی یا اس نے اس چیز کو کھایا، نہ بروزن فُعّال ہوگا اس لئے کہ رمن نہیں پایا جاتا اور ان بعض حضرات کے نزدیک جو دلیل وزن اغلب سے ترجیح دیتے ہیں یہ بروزن فعّال ہوگا بزیادت حرف تضعیف واصالت نون اس لئے کہ یہ وزن باب اثمار میں غالب ہے جیسے تُفّاح اور حُمّاض اور کُرّاث لیکن پہلا مذہب وجہ مذکور کی بنا پر اولیٰ ہے **قولہ** واگر شبہ بہر دو تقدیر ست الخ یعنی اور اگر دونوں حرفوں میں سے ہر ایک کی تقدیر زیادت پر شبہ اشتقاق موجود ہے تو اس وقت ترجیح بالاتفاق دلیل وزن اغلب سے ہوگی کہ جس کا موید شبہ اشتقاق بھی ہے بشرطیکہ وزن اقیس معارض وزن اغلب کا نہ ہو اور اگر وزن اقیس معارض ہے تو اس وقت جمہور تو دلیل وزن اغلب سے ترجیح دیتے ہیں اور بعض حضرات دلیل وزن اقیس سے یعنی اس وزن سے جو زیادہ تر قیاس صرفی کے موافق ہے۔ پس حومان نہ فوعال از حمن الخ پس حومان بفتح حائے مہملہ جو جمع حومانۃ کی ہے (ایک گھاس کا نام ہے) اگر اس کی واؤ کو زائد اور نون کو اصلی کہیں تو یہ بروزن فوعال ہوگا اور اس وقت اس میں حمنٌ سے (بمعنی کنہ کو چک یعنی چھوٹی چیچڑی) شبہ اشتقاق موجود ہے اور اگر اس کی واؤ کو اصلی اور نون کو زائد کہیں تو یہ بروزن فعلان ہوگا اور اس وقت میں حومٌ (بمعنی گھومنا) سے شبہ اشتقاق موجود ہے لیکن دوسرا مذہب راجح ہے اس لئے کہ وزن فعلان اغلب ہے وزن فوعال سے اور اس جگہ وزن اقیس معارض نہیں ہے معارض کی مثال جیسے **قولہ** ومَوْرَقٌ مَفْعَلٌ بود نہ فَوْعَلٌ الخ مورق بفتح را مہملہ (ایک شخص کا نام ہے) بروزن مفعل ہوگا۔ ورقٌ سے بزیادت میم اصالت واؤ نہ بروزن فوعل ہوگا مرقٌ سے بزیادت واؤ واصالت میم اگرچہ مَورَقٌ اور اس کی امثال میں کہ جس کے اول میں میم مفتوح ہو اور دوسرا واؤ ساکن ہو اور تیسرا حرف مفتوح وزن فَوْعَلٌ اقیس سے ہے اس لئے کہ مثال واوی صحیح اللام میں قیاس مفعل بکسر عین ہے جیسے مَوْلِدٌ ومَوْجِلٌ وموضع لیکن چونکہ وزن فوعل مغلوب ہے اور وزن مفعل غالب لہٰذا غالب کو ترجیح دی اور جو حضرات اقیس سے ترجیح دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ بروزن فوعل ہوگا **قولہ** واگر اغلبیت نہ بود ہر دو برابر ند الخ یعنی اگر شبہ اشتقاق دونوں تقدیر دل پر ہو اور پھر دونوں وزنوں میں سے کسی ایک کو بھی اغلبیت حاصل نہ ہو تو اس وقت دونوں حرف حکم زیادت میں برابر ہوں گے جیسے اُرْجُوان بضم ہمزہ وجیم رنگ سرخ ارغوان کا معرب ہے پس اس کو بروزن اُفعلان کہنا بھی جائز ہے بزیادت ہمزہ واصالت واؤ جیسے

افعوان بمعنی (اژدہائے نر) اور اس وقت یہ رجایر جوسے ہوگا اور بروزن فعلوان بھی باصالت ہمزہ و زیادت واؤ جیسے عنفوان اور اس وقت یہ اَرَجَ الطیب سے ہوگا بمعنی (خوشبو منتشر ہوئی) پس اس میں ہر تقدیر پر شبہ اشتقاق موجود ہے اور نہ ان دونوں وزنوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر اغلبیت حاصل ہے لہذا یہاں کسی حرف کو دوسرے پر ترجیح نہیں قولہ واگر شبہ اصلانہ بود الخ اور اگر شبہ اشتقاق کسی جانب نہ ہو اور دونوں وزن باہم متعارض ہوں تو اس وقت ترجیح اغلبیت وزن کی وجہ سے ہوگی یعنی وزن اغلب جس حرف کی زیادت کو مقتضی ہوگا وہ زائد ہوگا جیسے اِثمِدٌ بکسر ہمزہ و فتح میم مشدد (وہ شخص جو دوسروں کی رائے کا تابع ہو اور خود کسی امر پر ثابت نہ ہو) بروزن فِعَلَّةٌ ہوگا بکسر فا تشدید عین مفتوحہ جیسے دِنَّیَةٌ بمعنی کوتاہ پس اس کا ہمزہ اصلی ہوگا اور حرف میم مکرر زائد ہوگی نہ بروزن اِفعَلَّةٌ بکسر ہمزہ و فتح عین جیسے اِنمَلَةٌ جو زیادت ہمزہ اور دونوں میموں کی اصالت کو مقتضی ہے اس لئے کہ وزن فِعَلَّةٌ اغلب اِفعَلَّةٌ سے ہے اور شبہ اشتقاق کسی جانب نہیں کیونکہ امع اور مع دونوں مفقود ہیں قولہ اگر نباشد ہر دو برابر الخ اور اگر ایسا نہ ہو یعنی باوجود فقدان شبہ اشتقاق کسی جانب میں اغلبیت وزن نہ ہو تو دونوں حرف حکم زیادت میں برابر ہوں گے یعنی ہر ایک علی سبیل البدلیت زائد ہوگا جیسے اُسطُوَانَة۔ پس یہ افعوالۃ اور فعلوانۃ دونوں وزنوں پر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ دونوں وزن نادر ہیں اور سطن اور اسط دونوں مفقود ہیں پس احتمال ہے کہ اس کا ہمزہ زائد ہو اور نون اصلی یا ہمزہ اصلی ہو اور نون زائد۔ یہ تو مصنف کی عبارت کا مطلب تھا لیکن یاد رہے کہ قاموس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادہ سطن مفقود نہیں ہے اس لئے کہ ساطن بمعنی خبیث اور اساطین بمعنی ستون اور اسطوان بمعنی (اونٹ لمبی گردن والا) آتے ہیں قولہ فصل در بیان تمرین الخ تمرین لغت میں بمعنی کسی شئی پر عادت ڈالنا اور چونکہ اس باب کی وضع سے مقصود متعلمین کا امتحان ہے کہ آیا انہوں نے مسائل صرفیہ کو ضبط کیا ہے یا نہیں پس اس سے ان کو اجرا مسائل میں عادی کرانا ہے لہذا انہوں نے اس کا نام تمرین رکھا اسی وجہ سے وہ ان کو تمام مباحث تصرفات لفظیہ کے بعد لائے ہیں اور اہل صرف کی اصطلاح میں یہ ہے کہ جس کو مصنف بیان کرتے ہیں ای علمی کہ ازاں جواب الخ تمرین وہ علم ہے یعنی وہ ملکہ راسخہ ہے جو مسائل صرفیہ کے ضبط و ممارست سے حاصل ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے سائل کے سوال کیف تبنی من کذا مثل کذا سے جواب دینا آسان ہو جاتا ہے یعنی تو اس لفظ سے اس لفظ کی مانند کس طرح بنائے گا اور یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ تبنی کو مخاطب معروف کا صیغہ لیا جائے اور لفظ مثل اس کا مفعول ہو لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ تبنی غائب مجہول کا صیغہ ہو اور لفظ مثل اس کا نائب فاعل یعنی یہ لفظ اس لفظ کی مانند کس طرح بنایا جائے گا قولہ یعنی اگر

پس با غلبیت واگر نباشد ہر دو برابرند فصل تمرین ای علمے کہ ازاں جواب کیف
ای اغلبیت ہم نہ باشد ۱۲ در لغت خوگر گفتن و وضع آں برائے استعلام ست

بُنِیَ من کذا مثل کذا آسان شود یعنی اگر بنا کنی مثلاً از دعا مانند صحائف و دراں
چہ گونہ می سازی یا ساختہ می شود از چنیں مثل لفظ چنیں ۱۲

آنچہ قیاس خواہد فعل آری چہ گونہ آید جوابش دعایا بود پس دعا مبنی منہ است
ای در مضارع ۱۲ از ابدال و غیرہ ۱۲ در اصطلاح ۱۲

و صحائف مبنی علیہ و دعایا مبنی و ابو علی گوید بیفگنی و بیفزائی در مبنی آنچہ در مبنی علیہ
و اصل کہ بر وزن آں ساختہ شدہ ۱۲

افتادہ و افزودہ بود قیاساً و نزد بعضے شرط قیاس نہ بود چوں بنا کنی از ضرب مثل

نحوی نزد جمہور مضربی شود و نزد ابو علی و بعضے مضری و از دعا مثل آسم و عُدْ
بکسر قاف و فتح فا

یعود و عوود نزد بعضے اِدْعٌ دَدْعٌ و بنائے عَنْسَلٌ و قَنْفَخْرٌ از عمل و قال عَنْعَلٌ و قَنْوَلٌ و عَنْعَلٌ
بکسر فا و تشدید عین ۱۲ بفتح دال ۱۲

و قَنْوَلٌ آید بلا ادغام نون تا التباس بفعل و فعل نیاید و حَنْحَفٌ از کسر و جعل ممتنع است۔
بتشدید لام مثل تفخر از قال ۱۲ در میم داؤد در ہر چہار مثال باد جود قاعدہ ادغام ۱۲

بنا کنی مثلاً از دعا الخ اس سے مصنف سوال مذکور کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں کہ مثلاً لفظ دعا وادی سے اگر صحائف کے وزن پر بنانا چاہو اور بمقتضی قواعد صرفیہ ابدال و حذف وغیرہ سے اس میں عمل کرو تو اس وقت اسکی بنا کس طرح ہوگی پس اس کا جواب یہ ہوگا کہ جب دعا سے صحائف کے وزن پر بمقتضی قواعد صرفیہ بنا کی جائے تو دعایا ہوگا اس لئے کہ یہ اصل میں دعایو تھا جیسے صحائف اور یہ جمع دعیۃ کی ہے کہ اصل میں دعیوۃ تھا جیسے صحائف جمع صحیفۃ کی ہے پس یا جمع میں الف کے بعد واقع ہوئی اور مفرد میں دو حرف زائد تھی لہذا وہ ہمزہ ہوگئی اور واؤ منقلبہ بعد کسرہ کے یا ہوگئی دعائی ہوا بتقدیم ہمزہ بر یا اس کے بعد ہمزہ کو بقاعدہ خطایایائی مفتوحہ سے بدل لیا اور پھر دوسری یای متحرکہ کو اس کے ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف سے بدل لیا دعایا ہوا پس بنا بر اصطلاح اہل صرف دعا کو مبنی منہ اور۔ اخذ کہیں گے اور صحائف کو مبنی علیہ اور اصل اور دعایا کو مبنی اور فرع

(فائدہ) تمرین کی شرط یہ ہے کہ لفظ مبنی منہ اور مبنی علیہ دونوں موزوں بادر حرف اصلیہ میں مخالف ہوں اور نیز مبنی علیہ باعتبار حروف اصلیہ (نہ زوائد) مبنی منہ سے زائد ہو ورنہ ہدم بنا ہوگا نہ بنا اسی وجہ سے رباعی اور خماسی سے رباعی کے وزن پر بنانا جائز ہے پس کیف تبنی من دحرج مثل ضرب اومن سفرجل مثل عنکبوت کہنا درست نہیں ہے اس لئے کہ دحرج رباعی ہے اور ضرب ثلاثی اور سفرجل خماسی اور عنکبوت رباعی مزید بخلاف زوائد کی زیادت کے کہ وہ مانع بنا نہیں ہے پس مستغفر سے عضد کی مثل عفر آئے گا اسی طرح کیف تبنی من ضرب مثل خلق کہنا درست نہیں اس لئے کہ یہاں ضرب اور خلق کے موضوع بہ میں موافق ہونے کی وجہ سے کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا اور کیف تبنی من ضرب مثل یضرب کہنا جائز ہے اس وجہ سے کہ ضرب اور یضرب اصل میں متحد ہیں لہذا یہاں غرض و مقصود کیف یکون مضارع یضرب سے پوری ہو جاتی ہے لیکن جبکہ وہ مخالف ہوں تو اس وقت جائز ہے جیسے ضرب سے علم کی مثل ضرب بکسر را۔

(دوسرا فائدہ) سیبویہ کے نزدیک ایک لفظ کو اس لفظ کے مانند بنانا جو کلام عرب سے نہ ہونا جائز ہے لیکن اخفش اس کو جائز رکھتے ہیں لانہ ابلغ فی التدریب والاقتدار۔ پس ان کے نزدیک ضرب کی بنا جالینوس کے وزن پر ضارب یوب ہوگی بروزن فاعیلول۔ قولہ و ابو علی گوید بیفگنی و بیفزائی الخ یعنی ابو علی کے نزدیک مبنی علیہ میں جو حرف مطلقاً زیادہ کیا گیا ہے وہ مبنی میں بھی اسی جگہ زیادہ کیا جائے گا اور مبنی علیہ سے جو حرف قیاساً حذف ہوا ہے مبنی سے بھی اس کے مقابل کا حرف حذف ہوگا گو مبنی میں قیاس حذف کو مقتضی نہ ہو لیکن اگر مبنی علیہ میں حذف غیر قیاسی ہے تو مبنی میں حذف نہیں ہوگا یہ مصنف کا قول قیاساً صرف اقتاد کے ساتھ متعلق ہے اس لئے کہ صورت زیادت میں سب کا اتفاق ہے کہ جو حرف مبنی علیہ میں مطلقاً زیادہ کیا گیا ہے وہ مبنی میں بھی زیادہ کیا جائے گا اور نیز شرح اصول کبری کی عبارت اس کی تائید کرتی ہے کہ قال ابو علی یزاد ویحذف فی المبنی مازید وحذف فی المبنی علیہ قیاساً ای کل حرف حذف فی المبنی علیہ حذفا قیاساً حذف ما وقع بازائہ فی المبنی وان لم یکن فیہ ما کان فی المبنی علیہ من علت الحذف الخ۔ قولہ و نزد بعضے بشرط قیاس نہ بود الخ اور بعض کے نزدیک مبنی سے حذف کے لئے مبنی علیہ سے قیاساً کا حذف ہونا شرط نہیں ہے یعنی مبنی علیہ سے جو حرف موافق قیاس یا خلاف قیاس حذف ہوا ہے وہ مبنی سے بھی حذف ہو جائیگا اور جمہور کے نزدیک مبنی سے حذف اس وقت ہوگا کہ جب مبنی میں حذف کا قاعدہ پایا جائے پس اختلاف صورت حذف میں ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ مبنی علیہ میں جو زیادتی ہے وہ مبنی میں بھی لائی جائے گی اور اگر مبنی علیہ میں قلب ہے تو وہ مبنی میں بھی ہوگا جیسے کہ لفظ علم سے جب قسی کی مثل بنایا جائے تو عمول ہوگا اس لئے کہ قسی جمع قوس کی ہے اور یہ اصل میں قووس تھا اول اس میں قلب کیا گیا قسو ہوا اسکے

بعد تعلیل کی گئی قسیٌ ہوا پس جب علم سے اس کی مثل بنایا گیا تو اس کی طرح اس میں بھی قلب کیا گیا پس عمول ہوا زیادتی واؤ چونکہ اس میں تعلیل کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی لہذا اس میں مبنی علیہ کی طرح تعلیل نہیں ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ مبنی علیہ میں واؤ زائد عین کلمہ سے متاخر ہے تو اس قائل کی بنا پر مبنی عمسوٌ ہوگا اسی طرح اس میں بھی اتفاق ہے کہ مبنی میں مبنی منہ کے زوائد لائے جائیں گے جبکہ مبنی علیہ میں وہ زوائد نہ ہوں جیسے مستغفر سے جب جذع بالکسر کی مثل بنایا جائے تو غفر ہوگا پس غفر میں وہ زوائد نہیں لائے گئے جو مستغفر میں ہیں اس لئے کہ وہ جذع میں نہیں ہیں اور نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ مبنی میں ابدال وادغام نہیں ہوگا جبکہ ابدال وادغام کی وہ علت جو مبنی علیہ میں تھی مبنی میں نہ پائی جائے جیسے لفظ فیل سے جب اوائل کی مثل بنایا جائے تو افلیل بیائے تحتانیہ ہوگا پس اس کی یا ہمزہ سے نہیں بدلیگی اگرچہ یہ اوائل کے ہمزہ کے مقابلہ میں ہے اس لئے کہ یہ اصل میں اوادِلُ تھا پس اس میں الف جمع دو حرف علتوں کے درمیان واقع ہوا لہذا دوسرے کو ہمزہ سے بدل لیا اور یہ علت اوائل میں نہیں پائی جاتی

قولہ وچوں بنا کنی از ضرب مثل محوی الخ پس اگر ضرب سے مُحَوِّیٌ (بضم میم وفتح حاد کسر واؤ یائے مشدد) کی مثل بنایا جاوے تو مُحَوِّیٌ منسوب بہ مُحَیٌّ ہے باب تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بوقت نسبت آخری یا کو اور یائے مشدد میں سے ایک یا کو حذف کر دیا اس کے بعد دوسری یا کو واؤ سے بدل لیا مُحَوِّیٌ ہوا، تو جمہور کے نزدیک مُحَوِّلِیٌّ ہوگا یعنی وہ یائے موحدہ کو جو لام کلمہ ہے اور وہ را میں سے (جو عین مکرر ہے) ایک را کو حذف نہیں کرتے ہیں اگرچہ مبنی علیہ مُحَوِّیٌّ سے آخری یا جو لام کلمہ ہے اور وہ یا میں سے (جو عین مکرر ہے) ایک یا حذف ہوگئی ہے اس لئے کہ مبنی میں حذف کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی پس مُضَرِّبٌ بالنسبت میں مُضَرَوِلِیٌّ ہوگا۔ ابو علی اور بعض لوگوں کے نزدیک مُضَرِّیٌّ ہوگا بحذف باموحدہ کہ لام کلمہ ست و یک را کہ عین ست جیسا کہ مبنی علیہ میں ہے اس لئے کہ مبنی علیہ میں لام کلمہ اور ایک عین بسبب قیاس گر گیا ہے اگرچہ مبنی میں ان دونوں کے حذف کا قیاس نہیں پایا جاتا۔ اگر کوئی کہے کہ ابو علی اور بعض مذکور مبنی میں عین مکرر سے ایک را کو واؤ سے کیوں نہیں بدلتے جیسا کہ محوِیٌّ مبنی علیہ میں کیا گیا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ابو علی اور بعض مذکور تہیت مبنی علیہ کے قائل زائد ونقصان میں ہیں نہ کہ ابدال میں **قولہ** واز دعا مثل اسم دعد الخ اور اگر دعا سے اسمٌ اور غدٌ کی مانند بنایا جائے تو جمہور اور ابو علی کے نزدیک دُعُوٌ بکسر دال وضم آں مثل سُمُوٌ کے اور دَعُوٌ بفتح دال مثل غدٌ کے ہوگا اس لئے کہ اسم اصل میں سُمُوٌ بکسر سین وضم آں تھا اس کے واو کو نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور پھر سین کو ساکن کر کے ہمزۂ وصل اول میں لے آئے اور غدٌ اصل میں غَدَوٌ بفتح عین معجمہ تھا اس کی واؤ کو نسیاً منسیاً حذف کر دیا چونکہ ان دونوں کا واؤ خلاف قیاس

حذف ہوا ہے لہٰذا وہ مبنی میں حذف نہیں ہوا اور بعض مذکور کے نزدیک ادعُ مثل اسم کے اور دَعْ مثل عِدْ کے ہوگا اس لئے کہ ان کے نزدیک مبنی میں حذف ہوجاتا ہے مبنی علیہ میں خواہ قیاسی ہو یا غیر قیاسی قولہ وبنای عَنسَلٌ و قَنفَخرٌ از عمل وقال الخ یعنی جبکہ لفظ عمل اور قال سے عَنسَل بروزن جعفر بمعنی تیز چلنے والی اونٹنی اور قَنفَخر بکسر قاف کی مثل بنایا جائے تو مبنی علیہ اول پر عَنسَلٌ اور قَنفَلٌ ہوگا اور مبنی علیہ ثانی پر عَنسَلٌ اور قَنفَلٌ بکسر عین وقاف وتشدید لام ہوگا اور ان میں تکریر لام اس وجہ سے ہے کہ ثلاثی سے بنا رباعی اور خماسی کا قیاس تکریر لام ہے اور ان میں ادغام حرف اول کے سکون کی وجہ سے ہے۔ لان التکریر لالحاق لامنع ادغام الساکن بل یمنع ادغام المتحرک بکذا فی الاصول لہٰذا ما نعیت الحاق کے منافی نہیں ہوگا اور ان کے نون کا ادغام میم اور واؤ میں نہیں ہوگا اگرچہ وجوب ادغام کا قاعدہ پایا جاتا ہے اس لئے کہ اگر عَنسَلٌ اور قَنفَلٌ کے نون کا ادغام میم اور واؤ میں کیا جائے تو یہ عَسَّلٌ اور قَوَّلٌ ہوجائیں گے اور فَعَّلٌ بفتح فا وتشدید عین سے التباس لازم آئے گا اور یہ بات نہیں معلوم ہوگی کہ ان میں نون زائد کا ادغام ہوا ہے یا ان کا عین کلمہ کرر ہے اسی طرح عَنسَلٌ اور قَنفَلٌ میں بوقت ادغام فَعَّلٌ بکسر فا وتشدید عین سے التباس لازم

برائی ثقل ویالبس بہر فعلل وبنای اُبلم از وای واوی اُوَیْوا وبود واجر وای ر وایو وای و

اگر ادغام نہ کنند چہ میان نون ور اولام شدت اتصال ست وعدم ادغام باعث کمال ثقل ۱۲

اطلخم ایئیا وایو یا وبنای اغدودن از سیع وقوۃ اَبْیَعَ اَقْوَی شود وقیل اقویا وعصفورًا از

قائل آں اخفش ست ۱۲ منہ

قوۃ قَوِیٌّ وبنای قد عمل از قضی قَضَیَ بحذف یای ثالث منسیًا وقد عمیلۃ قَضِیَّۃ وقَضْوۃ

یعنی اسم مفعول از ثلاثی مجرد ۱۲ منہ

مانند مُحَیٌّ ومُحْوِیٌّ وجمرش قضیًا وقیل قَضِیٌّ وحلباب قصیضاء وبنای وحرجت از قرا قرایت

یعنی بنای مثل ای جمرش تبا بفتح جیم ومیم وکسر را از قضے ۱۲

وسبطر قرای واطمانت اقرایات ومضارعش یقرئری چوں بنا کنند از وای مثل کوکب

ماضی متکلم از اقشعر ۱۲ منہ

پس جمع بواؤ ونون کردہ بیائے متکلم اضافت نمایند اوی شود واز اولی مثل اخشوشن

بعد تخفیف ہمزہ ۱۲ منہ

الناس ایلوق الالاق۔ فصل خط یاسین اگر اسم حرف ہجا بود کتابتش یاسین ست واگر

مثلاً

آئے گا اور یہ بات نہیں معلوم ہوگی کہ ان میں نون زائد کا ادغام ہوا ہے اور یا کلمہ مشددالاصل تبکریر عین ہے اور ادغام بصورت التباس ممتنع ہوتا ہے **قولہ** وجحنفل از کسر و جعل الخ او د جعلّ سے بنای جحنفل ممتنع ہے اس لئے کہ یا تو ثقل لازم آتا ہے یا فعلّل سے اقتباس یعنی اگر کسر او د جعل سے جحنفل ترتیب قدیم جیم مفتوح برحائے مہملہ بمعنی غلیظ الشفتین کے وزن پر بنا کریں تو کسر ر ر اور جحلّل ہوگا پس اگر نون ساکنہ کا ادغام را اور لام میں نہ کریں تو ثقل لازم آتا ہے اس لئے کہ نون اور را اور لام میں شدت تقارب ہے لہذا ادغام کا نہ ہونا باعث ثقل ہے اور اگر ادغام کریں تو کسر ر ا د جحلّل ہوگا اور یہ نہیں معلوم ہوگا کہ نون زائد کا ادغام ہوا ہے یا لام کو سفرجل کے ساتھ الحاق کے لئے مکرر لایا گیا ہے **قولہ** وبنای اُلُم از وای واو ی الخ اور اُلُم بضم اول وثالث (بمعنی پوست گوگل) کی بنا وای اور ادی سے اُوِیٌ اور اوِدٌ ہوگی یعنی اگر وای لفیف مفروق مہموز العین سے اُلُمٌ کے وزن پر بنائیں تو اُوٌیٌ ہوگا بضم ہمزہ وسکون واؤ وکسر ہمزہ باتنوین یہ اصل میں اُوُیٌ تھا چونکہ یا حرف علت طرف میں ضمہ کے بعد واقع ہوئی لہذا اس کو کسرہ کے بعد کر دیا اس کے بعد یا بقاعدہ قاضی گر گئی اُوٌیٌ ہوا اور اگر ادی لفیف مقرون مہموز الفا سے بنائیں تو اُوِدٌ ہوگا بضم ہمزہ وسکون واو اول وکسرہ واو آخر باتنوین اور یہ اصل میں اُوُدٌ تھا واؤ کے ضمہ کو کسرہ سے بدل لیا جیسا کہ تلقی میں اس کے بعد یا کو بقاعدہ قاضی گرا دیا اُوِدٌ ہوا پھر دوسرے ہمزہ کو بقاعدہ اُومِنَ واؤ سے جو بابدل لیا اُوِدٌ ہوا اس میں اب اگرچہ دو واؤ جمع ہیں پہلی ساکن اور دوسری متحرک لیکن ادغام نہیں کیا گیا اس لئے کہ پہلی واؤ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور وہ مانع ادغام ہے۔ **قولہ** واجر وای و ایو ی الخ یعنی اجر بکسر ہمزہ و را ایک گھاس ہے) کی بنا وای سے ای ہوگی بکسر ہمزہ وسکون یا و کسر ہمزہ منون یہ اصل میں اِرْوِیٌ تھا واؤ ساکن بقاعدہ میزانٌ یا ہوگئی اور آخری یا بقاعدہ قاضی گر گئی اور ادی سے ایو ہوگی (بکسر ہمزہ وسکون یا و کسر ہمزہ منون) یہ اصل میں اِرْوِیٌ تھا آخری یا بقاعدہ قاضی گر گئی اور دوسرا ہمزہ بقاعدہ ایمانًا یا سے بدل گیا اور بعض نسخوں میں اِیٌّ تشدید یا بھی پایا گیا ہے اور یہ بھی اصل میں اِرْوِیٌ تھا لیکن اس کی تعلیل اس طرح ہے کہ دوسرا ہمزہ یا ہوگیا پس یا اور واو جمع ہوئے واؤ کو بقاعدہ سیدٌ یا کر کے یا کا یا میں ادغام کر دیا اور تیسری یا کو نسیًا منسیًا حذف کر دیا اور اس وقت ایٍ پر تنوین جر کتنوین یَدٍ ہوگی اور بعض اس کو حالت رفع اور جر میں منوبًا محذوف کرتے ہیں اور اس وقت ایٍ جانب رفع اور جر میں بکسر و تنوین ہوگا **قولہ** واطلخمّ ایتیًا و ایو یًا الخ اور اطلخمّ بروزن اقشعرّ بمعنی تاریک شد) کی بنا وای سے ایتیًا ہوگی بکسر ہمزہ وسکون یا و فتح ہمزہ و تشدید یا مفتوح و الف) اور یہ اصل میں اِرْوَیَیٌ تھا بسبب یا آخری یا بقاعدہ قال الف ہوگئی اور پہلی یا دوسری یا میں مدغم ہوگئی اور واؤ ساکن اپنے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا ہوگیا اور اِرْوَیَیٌ سے اِیَّیًا ہوگی (بکسر ہمزہ وسکون یا و فتح واؤ و یا مشدد و الف) یہ اصل میں اِرْوَیَیٌ تھا بسبب یا آخری یا الف سے بدل گئی

اور پہلی یا دوسری میں مدغم ہوگئی اور دوسرا ہمزہ بقاعدہ ایمانیا سے بدل گیا قولہ بنای اغدودن از بیع وقوۃ الخ اور اغدودن بغین معجمہ ودال مہملہ از باب افعیعال بمعنی درازگردیدموی دگیاہ، کی بنا لفظ بیع اور قوۃ سے یا بیقع اقوۃ قوی ہوگی پہلے کی اصل بیوئع ہے واؤ ساکن بقاعدہ سیدٌ یا ہوکر دوسری یا میں مدغم ہوگیا اور دوسرے کی اصل اقووۃ ہے بر چہار واؤ آخری واؤ بحسب قاعدہ واؤ ثالث بود اکنوں خامس گشت، یا ہوئی اور پھر وہ الف ہوگئی اور پھر دوسری واؤ کو تیسری واؤ میں ادغام کردیا اور بعض صرفی کہتے ہیں کہ اقویا ہوگا پس آخری واؤ بقاعدہ مذکور یا ہوئی اور پھر وہ الف ہوگئی تیسری واؤ اس وجہ سے کہ تین واؤ کا جمع ہونا مستکرہ ہے یا ہوگئی اور پھر دوسری واؤ کو بقاعدہ سیدٌ یا کرکے یا کا یا میں ادغام کردیا اقویا ہوا۔ قولہ وعصفورا از قوۃ قویٌ الخ اور عُصفور بضم عین وفا کے مانند بناقوۃ سے قُوِیٌّ ہوگی (بضم قاف وتشدید واؤ مکسور وتشدید یا) یہ اصل میں قُوْوِدٌ تھا بہ چہار واؤ بروزن عُصفُورٌ آخری واؤ یا ہوئی اس کے بعد تیسری واؤ بقاعدہ سیدٌ یا ہوکر یا میں مدغم ہوگئی اس کے بعد دوسری واؤ بروایت یا مکسور ہوئی اور دوسری واؤ مدغم ہوگئی قُوِیٌّ ہوا قولہ بنای قد عمل از قضیٌ اور قد عمل (بضم قاف وفتح ذال معجمہ وکسر میم کی بنا لفظ قضی سے قُضِیٌّ ہوگی (بضم قاف وفتح ضاد معجمہ وتشدید یا) یہ اصل میں قُضْیِیٌ تھا بسر یا پس آخری یا نسیًا منسیًا محذوف ہوگئی اور پہلی یا کا دوسری یا میں ادغام کردیا قُضِیٌّ ہوا قولہ وقد عملت قُضَیِّیَۃٌ الخ اور قد عملت بمعنی پیر ذال کی بنا پر قضی سے قُضَیِّیَۃٌ ہوگی (بضم قاف وفتح ضاد ویا مشدد مفتوحہ بعد یا مشدد وکسور اور قضویۃ بضم قاف وفتح ضاد وکسرہ واؤ ویا مشدد مفتوح اور یا اصل میں قُضْیِیَۃٌ تھے بہ چہار یا پس پہلی یا کا دوسری یا میں اور تیسری یا کا چوتھی میں ادغام کردیا قُضِیَّۃٌ ہوا اور اس میں یہ بھی جائز ہے کہ چہار یائے مذکور میں سے پہلی کو حذف کردیں اور دوسری کو واؤ سے بدل لیں پس قُضَوِیَّۃٌ ہوجائے گا جیسے مُحَیِّیٌ بسر یا کی نسبت میں (جو باب تفعیل کی ماضی حیّی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے)۔ مُحَیِّیٌ کو دو یائے مشدد اور مُحَوِّیٌ بیک یائے مشدد وحذف یائے اول وقلب دوم بواؤ جائز ہے جیسا کہ بحث نسبت میں گذر چکا۔ قولہ وبنای حمرش قضیًا الخ اور حمرش بفتح جیم ومیم وکسر را کی بنا قضی سے قضیًا بفتح قاف وسکون ضاد معجمہ ویائے منون ہوگی اور یا اصل میں قُضْیِیٌ تھا بسر یا جس میں سے پہلی یا مفتوح ہے اور دوسری یا مکسور بروزن حمرشٌ آخری یا بقاعدہ اجتماع سر یا منسیًا محذوف ہوگئی اس کے بعد دوسری یا اپنے ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف ہوگئی پس الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہوا الف گر گیا قضیًا ہوا وقیل قضیٌ الخ یعنی اور بعض حضرات تیسری یا کو منسیًا حذف کرنے کے بعد دوسری یا کو الف سے نہیں بدلتے اس لئے کہ وہ الحاق کے لئے ہے لہٰذا ان کے نزدیک قضیٌ ہوگا (بفتح قاف وسکون ضاد معجمہ وفتح یا اول و باعراب یای ثانی قولہ وحلبلابٌ قضیضاء الخ اور حلبلابٌ بکسر حا ولام اول وسکون با ایک گھاس کا نام ہے،

کی بنا قضا سے قضیضاءُ ہوگی بکسر قاف وضاد اول وباساکن دہمزہ، یہ اصل میں قضیضایٌ تھا بتکرار عین ولام یعنی ضاد و یا پس آخری یا بقاعدہ رداءٌ سے بدل گئی **قولہ** وبنائی دَحرَجتُ از قرقرا الخ اور دَحرَجتُ کی بنا قَرَءَ سے قَرَأیتُ ہوگی یہ اصل میں قرأْتُ تھا بدہ ہمزہ دوسرے ہمزہ کو بقاعدہ ساکنہ ومتحرک بعد متحرک یا ساکنہ یا گردد در موضع لام، یا سے بدل لیا **قولہ** وسبطر قرای الخ اور سبطرٌ بکسر سین وفتح بای موحدہ وسکون طائی مہملہ (یعنی دراز از ہر چیزے) ہی بنا قَرَأَ سے قرأیٌ ہوگی بسکون ہمزہ واعراب یائی تحتانیہ در یا اصل میں قرأءٌ تھا بدہ ہمزہ دوسرا ہمزہ بقاعدہ مذکورہ یا ہوگیا چونکہ یا سکون کے بعد ہے لہذا یا پر حرکت تقیل نہیں ہے قرئیٌ ہوا **قولہ** واطمانت اقرأیات الخ اور اطمأنَّتْ جواب قشعرار سے ماضی متکلم کا صیغہ ہے اس کی بنا قَرَءَ سے اقرأیْتُ ہوگی بسکون ہر دو ہمزہ بعد را و یا یہ اصل میں اقرأْأْتُ تھا بسہ ہمزہ دوسرے ہمزہ کو بقاعدہ مذکور یا سے بدل لیا پہلے تیسرے کو بقاعدہ ماذا اجتمع اکثر من ہمزتین حُقِّقَ الاولی والثالثۃ برقرار رکھا اور اس کا مضارع یقرئیٌ ہوگا بکسر ہمزہ اول قبیل یائے ساکن وضم ہمزہ ثانیہ، یہ اصل میں یَقرَأْءُ تھا بسہ ہمزہ کہ حق میں سے پہلا ہمزہ ساکن ہے اور دوسرا مکسور وتیسرا مضموم پس دوسرے ہمزہ کو بقاعدہ مذکورہ یا سے بدل لیا اور اس کی حرکت ماقبل کو دیدی یقرئیُ ہوا اور دوسرے ہمزہ کا ادغام تیسرے میں نہیں کیا اس لئے کہ ہمزہ میں ادغام نہیں ہوتا **قولہ** چوں بنا کنند ارد وای مثل کوکب الخ یعنی جب وای سے کوکبٌ کی مثل بنائیں اور پھر اسکی جمع واؤ اور نون کے ساتھ کرکے یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو اَوَیَّ ہوگا بفتح ہمزہ وواؤ وتشدید یا اس لئے کہ وائی سے کوکبٌ کی مثل وَوَأیٌ ہوگا آخری یا الف ہوگئی اور پھر بقاعدہ یسئل ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کردیا وَوَیَ ہوا پھر بقاعدہ اواصل پہلے واؤ کو ہمزہ سے بدل لیا اَوَیَ ہوا اس کے بعد جب اس کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ کی تو اَوَوْنَ ہوا بحذف الف جیسا کہ مُصطَفَوْنَ میں الف حذف ہوگیا پھر جب اس کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی تو نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا اَوَوِیَ ہوا پھر بقاعدہ سیِّدٌ واؤ کو یا کے یا کا یا میں ادغام کردیا اَوِیَ ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب ابن جنی نے خالویہ سے دریافت کیا کہ اذا جمعتَ من وای مثل کوکب وجمع بالواو والنون و اضفتَ الی یاء المتکلم فما یقال تو وہ حیران رہ گیا ابن جنی نے کہا کہ اَوِیَ ہوگا۔ **قولہ** واز اَولَقَ مثل اخشوشن الناس الخ اور اگر اولق سے اخشوشن الناس کی مثل بنائیں تو اَیْوَلَقَ الألاقُ ہوگا ایولق اصل میں اُولوِقَ تھا دوسرا ہمزہ بقاعدہ ایمانًا یا ہوگیا اور اسی سے الناس کی مثل بنایا گیا اور الناس اصل میں الأناسُ بضم ہمزہ تھا چونکہ الناس مبنی علیہ میں ہمزہ خلاف قیاس حذف ہوا ہے لہذا جمہور اور ابو علی کے نزدیک الألاقُ مبنی میں ہمزہ نہیں ہوگا اور یہ اس تقدیر پر ہے کہ جب اولق بروزن فوعل ہو اور اگر بروزن افعل ہو تو اس وقت ایولق کی اصل اِوْلوِقَ ہوگی اور الألاقُ کی اصل اُولاقٌ ہوگی اور اس وقت اس کا واؤ بقاعدہ اُجوہٌ ہمزہ سے بدل جائے گا۔ **فصل** در خط الخ یہاں تک تصرفات لفظیہ کا بیان تھا اب مصنف رسم خط کا بیان کرتے ہیں اور خط یعنی نقش کا ذکر تصرفات لفظیہ کے بعد اس وجہ سے

ہے کہ نقوش الفاظ اور تصرفات لفظیہ پر دلالت کرتے ہیں اور ذکر دال بعد ذکر مدلول ضروری و مناسب ہے اور لفظ کی صورت اس کے حروف ہجائیہ کے ساتھ بنانے کو خط کہتے ہیں اور اس مقام میں مقصود خط عربی کے احکام بیان کرنا ہے جس کا واضع اول مرامر بن مرۃ طائی ہیں اور نیز اس سے مراد غیر اہل عروض کا خط ہے اس لئے کہ اہل عروض صرف حروف ملفوظ کو لکھتے ہیں اور اس جگہ کبھی حروف ملفوظہ کو نہیں لکھتے جیسے لہٗ کی دا اور بہٖ کی با اور کبھی غیر ملفوظہ کو لکھتے ہیں جیسے فاعلم کا ہمزہ اور کبھی الف کو بصورت واؤ لکھتے ہیں جیسے صلوٰۃ اور کبھی بصورت یا جیسے ربوٰ جیسے کہ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی اور خط مصحف بھی کبھی قیاس رسم خط معروف کے مخالف ہوتا ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ خطان لا یقاس ان خط المصحف وخط العروض اور فاضل مصحف مجید کے رسم خط کے بارے میں کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔ جیسے عقیلۃ اتراب اور مقنع ابی عمرو دانی وغیرہ (فائدہ) چونکہ آخر حروف باعتبار صورت ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں لہٰذا التباس کے دور کرنے کے لئے نقطوں کو مقرر کیا ہے پس بعض حروف کے امتیاز کے لئے صرف ایک نقطہ کافی ہے اسی وجہ سے بعض حضرات شین معجمہ پر صرف ایک نقطہ لگاتے ہیں اور اکثر تین دندانوں کی مناسبت کی وجہ سے تین نقطہ لگاتے ہیں **قولہ** خطیاسین اگر اسم حروف ہجا بود الخ یعنی اگر لفظ یاسین سے مراد حروف تہجی کا نام ہے تو اس وقت وہ بصورت اسماء حروف مُسَمّٰی یاسین لکھا جائے گا یعنی یا جدا اور سین جدا اسی طرح طاہا اور اگر وہ کسی دوسری شئی (مثلاً کسی شخص) کا نام ہے تو اسوقت بعض کے نزدیک ایسے ہی لکھا جائے گا اور بعض کے نزدیک بصورت مسمای حروف یٰسین لکھا جائے گا اور قرآن مجید میں بہر دو تقدیر یعنی حرف کا نام ہو یا کسی دوسری شئی کا صرف بصورت یٰسین یعنی بصورت مسمای حروف اسی طرح طٰہٰ **قولہ** بدانکہ اصل در خط ہر کلمہ الخ یعنی ہر کلمہ کے خط میں اصل یہ ہے کہ جس طرح وہ ابتدا کلام میں (اس سے پیشتر کوئی کلمہ لائے بغیر) بولا جاتا ہے یا جس صورت سے اس پر وقف کیا جاتا ہے اسی طرح لکھا جائے پس مَنْ ابنکَ اور فَاضْرِبْ میں الف لکھا جاوے گا گو اس وقت پڑھا نہیں جاتا اس لئے کہ ابتدا کلام کے وقت ہمزہ پڑھا جاتا ہے گو وہ اب وسط کلام میں ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا اسی طرح رَاَیْتُہٗ کو بدوں واؤ اور مررتُ بہٖ کو بدوں یا لکھتے ہیں اس وجہ سے کہ حالت وقف میں یہ دونوں حذف ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی رہ زید اَمیں لفظارہ کو بحالت وقف اور نیز بحالت وصل ہائے سکتہ کے ساتھ لکھتے ہیں بمعنی (تو زید کو دیکھ) اس وجہ سے کہ وہ کلمہ یک حرفی میں بحالت وقف ہائے سکتہ لاحق کرتے ہیں اور یہ (یعنی رہ) رای یریٰ سے امر کا صیغہ ہے اور ایسے ہی وہ مجیٔ مَہ جُثت میں مَہ کو بحالت وقف اور نیز بحالت وصل ہائے سکتہ کے ساتھ لکھتے ہیں بمعنی (جطور آمدی آمدی یعنی تم کس طرح آئے) اس لئے کہ ما استفہامیہ جب مضاف الیہ ہوتا ہے تو وہ اس کا الف حذف کر دیتے ہیں اور پھر اس کے ایک حرف پر رہ جانے کی وجہ سے بحالت وقف ہائے سکتہ لاحق کرتے ہیں اور مجیٔ مہ کہتے ہیں۔

اسم شئی دیگرست یا سین بود و تسمیہ ودر مصحف مجید بر ہر دو لفظ یراخیر ست بدانکہ اصل در
ای کتابتش نزد بعضے بصورت سمای حروف مست ۱۲ ای نوشتن بصورت مسمی ۱۲
خط ہر کلمہ کتابت آنست بحر و فش بصوریکہ مراو راست در وقت ابتدا باآں و وقف
وقت نظم ۱۲
براں ولہذا رہ زیدًا او مجئ محبت بہا نویسند و مانند بزید و لزید و کزید و منک و منکم و
وضربکم متصل نگارند و کتابت اضربن بواؤ و الف و اضربن بیاؤ لام تضربن بواؤ و نون و
بصورت اضربا ۱۲ تضربون ۱۲
لام تضربن بیاو نون باید نوشتند تا مؤکد بر صورت غیر مؤکد نشود لیکن خط ہمزہ اول کلمہ بالف
مثل تضربین ۱۲ بجاتا اخیر کتابت از قاعدہ صدر مستثنی است ۱۲
است مگر در للاولئن و یومئذ و حینئذ و ہؤلاء و متوسط ساکن بوفق حرکت ماقبل و متحرک
خط ہمزہ اے متوسط ۱۲ ہمزہ ۱۲
بوفق حرکتش اگر بعد سکون ست و بیشتر مفتوحہ را بعد الف نویسند و اگر بعد حرکت ست
و بعضے ہمہ ہمزہ است متوسط بعد سکون انداز ند ۱۲
پس در مؤجل بواؤ و در فیئۃ بیاو در غیراں بر طبق بین بین و ہمزۂ اخیر اگر بعد متحرک ست ساکن
چنانکہ تخفیف آں ہم بر گونہ می شود ۱۲
بود یا متحرک بوفق حرکت ماقبلش بنویسند و اگر بعد ساکن ست بیفگنند چوں خبٗ و خب
در رفع ۱۲ در جر ۱۲
و خبا و بعد اتصال ضمیر و تائے تانیث و نون تاکید و مانند آں حکم متوسطہ یابد چوں جزوک
در نصب ۱۲

پس قاعدہ مذکور کی بنا پر لکھنے کے وقت اس کو ہا کے ساتھ لکھتے ہیں اور مجئ بنصب جئت فعل متاخر کا مفعول مطلق ہے اور ما استفہامیہ کی طرف مضاف ہے لیکن اگر ما استفہامیہ مجرور بحرف جر ہو تو اس وقت اس کی کتابت ہای سکتہ کے ساتھ واجب نہیں اگرچہ وہ اس وقت ایک حرف پر بڑھ جاتا ہے اس لئے کہ اس کا وقف بھی ترک ہا کے سکتہ کے ساتھ جائز ہے جیسے عمّ اور ممّ اور لامَ اور حتام اور اگر اس طرف خیال کیا جائے کہ اس کا وقف ہای سکتہ

ساتھ بھی لکھ سکتے ہیں جیسے الا مجیبت اور علامہ سرت قولہ ومانند بزیدولزیدا الخ یعنی ہر کلمہ کی کتابت میں اصل یہ ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ لکھا جاوے گا مگر جبکہ کلمہ یک حرفی دوسرے کلمہ کے قبل واقع ہو تو وہ ملا کر لکھا جائے گا جیسے بزیدولزیدو کزیدوالفرس اس لئے کہ ان کا تلفظ اسی صورت سے ہوتا ہے نہ کہ تنہا یا جبکہ ضمیر متصل ہو تو وہ اپنے عامل سے ملا کر لکھی جاوے گی جیسے منک ومنکم وضربکم اس لئے کہ ان کے درمیان کمال اتصال ہے یہانتک کہ ضمیر متصل کا تنہا پڑھنا جائز نہیں ہے اور یہ ابتداً اور وقفاً اسی اتصال کے ساتھ آتی ہے قولہ وکتابت اضربن بواؤ والف الخ یعنی قاعدہ مذکورہ کے لحاظ سے یہ چاہیئے تھا کہ اضربن صیغہ جمع مذکر حاضر بانون خفیفہ کی کتابت واؤ اور الف کے ساتھ بصورت اضربوا ہوتی اور اضربن امرء اعد مخاطبہ بانون خفیفہ کی کتابت یا کے ساتھ بصورت اضربی ہوتی اور ہل تضربن جمع مذکر مضارع مخاطب بانون خفیفہ کی کتابت واؤ اور نون کے ساتھ بصورت تضربون ہوتی اور ہل تضربن واحد مخاطبہ مضارع بانون خفیفہ کی کتابت یا اور نون کے ساتھ بصورت تضربین ہوتی اس لئے کہ نون خفیفہ کو جو ضمہ اور کسرہ کے بعد ہوتا ہے حالت وقف میں حذف کر دیتے ہیں اور پھر وہ حرف جو نون خفیفہ کی وجہ سے محذوف ہو گیا ہے واپس آجاتا ہے جیسا کہ بحث وقف میں گذر چکا مگر ایسا نہیں کیا گیا تاکہ فعل مؤکد بانون خفیفہ بصورت غیر مؤکد نہ ہو جائے اور قواعد خط کے جاننے والے کو مؤکد اور غیر مؤکد کے پہچاننے میں دشواری نہ ہو اور مؤکد کا غیر مؤکد سے ملتبس ہونا گو حالت وقف میں بھی لازم آتا ہے لیکن وہ اس جگہ قرینہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ قولہ ولیکن خط ہمزہ اول الخ کلمہ لیکن اصل مذکور سے استثناء کے لئے ہے یعنی ہر کلمہ کے خط میں اصل یہ ہے کہ وہ اس صورت پر لکھا جاوے کہ جس صورت پر وہ ابتدا الکلم میں ہو یا جس صورت پر وقف کیا جاوے لیکن ہمزہ کا خط اس اصل کے مخالف ہے اس لئے کہ اس کی کوئی معین صورت نہیں ہے بلکہ اس کا رسم خط حرف علت کی صورت پر ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں میں کمال ارتباط ہے اس وجہ سے کہ ہمزہ کبھی حرف علت سے بدلجاتا ہے اور کبھی حرف علت ہمزہ سے البتہ خلیل نحوی نے اس کی شکل کے لئے سر عین یا یں صورت مقرر کیا ہے چنانچہ یہی ہمزہ کی کتابت میں شائع ہو رہا ہے پس اول کلمہ میں ہمزہ بشکل الف لکھا جائے گا خواہ مفتوح ہو یا مضموم یا مکسور جیسے اَحَدٌ بفتحتین وأُحُدٌ بضمتین وإبِلٌ بکسرتین خواہ قطعی ہو جیسے ان تینوں مثالوں میں یا وصلی جیسے الحمدُ واللہُ اعلم میں خواہ زائد ہو یا اصلی خواہ مبدل ہو جیسے اَحَدٌ بفتحتین اور اُجُوہٌ اور اشاحٌ میں یا غیر مبدل جیسے إبِلٌ میں اور خواہ ابتدا الکلام میں ہو یا وسط کلام میں جیسے مررتُ باحمد میں البتہ اس صورت میں کہ جب لام کی اس اَن مصدریہ پر داخل ہو جو لا پر داخل ہے یا جب لام تاکید ان شرطیہ پر داخل ہو تو پہلی قسم میں ہمزہ کو اس کی ماقبل حرکت کے موافق حرف کے ساتھ اور دوسری قسم میں اس کو خود اس کی حرکت کے موافق حرکت کے ساتھ بصورت یا لکھتے ہیں جیسے قولہ لئلا ولئن پس ان دونوں

صورتوں میں ہمزہ حقیقتاً اول کلمہ میں واقع ہے لہذا چاہیئے تھا کہ اس کو بصورت الف لکھتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس لئے کہ لئلا اور لئن دونوں کثیر الاستعمال ہیں لہذا تخفیف حاصل کرنے کے لئے ہمزہ کو وسط کا حکم دیکر بصورت یا لکھتے ہیں اور نیز اگر لئلا کا ہمزہ بصورت الف لکھا جاتا تو لالا بصورت دو حرف نفی ہو جاتا اور اسکو وہ مکروہ خیال کرتے ہیں اسی طرح لفظ یوم اور عین اور ان کی مثل جب کلمہ ذا پر داخل ہوں یا کلمہ ہا لفظ الا پر تو اس وقت ہمزہ کو خود اس کی حرکت کے موافق حرف کے ساتھ لکھتے ہیں اس لئے کہ یہ کثیر الاستعمال ہیں پس پہلی قسم میں ہمزہ کو بصورت یا لکھیں گے جیسے یومئذ وحینئذ اور دوسری میں بصورت واؤ جیسے ہؤلاء اور وجوہ مذکورہ ہی کی بنا پر کلمہ ہا سے الف کو گرا دیتے ہیں قولہ و متوسط ساکن الخ اور ہمزہ متوسط ساکن کا خط اس کی ماقبل حرکت کے موافق ہوگا یعنی اگر ہمزہ کے ماقبل فتحہ ہے تو اس کو بصورت الف لکھیں گے اور اگر ضمہ ہے تو بصورت واؤ اور اگر کسرہ ہے تو بصورت یا جیسے رأس وبؤس ودئب قولہ ومتحرک بوفق حرکتش الخ اور ہمزہ متوسط متحرک کا خط اس کی حرکت ذاتی کے موافق ہوگا بشرطیکہ وہ سکون کے بعد ہو پس مضموم میں بصورت واؤ لکھیں گے اور مفتوح میں بصورت الف اور مکسور میں بصورت یا جیسے لؤم ویسأل ویئس۔ قولہ وبیشتر مفتوحہ الخ اور اکثر اہل فن اس ہمزہ مفتوحہ متوسطہ کو جو الف کے بعد ہو کراہت اجتماع مثلین کی وجہ سے نہیں لکھتے ہیں جیسے سال بروزن فاعل از باب مفاعلہ پس اگر اس کو اثبات ہمزہ کے ساتھ لکھتے تو بصورت ساأل ہوتا اور مثلین یعنی دو الف ہو جاتے قولہ واگر بعد حرکت ست الخ اور اگر ہمزہ متوسطہ متحرکہ حرکت کے بعد ہے تو مفتوح بعد ضمہ کو واؤ کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے قولہ مؤجل اور مفتوح بعد کسرہ کو یا کے ساتھ جیسے فئۃ بمعنی گروہ قولہ و درغیر آں برطبق ہیں ہیں الخ اور اس کے علاوہ میں ہیں ہیں کے مطابق لکھتے ہیں مثلاً مستہزؤن کے ہمزہ کو واؤ کے ساتھ لکھیں گے اگر ہیں ہیں قریب ہے اور یا کے ساتھ اگر ہیں ہیں بعید ہے اور رسُل کے ہمزہ کو بر تقدیر ہیں ہیں قریب یا کے ساتھ لکھیں گے اور بر تقدیر ہیں ہیں بعید واؤ کے ساتھ اور سَأَلَ کے ہمزہ کو یعنی مفتوحہ بعد فتحہ کو الف کے ساتھ اور یَسْئَمُ کے ہمزہ کو یعنی مکسورہ بعد فتحہ کو اور مستہزئین کے ہمزہ کو یعنی مکسورہ بعد کسرہ کو یا کے ساتھ اور رؤف کے ہمزہ کو یعنی مضمومہ بعد فتحہ کو اور رؤس کے ہمزہ کو یعنی مضمومہ بعد ضمہ کو واؤ کے ساتھ لکھیں گے اس لئے کہ ان پانچوں میں ہیں ہیں قریب ہے قولہ وہمزۂ اخیر اگر بعد متحرک ست الخ یعنی آخری ہمزہ خواہ متحرک ہو یا ساکن اگر متحرک کے بعد ہے تو وہ اپنی ماقبل حرکت کے موافق لکھا جاوے گا جیسے قرأ بالف بفتح الہمزۃ بعد الفتح اور یُقرِئُ بیا بضم الہمزۃ بعد الکسرۃ اور ردُؤ بواؤ بفتح الہمزۃ بعد الضمۃ ولم یقرء ولم یُقرِئ ولم یَرُؤ بسکون الہمزۃ بعد الفتحۃ او الکسرۃ او الضمۃ قولہ اگر بعد ساکن ست بیفگندند الخ اور اگر آخری ہمزہ حرف ساکن کے بعد ہے تو اس کو کتابت سے گرا دیتے ہیں پس ہذا خبؤ رأیتُ خبأً ومررتُ بخبءٍ کو بصورت خبٍ وخبا

وضرب لکھا جاوے گا اور حالت نصب میں جو الف لکھا جاتا ہے وہ صورت ہمزہ نہیں ہے بلکہ صورت تنوین منسوب ہے اس لئے کہ یہ تنوین حالت وقف میں الف ہو جاتی ہے جیسے رایتُ زیدًا میں پس رایت خبا میں جو الف ہے وہ صورت ہمزہ نہیں ہے بلکہ صورت تنوین ہے جو حالت وقف میں الف سے بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے کہ آخری ہمزہ ساکن کے بعد گر جاتا ہے اسم ممدود منصوب منون کو دو الفوں کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے سمعتُ ندا اَ پہلا الف لفظ کا ہے اور دوسرا تنوین سے بدل ہے اور ہمزہ درمیان سے گر گیا اور اس کو تین الفوں کے ساتھ بصورت ندا اَا نہیں لکھتے۔ قولہ وبعد اتصال ضمیر و تای تانیث الخ اور ہر آخری ہمزہ اس امر غیر مستقل کے متصل ہونے کے بعد جو اپنے ماقبل کے جز کی مانند ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وقف اسی پر کیا جاتا ہو نہ اس کے ماقبل پر کتابت میں ہمزہ متوسط کے حکم میں ہو جاتا ہے مثلاً ضمیر متصل اور تای تانیث اور نون تاکید اور علامت تثنیہ و جمع اور یائے نسبت جیسے ہذا عزوک کہ اس میں ہمزہ کو واؤ کے ساتھ لکھیں گے اس لئے کہ اس کی حرکت ضمہ ہے اور رایتُ جزاک میں الف کے ساتھ اور مررتُ بجزئک میں یا کے ساتھ اس لئے کہ ان میں اس کی حرکت فتحہ یا کسرہ ہے اور جیسے ہذا رداؤک میں واؤ کے ساتھ اور مررتُ بردائک میں یا کے ساتھ اور رایت ردائک میں اکثر کے نزدیک ایک الف کے ساتھ بصورت رداک لکھیں گے یعنی ہمزہ مفتوحہ بعد الف کو گرا دیں گے جیسا کہ سال ماضی میں باب مفاعلۃ سے اور بعض کے نزدیک اس کو اس کی حرکت کے موافق حرف کے ساتھ بصورت ردااک دو الفوں کے ساتھ لکھیں گے۔ تائے تانیث کی مثال جیسے عبارۃ پس اکثر کے نزدیک یہ الف کے ساتھ عباۃ بصورت اماۃ لکھا جائے گا اور بعض کے نزدیک دو الفوں کے ساتھ اور عبارات دو الفوں کے ساتھ بصورت عبارتٌ لکھا جائے گا اس لئے کہ الفات کا اجتماع مکروہ ہے اور نون تاکید کی مثال جیسے یشارکنّ قولہ نہ در مانند مقروۃ بریۃ الخ اور مقروۃٌ اور بریۃٌ جیسے کلمات اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں یعنی ہر وہ مقام کہ جہاں آخری ہمزہ بعد واؤ اور یائے ساکن زائد کے واقع ہو کہ جس کی تخفیف قلب و ادغام سے نہ ہوئی ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی امر غیر مستقل متصل ہو اور وہ اس مقام میں تای تانیث ہے تو وہ ہمزہ کتابت میں متوسط کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ وہ کتابت سے حذف کر دیا جائے گا جیسے مقروءۃٌ اور بریئۃٌ پس ان دونوں کا ہمزہ تائے تانیث کے متصل ہونے کی وجہ سے گو وسط میں حاصل ہو گیا ہے لیکن وہ کتابت میں ہمزہ متوسط کے حکم میں نہیں ہوگا اور ہمزہ جزاءٌ کی طرح بصورت الف نہیں لکھا جائے گا بلکہ وہ کتابت سے حذف کر دیا جائے گا پس یہ دونوں بصورت مقرءۃٌ اور بریۃٌ لکھے جائیں گے جیسے کہ قلب و ادغام کے بعد لکھے جاتے ہیں کیونکہ یہ قلب و ادغام بھی جائز ہے قولہ وہمزۂ کہ بعد آں مدہ الخ یعنی ہر ہمزہ کہ جس کے بعد مدہ اسی کی صورت خط پر واقع ہوا ہو تو وہ ہمزہ کتابت سے حذف ہو جاتا ہے بشرطیکہ التباس نہ لازم آتا ہو پس

مستہزؤن کو ایک واؤ کیساتھ بصورت مستہزدن لکھیں گے اور مستہزئین کو ایک یا کے ساتھ بصورت مستہزین اور اور علمت خطأً ہمزہ والف تنوین کو ایک الف کے ساتھ بصورت خطأ لکھیں گے پس ان مثالوں میں ہمزہ خط سے حذف کر دیا گیا اس لئے کہ بعد مدہ اسی کی صورت خط پر واقع ہے اور اگر ان مثالوں میں ہمزہ کو اسی صورت پر لکھا جاتا تو پہلی مثال میں دو واؤ جمع ہو جاتے ایک صورت ہمزہ اور دوسرا واؤ جمع اور دوسری مثال میں دو یا ایک صورت ہمزہ دوسری یا جمع اور تیسری مثال میں دو الف ایک صورت ہمزہ اور دوسرا وہ الف جو حالت وقف میں تنوین سے بدل لیا جاتا ہے اور یہ اجتماع مثلین ان کے نزدیک جیسا کہ لفظ میں مکروہ ہے اسی طرح خط میں بھی مکروہ ہے لہذا ہمزہ مذکورہ کو کتابت سے حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ گذر چکا۔ برخلاف ردائی بیائی متکلم اور حنائی بیائے نسبت کہ اس میں ہمزہ کو لکھتے ہیں اس لئے کہ ان میں ہمزہ کے بعد یائے مدہ برصورت ہمزہ نہیں ہے اس وجہ سے کہ ان دونوں میں یائے مذکورہ حالت انفراد کی طرح مدوّر لکھی جاتی ہے اور ہمزہ حالت اتصال کی مانند بشکل یا لکھا جاتا ہے اور بخلاف مستہزئین مثنی کے کہ وہ دو یا کے ساتھ لکھا جائے گا اور اس کا ہمزہ محذوف نہیں ہوگا اس لئے کہ اس میں ہمزہ کے بعد مدہ نہیں ہے اور تاکہ وہ جمع کے ساتھ ملتبس نہ ہو۔

ور واؤ ک نہ در مانند مقروۃ و بریۃ و ہمزہ کہ بعد آں مدہ برصورت خطش بود پیفتد پس در مستہزون

(ای خط ہمزہ ۱۲)

و مستہزین علمت خطا ہمزہ را نویسند بل یک واو و یا و الف بخلاف نحو روائی و حنائی کہ مدہ

(در مستہزؤن نیز واو جمع ست ۱۲)

برصورت ہمزہ نیست و در قرآ و یقرآ آن ہمزہ را نیفگنند تا التباس بمفرد و جمع مؤنث نشود الفیکہ

(در رد دہم ۱۲) (اگرچہ بعد ہمزہ مدہ برصورت خطا است ۱۲) (یعنی شبیہ مضارع ۱۲)

رابع یا زیادہ در اسم یا در فعل باشد یا نبود نہ بعد یا نحو صدیا بعد یا ہم در مانند یحیی و دریٰ علما و الف

(در آخر کلمہ ۱۲) (بیا نویسند ۱۲) (ای بشکل یا مرقوم شود ۱۲)

ثالث اگر زیاست بیا نویسند و اگر نہ بالف و در کلا بہر دو نگارند و از حروف جز بلیٰ و الیٰ و علیٰ و حتی

(اخیر ۱۲) (بدل ۱۲)

(بر اے تنبیہ بر اصل ۱۲) (یعنی الف آن مجہول الاصلیت و ہمچنیں اسمائے لازم النا مثل ماذا و اذا و ہمچنیں حرف بجا و متی و انی بیا نوشتہ شود بر اے ما لازم

بیا نوشتہ اند و دو حرف مکرر را کہ از یک کلمہ اند یا دوم تا می ضمیر ست و جنس اول بعد او غام یکے

(یعنی اول تا ست ۱۲)

نویسند چوں مروبت نہ و عدت اللحم اما الذی و التی و الذین و مما و عما و اما و الا بخلاف قیاس ست و

(اصلہ فرزشل مرب ۱۲) (مؤنث احد ۱۲) (اصلہ من ما ۱۲)

قولہ ودر قرآ ویقرآن الخ اور قرآ تثنیہ ماضی اور یقرآن تثنیہ مضارع میں اگرچہ ہمزہ کے بعد مدہ اس کے صورت خط پر ہے لیکن ان میں ہمزہ کو نہیں گراتے ہیں تاکہ پہلی مثال میں ماضی مفرد کے ساتھ اور دوسری میں جمع مؤنث مضارع کے ساتھ التباس لازم نہ آوے قولہ الفیکہ رابع یا زیادہ در اسم الخ جو الف چوتھی یا پانچویں یا چھٹی جگہ واقع ہو اسم میں ہو یا فعل میں واؤ سے بدل ہو جیسے المرتضیٰ والمستصفیٰ واعلیٰ دار تقضی یا یا سے جیسے المرمیٰ واغنیٰ واستصفیٰ یا نہ واؤ سے بدل ہو نہ یا سے جیسے حبلیٰ وقہقریٰ وقبعثریٰ تو ان سب صورتوں میں وہ بصورت یا لکھا جائے گا ہاں اگر اس کے ساتھ تائی تانیث متصل ہو جیسے ارطاۃ ومستشاۃ یا ضمیر منصوب جیسے اعطاہ واغناہ یا ضمیر مجرور جیسے مرماہ وحبلاہ تو اس وقت وہ الف کے ساتھ لکھا جائیگا قولہ نہ بعد یا نحو صدیا الخ یعنی الف رابع یا زیادہ کی کتابت بصورت یا اس وقت ہے کہ جب یہ الف یا تحتانیہ کے بعد نہ ہو ورنہ وہ اگر فعل یا اسم غیر علم میں یا کے بعد ہے تو الف کے ساتھ لکھا جائے گا تاکہ صورت میں دو یا نہ جمع ہوں جیسے قولہ صدیا بمعنی پیاسی عورت اور اَحْیَا یہ اَحْیَاءٌ سے فعل ماضی ہے اور خطیا یا اور اگر وہ الف علم میں سے ہو یا کے بعد ہی کیوں نہ ہو یا کے ساتھ لکھا جائے گا جیسے یحییٰ ورَیّا جبکہ یہ علم ہوں تاکہ علم اور غیر علم میں فرق ہو جائے اور اس کا عکس اس لئے جائز نہیں کہ غیر علم مقدم علم پر ہے اور چونکہ غیر علم الف کے ساتھ آچکا ہے لہذا علم کو یا کے ساتھ لکھا جائے گا اور السہیل ابن مالک میں ہے کہ لا یکتب شیٌ من العلم بالیاء الا یحییٰ والتمیم مذہب المبرد لیکن اگر یحییٰ مضارع ہو اور ریّا مؤنث ریان کا علم نہ ہوں، تو اس وقت یہ الف کے ساتھ لکھے جائیں گے قولہ والف ثالث اگر از یاست الخ الف ثالث اخیر اگر یا سے بدل ہے تو اس کو بصورت یا لکھتے ہیں جیسے رمیٰ والرحیٰ لیکن اگر اس کے ساتھ ضمیر منصوب یا مجرور متصل ہو جیسے رماہ ورحاہ یا تاء تانیث جیسے فتاۃ تو اس وقت اس کو الف کے ساتھ لکھتے ہیں (فیہ خلاف) قولہ واگرنہ بالف الخ اور اگر الف ثالث یا سے بدل نہ ہو تو اس وقت اس کو الف کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے دعا ودعاہ وعصا وعصاہ لیکن مشاکلۃ فاصلہ کی وجہ سے اس کو بصورت یا لکھتے ہیں جیسے والضحیٰ پس اس میں الف کو سجیٰ کی مشاکلۃ کی وجہ سے بصورت یا لکھتے ہیں اور سجیٰ میں قلیٰ کی مشاکلۃ کی وجہ سے اور کوفیوں کے نزدیک وہ کلمہ جو بروزن فعل بضم فاء فتح عین ہو یا بروزن فعل بکسر فاء فتح عین بصورت یا لکھا جاتا ہے جیسے العلیٰ والرضیٰ قولہ ودر کلا بہر دو نگاشتہ الخ اور خصوصاً لفظ کلا میں الف کے ساتھ اور یا کے ساتھ دونوں طرح لکھنا جائز ہے اس لئے کہ اس میں احتمال ہے کہ الف واؤ سے بدل ہو اس وجہ سے کہ اس کی مؤنث کلتا کی تا واؤ سے بدل ہے کیونکہ یہ اصل میں کلوی تھا اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ الف یا سے بدل ہو اس وجہ سے کہ اس کے الف میں امالہ جائز ہے فائدہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حیوٰۃ اور مشکوٰۃ اور ابوٰ جیسے کلمات کا الف بصورت واؤ لکھا جاتا ہے بشرطیکہ شئی اور مضاف الخ

نہ ہوں اس لئے کہ وہ اس وقت یہ بصورت الف لکھے جاتے ہیں جیسے صلاتان وزکاتان وصلاتی وزکاتی اور اسمار لازم الیناء الف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں جیسے مَا اور اَذًا اور اَتَا لیکن متیٰ اور انّیٰ کا الف بوجہ امالہ بصورت یا لکھا جاتا ہے **قولہ** واز حروف جز بلیٰ والیٰ الخ یعنی جملہ حروف ماسوا بلیٰ اور الیٰ اور علیٰ اور حتیٰ کے یا کے ساتھ نہیں لکھے جائیں گے اور بلیٰ کا الف بصورت یا اس وجہ سے لکھا جاتا ہے کہ اس میں امالہ جائز ہے اور الیٰ اور علیٰ کا الف اس وجہ سے کہ یہ اتصال ضمیر کے وقت یا ہو جاتا ہے۔ جیسے الیہ وعلیہ۔ رہا حتیٰ وہ الیٰ پر محمول ہے **قولہ** ودو حرف مکررا الخ یعنی جبکہ دو حرف مکرر ایک کلمہ میں ہوں یا دوسرا حرف تاء ضمیر ہو اور پہلے حرف کی جنس سے ہو یعنی پہلا حرف بھی تاء ہو تو ادغام کے بعد ایک ہی حرف لکھا جائے گا جیسے قولہ فرّ کہ اصل میں فرَرَ تھا اور جیسے بتّ بتشدید تا اس میں دوسری تا ضمیر متکلم ہے اور پہلی تا بَاتَ سے لام کلمہ ہے۔ **قولہ** نہ وعدت اللحم یعنی بخلاف وعدتُ اور اللحم کے کہ ان دونوں میں دو حرف لکھے جائیں گے اس لئے کہ وعدتُ میں اگرچہ دال کو تا سے بدل کر تا میں ادغام کر دیا ہے لیکن دال اور تا ایک جنس سے نہیں ہیں اور اللحم میں اگرچہ لام تعریف اور لام لحم ایک جنس سے ہیں لیکن ایک کلمہ سے نہیں ہیں اور نیز اللحم کو ایک لام کے ساتھ لکھنے میں معرف کا التباس منکر یا ہمزہ استفہام کے ساتھ لازم آتا ہے اور اگر دوسرا حرف ضمیر مفعول ہو اور پہلے حرف کی جنس سے ہو تو اس وقت دو حرف لکھے جائیں گے جیسے راٰجمعہٗ اور یدرککم اس لئے کہ ضمیر مفعول فاعل کی طرح مثل جز نہیں ہوتی۔ **قولہ** اما الذی والتی الخ لیکن الذی اور التی اور الذین اور مما اور عما اور اتا اور الا خلاف قیاس لکھے جاتے ہیں اس لئے کہ الذی اور التی اور الذین (جمع مذکر موصول) میں قیاس یہ تھا کہ یہ دو لام کے ساتھ لکھے جاتے ہیں ایک لام تعریف اور دوسرا لام لذی ولتی ولذین کیونکہ یہ دو کلمہ ہیں لیکن بوجہ لزوم لام تعریف وعدم التباس وکثرت استعمال ایک ہی لام لکھا جاتا ہے البتہ اَلَّذَیْنِ تثنیہ کو دو لام سے لکھتے ہیں تاکہ جمع سے ممتاز ہو جائے اور باقی تثنیہ کے تینوں صیغے اَلَّذَیْنِ پر محمول ہیں اسی طرح الاء جمع مؤنث موصول کو دو لام کے ساتھ لکھتے ہیں اس لئے کہ اگر اس سے ایک لام کو حذف کر دیا جائے تو وہ بصورت الا ہو جائے گا کیونکہ وہ ہمزہ جو الف کے بعد واقع ہو خصوصاً جبکہ آخر میں ہو خط سے حذف کر دیا جاتا ہے پس الا حرف تنبیہ یا استثناء سے التباس لازم آئے گا اور باقی جمع مؤنث کے پانچ صیغے اَللَّاوٗنَ واَللَّاتِی واَللَّوتِی واَللَّائِی واَللَّوَا اس پر محمول ہیں اسی طرح مما اور عما اور اتا اور الا میں قیاس یہ تھا کہ من ما اور عن ما اور اَنْ ما اور اِنْ لا اظہار نون کے ساتھ لکھے جاتے۔ اس لئے کہ مدغم اور مدغم فیہ دو کلموں سے ہیں لیکن اس طرح نہیں لکھتے جس کی وجہ آخر کتاب میں آئے گی اور مما اور عما اصل میں من ما اور عن ما تھے ان میں ما استفہامیہ ہے اور ما بکسر ہمزہ وفتح

آں (نہ حرف تردید) اصل میں اَنْ مَا تھا اَنْ شرطیہ کے ساتھ یا اَنْ مصدریہ کے ساتھ اور کلمہ ما زائدہ ہے اور الآ بکسر ہمزہ یا فتح آں (نہ حرف استثناء) اصل میں اَنْ لا تھا قولہ والف اللہ الخ یعنی الف اللہ جو لام مشدد کے بعد ہے اور الف رحمٰن جو میم کے بعد ہے عام ازیں کہ وہ دونوں تسمیہ میں ہوں یا غیر تسمیہ میں کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیفاً نہیں لکھے جاتے جیسے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اسم کا ہمزہ اس وجہ سے کہ وہ ہر کام کی ابتدا میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے نہیں لکھا جاتا لیکن باسم اللہ فقط اور باسم ربک کا ہمزہ لکھا جائے گا اس لئے کہ یہ کثیر الاستعمال نہیں ہیں۔ رہا بسم اللہ مجریہا کے ہمزہ کا حذف اس وجہ سے ہے کہ اہل کشتی اس کو کثرت سے پڑھتے ہیں قولہ وہمزۂ ابن الخ اس کا عطف ہمزہ اسم پر ہے یعنی اور جیسے ہمزۂ ابن جبکہ دو علموں کے درمیان نعت واقع ہو حذف ہو جاتا ہے اس لئے کہ ابن اس

والف اللہ و رحمٰن نہ نویسند چنانکہ ہمزہ اسم و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و ہمزۂ ابن کہ نعت و
در تسمیہ واقع شود یا نہ ۱۲ برائے کثرت استعمال و طلب تخفیف ۱۲

درمیان دو علم ست آں کہ بعد لام جر یا تاکید بود و در مانند لبن تمامش بیفتد و در مثل وہن ہمزہ اش
ای الف لام ہر دو ۱۲ اے الف لام تعریف ۱۲

فقط چوں للبن و للدہن و بیفگنند ہمزۂ وصل را بعد الف استفہام مگر ہمزۂ آل کہ اثباتش رواست
کہ مضموم یا مکسور باشد ۱۲

نحو الرجل و الف ہا در ہذا و ہذہ و ہذان و ہذین و ہولا و نہ در ہاتا و ہاتی و ہاذاک و ہاذانک و الف
تنبیہ ۱۲ مشدد منبہ یا لفعل ۱۲

ذلک و اُلئک و ثلث و ثلثین و لکن و لکنّ و اکثری ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق را بی الف و واو و ایک و او
مخفف حرف عطف ۱۲

در بعضے سلیمان و عثمان و معاویہ را بی الف نویسند و می افزایند الف بعد واو جمع کہ در فعل ست

و ضمیر مفعول بدو نہ پیوستہ تا بواو عطف مشتبہ نگردد چوں قدروا لم یقصد واو در ہاستان از جہت
ہی در مائۃ می افزایند ۱۲

مائۃ و دراں تا جداشود از منہ و واو بعد عمرو در حالت رفع و جر تمیمہ یا بداز عمرو و در اولا برای موافقت
در افزایند ۱۲

ای در اُولئک واُولٰئک واُولائک نیز ۱۲ واُولائک نیز ۱۲

اُولئک وورال از جہت مخالفت الیک وورا ولو بواسطۂ متابعت اولے وورال از جہت

واسم اشارہ از حرف جر اولی بتہ فرست ۱۲

مفارقت الے حرف وشبہ آں را جز متی یا کلمۂ ما کہ حرفست متصل نویسند چوں انما وانیما و

الحاسملئے شروالے استفہام ۱۲ رضی ۔ تا تغیر یا کہ موجب التباس ست لازم نیاید ۱۲

کلما چنانچہ اَنْ ناصبہ واِنْ شرطیہ بالا ویوم وحین یا اذ بر تقدیر بنا۔

نوع کے ساتھ کثیر الاستعمال ہے جیسے ہذا زید بن عمرو اس میں ابن عمرو نعت زید کی ہے لیکن اس حذف کی شرط یہ ہے کہ اس کا موصوف کسی ضرورت سے منوّن نہ ہو ورنہ محذوف نہ ہوگا اور اگر ابن نعت نہ ہو جیسے زیدٌ ابن خالدٍ کہ اس میں زید مبتدا ہے اور ابن خالد اس کی خبر یا دو علموں کے درمیان واقع نہ ہو جیسے زیدٌ ابن خالک تو ہمزہ حذف نہ ہوگا۔ قولہ ال کہ بعد لام جر الخ یعنی جبکہ الف ولام تعریف بعد لام جر یا لام تاکید کے لبدٍ جیسے کلمہ میں واقع ہو یعنی جس کا فا کلمہ لام ہو تو وہ الف ولام تعریف پورا حذف ہو جائے گا تا کہ تین لام جمع نہ ہوں جیسے للّذین اور وہن جیسے کلمہ میں یعنی جس کے اول میں لام نہ ہو الف ولام تعریف سے صرف ہمزہ حذف ہوگا جیسے للّذین ان دونوں مثالوں میں دو لام لکھے ہوئے ہیں قولہ وبیفگندند ہمزۂ وصل را الخ یعنی ہمزۂ وصل مکسورہ ہو یا مضمومہ بعد الف استفہام کے کتابت سے حذف ہو جاتا ہے اس لئے کہ شروع کلمہ میں دو الفوں کا جمع ہونا مکروہ ہے جیسے أَبنہ حاضراً (کیا اس کا بیٹا حاضر ہے)۔ اور جیسے افزئی (کیا اس نے بہتان لگایا) بخلاف ہمزہ وصل مفتوحہ کے کہ اس کا اثبات ہمزۂ استفہام کے بعد درست ہے جیسے ہمزہ ولام تعریف اور ایمن اللہ کا ہمزہ پس حذف تو اس لئے جائز ہے کہ شروع کلمہ میں در القول کا کتابت میں جمع ہونا مکروہ ہے جیسے ألرجل جاء (کیا وہ مرد آیا) اور ایمن اللہ یمینک (کیا اللہ کی قسم تیری یمین ہے) اور اثبات ہمزہ اس لئے کہ تا کہ استخبار ملتبس خبر سے نہ ہو جائے جیسے الرجل جاء وا ایمن اللہ یمینک بکتابت ہمزتین قولہ والف ہا در ہذا وہذہ الخ اور ہذا اور ہذہ اور ہذان اور ہاتین اور ہؤلاء میں ہا کا الف کتابت سے تخفیفاً حذف ہو جاتا ہے کیونکہ ہا تنبیہ کا استعمال اسم اشارہ کے ساتھ کثیر ہے البتہ ہاتا اور ہاتی اور ہاذا ذاک اور ہاذانک میں ہا کا الف حذف نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ کثیر الاستعمال نہیں ہیں قولہ والف ذلک واولئک الخ اور ذلک اور اولئک اور تلک اور تلکمین اور لکن مخفف حرف عطف یا حرف مشبہ بفعل اور لکنّ مشدد حرف مشبہ بفعل کے الف کو تخفیفاً حذف کرتے ہیں اس لئے کہ یہ بھی کثیر الاستعمال ہیں قولہ واکثری ابراہیم واسمٰعیل الخ اور اکثر اہل فن لفظ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کو بغیر الف لکھتے ہیں اور دانکہ ایک واؤ کے ساتھ اس لئے کہ دو واؤں کا اجتماع مکروہ ہے بخلاف تصییر اور تخییر جیسے کلمات کی دو یاؤں کے ان دونوں کو باقی رکھتے ہیں تا کہ مضارع مجرد کے ساتھ کتابت میں التباس لازم

آئے اور بعض اہل فن سلیمان اور عثمان اور معاویہ کو بالف لکھتے ہیں اس لئے کہ اعلام مذکورہ کثیر الاستعمال ہیں۔
قولہ ومی افزایند الف بعد واؤ جمع الخ یعنی واؤ جمع کے بعد فعل میں خواہ ماضی ہو یا مضارع یا امر خلافاً لبعض البصریین فی المضارع، الف زیادہ کرتے ہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ ضمیر مفعول متصل نہ ہو اور اس کا الف لکھنا اس وجہ سے ہے تاکہ بعض صورتوں میں واؤ عاطفہ سے اشتباہ نہ ہو جیسے حاذوا ما فازوا المعنی جمعوا اشیاء وما فازوا بمراد ہم (انہوں نے اشیاء کو جمع کیا اور اپنی مراد کو نہیں پہنچے) اور جیسے قولہ قدّروا لم یقصد واپس اگر حاذوا اور قدّروا کے بعد الف نہ لکھا جاتا تو واؤ جمع واؤ عاطفہ سے ملتبس ہو جاتی اور یہ نہ معلوم ہوتا کہ واؤ ایں ضمیر جمع ہے یا واؤ عطف اور جہاں التباس نہیں ہے اور وہ وہ جگہ ہے کہ جہاں واؤ فعل جمع کے ساتھ متصل لکھی جاتی ہے، وہاں پر الف طرداً للباب لکھا جاتا ہے جیسے کلوا وشربوا قولہ ضمیر مفعول بدون پیوستہ یا پس ساحتراز ہے کہ اگر ضمیر مفعول اس کے ساتھ پیوستہ ہو جیسے ضربوہ تو وہاں الف نہیں لکھا جائے گا اسی طرح ہر اس چیز سے حتراز ہے جو واؤ جمع کو آخریت سے نکال کر درجہ وسط میں لے آتی ہے مثلاً نون جمع اور نون تاکید جیسے لَتُبْلَوُنَّ بخلاف نصروا ہم کے کہ جب اس میں ضمیر ہم کو واؤ جمع کی تاکید قرار دیں تو اس وقت میں الف لکھا جائے گا اس لئے کہ واؤ آخر میں ہے کیونکہ کلمہ تاکید منفصل ہوتا ہے نہ کہ متصل قولہ در فعل ست یہ اس واؤ جمع سے احتراز ہے جو اسم میں ہو جیسے مسلموا المدینۃ وشاربوا الماء اور بعض حضرات اسماء میں بھی لکھتے ہیں جیسے شاربوا الماء پس اس میں نون اضافت کی وجہ سے گر گیا پھر واؤ جمع کے بعد الف لکھا گیا اور جیسے بنوا زید اور ذوا مال قولہ در مائتان از جہت مائۃ الخ اور مائتان میں میم کے بعد الف زیادہ کرتے ہیں اس لئے کہ اس کے مفرد مائۃ میں زائد ہے اور مفرد میں اس لئے زیادہ کیا گیا تاکہ منہ سے دو جمع اور ضمیر مذکر غائب سے مرکب ہے، باعتبار صورت حروف ممتاز ہو جائے اور نیز یہ کثیر الاستعمال ہے۔ رہا نقاط کا اختلاف سو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور اس کی جمع مئات اور مئون اور مئین میں الف زیادہ نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ جمع میں مفرد کا صیغہ باقی نہیں ہے بخلاف تثنیہ کے کہ اس میں باقی ہے قولہ و واؤ بعد عمرو الخ اور عَمْرٌو بفتحتین کے بعد جو منصرف ہے حالت رفع اور جر میں واؤ زیادہ کرتے ہیں تاکہ وہ عُمَر بضم عین و فتح میم سے جو غیر منصرف ہے ممتاز ہو جائے البتہ حالت نصب میں امتیاز کے لئے واؤ کی حاجت نہیں ہے اس لئے کہ عَمْرٌ بفتح عین بحالت نصب کے الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے کیونکہ وہ منصرف ہے عُمَر بضم عین بحالت نصب الف کے ساتھ نہیں لکھا جاتا اس لئے کہ وہ غیر منصرف ہے اور برعکس اس لئے نہیں کیا گیا کہ منصرف خفیف ہے اور غیر منصرف ثقیل پس زیادتی خفیف میں مناسبت ہے نہ ثقیل میں۔ لیکن یہ حکم صرف نثر میں ہے اس لئے کہ نظم میں خود شعر کا وزن ممیز ہے لہٰذا واؤ سے امتیاز کی حاجت نہیں۔ و در اولاء برائے موافقت الخ اور اولاء اسم اشارہ میں واؤ اولئک کی موافقت

کی وجہ سے زیادہ کرتے ہیں اور اُولٰئک میں اس وجہ سے زیادہ کرتے ہیں تاکہ ایک سے جو حرف جر اور کاف سے مرکب ہے مخالف ہو جائے جس سے دونوں صورت میں ممتاز ہو جائیں۔ رہا اختلاف نقاط وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ قولہ۔ ودر لولو الخ اور لُولُو میں (جو بحالت رفع ہے اور وو کی جمع ہے) واو اُولی کی متابعت کی وجہ سے زیادہ کرتے ہیں اور یہ اُولی وہی اُولُو ہے لیکن بحالت نصب وجر ہے اور اُولی میں تو اس وجہ سے زیادہ کرتے ہیں تاکہ وہ الی حرف جر سے صورۃً مفارق اور ممتاز ہو جائے۔ قولہ۔ حرف وشبہ آں را جز متی الخ جملہ حروف اور ان کے مشابہ اسماء شرط واستفہام علاوہ نفظ متی کے کلمہ ما حرفیہ غیر مصدریہ کے ساتھ متصل لکھے جاتے ہیں جیسے انّما وممّا وعمّا یہ حرف کی مثالیں ہیں اور جیسے اینما وکلما یہ اسم شبیہ بحرف کی مثالیں ہیں پہلی استفہام کی ہے اور دوسری شرط کی اور یہ اس لئے ہے کہ ما حرفیہ مصدریہ ماقبل کی جز کی طرح ہو جاتا ہے لہذا اس کو کتابت میں متصل لکھتے ہیں اور ما مصدریہ چونکہ اپنے ماتحت کے ساتھ مل کر شئی واحد کی تاویل میں ہوتا ہے لہذا وہ اپنے مابعد کا جز ہوتا ہے اور وہ جملہ ہے پس وہ نہ اپنے مابعد کے ساتھ اور نہ اپنے ماقبل کے ساتھ ملا کر لکھا جائے گا اور ما اسمیہ چونکہ مستقل ہے لہذا وہ ملا کر نہیں لکھا جائے گا جیسے انّہ عِنْدِیْ حَسَنٌ (تحقیق جو چیز میرے پاس ہے اچھی ہے) اسی طرح اَنْ ناصبہ اور اِنْ شرطیہ کلمہ لا کے ساتھ متصل لکھے جاتے ہیں جیسے اِلّا کہ اصل میں اَن لا تھا بفتح ہمزہ اور جیسے اِلّا کہ اصل میں ان لا تھا بکسر ہمزہ اور یہ اس لئے ہے کہ یہ اَنْ مصدریہ ہے اور پھر اس کے بعد مفرد واقع ہوا ہے لہذا اس کو اس کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں اور نیز چونکہ ناصب اور جازم کو فعل کیساتھ اتصال ہوتا ہے لہذا ضروری ہوا کہ ان کو اس چیز کا مثل جز کر دیا جاوے کہ جس نے ان کو فعل سے جدا کیا ہے اسی وجہ سے کہ کو لا کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں جیسے کیلا یخرج اور ان شرطیہ کو لا کے ساتھ ملا کر لکھنا کثرت استعمال کی وجہ سے ہے اور نیز اس وجہ سے ہے جو اَنْ ناصبہ میں گذر چکی۔ اسی طرح لفظ یوم اور حین کلمہ اذا کے ساتھ بر تقدیر بنا متصل لکھے جاتے ہیں یعنی جبکہ یوم اور حین کلمہ اذا کی طرف مضاف ہو کر مبنی بر فتح ہوں تو اس وقت یہ دونوں اذا کے ساتھ ملا کر لکھے جاتے ہیں اس لئے کہ کلمہ اذا جب اپنے مضاف الیہ سے جدا کر دیا گیا تو اس جبر ونقصان کے لئے بنا کے وقت اس کو اور اس کے مضاف کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کر دیا لہذا دونوں ملا کر لکھے جانے لگے جیسے جَلَسْتُ یَوْمَئِذٍ وَقَامَ حِیْنَئِذٍ لیکن بر تقدیر اعراب منفصل لکھے جاتے ہیں اور بسا اوقات یوم اور حین کی حالت اعرابیہ کو بنائیہ پر محمول کر کے ان کو معرب ہونے کی حالت میں بھی کلمہ اذا کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں اور تمام اسماء زمان کا یہی حکم ہے جیسے وقتئذٍ وزمانئذٍ ولیلتئذٍ ساعتئذٍ۔ وللہ الحمد علیٰ ما وفقنی للاتمام والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدٍ وآلہ واصحابہ ہداۃ الانام الی یوم القیام۔